عمران سیریز
خاص نمبر
ایکشن گروپ
مظہر کلیم ایم اے

...گا ہیں قارئین کے...

...یا ہے۔ یوگا کی مشقیں کیا ہوتی ہیں۔ کیا آپ کسی ناول میں اسکی تفصیل درج کریں گے۔

محترمہ عظمیٰ، ساجدہ و شازیہ صاحبہ! ناولوں کی پسندیدگی کے لئے آپ کا مشکور ...

... یوگا ذہنی اور جسمانی ورزشوں کے ایک خصوصی طریقے کا نام ہے۔ بازار میں ...گا کی ان ورزشوں کی تفصیلات پر مبنی کتب آسانی سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ ...میں ان کی تفصیلات درج نہیں کی جا سکتیں، کیونکہ ناول کا موضوع ان ...یلات کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

کراچی ناظم آباد سے محمد الیاس صاحب لکھتے ہیں۔ "واٹر پاور کا سلسلہ بے حد ...گیا ہے اس قدر اچھوتے موضوع کو جاسوسی ادب کی زینت بنانے پر میری ...سے دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔ جاسوسی ادب کے قارئین کے لئے یہ واقعی ...پڑھنے سے بھی بڑھ کر تھا۔ ایک گذارش ہے کہ آپ جن قارئین کے خطوط کا ...لفظ میں جواب دیتے ہیں ان کا پورا پتہ درج کر دیا کریں تاکہ اس طرح ...ن کے درمیان قلمی دوستی کا سلسلہ شروع ہو سکے۔ یہ سلسلہ پیغامِ امن ...کے مترادف ہو گا۔"

محترم الیاس صاحب! ناول کی پسندیدگی کے لئے انتہائی مشکور ہوں۔ ...تک قلمی دوستی کا تعلق ہے یہ ضروری تو نہیں کہ جن کا پتہ شائع کیا جائے ...دوستی کی خواہش بھی رکھتے ہوں اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ قلمی دوستی قارئین ...میں شروع کر دیں اور میں اس دوستی سے یکسر محروم ہو کر صرف قلم تک ہی محدود ...وں جبکہ مجھے قلم کے ساتھ ساتھ قارئین کی دوستی بھی بے حد عزیز ہے امید ...آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

...اب اجازت دیجئے۔

والسّلام
مظہر کلیم ایم۔ اے

عمران بستر پر لیٹا ہوا اخبار کی سرخیوں کے مطالعے میں مصروف تھا ایک ہفتہ سے اُسے اچانک تیز بخار ہو گیا تھا جو دو دن تک رہا۔ گو بخار اُتر گیا لیکن ڈاکٹر نے اُسے آرام کرنے کی ہدایت کی تھی اس لئے عمران گذشتہ ایک ہفتے سے آرام کر رہا تھا۔ گو اب عمران کی صحت پوری طرح بحال ہو چکی تھی لیکن اس کے باوجود اس کا زیادہ تر وقت بستر پر ہی گذرتا تھا۔ کتابوں اور رسالوں کی اس کے پاس کمی نہ تھی اور سیکرٹ سروس کے پاس بھی ان دنوں کوئی کیس نہ تھا اس لئے عمران بخار اُترنے کے باوجود بالکل آرام کرنے کے موڈ میں تھا لیکن اس کے اس آرام نے سلیمان کو واقعی تنگ کر رکھ دیا تھا۔ چونکہ عمران کا زیادہ تر وقت فلیٹ میں ہی گذرتا تھا اس لئے ایک تو سلیمان کو مسلسل اُسے چائے اور کافی بنا کر دینی پڑتی تھی دوسرا عمران اب اس پر اس طرح نکتہ چینی کرتا رہتا تھا جیسے وہ بیماری کے بعد شدید چڑچڑا ہو گیا ہو۔ اس نے سلیمان کے ہر کام میں کیڑے ڈال ڈال کر اس کی جان عذاب میں ڈال رکھی تھی۔ سلیمان

اس لئے سب کچھ برداشت کر رہا تھا کہ شاید عمران بیماری کی وجہ سے
چڑچڑا ہو گیا ہے اور آہستہ آہستہ وہ اپنی سابقہ خوش مزاجی کی طرف
لوٹ آئے گا۔ لیکن عمران کا چڑچڑا پن بجائے کم ہونے کے مسلسل بڑھتا
جا رہا تھا۔

"سلیمان" ——— عمران نے لیٹے لیٹے انتہائی کرخت اور تیز آواز میں
سلیمان کو پکارا۔

"جی صاحب!" ——— سلیمان نے فوراً ہی بیڈ روم کے دروازے پر
نمودار ہوتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ابھی تک بیڈ ٹی نہیں آئی ——— کیا کرتے رہے ہو اب تک ——— ؟
تمہاری عادتیں بہت بگڑ چکی ہیں ——— کام کرنے کو تو تمہارا دل ہی نہیں
چاہتا" ——— عمران کے لہجے میں بے پناہ چڑچڑا پن تھا۔

"اماں بی کا حکم ہے کہ آپ کو چائے نہ دی جائے" ——— سلیمان
نے بڑے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"کیا ——— کیا مطلب! ——— اماں بی نے وائرلیس کی ہے تمہیں ——— ؟"
عمران نے چونک کر پوچھا۔

"وائرلیس نہیں کی صاحب! ——— میں صبح خود ان کی خدمت میں
حاضر ہوا تھا اور میں نے انہیں بتایا کہ آپ بہت چڑچڑے ہو گئے ہیں
انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ دن میں کتنی چائے پیتے ہیں ——— ؟
میں نے کہا کہ ساٹھ ستر پیالیاں تو پی ہی جاتے ہیں ——— اس پر انہوں
نے فیصلہ دے دیا کہ آپ کے دماغ پر چائے کی خشکی چڑھ گئی ہے اس
لئے اب چائے بالکل بند" ——— سلیمان نے بڑے مودبانہ لہجے میں

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ساٹھ ستر پیالیاں چائے ——— غضب خدا کا ——— تم نے ساٹھ ستر
پیالیاں بتائی ہیں انہیں ——— کیوں جھوٹ بولا ——— کب پلائی ہیں تم
نے مجھے ساٹھ ستر پیالیاں چائے ——— چھ سات پیالیوں کے بعد تو
تم ویسے ہی انکار کر دیتے ہو ——— اور نہ صرف انکار کر دیتے ہو۔ بلکہ
چائے کی پتی، چینی اور بجلی کے بل کی زیادتی کا رونا رونے بیٹھ جاتے ہو۔
بولو کیوں جھوٹ بولا تم نے" ——— عمران نہ صرف بستر پر اٹھ کر بیٹھ
گیا تھا بلکہ اس کی آنکھوں سے غصے کی شدت سے شعلے سے نکلنے لگ
گئے تھے۔

"آپ خود ہی تو کہتے ہیں کہ صفر کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی اس لئے
اگر چھ سات کے آگے میں نے صفر لگا دی تو کیا فرق پڑتا ہے" ———
سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم گئے کیوں تھے اماں بی کے پاس" ——— عمران نے آنکھیں
نکالتے ہوئے کہا۔

"کئی دن سے عجیب عجیب سے وہم آ رہے تھے ——— طبیعت میں
پریشانی کا عنصر بڑھتا جا رہا تھا اور یہ میرا تجربہ ہے کہ ایسی کیفیت میں اگر
بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا جائے تو یہ کیفیت دور ہو جاتی
ہے ——— اس لئے میں اماں بی کی خدمت میں سلام عرض کرنے گیا
تھا۔ اور یقین کیجئے کہ جب سے میں واپس آیا ہوں طبیعت بڑی فرحاں و
شاداں ہے" ——— سلیمان نے آہستہ سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ہونی تھی فرحاں و شاداں ——— ظاہر ہے جب کام ہی نہ کرنا

پڑے گا تو طبیعت تو ہو گی تمہاری فرحاں و شاداں —— لیکن جانتے ہو مجھے —— میں شاداں و فرحاں دونوں کو گولی مار کر زمین میں دفن کر دونگا۔ جاؤ بیڈ ٹی لے آؤ —— یہاں کام چوری نہیں چلے گی ۔ جاؤ" —— عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! —— میں آپ کا ملازم ہوں —— آپ کے حکم کی تعمیل مجھ پر فرض ہے —— مجھے چائے لانے میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اماں بی کی اجازت کے بعد —— اس لئے میں فون کر کے ان سے پوچھ لیتا ہوں" —— سلیمان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور ساتھ ہی میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"رُک جاؤ —— کوئی ضرورت نہیں ہے اماں بی کو فون کرنے کی —— بس میں کہہ رہا ہوں چائے لے آؤ" —— عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری جناب! —— میں بزرگوں کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا —— آپ ٹیلیفون نہیں کرنے دیتے تو میں خود چلا جاتا ہوں اماں بی کے پاس —— ویسے انہوں نے چائے کی بجائے ایک اور چیز آپ کو دینے کا حکم دیا ہے —— اگر آپ اجازت دیں تو وہ لے آؤں" —— سلیمان کا لہجہ مؤدبانہ ہی تھا۔

"کیا چیز —— ؟ عمران نے بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"تخمِ بالنگو" —— سلیمان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ بالنگو ملنگو تم خود ہی پیئو —— جاؤ میرے لئے چائے لے آؤ —— جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا" —— عمران نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کچھ دیر اور صبر کر لیں —— اماں بی بس پہنچنے ہی والی ہوں گی —— آپ تو صرف گولی ماریں گے ۔ وہ مجھے توپ سے اُڑا دیں گی ۔ اور بہرحال گولی اور توپ میں بڑا فرق ہوتا ہے —— گولی کھا کر کم از کم لاش تو سلامت رہ جاتی ہے —— توپ سے اُڑنے کے بعد تو لاش کا ہی پتہ نہیں چلتا" —— سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اماں بی آ رہی ہیں یہاں —— کیوں" —— ؟ عمران نے اچھلتے ہوئے پوچھا۔

"جی انہوں نے کہا تھا کہ عمران تم سے چائے مانگنے سے باز نہ آئے گا۔ اور تم انکار کرو گے تو وہ تم پر رعب جما کر چائے حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور مجھے فون بھی نہ کرنے دے گا —— اس لئے اگر ایک گھنٹے تک تمہارا فون نہ آیا تو میں یہی سمجھوں گی کہ وہ تم پر رعب جما کر چائے حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے —— پھر میں خود آ جاؤں گی" —— سلیمان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! —— پھر تو جلدی سے انہیں فون کر کے کہو کہ عمران چائے نہیں مانگ رہا" —— عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"سوری جناب! —— جھوٹ بولنا بُری بات ہے —— اور میں آپ کی خاطر جھوٹ بول کر اپنی عاقبت خراب نہیں کرنا چاہتا" —— سلیمان نے سپاٹ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے —— تم بہت اچھے ہو سلیمان پیارے —— تمہارا جواب نہیں —— اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ میں اتنی لذت دی ہے کہ لوگ کھاتے ہاتھ سے ہیں اور چاٹتے پیر کی انگلیاں ہیں —— واہ! باورچی ہو تو

اس پائے کا —— پلیز آغا سلیمان پاشا ب—— اماں بی کو فون کر دو:
عمران نے اس بار اُسے بڑے خوشامدانہ لہجے میں پچکارتے ہوئے کہا۔
اس کے لہجے سے ساری سختی اور چڑچڑاپن یکسر غائب ہو گیا تھا۔

"یعنی میں پائے کا باورچی ہوں —— یہی کہا ہے نا آپ نے ——
اور پھر کی انگلیاں چاٹتے ہیں لوگ —— مطلب یہ ہوا کہ مجھے صرف
پائے پکانے آتے ہیں —— اور پائے بھی ایسے کہ لوگ کھانے کی
بجائے پائے کی انگلیاں چاٹ کر رکھ دیتے ہیں" —— سلیمان نے
غصیلے انداز میں نتھنے پھلاتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے —— وہ تو میں نے محاورتاً کہا تھا —— ہاتھوں کی
انگلیاں تو فارغ نہیں ہوتیں اس لئے —— اور پائے کا مطلب ہے
بہت بڑا —— عمران نے فوراً ہی وضاحت کرنے کی کوشش کرتے
ہوئے کہا۔

"تو پھر کردوں فون —— اجازت ہے" —— سلیمان نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں ب—— جلدی کرو ۔ ورنہ وہ آجائیں گی —— اور اگر یہاں
وہ آگئیں تو بس سمجھو کہ میری کم بختی آگئی" —— عمران نے سہمے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"او کے" —— سلیمان نے کہا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع
کر دیئے ۔ لیکن آدھے نمبر ڈائل کر کے اس نے نہ صرف ہاتھ ہٹا لیا بلکہ
رسیور بھی رکھ دیا۔

"کیا ہوا —— ہاتھ کیوں روک دیا" —— ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے یاد آگیا ہے کہ انہوں نے اٹھتے وقت اپنا فیصلہ تبدیل کر دیا
تھا —— انہوں نے کہا تھا کہ اگر عمران چائے مانگے تو فون کر دینا ——
اگر فون نہ آیا تو میں یہی سمجھوں گی کہ عمران نے چائے نہیں مانگی۔ ویسے
آپ نے چائے مانگی تو ہے اس لئے بہتر ہے کہ فون کر ہی دوں" ——
سلیمان نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رسیور کی طرف
ہاتھ بڑھایا۔

"اوہ! —— رک جاؤ —— پلیز رک جاؤ —— مت کرو فون" ——
عمران نے اس بار اُسے روکتے ہوئے کہا۔

"دوبارہ تو نہیں مانگیں گے چائے" —— ؟ سلیمان نے آنکھیں
نکالتے ہوئے کہا۔

"نہیں مانگوں گا —— بالکل نہیں مانگوں گا —— ویسے بھی عقلمند
کہتے ہیں کہ بن مانگے ملیں موتی اور مانگے نہ ملے بھیک" —— عمران
نے فوراً وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ساتھ البتہ رعایت کی جاسکتی ہے دوسرے حصے کی حد
تک" —— سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یعنی کہ اب میں بھیک مانگوں" —— عمران نے آنکھیں نکالتے
ہوئے کہا۔

"اگر آپ کا چڑچڑاپن اسی رفتار سے بڑھتا رہا تو یہ نوبت بھی جلد
آجائے گی" —— سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور تیزی سے
مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"جناب سلیمان صاحب!" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لکھ کر درخواست بھیجیں ـــــ صاحب زبانی عرضی پر غور نہیں کیا کرتے" ـــــ سلیمان نے مڑ کر جواب دیا اور عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار کھِل کھلا کر ہنس پڑا۔

سلیمان جواب دے کر دروازے سے باہر جا چکا تھا اور عمران نے مسکراتے ہوئے دوبارہ اخبار اٹھا لیا۔ اس نے تو واقعی سلیمان کو زچ کرنے کی غرض سے چڑچڑے پن کا لبادہ اوڑھا ہوا تھا لیکن سلیمان بھی تو اسی کا باورچی تھا۔ اس لئے آخر اس نے تنگ آکر اماں بی والا ترپ کا پتہ شو کر دیا اور عمران کو یقین تھا کہ اگر اب سلیمان کو زیادہ تنگ کیا تو وہ واقعی اماں بی سے شکایت کر دے گا اور اس کے بعد واقعی چائے کی بجائے تڑا تڑ جوتیاں ہی کھانی پڑیں گی۔

"یہ لیجیے جناب چائے ـــــ لیکن یہ آخری چائے ہے۔ میں استعفیٰ لکھ رہا ہوں ـــــ آپ میری سابقہ تنخواہوں اور اوور ٹائم کا بندوبست کر لیں میرے استعفیٰ مکمل ہونے تک" ـــــ سلیمان نے چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن استعفے کے ساتھ میڈیکل سرٹیفکیٹ آنا ضروری ہے ـــــ اور وہ بھی مینٹل ہاسپٹل کے انچارج ڈاکٹر کا" ـــــ عمران نے پیالی اٹھا کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

"اگر میرے پاس میڈیکل سرٹیفکیٹ بنوانے جتنی رقم ہوتی تو مجھے استعفیٰ کیوں دینا پڑتا" ـــــ سلیمان نے جواب دیا۔

"یعنی تم مفلسی سے تنگ آکر استعفیٰ دے رہے ہو ـــــ یہ تو اصولاً غلط ہے ـــــ مفلسی سے تنگ آکر تو خودکشی کی جاتی ہے اور خودکشی کرنے کے لئے میڈیکل سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہوتی" ـــــ عمران نے چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"مفلس مالک خودکشی کیا کرتے ہیں ـــــ ملازم استعفیٰ دے کر کسی امیر آدمی کی نوکری کر لیتے ہیں" ـــــ سلیمان بھلا کہاں خاموش رہنے والا تھا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں مفلس ہوں اس لئے تم استعفیٰ دے رہے ہو" ـــــ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"پہلا زمانہ اچھا ہوتا تھا کہ جو دیوالیہ ہوتا تھا وہ اخبار میں اشتہار دے دیتا تھا ـــــ لیکن اب تو مفلس اشتہار دینے کی بجائے مفلسی کی تفصیلات پوچھنے بیٹھ جاتا ہے ـــــ آپ خود سوچیں جو مالک دو روز ہسپتال میں رہ کر آیا ہو اور پھر ہسپتال سے آنے کے بعد بھی سارا دن بستر پر پڑا رہے اس کی مفلسی میں آخر کیا شک رہ جائے گا ـــــ جب کمائے گا نہیں تو ملازم آخر کب تک اُدھار لے لے کر اسے چائے پلاتا رہے گا ـــــ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ استعفیٰ دے کر سوپر فیاض کی نوکری کروں گا" ـــــ سلیمان نے جواب دیا اور سوپر فیاض کا نام سن کر عمران کو جو چائے کی چسکیاں لے رہا تھا اچھو سا لگ گیا۔

"تو تم فیاض کو مجھ سے امیر سمجھتے ہو" ـــــ عمران نے اپنے آپ کو سنبھالنے کے بعد آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"نہ سمجھنے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے ـــــ یہ فلیٹ فیاض صاحب کا۔ آپ کے پاس تو کرایہ دینے کی بھی رقم نہیں ہوتی ـــــ اگر فیاض صاحب آپ کی حالت پر ترس نہ کھاتے تو آپ فٹ پاتھ پر بیٹھے مکھیاں اڑا رہے

ہوتے اور میں آپ کے ساتھ بیٹھا تالیاں بجا بجا کر مچھر مارتا رہتا ۔۔۔۔ فیاض صاحب کی جیب ہلکی ہوتی ہے تب آپ کی جیب میں کچھ نظر آنے لگتا ہے ۔۔۔ اور اب تو فیاض صاحب نے بھی ادھر کا رخ کرنا چھوڑ دیا ہے ۔۔۔ اب میں استعفےٰ نہ دوں گا تو اور کیا کروں گا" سلیمان نے کہا۔

"تم میری توہین کر رہے ہو سلیمان! ۔۔۔ اور میں تمہیں اپنی توہین کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتا" ۔۔۔ عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"بنک بیلنس نام کی کوئی چیز آپ کے پاس نہیں ہے ۔۔۔ یہ چائے کی پتی بھی اماں بی کے باورچی خانے سے اڑا لایا تھا تاکہ کم از کم میں تو چائے پی سکوں اور میں نے پی بھی لی ۔۔۔ اب آخر پرانے تعلقات کا لحاظ بھی کرنا پڑتا ہے اس لئے میں نے پھینکی ہوئی پتی اٹھا کر اس میں گرم پانی ڈالا کہ چلو چائے نہ سہی ۔۔۔ چائے کی شکل ہی سہی" ۔۔۔ سلیمان نے مسلسل جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم نے پھینکی ہوئی چائے کی پتی میں گرم پانی ڈال کر مجھے پلا دیا ہے" ۔۔۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا کرتا ۔۔۔ اپنے لئے تو چوری ہر کوئی کرتا ہے ۔۔۔ اب آپ کا مطلب ہے کہ آپ کے لئے بھی میں ہی چوری کروں ۔ یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ سلیمان نے چائے کی خالی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن پرسوں جو میں نے تمہیں دس ہزار روپے دیئے تھے وہ

کہاں گئے" ۔۔۔ ؟ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے پوچھا۔

"وہ دس ہزار ۔۔۔ صرف دس ہزار ۔۔۔ لاحول ولا قوۃ ۔۔۔ یعنی کے پرسوں کے دیئے ہوئے دس ہزار ابھی تک آپ کو یاد ہیں حد ہو گئی مفلسی کی ۔۔۔ بہت ہو گئی ۔۔۔ اب تو لازماً مجھے استعفیٰ دینا پڑے گا" ۔۔۔ سلیمان نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا جیسے دس ہزار روپے کی بجائے عمران نے اسے دس پیسے والا سکہ دیا ہو۔

"اچھا جو کل تم نے میری جیب سے پانچ ہزار روپے نکالے تھے جب تمہارے خیال کے مطابق میں سو رہا تھا ۔۔۔ بولو! کہاں گئے وہ"؟ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے پوچھا۔

"کل ۔۔۔ یعنی کہ گذرے ہوئے کل کی بات کر رہے ہیں ۔۔۔ ماضی کی ۔۔۔ جواب تاریخ کا حصہ بن چکا ہے ۔۔۔ یہ بھی بڑی مصیبت ہے کہ مفلس ہمیشہ ماضی میں زندہ رہتے ہیں اور نہ صرف زندہ رہتے ہیں ۔۔۔ بلکہ جاگتے بھی رہتے ہیں ۔۔۔ مفلسی حال میں ہوتی ہے اور وہ بیٹھے گذرے ہوئے کل کو یاد کرتے رہتے ہیں" ۔۔۔ سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پرسوں دس ہزار ۔۔۔ کل پانچ ہزار ۔۔۔ اور آج میں مفلس نظر آنے لگ گیا ہوں ۔۔۔ یہی مطلب ہے نا تمہارا ۔۔۔ اگر تم جیسا باورچی قارون کو مل جاتا تو قارون بے چارہ بھی اسی طرح ماضی کو یاد کر کر کے رونے پر مجبور ہو جاتا" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی ماضی ۔۔۔ مگر میں استعفےٰ حال میں دے رہا ہوں ۔ بس صرف دستخط کرنے رہ گئے ہیں ۔۔۔ میں ابھی آتا ہوں" ۔۔۔ سلیمان

نے پیالی اٹھا کر مڑتے ہوئے کہا۔

"حال کتنے پیسوں میں بے حال ہوگا ـــــ؟" عمران نے آخر کار رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"یعنی کہ تفصیل بتانی پڑے گی ـــــ لوگ بھی صرف رعب جمانے کے لئے باورچی رکھ لیتے ہیں ـــــ اور پھر بیٹھ جاتے ہیں حساب کتاب کرنے۔ آلو دس روپے کلو کیوں ملتے ہیں۔ کل تو آٹھ روپے کلو تھے ـــــ چینی اتنی جلدی کیوں ختم ہوگئی ہے ـــــ چھ بچے ہیں ایک ایک لیٹر دودھ پیتے ہیں۔ چھ لیٹر دودھ آنا چاہیئے تھا۔ ـــــ آٹھ لیٹر دودھ کیوں آیا" ـــــ سلیمان نے بولنا شروع کر دیا۔

"آج مجھے پتہ چلا ہے کہ لوگ مفلس کیوں ہو جاتے ہیں ـــــ بہرحال ٹھیک ہے۔ میرے نیلے سوٹ کی اندرونی جیب میں کچھ رقم پڑی ہے لے لو بھائی! ـــــ تاکہ میں اپنے آپ کو واقعی مفلس سمجھنے پر مجبور ہو جاؤں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چائے اور پیئیں گے آپ" ـــــ سلیمان نے یکلخت مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں ـــــ ایک پیالی چائے اور وہ بھی پھینکی ہوئی پتی کی ـــــ اور لیکچر بھی سننا پڑا ـــــ توہین بھی کرائی ـــــ مفلس بھی بنے ـــــ اور دو سال پیٹ کاٹ کاٹ کر بیس ہزار روپے بچائے تھے ـــــ ان سے بھی ہاتھ دھونا پڑا" ـــــ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"بیس ہزار صرف ـــــ یعنی بیس ہزار روپے دے کر آپ سمجھ رہے ہیں کہ باورچی خانے کا نظام چل پڑے گا ـــــ اتنا تو میرے حریروں پر خرچہ آ جاتا ہے ـــــ پتہ ہے سچے موتیوں کا سفوف اصل زعفران کیا

بھاؤ بک رہا ہے ـــــ کبھی بازار کا چکر بھی لگا لیا کریں" ـــــ سلیمان نے بیس ہزار کا سنتے ہی منہ بنا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"سچے موتی ـــــ زعفران ـــــ یعنی کہ یہ حریرے میں پڑتے ہیں اور یہ حریرے تم کھاتے ہو ـــــ اور مجھے پھینکی ہوئی پتی کی چائے" ـــــ عمران نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

"ہر کوئی اپنی قسمت کا کھاتا پیتا ہے جناب! ـــــ حسد کرنا اچھا نہیں ہوتا" ـــــ سلیمان نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے میں غائب ہو گیا اور عمران نے اس طرح دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیا جیسے وہ ابھی چکرا کر گرنے لگا ہو۔

"خواہ مخواہ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی کرنے کی غرض سے مغز ماری کرتے رہے ـــــ اس سے تو اچھا تھا کہ باورچی ہی بن جاتے" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"باورچی بننا اتنا آسان نہیں ہوتا عمران صاحب! ـــــ اگر اتنا آسان ہوتا تو یہ سارے اعلیٰ تعلیم یافتہ باورچی کیوں نہ بن جاتے ـــــ اس لئے یہ لیجیئے دوسری پیالی ـــــ اور ہاں! اب دو گھنٹے تک مجھے آواز نہ دیجیئے گا ـــــ میں ذرا حریروں کے لئے سچے موتی اور اصلی زعفران کی شاپنگ کرنے جا رہا ہوں ـــــ بادام بھی لینے ہیں اور وہ بھی ویلی کے بادام۔ دس ٹرک آتے ہیں باداموں کی منڈی میں ـــــ تو ان میں سے مشکل سے ایک بوری ویلی کے باداموں کی ہوتی ہے اور جب تک ویلی کے بادام حریرے میں نہ پڑیں، حریرہ لطف نہیں دیتا" ـــــ سلیمان نے چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"دہلی کے بادام ——— وہ تو بہت مہنگے ہوتے ہوں گے" ——— عمران نے چونک کر کہا۔

"اب اتنے مہنگے بھی نہیں ہوتے ——— بس یہی چار پانچ سو روپے کلو مل جاتے ہیں ——— اور ایک ہفتے کے لئے حریرہ بنانے میں یہی دس بارہ کلو بادام کی گریاں پڑتی ہیں" ——— سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ اور عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ لیکن اسی لمحے سامنے پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران کی آنکھوں کو مجبوراً واپس اپنی جگہ پر آنا پڑا۔

"جی دہلی کے بادام، سچے موتیوں کا سفوف اور اصلی زعفران ڈال کر حریرہ کھلانے والے باورچی کا مفلس مالک بول رہا ہے" ——— عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے سر سلطان کے بے اختیار ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"آپ ہنس رہے ہیں میری حالت پر ——— ہنس لیں۔ جس قدر جی چاہے ہنس لیں ——— کاش! سلیمان جیسا باورچی آپ کو ملا ہوتا۔ تب میں پوچھتا کہ ہنسنا کسے کہتے ہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو بھیج دو اُسے میرے پاس ——— اور میرے والا باورچی تم رکھ لو" ——— سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ کا باورچی سے حساب کتاب صاف ہوگا" ——— عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے حکومت سے تنخواہ لیتا ہے" ——— سر سلطان نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن سلیمان نے بغیر سابقہ تنخواہیں اور اوور ٹائم لئے میری جان نہیں

چھوڑنی ——— یا تو آپ حامی بھر لیں کہ اس کی جو رقم میرے ذمہ بنتی ہے آپ ادا کر دیں گے" ——— عمران نے کہا۔

"کتنی رقم ہوگی ——— یہی ہزار بارہ سو روپے ہوں گے ——— ٹھیک ہے میں دے دوں گا" ——— سر سلطان بھی شائد موڈ میں تھے۔

"ہزار بارہ سو ——— اوہ! آپ کی حکومت کتنی تنخواہ دیتی ہے باورچی کو" ——— ؟ عمران نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بارہ سو روپے ——— کیوں" ——— ؟ سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ! ——— اسی لئے آپ تیزی سے بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں۔ میں بھی سوچوں کہ آخر سر سلطان پر بڑھاپا جیٹ کی رفتار سے کیوں آ رہا ہے ——— ظاہر ہے جب باورچی کو بارہ سو روپے تنخواہ ملے گی۔ تو مالک پر بڑھاپا آئے گا ہی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کتنی تنخواہ دیتے ہو" ——— سر سلطان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میری جرأت ہے کہ میں اُسے تنخواہ دے سکوں ——— گذشتہ آٹھ سالوں کی تنخواہ دینی ہے ——— پرسوں دس ہزار روپے دیئے ——— کل پانچ ہزار روپے ——— اور آج سلیمان صاحب نے چائے کی پیالی سے انکار کر دیا کہ اتنی رقم میں اور چائے کی پیالی نہیں بن سکتی ——— ابھی بیس ہزار روپے دیئے ہیں تو چائے کی ایک پیالی ملی ہے۔ اور ساتھ ہی الٹی میٹم بھی کہ یہ آج کی آخری چائے ہے ——— اب اس سے آپ تنخواہ کا اندازہ کر لیں ——— اور اوور ٹائم تو ظاہر ہے ڈبل ہوتا ہے ——— پھر بھیجوں سلیمان کو" ——— عمران نے کہا۔

"ارے ارے ——— خدا کی پناہ! ——— ایسا باورچی تمہیں ہی مبارک

ہو ۔۔۔ میں تو اپنی جائیداد بیچ کر اور اپنی ساری تنخواہ دے کر بھی اس سے ناشتہ تیار نہیں کرا سکتا ۔۔۔ غضب خدا کا۔ بیس ہزار روپے میں ایک پیالی چائے" ۔۔۔ سر سلطان نے فوراً ہی انکار کرتے ہوئے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

"آپ کی مرضی ۔۔۔ پھر ہوتے رہیں بوڑھے ۔۔۔ جوانی قائم رکھنے کے لئے تو ایسا ہی باورچی رکھنا پڑتا ہے" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو کیا وہ تمہیں سونے کا کشتہ کھلاتا رہتا ہے جو تم جوان رہتے ہو" ۔۔۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سونے کا کشتہ ۔۔۔ اور مجھے کھلائے گا سلیمان ۔۔۔ مونگ کی دال بھی مشکل سے ملتی ہے کھانے کو ۔۔۔ دراصل بات صرف سمجھنے کی ہے سلیمان کی صحت تو دیکھی ہوئی ہے آپ نے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! دیکھی ہے ۔۔۔ خاصی اچھی صحت ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"اپنے باورچی رحیمو بابا کی صحت بھی دیکھی ہو گی آپ نے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ تو بوڑھا آدمی ہے اس لئے اکثر بیمار رہتا ہے ۔۔۔ لیکن اس سے تمہاری جوانی کا کیا تعلق" ۔۔۔ سر سلطان بھی واقعی لطف لے رہے تھے۔

"بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے ۔۔۔ جوانی بھی وبائی مرض کی طرح پھیلتی ہے

باورچی صحت مند ہو تو مالک کو لامحالہ صحت مند بننا پڑتا ہے ۔۔۔ اور اچھی صحت سے جوانی قائم رہتی ہے ۔۔۔ اب یہ اور بات ہے کہ جیب نہیں بلکہ جیبیں خالی رہتی ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف سر سلطان قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"آپ ہنس رہے ہیں ۔۔۔ تجربہ کر کے دیکھ لیں ۔۔۔ بھیجوں سلیمان کو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بس بس ۔۔۔ ایسا باورچی اور ایسی جوانی تمہیں ہی مبارک ہو ۔۔۔ میرے لئے وہ رحیمو بابا ہی ٹھیک ہے ۔۔۔ ارے ہاں! تمہاری باتوں میں تو میں اصل بات ہی بھول گیا ۔۔۔ ایک فائل ملی ہے مجھے ۔۔۔ گاربیا سیکرٹ سروس کے چیف نے بھیجی ہے ایکسٹو کے لئے ۔۔۔ میں نے اسے پڑھنے کی بھی کوشش کی ہے۔ لیکن میرے پلے تو کچھ نہیں پڑا۔ وہ میں تمہیں بھجوا رہا ہوں" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"گاربیا سیکرٹ سروس کے چیف نے بھیجی ہے ایکسٹو کے لئے۔ اور کوڈ میں ہے ۔۔۔ پھر تو کوئی خاص مسئلہ ہو گا ۔۔۔ گاربیا تو اسرائیل کا ہمسایہ ملک ہے" ۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ مجھے معلوم ہے ۔۔۔ اسی لئے تو میں نے تم سے بات کی ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بھجوا دیں ۔۔۔ میں دیکھ لیتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور

رکھ دیا۔

گاربیا، اسرائیل کا ہمسایہ ملک تھا اور بہت چھوٹا سا ملک تھا۔ لیکن تھا اسلامی ملک ـــــ البتہ اس نے اسرائیل سے باقاعدہ سفارتی تعلقات قائم کر رکھے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ گاربیا کو عام طور پر اسرائیل کا حلیف ملک سمجھا جاتا تھا ـــــ اور اب گاربیا کی طرف سے ایکسٹو کو کوئی کوڈ فائل بھیجنا۔ یہ واقعی انتہائی غیر معمولی سی بات تھی۔ لیکن اب جب تک فائل نہ آجاتے مزید کچھ سوچا نہ جا سکتا تھا اس لئے عمران فائل کا انتظار کرنے لگا۔ البتہ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

دروازہ کھلتے ہی ہال میں بیٹھے ہوئے تین افراد بڑی مستعدی سے کرسیوں سے اُٹھ کھڑے ہوتے۔ دروازے سے داخل ہونے والے اُدھیڑ عمر آدمی کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"تشریف رکھیں" ـــــ آنے والے نے ایک خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور استقبال کے لئے اُٹھ کر کھڑے ہونے والے تینوں افراد سر ہلاتے ہوئے دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"کرنل ڈیوڈ! ـــ کیا رپورٹ ہے آپ کی طرف سے" ـــــ؟ آنے والے نے قدرے تحکمانہ لہجے میں اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک لمبے تڑنگے اور درشت چہرے والے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر! ـــ آپ کے حکم کے مطابق گاربیا کے چیف کی طرف سے فائل پاکیشیا بھجوا دی گئی ہے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فائل میں کیا تفصیلات لکھی گئی ہیں" ——— ؟ آنے والے نے جو
اسرائیل کے نئے منتخب وزیر اعظم تھے خشک لہجے میں پوچھا۔
"سر! ——— صدر مملکت کی میٹنگ میں جو طے ہوا تھا ——— فائل اسی
فیصلے کو مدنظر رکھ کر تیار کی گئی ہے ——— یہ ہے سر! اس کی کاپی" ———
کرنل ڈیوڈ نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا اور اٹھ کر ایک فائل وزیر اعظم کے
سامنے رکھ دی۔
وزیر اعظم نے فائل اٹھا کر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔
"ہونہہ! ——— ٹھیک ہے ——— لیکن کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس اس پر
یقین بھی کرے گی" ——— ؟ وزیر اعظم نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔
"انہیں یقین کرنا پڑے گا سر ——— گاربیا کے چیف آف سیکرٹ
سروس ابوسلام اسرائیل کے خاص آدمی ہیں ——— انہیں اس معاملے میں
پوری طرح بریف کر دیا گیا ہے" ——— کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے
جواب دیا۔
"ہونہہ! ——— ٹھیک ہے ——— اب آپ یہ بتائیں کہ اگر وہ اس فائل پر
یقین کر کے یہاں آ بھی جائیں تو ایسی صورت میں آپ نے کیا انتظامات
کر رکھے ہیں" ——— ؟ وزیر اعظم نے کہا۔
"سر! ——— ان میں سب سے زیادہ خطرناک آدمی علی عمران ہے۔
انتہائی حد تک ذہین اور تیز ——— اور ہماری تمام امیدیں اسی سے وابستہ
ہیں ——— اس بار ہم اس کی آمد پر ساری کارروائی فرضی کریں گے۔
فرضی مقابلے اور پھر پسپائی ——— اور جب وہ فلم تلاش کر لے گا تو پھر
ہم پوری قوت سے اس پر ٹوٹ پڑیں گے ——— اس طرح پاکیشیا سیکرٹ

سروس کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور فلم بھی ہمیں مل جائے گی ——— ہما
دونوں مقاصد حل ہو جائیں گے" ——— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔
"لیکن مجھے یہ بات اب تک سمجھ میں نہیں آئی کہ صدر مملکت نے
قسم کا انوکھا فیصلہ کیوں کیا ہے ——— کیا آپ کی جی۔ پی۔ فائیو۔ ریڈ
اور اسرائیل کی نئی ایجنسی وائٹ سٹار۔ یہ سب احمقوں سے بھری
ہیں کہ ایک فلم تلاش کرنے کے لئے ہمیں دشمنوں کا سہارا لینا پڑ رہا
وزیر اعظم نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔
"یہ بات نہیں جناب! ——— تینوں ایجنسیوں نے اپنی پوری کوشش
لی ہے تقریباً ہر وہ جگہ جہاں اس کی موجودگی کا پوائنٹ ون پرسنٹ
امکان ہو سکتا تھا چھان لی گئی ہے ——— اس کے باوجود نجانے فلسطینیوں
وہ فلم کہاں چھپائی ہے کہ اس کا کسی صورت پتہ نہیں چل رہا ———
صدر مملکت کا خیال ہے کہ عمران اسے آسانی سے تلاش کر لے گا۔ وہ
کی بے پناہ ذہانت کے بے حد قائل ہیں" ——— کرنل ڈیوڈ نے منہ بنا
ہوئے جواب دیا۔
"میں نے گذشتہ کیسوں کی فائلیں پڑھی ہیں ——— پاکیشیا سیکرٹ ر
اور اس علی عمران نے یہاں آ کر اسرائیل کو جس طرح نقصان پہنچایا۔
وہ سب تفصیلات میں نے پڑھ لی ہیں ——— اور ان فائلوں کو پڑ
کے بعد مجھے بھی اس کی ذہانت پر یقین آ گیا ہے ——— لیکن بہر
وہ ہمارا دوست نہیں ہے دشمن ہے ——— اس لئے اسے خود اس
میں بلوانا اور پھر اسے یہاں کام کرنے کی کھلی چھٹی دے دینا ———
اسرائیل کے لئے انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے" ——— وزیر ع

نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب! —— لیکن صدر مملکت صاحب اپنے فیصلے پر مصر ہیں —— اور ویسے بھی یہ فلم اسرائیل کے لئے انتہائی اہم ہے" —— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"بالکل ہے —— لیکن یہ فلم صرف اسرائیل کے لئے ہی نہیں۔ دنیا کی تمام سپر پاورز کے لئے انتہائی اہم ہے —— اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہ فلم حاصل کر کے ہماری گرفت سے نکال لے گئی تو ——؟" وزیر اعظم نے کہا۔

"جناب! —— ہماری موجودگی میں ایسا ہونا ناممکن ہے —— ہم سائے کی طرح ان کے پیچھے لگے رہیں گے" —— دوسری طرف بیٹھے ہوئے ایک گٹھے ہوئے ورزشی جسم اور درمیانے قد کے نوجوان نے بڑے پُریقین لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی سفاکی جیسے ثبت نظر آ رہی تھی یہ کرنل بلاشر تھا۔ نئی ایجنسی وائٹ سٹار کا چیف۔

"آپ کی ایجنسی نئی ہے جناب! —— اور ابھی آپ کا مقابلہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہوا —— اس لئے آپ ایسی بات کر رہے ہیں" ڈیوڈ نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کرنل ڈیوڈ! —— میں نے آپ کے اور ریڈ آرمی کے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلوں کی فائلیں غور سے پڑھی ہیں —— ان فائلوں سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ کوتاہیاں دراصل آپ سے ہوئی ہیں —— ورنہ یہ لوگ مافوق الفطرت نہیں ہیں —— آپ دیکھیں کہ وائٹ سٹار کیا کرتا ہے" —— کرنل بلاشر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں! —— ہمیں آپس میں لڑنے کی ضرورت نہیں ہے —— یہ انتہائی سنجیدہ میٹنگ ہے" —— وزیر اعظم نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب! —— میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں" —— کرنل بلاشر نے ہونٹ چباتے ہوئے اس بار براہِ راست وزیر اعظم سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کھل کر بات کریں —— جھجکنے کی ضرورت نہیں ہے" —— وزیر اعظم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جناب! پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آپ اس بار مجھ پر چھوڑ دیں اور یہ ضروری بھی ہے۔ جی پی فائیو اور ریڈ آرمی ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اس سے ٹکرا چکی ہے اور گذشتہ ایک کیس میں تو کرنل ڈیوڈ صاحب شدید زخمی بھی ہو گئے تھے اس لئے وہ ان کی کارکردگی سے بھی واقف ہیں اور خامیوں اور خوبیوں سے بھی۔ جبکہ وائٹ سٹار کے ساتھ ان کا پہلے ٹکراؤ نہیں ہوا اور میں نے وائٹ سٹار کی ٹریننگ بالکل ایکریمین کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کی طرز پر کی ہے اس لئے وائٹ سٹار ان سے بخوبی نمٹ سکتی ہے" —— کرنل بلاشر نے کہا۔

"آپ کا یہ پوائنٹ بھی واقعی قابل غور ہے۔ لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہاں نہ بلانا پڑتا اور وہ فلم ہم خود ہی حاصل کر لیتے" —— وزیر اعظم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب! —— ہم اپنی کوشش میں ناکام نہیں ہوتے بلکہ ہمیں اس کے لئے وقت بے حد کم دیا گیا تھا —— اور مملکت نے فوری طور پر یہ فیصلہ کر دیا —— اگر ہمیں وقت دیا جاتا تو یقیناً ہم اس فلم کو تلاش کر لیتے" —— کرنل بلاشر نے جواب دیا۔

"لیکن اب تو فائل بھجوائی جا چکی ہے ۔۔۔ اب کیا ہو سکتا ہے" ۔۔۔ وزیر اعظم نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"سر! ۔۔۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ جب تک وہ لوگ یہاں پہنچیں۔ اس وقت تک ہم فلم کی تلاش میں لگے رہیں ۔۔۔ اگر فلم ہمیں مل گئی ہے تو پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہمارا مشن رہ جائے گا۔ اور اگر فلم نہ مل سکے تو پھر ہمیں اس وقت تک انتظار کرنا پڑے گا۔ جب تک وہ لوگ فلم تلاش نہیں کر لیتے ۔۔۔ اس دوران جی۔ پی فائیو اور جی پی اس سے ٹکراتے رہیں ۔۔۔ لیکن وائٹ سٹار صرف نگرانی کرے ۔۔۔ لامحالہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ساری توجہ ان دونوں ایجنسیوں پر نہ ہوگی ۔۔۔ لیکن فلم ملتے ہی وائٹ سٹار میدان میں آجائے اور یہ دونوں ایجنسیاں پیچھے ہٹ جائیں گی" ۔۔۔ کرنل بلاشر نے ذہانت آمیز پلاننگ بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ویری گڈ ۔۔۔ کرنل بلاشر! آپ واقعی بے حد ذہین ہیں ۔۔۔ آپ کی پلاننگ پسند آئی ہے" ۔۔۔ وزیر اعظم نے کہا اور کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں نے ہونٹ بھینچ لئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ بات مزید آگے بڑھتی، میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ ہاٹ لائن ٹیلیفون تھا جو کہ صرف وزیر اعظم صاحب کے استعمال کے لئے تھا اور اس کا تعلق براہ راست صدر مملکت سے تھا۔ اس ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے کا مطلب تھا کہ کال صدر مملکت کی طرف سے ہے اور وہ وزیر اعظم سے براہ راست بات کرنا چاہتے ہیں۔

"یس۔ پرائم منسٹر سپیکنگ" ۔۔۔ وزیر اعظم نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کے لئے خوشخبری ہے میرے پاس ۔۔۔ آپ شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سلسلے میں میٹنگ میں مصروف ہیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے صدر مملکت کی آواز سنائی دی۔

"جی ہاں! ۔۔۔ اسی سلسلے میں میٹنگ ہو رہی ہے ۔۔۔ کیا خوشخبری ہے جناب" ۔۔۔ وزیر اعظم کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ایکس زیڈ فلم مل گئی ہے" ۔۔۔ صدر مملکت نے مسکراتے ہوئے کہا تو وزیر اعظم صاحب بری طرح چونک پڑے۔

"مل گئی ہے ۔۔۔ کہاں سے ۔۔۔ کب ملی ہے" ۔۔۔ وزیر اعظم نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"انٹیلی جنس کے ایک آفیسر نے اسے تلاش کیا ہے ۔۔۔ فلپس نے اسے اپنے ہوٹل کے کمرے میں موجود ایئر کنڈیشنر کی بیرونی جالی کھول کر اس کے اندر ٹیپ سے چپکایا ہوا تھا ۔۔۔ اس آفیسر کو اچانک ہی ایئر کنڈیشنر کا خیال آگیا۔ کیونکہ ایسی چیزوں کو عام طور پر چیک نہیں کیا جاتا اور پھر وہ ایئر کنڈیشنر جس جگہ نصب ہے وہاں تک آسانی سے پہنچا بھی نہیں جا سکتا ۔۔۔ اس لئے اس کی طرف کسی کا خیال نہیں گیا ۔۔۔ اس آفیسر نے جب اسے چیک کیا تو فلم اس کے اندر ٹیپ سے چپکی ہوئی مل گئی" ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا۔

"اوہ تھینک گاڈ! ۔۔۔ یہ تو سارا مسئلہ ہی حل ہو گیا ۔۔۔ واقعی یہ تو خوشخبری ہے" ۔۔۔ وزیر اعظم نے انتہائی پرمسرت لہجے میں کہا۔

"الوسلام کے ذریعے وہ فائل ابھی بھجوائی تو نہیں" ۔۔۔ صدر مملکت نے پوچھا۔

"اوہ! جناب! ـــــ فائل تو بھجوائی جا چکی ہے ـــــ میرے خیال میں اب یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اس فائل کی تردید بھجوا دیں" ـــــ وزیر اعظم نے کہا۔

"ہاں! ـــــ ایسا ہی کرنا پڑے گا ـــــ یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس آئے تو اس کے خاتمے کا مشن مکمل کر لیا جائے جیسے آپ مناسب سمجھیں ـــــ بہرحال ہماری اصل پریشانی ختم ہو چکی ہے" صدر مملکت نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ وزیر اعظم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"فلم مل گئی ہے جناب" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے سب سے پہلے پوچھا۔

"ہاں" ـــــ وزیر اعظم نے کہا اور پھر صدر مملکت کی بتائی ہوئی تفصیل بھی انہیں سنا دی۔

"اوہ! ـــــ واقعی ایئر کنڈیشنر کی طرف تو کسی کا خیال تک نہ گیا تھا" ـــــ کرنل بلاشر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اصل مسئلہ تو حل ہو گیا ـــــ اب اس فارمولے پر اسرائیل اطمینان سے کام کرتا رہے گا ـــــ لیکن اب اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کس طرح روکا جائے" ـــــ وزیر اعظم نے کہا۔

"جناب! ـــــ میرا تو مشورہ یہی ہے کہ آپ اُسے آنے دیں ـــــ اب تو صورت حال ہی بدل چکی ہے ـــــ اب وائٹ سٹار کو انتظار کرنے کی بھی ضرورت نہیں رہے گی ـــــ اب تو ہم براہ راست مقابلے پر آ جائیں گے ـــــ اس کے بعد میں دیکھوں گا کہ یہ کس طرح وائٹ سٹار کے ہاتھوں سے بچ نکلتے ہیں" ـــــ کرنل بلاشر نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"کرنل بلاشر! ـــــ یہ فارمولا اسرائیل کے لئے بے حد اہم ہے ـــــ یہ تو ہماری قسمت اچھی تھی کہ فلپس کی غداری کا بر وقت علم ہو گیا اور اُسے اسرائیل سے نکلنے کا موقع نہ مل سکا ـــــ ورنہ تو یہ فارمولا اسرائیل کے ہاتھ سے نکل کر روسیاہ پہنچ گیا ہوتا ـــــ لیکن اگر یہ فارمولا پاکیشیا کے ہاتھ لگ گیا تو پھر یہ ہمارے لئے روسیاہ سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو گا" وزیر اعظم نے کہا۔

"سر! ـــــ پاکیشیا والوں کو اس فارمولے کے بارے میں کیسے علم ہو سکتا ہے ـــــ انہیں تو وہی کچھ معلوم ہو گا جو کچھ ہم نے فائل میں لکھا ہے اور آپ خود جانتے ہیں کہ فائل میں ہم نے اصل فارمولے کی حقیقت تو نہیں کھولی" ـــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"فائل میں بہرحال فارمولے کے متعلق تو ذکر ہے ـــــ یہ اور بات ہے کہ فائل میں پاکیشیا والوں کو برانگیخت کرنے کے لئے یہ درج کیا گیا ہے کہ یہ فلم پاکیشیا کے ایٹمی مرکز کی انتہائی خفیہ تفصیلات پر مبنی ہے۔ لیکن اگر انہیں کسی طرح اس بات کا علم ہو گیا کہ یہ فارمولا نظام شمسی سے پوری دنیا پر بیک وقت حملہ کرنے کی استعداد سے متعلق ہے تو وہ لازماً اس فارمولے کے حصول کے لئے جان لڑا دیں گے ـــــ اس کے ساتھ ساتھ ایکریمیا، روسیاہ اور شوگران کو بھی اس فارمولے کا علم ہو جائے گا۔ اور یہ بات بہرحال اسرائیل کے حق میں نہیں جاتی" ـــــ وزیر اعظم نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"سر! ـــــ وہ غیب دان تو نہیں ہیں ـــــ انہیں آخر کس طرح علم ہو گا" ـــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"بہرحال ٹھیک ہے ــــ جہاں تک میں نے فائلوں سے ان کے متعلق اندازہ لگایا ہے۔ ایک بار فائل اگر انہیں مل گئی تو پھر چاہے ہم کچھ ہی کیوں نہ کرلیں ــــ وہ مشکوک بہرحال رہیں گے ــــ اس لئے ٹھیک ہے انہیں آنے دیں ــــ اگر ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو یہ اسرائیل کے لئے اس فارمولے سے بھی زیادہ خوش کن بات ہوگی" ــــ وزیر اعظم نے کہا۔

"یس سر! ــــ ہمارا بھی یہی خیال ہے" ــــ کرنل بلاشر نے کہا اور اس کے ساتھ ساتھ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے وہ بھی اس نظریے سے پوری طرح متفق ہو گئے ہوں۔

"او کے! ــــ پھر یہ فیصلہ ہو گیا کہ وہ اگر آتے ہیں تو انہیں آنے دیا جائے ــــ لیکن اب چونکہ صورت حال تبدیل ہو چکی ہے اس لئے انہیں ایک لمحے کی بھی مہلت نہ دی جائے اور فوراً انہیں ہلاک کر دیا جائے اور اس کے لئے میں آپ تینوں کی علیحدہ علیحدہ ڈیوٹی لگاتا ہوں ــــ آپ اسرائیل کو تین زونوں میں تقسیم کرلیں ــــ ہر ایجنسی ایک ایک زون میں کام کرے گی ــــ لیکن جیسے ہی کسی زون میں بھی ان کی آمد کا علم ہو۔ باقی بھی اس زون میں موجود ایجنسی کی مکمل امداد کریں گے اور تینوں کے درمیان رابطہ رہے گا ــــ اور تینوں ایجنسیوں کی مشترکہ کمان کرنل بلاشر کے پاس رہے گی" ــــ وزیر اعظم نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ــــ آپ بے فکر رہیں ــــ وائٹ سٹار کے مقابلے میں وہ ایک لمحہ بھی نہ ٹھہر سکیں گے" ــــ کرنل بلاشر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کو کوئی اعتراض ہو تو ابھی بتا دیں۔ اس کے بعد اگر آپ سے یا آپ کی ایجنسیوں سے کوئی کوتاہی ہوئی تو وہ ناقابل معافی ہوگی۔ کیونکہ یہ عظیم اسرائیل کے مفاد کے خلاف ہوگا اور عظیم اسرائیل کا مفاد ذاتیات سے ہر لحاظ سے بالاتر ہوتا ہے" ــــ وزیر اعظم نے کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جناب! ــــ عظیم اسرائیل کے لئے ہمارے خون کا آخری قطرہ تک حاضر ہے ــــ ہم کرنل بلاشر سے مکمل تعاون کریں گے" ــــ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"بہرحال میں یہ بھی بتا دوں کہ آپ میں سے جس ایجنسی کے ہاتھوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہوگا۔ اس ایجنسی کے سربراہ کو عظیم اسرائیل کا کراس میڈل دیا جائے گا" ــــ وزیر اعظم نے کہا اور کراس میڈل کا نام سن کر تینوں ہی بھونچکے رہ گئے۔ کراس میڈل اسرائیل کا سب سے بڑا اعزاز تھا اتنا بڑا کہ اب تک کراس میڈل کسی کو بھی نہ دیا گیا تھا اور کراس میڈل ہولڈر کا عہدہ ایک لحاظ سے صدر مملکت کے برابر ہو سکتا ہے۔ یہ واقعی اتنا بڑا اعزاز تھا کہ جس کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔

"اوہ سر! ــــ ہم پوری کوشش کریں گے کہ اپنی ایجنسی کے لئے کراس میڈل حاصل کر سکیں" ــــ تینوں نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے! ــــ اب باقی تفصیلات آپ آپس میں طے کرلیں۔ اس مشن کی کمان میرے پاس رہے گی۔ آپ مجھے باقاعدگی سے رپورٹ دیتے رہیں گے" ــــ وزیر اعظم نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ تینوں بھی احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ وزیر اعظم سر ہلاتے ہوئے واپس دروازے کی طرف بڑھ

گئے اور ان کے جانے کے بعد وہ تینوں دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"میں آپ دونوں صاحبان سے معافی چاہتا ہوں۔ اس وقت واقعی جذبات میں آکر میرے منہ سے غلط الفاظ نکل گئے تھے ——— آپ دونوں مجھ سے بہرحال سینئر ہیں اور میں آپ کی دل سے قدر کرتا ہوں" ——— کرنل بلاشر نے بیٹھتے ہی کہا اور اس کا یہ فقرہ سن کر کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں کے ستے ہوئے چہرے کھل اٹھے۔

"اوہ! ——— ایسی بات نہیں ——— ہم بھی آپ کی بے پناہ ذہانت اور کارکردگی کے دل سے قائل ہیں" ——— ان دونوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل بلاشر مسکرا دیا۔ اس کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ وہ دراصل نہ چاہتا تھا کہ یہ دونوں دل ہی دل میں کدورت رکھ کر اس کے خلاف محاذ بنا لیں۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر یہ فقرہ کہا تھا ورنہ وہ دل ہی دل میں یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ وائٹ سٹار کی کارکردگی بھی ان پر ثابت کر دے گا اور کراس میڈل بھی ہر صورت میں حاصل کرے گا۔

اور پھر وہ تینوں مشن کی مزید تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہو گئے۔ لیکن اب فضا پہلے کی نسبت خاصی خوشگوار ہو گئی تھی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا فائل کے مطالعے میں محو تھا جب کہ بلیک زیرو کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ عمران کی فراخ پیشانی مستقل شکنوں کی آماجگاہ نظر آتی تھی اور چند لمحوں بعد عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"کیا نتیجہ نکالا آپ نے ——— ؟" بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ففٹی ففٹی مسئلہ ہے ——— یقین بھی آ رہا ہے اور نہیں بھی" ——— عمران نے آہستہ سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ——— مجھے تو قطعی اس فائل پر یقین نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ پاکیشیا میں جو نیا ایٹمی مرکز قائم کیا گیا ہے اسے اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے کہ ایکریمیا اور روسیاہ کے جاسوس خلائی سیارے بھی آج تک اس کی تفصیلات حاصل نہیں کر سکے ——— جب کہ اسرائیل کے پاس ایسا کوئی

خلائی سیارہ بھی نہیں ہے ـــــ اب رہ گئی یہ بات کہ کسی ایجنٹ نے یہ تفصیلات اسرائیل پہنچائی ہوں تو اس مرکز کا حفاظتی نظام اس قدر سخت ہے کہ یہاں سے معلومات باہر نکل ہی نہیں سکتیں ـــــ اور اگر کسی نے کوشش کی ہوتی تو لازماً ماسٹر کمپیوٹر اس بارے میں اشارہ کر دیتا۔ جب کہ ایسی کوئی رپورٹ نہیں آئی ـــــ تیسری بات یہ ہے کہ گاربیا کو آخر کس طرح اس قدر اہم بات کا علم ہو گیا۔ جب کہ وہ انتہائی چھوٹا ملک ہے اور اس کے پاس ایسے ایجنٹ بھی نہیں ہیں ـــــ چوتھی بات یہ کہ گاربیا گو مسلم ملک ہے لیکن وہ سیاسی طور پر اسرائیل کا زبردست حلیف سمجھا جاتا ہے ـــــ اس لئے اس کی طرف سے اسرائیل کے خلاف ایسی اطلاع دیا جانا سراسر غیر فطری سی بات ہے" ـــــ بلیک زیرو نے وکیلوں کے سے انداز میں باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے کہا اور عمران اس کے اس طرزِ استدلال پر مسکرا دیا۔

"تو پھر اس فائل کی آمد کا مقصد کیا ہو سکتا ہے" ـــــ ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میرا آئیڈیا ہے کہ اسرائیل پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خصوصاً آپ کو اس بہانے اسرائیل بلا کر ٹریپ کرنا چاہتا ہے ـــــ یہ ساری سازش دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کے لئے تیار کی گئی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے بڑے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"گڈ ! ـــــ اب واقعی تم پر دانش منزل کا اثر ہونے لگ گیا ہے۔ لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس فائل میں دی گئی اطلاع درست ہو۔ پھر ـــــ ؟" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ! ـــــ ایسا بھی ہو سکتا ہے مگر ـــــ" بلیک زیرو واقعی عمران کی بات سن کر اُلجھ گیا۔

"میں اب تک یہی سوچ رہا ہوں کہ اسے چیک کیسے کیا جائے ـــــ ؟ گاربیا سیکرٹ سروس کے چیف ابوسلام سے کچھ پوچھنا اس لئے فضول ہے کہ اس نے فائل کے مندرجات ہی دوہرانے ہیں" ـــــ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"فلسطینیوں سے کیا اس بارے میں کوئی مدد نہیں مل سکتی" ـــــ بلیک زیرو نے اُمید بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اب ایک ہی صورت ہے ـــــ مجھے اسرائیل فون کرنا پڑے گا ایکریمیا کے ذریعے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ٹیلیفون اپنی طرف کھسکا لیا۔

"اسرائیل کہاں فون کریں گے" ـــــ ؟ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"اس فائل کے مطابق روسیاہی ایجنٹ فلپس نے گاربیا کے ایک ایجنٹ سے اسرائیل میں رابطہ قائم کیا اور اُسے بتایا کہ وہ اس ٹاپ کی فلم یہاں سے نکلوانا چاہتا ہے ـــــ ایجنٹ نے حامی بھر لی ـــــ لیکن پھر اچانک فلپس کو ہلاک کر دیا گیا اور اس ایجنٹ نے ابوسلام کو اس بات چیت کی تفصیلات ارسال کیں ـــــ جس نے پاکیشیا کے مسلم ملک ہونے کی وجہ سے یہ تفصیلات اس فائل کے ذریعے خفیہ طور پر یہاں بھجوا دیں ـــــ فائل میں گاربیا کے اس ایجنٹ کا نام تو درج نہیں ہے لیکن جس انداز میں اس ایجنٹ سے فلپس کی ملاقات کا ذکر کیا گیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اس ہوٹل کا مالک تھا اور یہ ایجنٹ کم از کم

یہودی ہرگز نہیں ہو سکتا ۔۔۔۔ کوئی عرب ہی ہوگا اور تل ابیب میں عربوں کے چند ہی ہوٹل ہیں ۔ اس بارے میں چھان بین فلسطینی گوریلا تنظیم کا لیڈر ابو صالح آسانی سے کر سکتا ہے اور ابو صالح کا فون نمبر مجھے معلوم ہے "۔ عمران نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے اُسے کم از کم اس بات کا یقین نہ ہو کہ ابو صالح ایسا کرے گا۔ لیکن اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ ہو۔

عمران نے رسیور اٹھا کر ایکریمیا میں فلسطینی گوریلا تنظیم کے ایک خفیہ اڈے سے رابطہ قائم کیا۔

"یس ۔۔۔ ایور گرین لانڈری "۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے ۔۔۔۔ بول رہا ہوں ۔۔۔۔ زید بن اسامہ سے بات کرائیں "۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں "۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران خاموش ہو گیا۔

"ہیلو ۔۔۔ زید بول رہا ہوں "۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں پاکیشیا سے ۔۔۔۔ کیا یہ نمبر محفوظ ہے ۔۔۔۔ ؟" عمران نے کہا۔

"اوہ پرنس آپ ! ۔۔۔ ایک منٹ "۔۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر جواب دیا گیا اور پھر ہلکی سی کلک کی آواز ابھری۔

"یس پرنس ! ۔۔۔ اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں ۔ فرمائیے ۔۔۔ !" زید نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ابو صالح سے بات کرنی ہے اسرائیل میں "۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ابو صالح سے ۔۔۔۔ اوہ! وہ تو یہاں موجود ہیں ۔۔۔۔ ابھی آدھا گھنٹہ پہلے آئے ہیں "۔۔۔۔ زید نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ اچھا ! ۔۔۔ ان سے بات کراؤ "۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ آن کریں جناب "۔۔۔۔ زید نے کہا اور پھر رسیور پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو پرنس ۔۔۔ میں ابو صالح بول رہا ہوں ۔۔۔۔ خیریت ہے ۔۔۔ ! آپ نے کیسے یاد کیا ہے "۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک دوسری آواز سنائی دی اور عمران نے اس کی آواز پہچان لی۔

"ابو صالح ! ۔۔۔ ایک انتہائی ضروری کام ہے آپ سے ۔۔۔۔ ہمیں گاربیا سیکرٹ سروس کے چیف سے ایک اہم اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا کے کسی اہم راز کی فلم روسیاہ کا ایجنٹ جس کا نام فلپس بتایا گیا ہے، اسرائیل سے نکال کر روسیاہ لے جانا چاہتا تھا ۔۔۔۔ اس نے اس سلسلے میں گاربیا کے ایک ایجنٹ سے بات کی جو شاید دارالحکومت میں کسی ہوٹل کا مالک ہے ۔۔۔۔ اس ایجنٹ نے حامی بھر لی۔ مگر پھر فلپس کو قتل کر دیا گیا ۔۔۔۔ مجھے گاربیا کے اس ایجنٹ کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں ۔ تم تو جانتے ہو کہ تل ابیب میں عربوں کے چند ہی ہوٹل ہیں ۔۔۔۔ کیا تم یہ معلومات مجھے سپلائی کر سکتے ہو "۔۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"اوہ پرنس ! ۔۔۔ میں ساری بات سمجھ گیا ۔۔۔ میرے آدمیوں نے مجھے

اطلاع دی تھی کہ ہوٹل آرمینیا آجکل اسرائیل کی خفیہ ایجنسیوں جن میں
جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی بھی شامل ہیں، کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ ان
کی سرگرمیوں کا مرکز آرمینیا ہوٹل کی چوتھی منزل کا ایک کمرہ تھا۔ اس
ہوٹل میں دو روز پہلے ایک آدمی قتل بھی ہو چکا تھا جس کی لاش
اسرائیل کی ایک نئی ایجنسی وائٹ سٹار کا چیف کرنل بلاشر لے گیا تھا۔
مجھے اس اطلاع پر تشویش ہوئی تو میں نے اس بارے میں معلومات
حاصل کیں ——— ابھی یہاں آنے سے پہلے مجھے اطلاع ملی کہ یہ سارا
ہنگامہ کسی مائیکرو فلم کا تھا ——— اس فلم کو اس کمرے میں تلاش کیا جا رہا
تھا۔ لیکن باوجود سرتوڑ کوششوں کے وہ فلم نہ مل سکی اور اس کے بعد
خاموشی طاری ہو گئی ——— لیکن اس کمرے کو سیل کر دیا گیا اور اس کے
باہر انٹیلی جنس کے افراد پہرہ دیتے رہے ——— اس کے بعد اچانک
ایک انٹیلی جنس آفیسر نے وہ فلم تلاش کر لی۔ اس طرح اس کمرے کی
نگرانی ختم کر دی گئی ہے ——— اس ہوٹل کا مالک آردش ہے جو
نہ یہودی ہے اور نہ مسلمان ——— بلکہ عیسائی ہے" ——— ابو صالح نے
پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ فلم کب ملی ہے" ——— ؟ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کل ملی ہو گی ——— ویسے مجھے زیادہ تفصیل کا علم نہیں
ہے ——— مجھے تو یہ رپورٹ آج صبح ملی ہے اور چونکہ اس سے ہمارا کوئی
تعلق نہ تھا اس لئے میں نے اس میں زیادہ دلچسپی نہیں لی" ——— ابو صالح
نے جواب دیا۔

"کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فلم کس کے حوالے کی گئی ہے ——— اور اب

کہاں ہو سکتی ہے" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"اگر کوشش کی جائے تو معلوم ہو سکتا ہے ——— میرا ایک خاص
آدمی انٹیلی جنس میں ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے ——— اگر آپ
مجھے کچھ وقت دیں تو میں معلوم کر سکتا ہوں" ——— ابو صالح نے
جواب دیا۔

"کتنا وقت" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ ——— میں نے بس فون کرنا ہے۔ او
جواب لینا ہے" ——— ابو صالح نے جواب دیا۔

"اوکے! ——— میں آدھے گھنٹے بعد پھر فون کروں گا ——— تعاون کا
شکریہ" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب! ——— پاکیشیا کے لئے تو ہم فلسطینیوں کی جان بھی
حاضر ہے" ——— ابو صالح نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا اور
عمران نے ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ فائل کے مندرجات درست ہیں" ———
بلیک زیرو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ لاؤڈر کی وجہ سے فون
پر ہونے والی مکمل گفتگو ساتھ ساتھ سن رہا تھا۔

"ہاں! ——— ابو صالح کے جواب سے تو یہی معلوم ہوتا ہے" ——— عمران
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— آپ کا فقرہ بتا رہا ہے کہ آپ ابھی تک مشکوک ہیں" ———
بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مشکوک اس لئے ہوں کہ ابھی تک یہ بات واضح نہیں ہے کہ واقعی

ں فلم کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ کیونکہ کوئی بھی ایجنٹ کسی دوسرے سے تعاون
حاصل کر سکتا ہے لیکن اُسے اپنے راز میں شریک نہیں کر سکتا ——— اگر
فلپس واقعی روسیاہی ایجنٹ تھا تو اُسے کیا ضرورت تھی آورش سے یہ
نے کی کہ اس فلم میں پاکیشیا کے نئے ایٹمی مرکز کی تفصیلات ہیں ——— بس
ی بات میرے ذہن میں کھٹک رہی ہے" ——— عمران نے جواب دیا
ر بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔
"واقعی یہ پوائنٹ انتہائی قابل غور ہے ——— لیکن بہرحال وہ فلپس قتل
ا ——— اس کمرے کی تلاشی لی جاتی رہی اور پھر فلم بھی برآمد ہوئی — اس
تک تو بات سامنے آگئی ہے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔
"اسی وجہ سے تو میں اُلجھ گیا ہوں ——— بہرحال ابوصالح سے مزید بات چیت
ے بعد ہی کوئی صورت حال واضح ہو گی" ——— عمران نے کہا۔
"ابوصالح نے اسرائیل کی کسی نئی ایجنسی کا بھی ذکر کیا ہے۔ وائٹ سٹار
در اس کے چیف کرنل بلاشر" ——— بلیک زیرو نے کہا۔
"ہاں! ——— جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کی ہمارے مقابلے میں مسلسل ناکامیوں
ے بعد ہو سکتا ہے اسرائیلی حکام نے یہ نئی ایجنسی قائم کی ہو" ——— عمران
ے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر مسلسل گھڑی دیکھنے کے بعد آخر کار اس نے
دوبارہ رسیور اٹھایا اور ابوصالح سے بات کرنے کے لئے نمبر ڈائل کرنے
یں مصروف ہو گیا۔
"ابوصالح بول رہا ہوں" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ابوصالح کی آواز
سنائی دی۔
"پرنس آف ڈھمپ ——— کچھ پتہ چلا ابوصالح" ——— عمران نے پوچھا۔

"ہاں پرنس! ——— معلوم ہو گیا ہے ——— یہ فلم انٹیلی جنس کے انسپکٹر
رچرڈ نے برآمد کی ہے۔ اسے اس کمرے میں نصب شدہ ایئر کنڈیشنر کے
اندر چھپایا گیا تھا اور اس فلم کی برآمدگی کی فوری طور پر اسرائیل کے صدر کو
اطلاع دی گئی اور پھر صدر مملکت کے حکم پر اس فلم کو انٹیلی جنس کے
اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے خود صدر مملکت تک پہنچایا ہے ——— اور پرنس
ایک اور اہم اطلاع بھی ملی ہے۔ شاید آپ کے کام آجائے۔ انٹیلی جنس
کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے جب یہ فلم براہ راست صدر مملکت تک پہنچائی
تو صدر مملکت اس قدر خوش ہوئے کہ انہوں نے اس آفیسر کے سامنے ہی
ہاٹ لائن پر وزیراعظم سے بات کی اور انہیں اس فلم کے مل جانے کی
خوشخبری سنائی ——— اور پھر گفتگو کے دوران کسی فائل کا بھی ذکر آیا اور
پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بھی" ——— ابوصالح نے کہا اور عمران اس کی
بات کا آخری حصہ سن کر بری طرح چونک پڑا۔
"اوہ! ——— ابوصالح! یہ بات انتہائی اہم ہے ——— کیا اس انٹیلی جنس
آفیسر سے اس گفتگو کی مزید تفصیلات معلوم ہو سکتی ہیں" ——— عمران نے
انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔
"اس آفیسر کی بجائے ——— اگر کوشش کی جائے تو اس گفتگو کا
ٹیپ البتہ حاصل ہو سکتا ہے ——— پریذیڈنٹ ہاؤس میں پروٹوکول
آفیسر کے طور پر حال ہی میں ہمارا ایک خاص ایجنٹ تعینات ہوا ہے
لیکن اس کے لئے مجھے خود اسرائیل جانا پڑے گا" ——— ابوصالح
نے جواب دیا۔
"اوہ! ——— پھر تو کافی دیر لگ جائے گی" ——— عمران نے تشویش

رے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــ کم از کم دو تین روز تو بہرحال لگ ہی جائیں گے"۔
صالح نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــ یہ بہت زیادہ وقت ہے ـــ کوئی اور صورت سوچو"۔
ن نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں کوشش کرتا ہوں ـــ آپ مجھے اپنا فون نمبر
ے دیں ـــ میں خود ہی آپ کو کال کر لوں گا" ـــ ابو صالح نے
اب دیا۔

"میں خود ہی فون کر لوں گا ـــ تم بہرحال کوشش شروع کر دو" ـــ
ان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس فلم کا تعلق واقعی پاکیشیا کے
سے ہے ـــ ورنہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام کیسے درمیان
آتا" ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ بات نہیں ـــ جو تم سوچ رہے ہو ـــ اس سے ایک اور پہلو
منے آتا ہے کہ اس فائل کے یہاں پہنچنے کا راز اسرائیل تک پہنچ گیا
ہے" ـــ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر بلیک زیرو بڑی
ح چونک پڑا۔

"اوہ ہاں! ـــ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے" ـــ بلیک زیرو نے
ہلاتے ہوئے کہا۔

"بہرحال اب یہ تو طے ہے کہ اس فلم کا وجود ہے اور اس کی اتنی اہمیت
ہے کہ اس کی تلاش میں اسرائیل کا صدر اور وزیر اعظم دونوں ہی بے حد

تشویش زدہ تھے ـــ اور فلم ملتے ہی صدر نے بے اختیار ہو کر ایک چھوٹے
سے افسر کے سامنے وزیر اعظم سے بات کرنا شروع کر دی" ـــ عمران
نے کہا۔

"اور اس بات سے بھی اس کی اہمیت کا علم ہوتا ہے کہ فلم براہ راست
صدر مملکت کے ہاتھوں میں پہنچائی گئی ہے" ـــ بلیک زیرو نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ اس لئے اب مجھے واقعی اس فلم کو حاصل کرنا ہو گا۔ چاہے
اس کا تعلق پاکیشیا سے ہے یا نہیں ـــ اب میں خاموش نہیں رہ سکتا"۔
عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے کرنل بلاشر نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔۔۔ کرنل بلاشر" ۔۔۔ کرنل بلاشر کے لہجے میں کرختگی تھی۔

"مرفی بول رہا ہوں باس! ۔۔۔ ایک اہم اطلاع ہے ۔۔۔ پریذیڈنٹ ہاؤس کے پروٹوکول آفیسر جارج کو ایک ٹیپ چرانے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے ۔۔۔ یہ ٹیپ صدر مملکت اور وزیر اعظم کے درمیان ہاٹ لائن پر ہونے والی گفتگو سے متعلق ہے ۔۔۔ جارج نے بتایا ہے کہ اس کا تعلق فلسطینیوں کے ایک گروپ سے ہے اور اس نے یہ ٹیپ ان تک پہنچا دی ہے" ۔۔۔ مرفی نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ کیا جارج زندہ ہے" ۔۔۔ کرنل بلاشر نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یس سر! ۔۔۔ ابھی تک تو زندہ ہے اور پریذیڈنٹ ہاؤس کی

خصوصی سکیورٹی کی تحویل میں ہے" ۔۔۔ مرفی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں بات کر لیتا ہوں" ۔۔۔ کرنل بلاشر نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس" ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"کرنل بلاشر چیف آف وائٹ سٹار ۔۔۔ سکیورٹی چیف تھامسن سے بات کراؤ" ۔۔۔ کرنل بلاشر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر! ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد پریذیڈنٹ ہاؤس کے چیف سکیورٹی آفیسر تھامسن کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ تھامسن بول رہا ہوں" ۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ خاصا خشک تھا۔

"مسٹر تھامسن! ۔۔۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے پروٹوکول آفیسر جارج کو کسی ٹیپ چرانے کے الزام میں گرفتار کیا ہے" ۔۔۔ کرنل بلاشر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! ۔۔۔ آپ کو درست اطلاع ملی ہے" ۔۔۔ تھامسن کا لہجہ اسی طرح خشک تھا۔

"یہ ٹیپ کس گفتگو کے بارے میں تھی ۔۔۔ کیا آپ تفصیلات بتائیں گے" ۔۔۔ کرنل بلاشر نے کہا۔

"یہ ٹیپ صدر مملکت اور وزیر اعظم صاحب کے درمیان ہاٹ لائن پر ہونے والی گفتگو پر مبنی تھی اور ہاٹ لائن ٹیپ سیکشن میں رکھی گئی تھی" ۔۔۔

تھامسن نے جواب دیا۔

"یہ تو مجھے بھی معلوم ہے ـــــ کس ٹائپ کی گفتگو تھی۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں" ـــــ کرنل بلاشر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"سوری! ـــ یہ سیکرٹ ہے ـــ نہیں بتایا جاسکتا" ـــــ دوسری طرف سے تھامسن کا لہجہ خشک تھا اور کرنل بلاشر کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا۔ لیکن اس نے کوئی جواب دیئے بغیر کریڈل دبا دیا اور ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"لیس ـــ سپیشل پی۔ اے ٹو پریذیڈنٹ" ـــــ چند لمحوں بعد ایک اور آواز رسیور سے سنائی دی۔

"کرنل بلاشر چیف آف وائٹ سٹار ـــــ صدر صاحب سے بات کراؤ۔ اِٹ اِز ایمرجنسی" ـــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"ہولڈ کیجئے۔ ... میں پوچھ لوں کہ صدر صاحب آپ سے کس وقت بات کرنا پسند فرمائیں گے" ـــ دوسری طرف سے پی۔ اے نے کہا اور کرنل بلاشر کے ہونٹ ایک بار پھر بھینچ گئے۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"ہیلو کرنل بلاشر" ـــــ چند لمحوں بعد پی۔ اے کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"لیس" ـــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"صدر صاحب سے بات کیجئے" ـــــ پی۔ اے نے کہا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صدر مملکت کی آواز رسیور پر ابھری۔

"لیس کرنل بلاشر! ـــ کیا ایمرجنسی ہے" ـــــ صدر مملکت کا لہجہ باوقار تھا۔

"جناب! ـــ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ کے پروٹوکول آفیسر کو ہاٹ لائن

پر ہونے والی گفتگو کا ٹیپ چرانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے اور اس پروٹوکول آفیسر کا تعلق کسی فلسطینی گروپ سے ہے ـــــ میں نے چیف سیکورٹی آفیسر تھامسن سے بات کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ میرے ساتھ تعاون ہی نہیں کر رہے" ـــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"لیکن آپ کو اس سے کیا دلچسپی ہے ـــــ یہ تو خالصتاً پریذیڈنٹ ہاؤس کا معاملہ ہے" ـــ صدر مملکت نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"اوہ سر! ـــ دراصل میں اس لئے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ایکس زیڈ فلم کے ملنے پر آپ نے وزیر اعظم صاحب سے ہاٹ لائن پر گفتگو فرمائی تھی۔ جبکہ وزیر اعظم صاحب ہمارے ساتھ اس معاملے میں میٹنگ فرما رہے تھے۔ اگر یہ وہی ٹیپ ہے سر ـــــ اور فلسطینی گوریلوں کے پاس یہ ٹیپ پہنچ گیا ہے تو لازماً اس کی اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس تک بھی پہنچ جائے گی" ـــــ کرنل بلاشر نے بات بناتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں اچانک یہ خیال آیا تھا ورنہ اس سے پہلے تو وہ صرف اس لئے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ خود اس آفیسر سے تفتیش کر کے فلسطینی گوریلوں کے خلاف کوئی کلیو حاصل کر سکے۔ کیونکہ اس کی ایجنسی کا مقصد ہی فلسطینی گوریلا تنظیموں کے خلاف کام کرنا تھا۔

"اوہ! ـــــ واقعی مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں آیا تھا ـــــ ٹھیک ہے میں تھامسن کو ہدایات دے دیتا ہوں ـــــ وہ آپ سے پورا پورا تعاون کرے گا" ـــــ صدر مملکت نے چونک کر جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کرنل بلاشر کے چہرے پر مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے جیسے اس نے

کوئی بڑی کامیابی حاصل کر لی ہو۔

تھوڑی دیر بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل بلاشر نے رسیور اٹھالیا۔

"یس — کرنل بلاشر سپیکنگ" —— کرنل بلاشر نے خشک اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"تھامسن بول رہا ہوں" —— دوسری طرف سے تھامسن کی آواز سنائی دی اور گو کرنل بلاشر فوراً ہی اس کی آواز پہچان گیا لیکن تھامسن کی آواز سنتے ہی اس کے چہرے پر ہلکا سا کھنچاؤ پیدا ہو گیا۔

"کون تھامسن" —— ؟ کرنل بلاشر نے جان بوجھ کر کہا۔

"چیف سکیورٹی آفیسر پریذیڈنٹ ہاؤس" —— دوسری طرف سے تھامسن کی ایسی آواز سنائی دی جیسے وہ دانت پیستے ہوئے بول رہا ہو۔

"اوہ مسٹر تھامسن! —— فرمایئے! —— صدر صاحب نے ہدایات دے دی ہوں گی آپ کو" —— کرنل بلاشر نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! —— انہوں نے مجھے آپ سے تعاون کا حکم دیا ہے۔ فرمایئے!" —— تھامسن نے اسی لہجے میں کہا۔

"جو ٹیپ چرائی گئی ہے اس کی تفصیلات بتائیں" —— کرنل بلاشر نے کہا۔

"یہ ٹیپ ہاٹ لائن پر صدر مملکت اور وزیر اعظم صاحب کی گفتگو پر مبنی ہے —— صدر صاحب نے اس وقت وزیر اعظم صاحب سے بات کی تھی جب وزیر اعظم صاحب جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی کے سربراہان سے میٹنگ میں مصروف تھے" —— تھامسن نے شاید جان بوجھ کر کرنل بلاشر

اور اس کی ایجنسی کا نام حذف کر دیا تھا اور کرنل بلاشر کے ہونٹ بھنچ گئے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک پیدا ہو گئی کیونکہ اس کا وہ خیال جو اس نے صدر مملکت کے ساتھ گفتگو میں ظاہر کیا تھا درست ثابت ہو گیا تھا۔

"اوہ! —— پھر تو یہ ہماری لائن کا مشن ہو گیا —— مسٹر تھامسن! آپ فوراً اس جارج کو وائٹ سٹار کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دیں۔ ابھی اور اسی وقت" —— کرنل بلاشر نے کہا۔

"ٹھیک ہے —— پہنچ جائے گا۔ اور کچھ" —— ؟ تھامسن نے جواب دیا۔

"جلدی۔ فوراً" —— کرنل بلاشر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ لیکن پھر چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور دوبارہ صدر مملکت سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

"میں نے تھامسن سے تعاون کے لئے کہہ دیا تھا —— کیا وہ تعاون نہیں کر رہا" —— صدر مملکت نے کرنل بلاشر کا دوبارہ فون آنے پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"سر! —— تعاون مجبوراً ہو رہا ہے —— اور جناب! —— میرا خیال درست ثابت ہوا ہے —— یہ وہی ٹیپ ہے جس میں آپ نے وزیر اعظم صاحب کو ایکس۔ زیڈ غلم ماننے کی خوشخبری سنائی تھی" —— کرنل بلاشر نے کہا۔

"اوہ! —— اوہ! پھر تو یہ مسئلہ بے حد سیریس ہو گیا" —— صدر مملکت نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔

"سر! —— اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کتنی فعال ہے —— اس نے لازماً فلسطینیوں کی مدد حاصل کرلی ہے —— اور سر! اب یہ ضروری ہوگیا ہے کہ ہمارے ساتھ اسرائیل کا ہر آفیسر پوری طرح تعاون کرے —— ورنہ اگر چھوٹی چھوٹی بات کے لئے ہمیں آپ سے بات کرنی پڑے گی تو بہت مشکل ہو جائے گی" —— کرنل بلاشر نے کُھما پھرا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی! —— میں سمجھ گیا ہوں آپ کا مقصد —— ٹھیک ہے میں آپ کو۔ کرنل فرانک اور کرنل ڈیوڈ تینوں کو ریڈ کارڈ جاری کئے جانے کے احکامات جاری کر دیتا ہوں —— اور اس کے سرکلر تمام چھوٹے بڑے محکموں میں ارسال کر دیئے جائیں گے" —— صدر مملکت نے کہا۔

"یس سر —— تھینک یو سر" —— کرنل بلاشر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ ریڈ کارڈ کا مطلب تھا لامحدود اختیارات۔ اور کرنل بلاشر جیسے آدمی کو چونکہ ریڈ کارڈ پہلی بار جاری ہو رہا تھا اس لئے اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خود اسرائیل کا صدر بن گیا ہو۔

صدر مملکت کی طرف سے رسیور رکھ دیئے جانے کے بعد اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔ لیکن اب اس کا چہرہ پہلے کی نسبت کہیں زیادہ سرخ ہو رہا تھا اور شاید یہ بے پناہ مسرت کی وجہ سے تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"باس! —— پریذیڈنٹ ہاؤس سے ایک قیدی کو بھیجا گیا ہے" —— نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! —— اُسے ڈارک روم میں پہنچا کر مجھے اطلاع کرو" —— کرنل بلاشر نے کہا اور نوجوان یس سر کہہ کر سر ہلاتا ہوا واپس مُڑ گیا۔

اور پھر جب اُسے انٹرکام پر اطلاع مل گئی کہ قیدی کو ڈارک روم میں پہنچا دیا گیا ہے تو وہ اٹھ کر کمرے سے نکلا اور مختلف راہداریوں سے گذرتا ہوا ڈارک روم کے دروازے پر پہنچ گیا۔ ڈارک روم اس نے ہیڈ کوارٹر میں ایک مخصوص کمرے کا نام رکھا ہوا تھا۔ یہاں تشدد کرنے اور اذیت دینے کے قدیم اور جدید ہر قسم کے آلات موجود تھے۔ اور کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا تاکہ جس پر تشدد کیا جا رہا ہو اس کی چیخیں کمرے سے باہر نہ جا سکیں۔ کرنل بلاشر فطری طور پر بے حد اذیت پسند تھا اس لئے وہ کسی بھی قیدی پر ایسا غیر انسانی تشدد کرتا تاکہ دیکھنے والے بھی کانپ جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ پورے اسرائیل میں لوگ وائٹ سٹار سے اس طرح خوف کھاتے تھے جیسے موت کا نیا نام وائٹ سٹار رکھ دیا گیا ہو۔

کرنل بلاشر نے دروازہ کھولا اور ڈارک روم میں داخل ہو گیا۔ سامنے ایک لمبے تڑنگے نوجوان کو چھت سے لٹکنے والی زنجیروں سے باندھا گیا تھا۔ اس کے دونوں بازو اوپر ان زنجیروں کے کڑوں میں پھنسا دیئے گئے تھے اور نیچے اس کے پیر بھی فرش سے فکسڈ ایسے ہی کڑوں میں پھنسے ہوئے تھے اور وہ نوجوان ہاتھ سر سے بلند کئے کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا جسم پر بھی زخموں کے نشانات تھے جیسے اُسے کوڑوں سے پیٹا گیا ہو۔ وہ بُری طرح نڈھال تھا۔ نوجوان عرب نسل کا نہ تھا بلکہ قبرصی لگ رہا تھا۔

"تمہارا نام جارج ہے اور تم نے وہ اہم ٹیپ چرایا ہے" —— کرنل بلاشر نے اس کے سامنے جا کر دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! —— اور میں پہلے بتا چکا ہوں کہ وہ ٹیپ میرے پاس نہیں ہے —— وہ میں نے فلسطینیوں کو دے دیا ہے —— اب تم مجھے گولی کیوں نہیں مار دیتے" —— نوجوان نے کمزور سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تاکہ تم آسانی سے مر جاؤ —— نہیں جارج! —— کرنل بلاشر کسی کو آسانی سے نہیں مرنے دیا کرتا —— اب تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہارا تعلق کس فلسطینی گروپ سے ہے —— اس گروپ کا چیف کون ہے۔ اس کے ممبروں کے نام و پتے —— اس کا ہیڈ کوارٹر —— پوری تفصیل بتاؤ" —— کرنل بلاشر نے بھیڑیے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم —— مجھے تو رشوت دی گئی اور میں نے رشوت لے کر ٹیپ چرایا اور اس آدمی کے حوالے کر دیا جو کہ فلسطینی نظر آ رہا تھا۔ رشوت کی رقم میرے ملازم نے دیکھ لی۔ وہ سیکورٹی کا آدمی تھا۔ اس طرح اس کی اطلاع پر میں پکڑا گیا اور پھر مجھے سب کچھ بتانا پڑا۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا" —— نوجوان نے جواب دیا۔

"ہونہہ —— تو تم اب کرنل بلاشر کو چکر دینا چاہتے ہو —— تمہاری یہ جرأت" —— کرنل بلاشر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اس کے چہرے پر موجود سفاکی اور زیادہ نمایاں ہو گئی تھی۔ اس نے اس طرح دانت نکوسے ہوئے تھے جیسے وہ کوئی خونی بھیڑیا ہو۔

"کلہاڑی لے آؤ" —— کرنل بلاشر نے چیخ کر کمرے میں موجود دو نوجوانوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" —— ایک نوجوان نے کہا اور تیزی سے ایک کونے میں

رکھی ہوئی کلہاڑی جس کا پھل پہلے سے خون آلود تھا، اٹھا کر کرنل بلاشر کے ہاتھ میں دے دی اور دوسرے لمحے کرنل بلاشر نے کلہاڑی ہوا میں گھمائی اور جارج کے حلق سے ایک خوفناک چیخ نکلی۔ اس کا بندھا ہوا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔ کیونکہ کرنل بلاشر نے ایک ہی وار میں اس کا آدھا دایاں پیر انگلیوں سمیت کاٹ ڈالا تھا۔

"بولو —— بولو —— ورنہ ——" کرنل بلاشر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی کلہاڑی کا دوسرا وار ہوا اور جارج کا دوسرا آدھا پیر بھی کٹ کر دور جا گرا۔ جارج کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

"بولو —— ورنہ" —— کرنل بلاشر نے ہذیانی انداز میں کہا اور بجلی کی سی تیزی سے کلہاڑی گھما کر اس کا پچھلا موٹا حصہ پوری قوت سے اس کی پنڈلی کی ہڈی پر مار دیا۔

"ابو صالح —— ابو صالح گروپ" —— جارج نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"تفصیل بتاؤ" —— کرنل بلاشر نے اس بار کلہاڑی کا پھل اس کی پسلیوں میں پوری قوت سے مارا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ہونٹ بھینچ کر رک گیا۔ کیونکہ جارج کے منہ سے یکلخت خون کا فوارہ سا نکلا اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ مر چکا تھا۔

"اوہ! —— اتنا بودا تھا یہ —— ہونہہ! کمزور۔ بزدل —— اتنی جلدی مر گیا" —— کرنل بلاشر نے اس طرح دانت کچکچاتے ہوئے کہا جیسے جارج نے اتنی جلدی مر کر اس سے کوئی بہت بڑی زیادتی کی ہو۔

اس کی لاش چوک پر پھینکوا دو ـــــ اور اس پر وائٹ سٹار کا سٹکر لگا دو۔ تاکہ پورے اسرائیل کو معلوم ہو جائے کہ یہ وائٹ سٹار کا شکار تھا"۔ کرنل بلاشر نے کلہاڑی ایک طرف اچھالتے ہوئے چیخ کر ان نوجوانوں سے کہا جو ایک طرف کھڑے تھے اور پھر پیر پٹختا ہوا واپس بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ الوصالح گروپ کا نام تو وہ پہلے سے جانتا تھا لیکن اس کی تفصیلات کا اُسے آج تک علم نہ ہو سکا تھا۔

اپنے دفتر میں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے الماری سے شراب کی بوتل نکالی اور اس کا کارک ہٹا کر اُسے منہ سے لگا کر اس طرح غٹاغٹ پیتا چلا گیا جیسے وہ شراب کی بجائے کوئی شربت ہو۔ جب بوتل خالی ہو گئی تو اس نے اُسے پوری قوت سے سائیڈ کی دیوار پر دے مارا۔ اس کا چہرہ غصے سے بھی زیادہ سرخ ہو رہا تھا۔ وہ اسی طرح تیز شراب پینے کا عادی تھا۔ شراب اُسے سکون دیتی تھی۔ اور واقعی تھوڑی دیر بعد اس کا چہرہ نارمل ہونا شروع ہو گیا جیسے اس کے اندر بھڑکتی ہوئی آگ ٹھنڈی پڑتی جا رہی ہو۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ پوری طرح نارمل ہو گیا تو اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کرنل ڈیوڈ" ـــــ دوسری طرف سے جی۔ پی فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ کی بھاری اور تحکمانہ آواز گونجی۔

"کرنل بلاشر بول رہا ہوں کرنل ڈیوڈ" ـــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"اوہ کرنل آپ! ـــــ خیریت! ـــــ کوئی خاص بات" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔ اور جواب میں کرنل بلاشر نے جارج کے متعلق

پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ کرنل بلاشر! ـــــ الوصالح گروپ کا نام لینے کا مطلب ہے کہ یہ ٹیپ یا اس کی گفتگو لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ گئی ہو گی۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس گفتگو کے متعلق علم کیسے ہو گیا ـــــ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس گفتگو میں جہاں تک مجھے یاد ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے سب سے اہم بات یہ تھی کہ صدر مملکت نے پوچھا تھا کہ کرنل ڈیوڈ نے وہ فائل ابھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھجوائی تو نہیں" ـــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"اوہ! ـــــ لیکن ہم بھی تو وہیں موجود تھے ـــــ ہمارے تک تو صدر صاحب کی آواز نہ سنائی دے رہی تھی ـــــ آپ نے کیسے سُن لی" ـــــ؟ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"میں وزیر اعظم صاحب کے قریب اس طرف موجود تھا جدھر انہوں نے کان سے رسیور لگایا ہوا تھا اس لئے ہلکی آواز میرے کانوں تک پہنچ رہی تھی"۔ کرنل بلاشر نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ وزیر اعظم صاحب نے شاید اس کا جواب یہی دیا تھا کہ فائل تو بھجوائی جا چکی ہے۔ اب اس کی تردید بھجوا دیں ـــــ کچھ ایسی ہی بات تھی"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں! ـــــ انہوں نے یہی جواب دیا تھا اور اس کے جواب میں صدر مملکت نے کہا تھا کہ ایسا ہی کرنا پڑے گا ـــــ یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس آئے تو اس کے خاتمے کا مشن مکمل کر لیا جائے۔ ہماری اصل پریشانی تو ختم ہو چکی ہے ـــــ اور اس سے

پہلے صدر مملکت نے فلم کا کوڈ نام ایکس زیڈ بھی لیا تھا" ___ کرنل بلاشر نے کہا۔

"تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے ٹریپ میں نہیں آئے گی" ___ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اس ٹیپ کے بعد اُسے آنا تو نہیں چاہیئے۔ لیکن جہاں تک میں فائلوں سے ان کی نفسیات سمجھا ہوں وہ لازماً آئیں گے ___ اب شاید اس فلم کا تجسس انہیں کھینچ لائے" ___ کرنل بلاشر نے جواب دیا۔

"اوہ! ___ اگر وہ ایکس زیڈ کی تلاش میں آئے تو پھر تو بڑا مسئلہ بن جائے گا۔ یہ تو انتہائی اہم سیکرٹ ہے ___ اس کا تو مطلب ہوا کہ ہم نے فائل بھیج کر اپنے پیروں پر خود کلہاڑی ماری ہے" ___ کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں بے حد تشویش تھی۔

"آپ فکر نہ کریں کرنل ڈیوڈ! ___ انہیں آنے دیں۔ پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ ان کا سابقہ آج تک وائٹ سٹار سے نہیں پڑا ___ اس بار انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وائٹ سٹار کے ساتھ شامل ہونے سے جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کس قدر طاقتور ہو گئی ہے ___ ویسے بھی صدر مملکت سے میری بات ہوئی ہے ___ انہوں نے ہم تینوں کو ریڈ کارڈ جاری کرنے کے احکامات دے دیئے ہیں" ___ کرنل بلاشر نے کہا اور بات کرتے کرتے اس نے جان بوجھ کر بات کا رُخ موڑ دیا تھا کہ کہیں کرنل ڈیوڈ دوبارہ ناراض نہ ہو جائے۔ اُسے دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پہچان تک کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کے تعاون کی ضرورت تھی۔ اس کے بعد تو اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ سارا کریڈٹ خود ہی لے گا۔

"اوہ! ___ ویری گڈ! ___ ریڈ کارڈ سے تو بڑی آسانیاں ہو جائیں گی۔

لیکن اب ہمیں سرحدوں اور تل ابیب میں داخلے کے راستوں کی نگرانی انتہائی سخت کر دینی چاہیئے ___ یہ لوگ عفریت ہیں ___ شیطان ہیں ___ ایسے ایسے طریقے استعمال کرتے ہیں کہ آدمی سوچ بھی نہیں سکتا" ___ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ انہیں تل ابیب میں داخل ہی نہ ہونے دیا جائے۔ اس لئے ایئر پورٹ پر نگرانی کے علاوہ باقی تمام نگرانی میں نے سرحدوں پر شروع کرا دی ہے ___ اب ریڈ کارڈ ملنے کے بعد تو میں نے حکم دے دینا ہے کہ ہر مشکوک آدمی کو بغیر پوچھے گولی مار دی جائے۔ اوکے کرنل ڈیوڈ! ___ پھر بات ہو گی" ___ کرنل بلاشر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

اور واقعی اب اُسے ریڈ کارڈ کا انتظار تھا۔ اس کے بعد اس کی اذیت پسند فطرت پورے اسرائیل کی سرحدوں پر خون کی ہولی کھیلنے کے لئے بے چین ہو رہی تھی۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہوگیا۔ بلیک زیرو کو اس نے اپنے لئے چائے بنانے کے لئے بھیجا تھا

"ابوصالح سے بات کرائیں — میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں پاکیشیا سے" — عمران نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

"ابوصالح تو تل ابیب میں ہیں جناب! — آپ زید بن اسامہ سے بات کرلیں" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے — بات کراؤ" — عمران نے کہا۔

"ہیلو پرنس! — میں زید بول رہا ہوں — آپ کا کام ہوگیا ہے۔ ابوصالح کی طرف سے بھیجی ہوئی ٹیپ ابھی چند لمحے پہلے مجھے ملی ہے۔ اور ابوصالح ایک ضروری مسئلہ کی غرض سے وہیں رُک گئے ہیں" — زید نے کہا۔

"اوہ! — ویری گڈ! — تم ایسا کرو کہ ٹیپ کو رسیور کے ساتھ رکھ کر چلاؤ۔ میں پوری ٹیپ سننا چاہتا ہوں" — عمران نے کہا۔

"او۔کے سر — ہولڈ کریں — میں ٹیپ ریکارڈر لے آؤں" — زید نے کہا اور عمران خاموش ہوگیا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی تھی۔

"کیا ہوا — ٹیپ مل گیا" — ؟ بلیک زیرو نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ اور خود دوسری پیالی لے کر وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"ہاں! — ابوصالح تو بہت تیز نکلا — چند گھنٹوں میں ہی مسئلہ حل کرلیا۔ لیکن وہ خود ایکریمیا نہیں آسکا۔ البتہ اس نے ٹیپ بھجوادی ہے۔ اب زید اُسے چلانے کا انتظام کر رہا ہے" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کے چہرے پر بھی اشتیاق کے آثار ابھر آئے تھے۔

"ہیلو پرنس" — تھوڑی دیر بعد زید بن اسامہ کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس — بول رہا ہوں" — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹیپ سُن لیجئے" — زید نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کھٹک جیسی آواز ابھری اور پھر ایک آواز ابھری۔

"ہیلو" — اور عمران نے یہ آواز فوراً ہی پہچان لی۔ یہ اسرائیل کے صدر کی آواز تھی اور عمران اس آواز کو اچھی طرح پہچانتا تھا اس لئے اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے کہ ٹیپ اصلی ہے۔ وزیر اعظم چونکہ ابھی حال ہی میں منتخب ہوئے تھے اس لئے ان کی آواز عمران کے لئے نامانوس تھی۔ ان دونوں کے درمیان باتیں ہوتی رہیں اور عمران خاموشی سے بیٹھا سنتا رہا۔ لاؤڈر کی وجہ سے بلیک زیرو بھی یہ گفتگو سن رہا تھا اور اس

کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہوتے جا رہے تھے پھر گفتگو ختم ہو گئی اور خالی گھر گھر کی آواز سنائی دینے لگی۔ اس کے ساتھ ہی زید بن اسامہ کی آواز سنائی دی۔

"پرنس! — آپ نے سن لیا ٹیپ" — زید نے کہا۔

"ہاں! بے حد شکریہ! — ابوصالح کا میری طرف سے شکریہ ادا کر دینا — اس نے واقعی پاکیشیا کے لئے انتہائی اہم کام کیا ہے" — عمران نے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

"جی اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں پرنس! — آپ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جس طرح ہماری کاز کے لئے اسرائیل سے ٹکراتے رہے ہیں اس کا احسان تو ہم قیامت تک نہیں اتار سکتے" — زید بن اسامہ نے کہا۔

"شکریہ! — اچھا یہ پروٹوکول آفیسر جو کہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں ہیں ان کا نام کیا ہے — میرے خیال میں یہ ٹیپ انہی کی وجہ سے اتنی جلد وصول ہو گئی ہے" — عمران نے کہا۔

"اب آپ نے پوچھ لیا ہے تو میں بتا دیتا ہوں۔ ورنہ پہلے میں اس لئے نہ بتانا چاہتا تھا کہ اس طرح شاید آپ سمجھتے کہ فلسطینی آپ پر کوئی احسان کرنا چاہتے ہیں — یہ ٹیپ واقعی اس پروٹوکول آفیسر کی مدد سے فوراً مل گئی ہے لیکن اس نے فلسطینی کاز پر اپنی جان قربان کر دی ہے — اس کا ملازم سیکورٹی کا آدمی تھا جس کا اسے علم نہ تھا اس نے یہ ٹیپ دیکھ لیا اور پھر اس نے چیف سیکورٹی آفیسر کو اطلاع کر دی لیکن اس دوران ہمارا آدمی اس سے ٹیپ وصول کر چکا تھا۔ سیکورٹی والوں

نے اسے گرفتار کر لیا — اور ابھی ہم اسے چھڑانے کے لئے منصوبہ بندی کر رہے تھے کہ اس کی لاش ایک چوک پر پڑی ملی۔ اس پر وائٹ سٹار کا کارڈ لگا ہوا تھا۔ اس پر انتہائی غیر انسانی تشدد کیا گیا ہے — اسی وجہ سے ابوصالح ذہین رکنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ شاید اس نے وائٹ سٹار کو تشدد کی وجہ سے گروپ کے متعلق کچھ بتا دیا ہو تو اسے سنبھالا جا سکے۔ کرنل بلاشر اس وائٹ سٹار کا چیف ہے — انتہائی بے رحم — ظالم اور سفاک آدمی ہے — اسرائیل کا ہر شخص اس کے نام سے ہی خوف کھاتا ہے" — زید بن اسامہ نے قدرے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ! — اچھا ہوا کہ میں نے پوچھ لیا اور تم نے ذکر کر دیا — اب اس فلسطینی بھائی کا خون مجھ پر قرض ہو گیا — میں اس کرنل بلاشر سے اس کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لوں گا" — عمران نے کہا۔

"اوہ جناب! — ہماری جانیں تو اپنی کاز کے لئے وقف ہیں۔ بہرحال ہم آپ کے جذبات کے بے حد مشکور ہیں" — زید نے جواب دیا۔ اور عمران نے ایک بار پھر شکریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ تو بڑی عجیب سی بات سامنے آ گئی ہے — اس کا مطلب ہے کہ یہ فائل اسرائیل کی طرف سے ہمیں خاص طور پر بھجوائی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ فلم بھی بہرحال موجود ہے" — بلیک زیرو نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں اب ساری صورت حال سمجھ گیا ہوں — یہ فلم جس کا نام صدر

نے ایکس زیڈ لیا تھا اس کا کوئی تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے ـــــ یہ کسی اور چیز کی فلم ہے ـــــ لیکن یہ فلم اسرائیل کے لئے اس قدر اہم ہے کہ جب اسے تلاش کرنے میں ناکامی ہوئی تو پھر اس کی تلاش کے لئے ہمیں استعمال کرنے کا پروگرام بنایا گیا ـــــ وہ ایک تیر سے دو شکار کھیلنا چاہتے تھے ـــــ ہمیں کہا گیا کہ اس فلم کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ اس لئے لازماً ہم اسے تلاش کرنے میں اپنی جان کی بازی لگا دیتے ـــــ اس وقت تک شاید ہمیں کچھ نہ کہا جاتا۔ صرف نگرانی کی جاتی ـــــ یا اگر کچھ کہا بھی جاتا تو فرضی اور ڈرامے کے طور پر ـــــ لیکن جیسے ہی ہم فلم تلاش کر لیتے۔ وہ بھوکے درندوں کی طرح چاروں طرف سے ہم پر ٹوٹ پڑتے اس طرح انہیں فلم بھی مل جاتی اور وہ ہمارا خاتمہ بھی کر لیتے ـــــ لیکن پھر یہ ہوا کہ ہمیں فائل بھجوانے کے بعد انٹیلی جنس کے افسر نے وہ فلم ڈھونڈ لی۔ اس لئے اب ان کا مقصد صرف اتنا رہ گیا ہے کہ ہم اس فلم کی تلاش میں آئیں اور وہ ہمارا خاتمہ کر دیں" ـــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"آپ کا تجزیہ ان حالات میں بالکل درست ہے ـــــ اس کا تو مطلب ہے کہ اب ہمیں وہاں جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں! ـــــ اب بظاہر تو ہمارا وہاں کوئی مشن نہیں ہے۔ لیکن اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ ایکس زیڈ فلم میں ہر صورت میں حاصل کر کے اسرائیل کے منہ پر ایسا طمانچہ رسید کروں گا کہ وہ اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہو جائے گا ـــــ مجھے یقین ہے کہ یہ فلم پاکیشیا یا اگر پاکیشیا نہیں تو پھر ہماری دوست

سپر پاور شوگران کے لئے بہرحال اہم ہو گی ـــــ اور اگر نہ بھی ہو گی تب بھی کم از کم اسرائیل کے لئے وہ بے حد اہم ہے اور اسرائیل کے لئے اہمیت صرف وہ چیز رکھتی ہے جو مسلمانوں کے خلاف ہو ـــــ اس لئے اب یہ فلم ہر صورت میں حاصل کی جائے گی چاہے بعد میں اسے ضائع ہی کیوں نہ کر دیا جائے ایک بات ـــــ اور دوسری بات یہ کہ اس پروٹوکول آفیسر نے ہماری خاطر اپنی جان قربان کی ہے۔ میں اس کا بھرپور انتقام لوں گا۔ اور اس کے خون کا حساب نہ صرف اس کرنل بلاشر کو دینا پڑے گا۔ بلکہ پورے اسرائیل کو اس کے خون کے ایک ایک قطرے کا قرض اپنی تباہی سے چکانا ہو گا ـــــ میں اسرائیل پر قہر بن کر ٹوٹ پڑوں گا" ـــــ عمران نے انتہائی پر جوش لہجے میں کہا اور بلیک زیرو، عمران کو اس قدر جذباتی دیکھ کر حیران رہ گیا جو ایک فلسطینی کی ہلاکت پر اس قدر جذباتی ہو رہا تھا لیکن اس کے اپنے دل میں عمران کی بات سے سرسراہٹ سی پھیل گئی تھی اس کا اپنا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بھی عمران کی طرح اسرائیل اور مسلمان دشمن یہودیوں کو کوئی عبرت ناک سبق دے۔

"آپ اس مشن میں مجھے بھی ساتھ لے جائیں" ـــــ آخر بلیک زیرو سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

"نہیں ـــــ تم یہیں رہو گے ـــــ تمہیں گریٹ لینڈ سے آنے والی اطلاع بھول گئی ہے ـــــ اگر یہ اطلاع درست ہے تو یہ خوفناک مجرم کسی وقت بھی پاکیشیا ٹپک سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بین الاقوامی سربراہ کانفرنس ہونے والی ہے۔ ہو سکتا ہے اس اطلاع کا تعلق اس کانفرنس سے ہو۔ میں کوشش کروں گا کہ کانفرنس سے پہلے ہی اسرائیل سے واپس آ جاؤں۔ لیکن

نکلنے وہاں ہمیں کیسے حالات سے واسطہ پڑے اور کتنا وقت لگ جائے اس لئے تمہارا یہاں رہنا بیحد ضروری ہے اور میں اس بار جولیا، کیپٹن شکیل صفدر اور تنویر کو بھی چھوڑ جاؤں گا ۔۔۔۔ ان مجرموں کے مقابلے کے لئے ان کی یہاں موجودگی بیحد ضروری ہے" ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر! ۔۔۔ واقعی مجھے اس اطلاع کا خیال نہ رہا تھا۔ حالانکہ اطلاع آج ہی ملی ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"تم صدیقی۔ نعمانی۔ چوہان اور خاور کو ہدایات دے دو کہ وہ اس مشن کے لئے پوری طرح تیار رہیں ۔۔۔ میں انتظامات کرنے کے بعد کسی بھی وقت ان سے رابطہ قائم کر لوں گا" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا آپ جوزف اور جوانا کو بھی ساتھ لے جائیں گے ۔۔۔ ٹائٹ پلان والے کیس میں تو یہ ساتھ گئے تھے" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ صرف ٹائیگر کو ساتھ لے جاؤں گا" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اُٹھ کر لائبریری کی طرف جانے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اور بلیک زیرو ایک لمحے تک اُسے دروازے کی طرف جاتے دیکھتا رہا۔ عمران کی سنجیدگی اور اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اس بار واقعی اسرائیل کی تباہی لازمی ہے۔ عمران پر جب ایسا موڈ طاری ہوتا تھا تو پھر واقعی قیامت ٹوٹ پڑتی تھی۔ شاید اس فلسطینی پروٹوکول آفیسر کی پُرتشدد موت نے عمران پر یہ موڈ طاری کیا تھا کیونکہ اس کی موت صرف عمران کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اگر عمران اس ٹیپ کے حصول کے لئے نہ کہتا تو اس کی موت بھی واقع نہ ہوتی اور اس زید بن آسامہ نے مرنے والے کی جو حالت

بتائی تھی اس پر عمران جیسے آدمی کا یہی ردعمل ہو سکتا تھا۔ بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ نعمانی وغیرہ کو مشن کی تیاری کی ہدایات دے سکے۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں دفتر کی سائیڈ میں رکھے ہوئے صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ درمیان میں موجود چھوٹی میز پر سرخ رنگ کا ٹیلیفون موجود تھا اور ان دونوں کی نظریں اس فون پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے انہیں توقع ہو کہ ابھی اس فون سے کوئی جن نکل آئے گا ان دونوں کے چہرے تنے ہوئے تھے اور آنکھوں سے اُلجھن کے تاثرات نمایاں تھے اور پھر واقعی چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور وہ دونوں ایک وقت چونک پڑے۔ کرنل ڈیوڈ کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ سپیکنگ" ۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"مارش بول رہا ہوں جناب! ـــــ انطونی نے اطلاع دی ہے کہ عمران کے ساتھ پانچ افراد پاکیشیا ایئرپورٹ سے ایران جانے والی فلائٹ پر سوار ہوئے ہیں اور کال ڈیٹیکٹر سے انطونی نے عمران کی ایک ٹیلیفون کال بھی مانیٹر کی ہے ـــــ اس نے یہ کال شام کے شہر دمشق میں کی ہے وہاں اس نے کسی باقر نامی شخص سے بات کی ہے اور اس سے پوچھا ہے کہ کیا انتظامات مکمل ہو گئے ہیں ـــــ تو اس نے جواب دیا ہے کہ ہاں! بالکل مکمل ہیں ـــــ اس پر کال ختم کر دی گئی" ـــــ مارش نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"کاش! ـــــ یہ عمران پاکیشیا سے براہِ راست دمشق جاتا تو میں دمشق کے اس پورے ایئرپورٹ کو ہی بموں سے اڑا دیتا ـــــ لیکن ایران میں ہمارا زور نہیں چل سکتا" ـــــ ریڈ آرمی کے کرنل فرانک نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"دمشق نجانے وہ ہوائی جہاز سے پہنچے ـــــ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایران سے جہاز پر عراق جائے اور پھر عراق سے ٹرین یا ٹرک کے ذریعے شام میں داخل ہو ـــــ وہ بے حد کائیاں اور ہوشیار آدمی ہے ـــــ لیکن اب کم از کم ہمیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ اس بار عمران اپنے ساتھیوں سمیت دمشق سے حیفہ پہنچے گا ـــــ اور پھر حیفہ سے وہ تل ابیب میں داخل ہو گا ـــــ اور دمشق اور حیفہ کے درمیان اسرائیل کا سرحدی قصبہ ترابہ آتا ہے اور ترابہ پہنچے بغیر وہ کسی صورت میں بھی حیفہ نہیں پہنچ سکتا اس لئے ہمیں اس کا استقبال ترابہ میں ہی کرنا چاہیئے" ـــــ کرنل ڈیوڈ

نے کہا۔

"لیکن ترابہ تو مکمل طور پر عرب قصبہ ہے ـــــ اور یقیناً عمران نے ترابہ میں فلسطینی گوریلوں سے رابطہ قائم کر رکھا ہو گا ـــــ ریڈ آرمی اور جی۔ پی فائیو کے آدمی اگر وہاں پہنچے تو عمران کو پہلے سے ہی اطلاع مل جائے گی" ـــــ کرنل فرانک نے کہا۔

"ہاں! ـــــ تمہاری بات درست ہے ـــــ میرے خیال میں ہمیں ترابہ سے دس کلومیٹر پیچھے ہٹ کر نخلستان لیلیٰ میں پڑاؤ ڈالنا چاہیئے۔ وہاں اسرائیل کا ایک خفیہ اڈہ بھی موجود ہے ـــــ ترابہ کے بعد پہلا پڑاؤ نخلستانِ لیلیٰ ہی پڑتا ہے اور پانی حاصل کرنے کے لئے ترابہ سے حیفہ جانے والے ہر صورت میں نخلستان لیلیٰ سے ہی گزرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس طرح ہم بڑی آسانی سے وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار کھیل سکیں گے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ـــــ تمہاری تجویز بالکل درست ہے اور اس وقت بڑا لطف آئے گا جب کرنل بلاشر کو علم تک نہ ہو گا اور ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں وزیرِ اعظم کے سامنے ڈال چکے ہوں گے ـــــ تب وزیرِ اعظم کو احساس ہو گا کہ اس نے ہم پر کرنل بلاشر جیسے ناتجربہ کار آدمی کو فوقیت دے کر کتنی بڑی حماقت کی ہے" ـــــ کرنل فرانک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرنل بلاشر کو اتنا بھی ناتجربہ کار نہ سمجھو ـــــ وہ ذہنی طور پر انتہائی عیار آدمی ہے ـــــ اور اگر ہم دونوں اچانک ہی تل ابیب سے غائب ہو گئے تو وہ لازماً شک میں پڑ جائے گا ـــــ اس کے پاس بھی ریڈ کارڈ

موجود ہے۔ اس لئے وہ فوراً ساری پوچھ گچھ مکمل کر لے گا" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری یہ بات بھی درست ہے ـــــ لیکن پھر ہمیں کیا کرنا چاہیئے" ـــــ کرنل فرانک نے چونک کر کہا۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز ہے اگر تم متفق ہو جاؤ تو" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

"کرنل بلاشر کے مقابلے میں ہم دونوں کا مفاد مشترکہ ہے۔ اس لئے ظاہر ہے تم کوئی ایسی تجویز ہی پیش کرو گے جو ہم دونوں کے مفاد میں ہوگی" ـــــ کرنل فرانک نے کہا۔

"ظاہر ہے ـــــ میرے ذہن میں کرنل بلاشر کو چکر دینے کی ایک تجویز آئی ہے ـــــ اب ہمیں تو معلوم ہے کہ عمران کہاں سے اسرائیل میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ لیکن بلاشر کو یہ معلوم نہیں ہے ـــــ اگر ہم اُسے اس راز میں شریک کر لیں تو ایک تو وہ ہماری کارکردگی پر حیران ہوگا۔ دوسرا ہم داخلے کو وسعت دے کر اُسے چکر دے سکتے ہیں ـــــ وہ اس طرح کہ ہم اُسے بتاتے ہیں کہ عمران کے متعلق پتہ چلا ہے کہ وہ ہومز یا دمشق دونوں میں سے کسی جگہ سے اندر داخل ہوگا اور اس کا پروگرام ریلوے کو استعمال کرنے کا ہے ـــــ اور تم جانتے ہو کہ ترکی سے شام میں داخل ہونے والی بین الاقوامی ٹرین شام میں حلب اور حما سے گذر کر ہومز پہنچتی ہے اور پھر ہومز کے بعد دمشق آتا ہے ـــــ ریلوے لائن سے داخلے کا مطلب ہے کہ عمران پہلے ہومز پہنچے گا اور پھر وہاں سے دمشق ـــــ ظاہر ہے کرنل بلاشر اپنی عادت کے مطابق

ہومز کا انتخاب کرے گا اور ہمیں کہے گا کہ ہم دمشق کو چیک کریں۔ تاکہ وہ ہم سے پہلے عمران کو ہومز میں گھیر کر ختم کر سکے۔ اس طرح کرنل بلاشر ہومز ریلوے اسٹیشن اور اس کے ساتھ واقع اسرائیل کے سرحدی قصبے حدیدہ پر چھاؤنی ڈالے گا تاکہ پہلے تو عمران کو ہومز ریلوے اسٹیشن پر ختم کر دے۔ اور اگر عمران وہاں قابو میں نہ آئے تو پھر وہ اُسے حدیدہ میں نرغے میں لے لے ـــــ جب کہ ہم اس پر یہی ظاہر کریں گے کہ ہم دمشق کو چیک کریں گے۔ مگر ہمارا پڑاؤ نخلستان لیلیٰ میں ہوگا ـــــ جس کا علم کرنل بلاشر کو نہ ہوگا ـــــ وہ زیادہ سے زیادہ ہومز اور حدیدہ میں انہیں نہ پا کر دمشق پہنچ جائے گا ـــــ جب کہ اس دوران ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کو نخلستان لیلیٰ میں گھیر چکے ہوں گے ـــــ اس طرح ہماری پلاننگ کامیاب ہو جائے گی اور کرنل بلاشر کو ہمارے مقابلے میں واضح شکست اٹھانی پڑے گی" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ آئیڈیا کرنل ڈیوڈ! ـــــ واقعی تمہارا ذہن ان معاملات میں بے حد تیز ہے ـــــ ٹھیک ہے کرو کرنل بلاشر سے بات ـــــ تاکہ بات طے ہو جائے تو ہم ابھی روانہ ہو جائیں" ـــــ کرنل فرانک نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

تہہ خانہ نما کمرے میں عمران اور اس کے ساتھی ایک میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ تہہ خانہ نما کمرہ دمشق کے ایک ہوٹل کے نیچے بنا ہوا تھا وہ عراق سے ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے یہاں دمشق کے ایک پرائیویٹ اڈے پر اُترے تھے جہاں دمشق میں فلسطینی تنظیم کا سربراہ ابوقیس انہیں لینے کے لئے موجود تھا۔

یہ ہوٹل ابوقیس کا مخصوص اڈہ تھا۔ ابوقیس شخصیت کے لحاظ سے کافی بوڑھا تھا اور اس کی کمر بھی آدھی سے زیادہ جھکی ہوئی تھی۔ لیکن ذہنی طور پر وہ انتہائی ہوشیار اور چست تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دمشق جیسے اہم پوائنٹ پر اُسے فلسطینی تنظیم کا سربراہ بنایا گیا تھا۔ وہ شاکر سرات کے خاص آدمیوں میں سے تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عمران سے اس کی اچھی خاصی واقفیت تھی اور عمران نے ایران سے عراق پہنچنے کے بعد اس سے رابطہ قائم کیا تھا اور پھر ابوقیس نے ہی اُسے مشورہ دیا تھا کہ وہ عام فلائٹ سے دمشق آنے کی بجائے چارٹرڈ

کراکر آتے۔ کیونکہ ابوقیس کے مطابق دمشق ایئرپورٹ پر اسرائیلی انٹیلی جنس انتہائی سخت نگرانی کرتی ہے اور عمران کو اس پروٹوکول آفیسر کے پکڑے جانے کی وجہ سے یقین تھا کہ اسرائیل کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد کی اطلاع مل چکی ہوگی اور انہوں نے اسرائیل میں ان کے داخلے کو روکنے کے لئے انتہائی کڑی نگرانی شروع کر دی ہوگی۔ یہی وجہ تھی کہ اس بار عمران نے ایک نئے راستے سے اسرائیل میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا تھا۔

یہ نقشہ دیکھ رہے ہو ——— یہاں سے ہم دو گروپ بن جائیں گے۔ ٹائیگر میرے ساتھ ہوگا اور باقی تم چاروں ایک گروپ میں ہوگے۔ خاور تمہارا انچارج ہوگا ——— تم نے صرف ایک کام کرنا ہے، دہشت گردی۔ جہاں بھی جاؤ مکمل تباہی مچا دو ——— جو اہم پوائنٹ سامنے آئے اُسے تباہ کر دو ——— لیکن تمہارا ایکشن صرف ایسے پوائنٹس تک محدود رہے گا جس میں بے گناہ انسان ہلاک نہ ہوں بلکہ یہ پوائنٹس اسرائیلی حکومت کے لئے انتہائی اہم ہوں ——— جیسے ڈیم ——— پل ——— بڑے بجلی گھر ——— چھوٹی فوجی چھاؤنیاں ——— ایئرپورٹ وغیرہ ——— چونکہ تم نے مسلسل ایکشن میں رہنا ہے اس لئے تمہارے گروپ کا نام ایکشن گروپ ہوگا ——— تم نے دمشق سے ٹرین کے ذریعے بومز پہنچنا ہے ——— بومز سے تم نے جیپ کے ذریعے ایک سرحدی قصبہ حدیدہ سے اسرائیل میں داخل ہو جانا ہے۔ اور پھر وہاں سے تم نے ایکشن لیتے ہوئے حیفہ سے گذر کر تل ابیب پہنچنا ہے ——— جب کہ میں اور ٹائیگر دمشق سے اسرائیل میں داخل ہوں گے۔ یہاں سے سرحدی قصبہ حدیدہ سے گذر کر ہم سیدھے حیفہ جائیں گے اور پھر حیفہ سے تل ابیب ——— ہم دونوں نے تل ابیب پہنچنے تک کوئی

ایکشن نہیں لینا ___ ابوقیس سے میری بات ہو چکی ہے ___ وہ ہمیں براہ راست حیفہ پہنچا دے گا۔ اس نے یعقوب نامی ایک شخص کا بندوبست کیا ہے جو انتہائی ہوشیار آدمی ہے اور پھر وہاں سے تل ابیب پہنچ کر ہم دونوں نے خاموشی سے اس ایکس زیڈ فلم کو تلاش کرنا ہے ۔ تمہارا تل ابیب تک پہنچنے کا فاصلہ بہت زیادہ ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ جب تمہارا گروپ تل ابیب پہنچے گا ___ ہم اس وقت تک فلم تلاش کر چکے ہوں گے ___ اس کے بعد ہماری واپسی شروع ہو جائے گی" ___ عمران نے انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہم آپ کا مقصد سمجھ گئے ہیں ___ آپ اسرائیل کی ایجنسیوں کو پوری طرح ہماری طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ آپ خاموشی سے اپنا کام کر سکیں ___ ٹھیک ہے ایسا ہی ہو گا" ___ چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس بار تمہارا کام انتہائی مشکل ہو گا ___ اسرائیل کا ایک ایک یہودی تمہارے خلاف ہو گا اور اسرائیل کی تین ایجنسیاں جی۔ پی فائیو۔ ریڈ آرمی اور نئی ایجنسی وائٹ سٹار تمہارے خلاف کام کریں گی ___ اس لئے تم لوگوں کی جانیں ہر لمحہ موت کے دہانے میں ہوں گی ___ اگر مجھے یقین ہوتا کہ تم یہ فلم حاصل کر سکتے ہو تو پھر میں خود ایکشن گروپ بناتا۔ لیکن یہ فلم تم سے تلاش نہ ہو سکے گی ___ اس لئے یہ ذمہ داری تم پر ڈال رہا ہوں ___ اگر اس بارے میں تم میں سے کسی کے ذہن میں کوئی بھی بات ہو تو مجھے ابھی بتا دو ___ میں اسے واپس بھجوا دوں گا" ___ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب! ___ ہم آپ کی عزت کرتے ہیں ___ لیکن اپنی توہین کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے ___ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں ___ آپ دیکھیں کہ ہم کیسا ایکشن لیتے ہیں" ___ خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

"یعنی بغیر اجازت کے سب جائز ہے" ___ عمران نے کہا۔

"بغیر اجازت کے" ___ ؟ خاور نے چونک کر پوچھا۔

"وہ توہین والا مسئلہ ___ تم اجازت تو دے نہیں سکتے۔ اس لئے بغیر اجازت" ___ عمران نے کہا اور خاور کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی ہنس پڑے۔

"اب مسئلہ رہ گیا اسرائیل میں اسلحے کے حصول اور واقفیت کا ___ تو اس سلسلے میں تمہاری صرف اتنی مدد کی جا سکتی ہے کہ تمہیں ہومز سے تھوڑا سا اسلحہ اور جیپ دے کر بھیجا جا سکتا ہے اور ایک لسٹ اسرائیل کے مختلف شہروں میں فلسطینی تنظیموں کے اتحادیوں کی ___ لیکن ان سے رابطہ صرف اسی صورت میں کیا جائے گا جب انتہائی ایمرجنسی ہو ___ ورنہ تمہاری کوشش یہی ہو گی کہ سب کچھ تم اپنے طور پر کرو ___ ان پوائنٹس سے تمہیں اسلحہ بھی مل سکتا ہے۔ لیکن یہ سوچ لینا کہ تم اسرائیل میں ہو۔ جہاں ایک ایک بچہ تمہارا دشمن ہو گا" ___ عمران نے کہا اور جیب سے ایک کاغذ نکال کر خاور کی طرف بڑھا دیا۔

"ٹھیک ہے ___ آپ بے فکر رہیں" ___ خاور نے کاغذ کھول کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"انہیں تم نے زبانی یاد کرنا ہے ___ ورنہ یہ کاغذ اسرائیل کے ہاتھ

چڑھ گیا تو پھر فلسطینیوں کی شامت آجائے گی ــــ وہاں تمہارا کوڈ ڈان ہوگا ــــ اس لفظ کو تم کسی بھی فقرے میں استعمال کر سکتے ہو، یا براہ راست یہی لفظ کہہ سکتے ہو ــــ اس کا فیصلہ پوزیشن دیکھ کر کرنا ــــ ان لوگوں کو ابوقیس کے ذریعے اطلاع بھجوا دی گئی ہے ــــ یہ تمہارے ساتھ مکمل تعاون کریں گے" ــــ عمران نے کہا اور خاور نے سر ہلا دیا۔

"ہم نے کب یہاں سے روانہ ہونا ہے" ــــ خاور نے کہا۔

"اب سے چار گھنٹوں بعد گاڑی دمشق سے ہومز جائے گی۔ تم نے اس گاڑی میں سوار ہونا ہے ــــ ابوقیس کے آدمی تمہیں ہومز تک پہنچا دیں گے ــــ تل ابیب پہنچ کر تم شیراکہ ہوٹل دیکھ لینا۔ یہ دارالحکومت کے مین روڈ پر ایک کافی بڑا ہوٹل ہے اس پر جہازی سائز کا ایک بورڈ لگا ہوا ہے جس پر ہوٹل کا نام درج ہے ــــ جب تک یہ بورڈ تمہیں نظر آ رہا ہے تب تک یہی سمجھنا کہ میں مشن حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوا اس لئے تم نے اپنی کارروائیاں جاری رکھنی ہیں ــــ ہاں! جب اس بورڈ کی بجائے تمہیں وہاں ہوٹل کے نام کا نیون سائن جلتا بجھتا نظر آئے تو سمجھ لینا کہ کام ہو گیا ہے ــــ پھر تم ہوٹل کے کاؤنٹر پر جا کر ڈان کہو گے تو تمہیں مجھ تک پہنچا دیا جائے گا" ــــ عمران نے کہا اور خاور اور باقی ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔

"اب تم آرام کر لو ــــ چلنے سے ایک گھنٹہ پہلے تمہیں میک اپ باکس مل جائے گا ــــ اپنی مرضی کا میک اپ کر لینا ــــ ہومز میں تمہارے لئے ایک طاقتور انجن کی جیپ موجود ہو گی جس میں ہر قسم کا اسلحہ موجود ہوگا ــــ ابوقیس کے آدمی تمہیں اس جیپ تک پہنچانے کے بعد فا

ہو جائیں گے ــــ اس کے بعد ایکشن گروپ ایکشن میں آجائے گا" ــــ عمران نے مزید تفصیلات بتاتے ہوئے کہا اور اس بار بھی ان چاروں نے سر ہلا دیئے۔

"آؤ ٹائیگر! ــــ ہم روانہ ہو جائیں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کرسی سے اٹھ کر کہا۔

"کیا مطلب! ــــ کیا آپ ابھی جائیں گے" ــــ؟ خاور اور اس کے ساتھیوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ــــ ہمارے لئے ٹرین کا مسئلہ نہیں ہے ــــ ہم یہاں سے جیپ کے ذریعے سرحدی قصبے جدیدہ اور پھر وہاں سے حیفہ اور تل ابیب جائیں گے ــــ اس لئے تل ابیب تک خدا حافظ" ــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مصافحے کے لئے خاور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ خاور نے بڑے پرجوش انداز میں مصافحہ کیا۔

"ارے ارے آہستہ ــــ میں تو نان ایکشن ٹائپ آدمی ہوں" ــــ عمران نے کہا اور خاور قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ پھر عمران نے باری باری باقی ساتھیوں سے مصافحہ کیا اور ٹائیگر کو ساتھ لے کر وہ اس تہہ خانے سے نکل کر ایک راہداری سے ہوتا ہوا اوپر ہوٹل کے ہال میں پہنچ گیا۔ ہال کی دائیں طرف سے سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ عمران اور ٹائیگر یہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر ایک اور کمرے میں پہنچے۔

یہ کمرہ دفتر کے سے انداز میں سجا ہوا تھا لیکن یہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران نے دفتر کا دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں رکھا ہوا ایک میک اپ

باکس باہر نکال لیا۔

"آؤ پہلے تمہارا میک اپ کر دوں" ـــــ عمران نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کے ہاتھ تیزی سے ٹائیگر کے چہرے پر چلنے لگے اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد ٹائیگر کا چہرہ تبدیل ہو چکا تھا۔

ٹائیگر کے میک اپ کے بعد عمران نے اپنا میک اپ کرنا شروع کیا اور پھر میک اپ کرنے کے بعد اس نے میک اپ باکس واپس الماری میں رکھا اور پھر میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک پتلی سی آواز سنائی دی۔

"پرنس بول رہا ہوں ابوقیس! ـــــ ہم روانگی کے لئے تیار ہو چکے ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ ہوٹل سے نکل کر مدائن روڈ پر پہنچ جائیں ـــــ مدائن روڈ پر ہیڈ پوسٹ آفس کی بہت بڑی بلڈنگ ہے۔ اس کی پارکنگ میں ہر وقت گاڑیوں کی بھرمار رہتی ہے ـــــ وہاں جیپ نمبر ایل۔ ایکس ون فائیو ایٹ ون موجود ہو گی ـــــ سیٹ پر یعقوب موجود ہو گا۔ یہ میرا خاص آدمی ہے ـــــ یہ اس سارے علاقے کا کیڑا ہے ـــــ انتہائی ذہین، ہوشیار اور قابل اعتماد آدمی ہے تم نے اس کے پاس جا کر صرف پرنس کا نام لینا ہے۔ وہ تمہیں لے کر

روانہ ہو جائے گا ـــــ جیپ کے خفیہ خانوں میں ضروری اسلحہ بھی موجود ہے ـــــ یعقوب تمہیں جیفہ تک لے جائے گا۔ اس کے بعد اگر آپ چاہیں تو یعقوب آپ کے ساتھ رہے گا ورنہ واپس آ جائے گا" ـــــ ابوقیس نے بولنا شروع کر دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ شکریہ! ـــــ میرے ساتھی بھی تیار ہیں۔ اس سلسلے میں انتظامات مکمل ہو چکے ہیں ناں" ـــــ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں بالکل ـــــ لیکن ان کا انچارج کون ہو گا" ـــــ ابوقیس نے نے جواب دیا۔

"خاور نام ہے اس کا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــــ ٹھیک ہے" ـــــ ابوقیس نے جواب دیا اور عمران نے اُسے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"آؤ ٹائیگر" ـــــ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

انتہائی طاقتور انجن والی بڑی سی جیپ میں خاور اور اس کے ساتھی سوار تھے۔ ان سب کے چہروں پر میک اَپ تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر خاور تھا جب کہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر نعمانی بیٹھا ہوا تھا اور پچھلی سیٹوں پر چوہان اور صدیقی موجود تھے۔

انہیں ہومز سے چلتے ہوئے ابھی صرف آدھا گھنٹہ ہوا تھا۔ جیپ اس وقت ریت کے اونچے نیچے ٹیلوں کے درمیان موجود ایک سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ سڑک پر کافی ٹریفک تھی۔ اسرائیل کا سرحدی قصبہ حدیدہ ابھی کچھ دُور تھا اور انہیں بتایا گیا تھا کہ حدیدہ چیک پوسٹ پر انتہائی سخت چیکنگ کی جاتی ہے۔

دمشق سے چلتے وقت انہوں نے اپنی مرضی کے میک اَپ کئے تھے لیکن ہومز پہنچ کر البوقیس کے آدمیوں نے انہیں مخصوص اور ضروری کاغذات دیئے اور ساتھ ہی ہدایت کی کہ وہ ان کاغذات پر موجود تصاویر

کے مطابق میک اَپ کر لیں تاکہ طرابلس تک وہ آسانی سے پہنچ سکیں کاغذات کی رُو سے وہ قبرصی سیاح تھے۔ جیپ کے کاغذات بھی انہی کے نام تھے اور کاغذات کی رُو سے وہ قبرص سے ترکی ہوتے ہوئے شام پہنچے تھے اور شام سے وہ اب اسرائیل کی سیاحت کرتے ہوئے اُردن، عراق اور ایران سے ہو کر واپس ترکیہ پہنچیں گے اور پھر وہاں سے جزیرہ قبرص پہنچ جائیں گے۔ جیپ انہوں نے ترکی سے خریدی تھی اور اسے واپس ترکی جا کر وہ فروخت کر دیں گے۔ پیشہ کے لحاظ سے وہ قبرص میں ایک ہوٹل کے مالک تھے۔ چنانچہ اب وہ قبرصی میک اَپ میں تھے اور انہوں نے کاغذات پر موجود تمام تفاصیل اچھی طرح یاد کر لی تھیں۔

"میرے خیال میں ہمیں طرابلس پہنچنے تک کوئی مشکل پیش نہ آئے گی ——— یہ سارا راستہ صحرائی ہے اور راستے میں صرف چند چھوٹے چھوٹے قصبے ہیں ——— اہم پوائنٹس طرابلس سے ہی شروع ہوں گے" ——— نعمانی نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"طرابلس میں داخلے سے پہلے ایک دریا آتا ہے جس پر ابھی حال ہی میں اسرائیل نے نیا پُل تعمیر کیا ہے ——— یہ پُل اُڑا کر ہم نے اپنے ایکشن کا آغاز کرنا ہے" ——— خاور نے کہا۔

"ایک کام اور بھی ہمیں ضرور کرنا چاہیئے" ——— پیچھے بیٹھے ہوئے چوہان نے کہا۔

"وہ کیا ———؟" خاور اور نعمانی دونوں نے چونک کر پوچھا۔

"ہمارے ایکشن کا اصل مقصد تو اسرائیل کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے بحیثیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ——— تاکہ ان کی توجہ پوری طرح

ہماری طرف لگی رہے اور عمران اور ٹائیگر اطمینان سے اپنا کام کر سکیں۔ اس لئے پہلے ایکشن پر ہمیں کسی نہ کسی طرح بحیثیت پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنی شناخت کرا دینی چاہیئے ــــ ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ ہمیں عام فلسطینی گوریلے سمجھتے رہیں" ــــ چوہان نے کہا۔

"اوہ! ــــ واقعی تم نے صحیح بات کی ہے ــــ ایسا کرتے ہیں کہ ایک کاغذ پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کی طرف سے کسی فرضی آدمی کے نام ایک خط لکھیں جس میں یہ کہا گیا ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایکشن گروپ بھیجا جا رہا ہے اس سے تعاون کیا جائے ــــ یہ خط ہم کسی ایسی جگہ پھینک دیں گے جہاں سے وہ اسرائیل کے کسی سرکاری آدمی کے ہاتھ لگ جائے اور وہ یہی سمجھیں گے کہ کاغذ ہماری جیب سے نادانستگی سے گر گیا ہے ــــ اس طرح اس کی اطلاع لازماً جی۔ پی فائیو اور دوسری ایجنسیوں تک پہنچ جائے گی" ــــ چوہان کے ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا اور باقی سب نے بھی اس تجویز کی تائید میں سر ہلا دیئے۔

"یہ کاغذ ہم طرابلس پہنچ کر تیار کریں گے" ــــ خاور نے کہا اور سب نے ایک بار پھر سر ہلا دیئے۔

تھوڑی دور آگے بڑھنے کے بعد سڑک جیسے ہی ایک موڑ کاٹ کر سیدھی ہوئی، انہیں دور سے قصبے کے آثار نظر آنے لگے۔ اس کے باہر سڑک پر پختہ چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی۔ یہ چیک پوسٹ سڑک کے دونوں اطراف میں پختہ دو کمروں پر مشتمل تھی۔ درمیان میں لوہے کا ایک مضبوط راڈ لگا ہوا تھا اور دونوں کمروں کے باہر چار چار مسلح اسرائیلی فوجی

موجود تھے۔ گاڑیاں اس راڈ کے سامنے رک جاتی تھیں اور پھر چیکنگ کے بعد راڈ اٹھایا جاتا اور انہیں اسرائیل میں داخل ہونے کی اجازت مل جاتی تھی۔

"ہوشیار ــــ چیک پوسٹ آگئی ہے" ــــ خاور نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

چیک پوسٹ کے سامنے چار کاریں موجود تھیں جن کی چیکنگ ہو رہی تھی۔ خاور نے جیپ آخری کار کے پیچھے روک دی۔ اسی لمحے دو اسرائیلی فوجی ان کی طرف بڑھے۔

"کاغذات لے کر ادھر چلے جائیں ــــ اس دوران ہم جیپ چیک کریں گے" ــــ ایک اسرائیلی فوجی نے کہا اور خاور اور اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے جیپ سے نیچے اترے اور تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھنے لگے جدھر اس فوجی نے اشارہ کیا تھا۔ گو جیپ کے خفیہ خانوں میں اسلحہ موجود تھا لیکن خاور جانتا تھا کہ انہیں عام گائیگر سے چیک نہ کیا جا سکے گا۔ اس اسلحے کے گرد ایسے کیمیکل سے بنا ہوا مخصوص ساخت کا کپڑا لپیٹ دیا گیا تھا جس کی وجہ سے گائیگر اسلحہ کو چیک نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے جیپ کی چیکنگ کا سننے کے باوجود ان میں سے کسی کے چہرے پر بھی پریشانی کے آثار نمایاں نہ ہوئے تھے۔ وہ اطمینان سے چلتے ہوئے چیک پوسٹ کے کمرے کی طرف بڑھتے گئے۔

یہ خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں دو بڑی بڑی میزوں کے پیچھے دو فوجی بیٹھے ہوئے تھے اور سامنے بنچ نما صوفے موجود تھے جن پر پہلے سے چھ افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ خاور اور اس کے ساتھی دروازے میں داخل

ہو کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ پھر پہلے سے بیٹھے ہوئے افراد کو فارغ کر دیا گیا تو خاور نے ہاتھ میں موجود کاغذات ایک فوجی کے سامنے رکھ دیئے۔ فوجی نے پہلے تو ایک ایک کے کاغذات علیحدہ علیحدہ کئے اور پھر انہیں کھول کھول کر دیکھنے لگا۔ ساتھ ساتھ وہ خاور اور اس کے ساتھیوں کو بھی دیکھتا جا رہا تھا شاید وہ تصویروں کے ساتھ ساتھ ان کی شکلیں ملا کر دیکھ رہا تھا۔ وہ سب پنج نما صوفے پر خاموشی سے بیٹھے ہوئے اسے یہ سب کچھ کرتے دیکھ رہے تھے۔

"آپ تو بہت طویل سفر پر نکلے ہیں" ——— فوجی نے قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہمارا مشن تو ساری دنیا کی سیر ہے ——— فی الحال تو ہم تین چار ملکوں کی سیاحت پر نکلے ہیں" ——— خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور فوجی نے کاغذات کو اچھی طرح چیک کرنے کے بعد ان پر مہریں لگائیں اور پھر کاغذات ان کی طرف بڑھا دیئے۔

خاور نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کاغذات اٹھائے اور وہ سب کمرے سے باہر آ گئے۔ اس دوران جیپ کو چیک کیا جا چکا تھا کیونکہ چیک کرنے والے دوسری کاروں کی چیکنگ میں مصروف نظر آ رہے تھے۔

"تو ہمیں شکارگاہ میں داخلے کی اجازت مل گئی ہے" ——— خاور نے دوبارہ سٹیرنگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور سب ساتھی اس کے اس فقرے پر مسکرا دیئے۔ خاور نے جیپ آگے بڑھا دی تو راڈ اٹھا لیا گیا اور وہ اسرائیلی سرحد میں داخل ہو گئے۔ اب آگے حدیدہ قصبہ تھا۔ اور اس کے بعد طرابلس تک چھوٹے چھوٹے چند قصبے آتے تھے۔ چونکہ

انہوں نے براہ راست طرابلس کا پروگرام بنایا ہوا تھا اس لئے وہ حدیدہ قصبے کی طرف مڑ جانے والی سائیڈ روڈ پر مڑنے کی بجائے سیدھے آگے بڑھتے چلے گئے۔

حدیدہ قصبہ گذرنے کے بعد ایک بار پھر حد نظر تک ریت کے اونچے نیچے ٹیلے سڑک کے دونوں اطراف میں پھیلے نظر آنے لگے۔

"ہمیں قصبے میں رک کر وہ خط تیار کر لینا چاہیئے تھا" ——— چوہان نے کہا۔

"ارے ہاں! ——— اس کا تو خیال ہی نہیں آیا ——— اور طرابلس کا پل اڑانے کے لئے ہمیں ڈائنامیٹ بھی تو باکس سے نکالنا ہو گا" ——— خاور نے کہا۔

"تو کیا ہوا ——— جیپ ادھر ریت میں موڑ دو ——— کسی بڑے سے ٹیلے کی اوٹ میں اسے روک کر سارے کام کر لئے جائیں" ——— نعمانی نے کہا اور خاور نے سر ہلاتے ہوئے جیپ کا رخ ریت کی طرف موڑ دیا۔ طاقتور انجن غراتا ہوا جیپ کو ریت میں آگے بڑھائے لئے گیا۔ سڑک سے کچھ دور جا کر خاور نے ریت کے ایک بڑے سے ٹیلے کی اوٹ میں جیپ روک دی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے تاکہ خفیہ باکسز جو سیٹوں کے نیچے تھے اس میں سے ضروری اسلحہ نکال سکیں۔ ڈائنامیٹ سٹکس نکال لینے کے ساتھ ہی انہوں نے اس کا وائرلیس بلاسٹر بھی نکال لیا اور ساتھ ہی چار مشین گنیں، ریوالورز اور اسی طرح کا دوسرا ضروری اسلحہ بھی۔ کیونکہ اب چیکنگ پوسٹ کے بعد آگے چیکنگ نہ ہونی تھی۔

خاور نے اپنے بیگ میں سے ایک پیڈ نکالا اور پھر اس نے بال پوائنٹ

کی مدد سے سیکرٹ سروس کے چیف کی طرف سے وہ خط تیار کرنا شروع کر دیا۔

"کس کے نام خط لکھو گے ——؟" نعمانی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی فرضی نام ہی ہو سکتا ہے لیکن نام فلسطینی ہونا چاہیئے —— حسین کاشانی کیسا رہے گا" —— خاور نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے —— اپنے آپ ڈھونڈتے پھریں گے حسین کاشانی کو" —— نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر واقعی اس نام کا کوئی آدمی انہیں مل گیا تو اس غریب کی شامت آ جائے گی" —— صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا اور باقی ساتھی بھی قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

خط تیار کرنے کے بعد خاور نے پیڈ واپس بیگ میں ڈالا اور خط کو تہہ کر کے اس نے جیکٹ کی جیب میں احتیاط سے رکھ لیا۔ اس کے بعد وہ سب دوبارہ جیپ میں سوار ہونے لگے ہی تھے کہ انہیں دور سے کسی ہیلی کاپٹر کی تیز آواز سنائی دی۔ وہ سر اٹھا کر اوپر دیکھنے لگے تو انہیں دور سے ایک ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر سے اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ ہیلی کاپٹر فوجی تھا۔

"میں فوٹو کھینچنا شروع کرتا ہوں —— ورنہ یہ لوگ مشکوک بھی ہو سکتے ہیں" —— خاور نے کہا اور جلدی سے ہاتھ بڑھا کر سیٹ پر پڑا ہوا کیمرہ اٹھایا اور تیزی سے ایک ٹیلے کی طرف دوڑا اور پھر وہ اس ٹیلے کے ساتھ گھٹنے کے بل بیٹھ کر کیمرہ آنکھ سے لگا لیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ٹیلے کا کسی مخصوص زاویے سے فوٹو کھینچ رہا ہو۔ باقی ساتھی بھی بڑے مطمئن انداز میں جیپ کے پاس کھڑے تھے۔ ہیلی کاپٹر ان کے سروں

کے اوپر سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ لیکن ذرا آگے جا کر وہ واپس پلٹا۔ اس بار اس کا انداز ایسا تھا جیسے نیچے اترنا چاہتا ہو اور پھر واقعی ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر جیپ سے کچھ فاصلے پر ریت پر اتر گیا۔ اور ہیلی کاپٹر سے ایک لمبا تڑنگا اور بھرے ہوئے جسم کا کرنل نیچے اترا۔ اس کے چہرے پر سختی اور سفاکی جیسے ثبت ہوئی نظر آ رہی تھی اس کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح دو فوجی بھی اترے اور پھر وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ جیپ کے قریب آتے جہاں اسلحہ ابھی تک سیٹوں پر پڑا ہوا تھا خاور اور اس کے ساتھی خود ہی ان کی طرف بڑھنے لگے تاکہ وہ انہیں جیپ سے فاصلے پر روک سکیں۔

"کون لوگ ہو تم —— اور یہاں ریت پر کیا کر رہے ہو" —— کرنل نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"جی ہم سیاح ہیں اور یہاں ریت کے ٹیلوں کی تصاویر بنا رہے ہیں۔ بڑا خوبصورت نظارہ ہے" —— خاور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! —— ریت کے ٹیلوں کی تصویر —— ذرا یہ کیمرہ دکھاؤ" —— کرنل نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا اور خاور نے بڑے مطمئن انداز میں کیمرہ اس کی طرف بڑھا دیا۔

کرنل کیمرے کو الٹ پلٹ کر غور سے دیکھتا رہا۔

"تمہارے کاغذات کہاں ہیں" —— کرنل نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کیمرہ واپس خاور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"موجود ہیں جناب! —— ابھی چیک پوسٹ پر انہیں تفصیل سے چیک کیا گیا ہے" —— خاور نے جیب سے کاغذات نکالتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے —— ورنہ تم اندر کیسے داخل ہو سکتے تھے —— لیکن میں خود چیک کرنا چاہتا ہوں" —— کرنل نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"بے شک کر لیجئے سر —— ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے" —— خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور کاغذات کرنل کی طرف بڑھا دیئے کرنل نے ایک ایک کاغذ کو غور سے دیکھا۔ ان کی شکلوں کو بھی دیکھا اور پھر منہ بناتے ہوئے کاغذات واپس کر دیئے۔

"ٹھیک ہے —— لیکن آپ کو اسرائیل کے قانون کا تو علم ہوگا —— طرابلس پہنچ کر آپ نے سب سے پہلے پولیس اسٹیشن رپورٹ کرنی ہے"۔ کرنل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"بالکل سر —— ہم سیاح ہیں اور ہمیں علم ہے —— ویسے آپ کی طرف سے بتانے کا بھی شکریہ" —— خاور نے کہا اور کرنل واپس ہیلی کاپٹر کی طرف مڑ گیا۔ دونوں مشین گن بردار بھی اس کے پیچھے مڑے اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھا اور واپس قصبہ حدیدہ کی طرف بڑھتا گیا۔

"بڑے برے پھنسے تھے —— اگر یہ جیپ کے قریب آ جاتا تو مسئلہ کھڑا ہو جاتا" —— چوہان نے کہا۔

"لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ آخر اس کرنل نے ہمیں چیک کیوں کیا"۔ خاور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چیک کیوں کیا —— کیا مطلب" —— ؟ صدیقی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"عام طور پر فوجی، اور وہ بھی آفیسر اس طرح چیکنگ نہیں کرتے پھرتے —— اس لئے میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کو اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس راستے سے اسرائیل میں داخل ہو سکتی ہے" —— خاور نے سٹیرنگ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہوتی تو چیک پوسٹ پر ان لوگوں نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دینی تھی —— لیکن وہ سب بالکل عام انداز میں چیکنگ کر رہے تھے" —— نعمانی نے کہا۔ خاور جیپ کو اب واپس سڑک کی طرف لے جا رہا تھا۔

"بہرحال اب ہمیں پوری طرح ہوشیار رہنا چاہیئے —— اسلحہ وغیرہ سب سیٹ کر لو" —— خاور نے کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

خاور خاموشی سے جیپ کو اب طرابلس کی طرف بڑھائے لئے جا رہا تھا۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ انہیں ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کا شور اپنے سر پر سنائی دیا اور پھر وہی ہیلی کاپٹر تیزی سے ان کی جیپ کے آگے جھکتا ہوا آگے بڑھا اور کچھ فاصلے پر جا کر سڑک کے کنارے اتر گیا۔ اس میں سے دو مشین گن بردار فوجی نیچے اترے اور انہوں نے ہاتھ ہلا ہلا کر جیپ کو رکنے کا اشارہ کیا۔

"اسلحہ چھپا لو —— شاید یہ اب جیپ چیک کریں گے" —— خاور نے تیز لہجے میں کہا اور انہوں نے جلدی سے اسلحہ جیبوں میں منتقل کر لیا۔ لیکن مشین گنوں کو وہ ظاہر ہے جیب میں نہ رکھ سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے انہیں سیٹوں کی سائیڈوں میں رکھ دیا جہاں وہ سوائے غور سے دیکھنے کے آسانی سے نظر نہ آ سکتی تھیں۔

خاور نے جیپ ان فوجیوں کے قریب جا کر روک دی ۔

"جی ! —— اب کیا بات ہے" —— خاور نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں ایک فوجی سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"کرنل صاحب کا حکم ہے کہ آپ طرابلس پہنچنے کے بعد سیدھے پولیس اسٹیشن جائیں اور پھر اس وقت تک وہاں سے باہر نہ نکلیں —— جب تک کرنل صاحب کا فون نہ آ جائے" —— ایک سپاہی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا ۔

"جی بہت بہتر —— لیکن آخر کرنل صاحب ہم سیاحوں پر اس قدر مہربان کیوں ہو گئے ہیں" —— خاور نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"فضول باتیں مت کرو —— کرنل صاحب اگر تمہارا یہ طنزیہ فقرہ سن لیتے تو تم سب جیپ سمیت ایک لمحے میں جہنم پہنچا دیئے جاتے —— اسرائیل کا ہر آدمی موت سے اتنا نہیں ڈرتا —— جتنا کرنل بلاشر سے ڈرتا ہے ۔ سمجھے ! —— آئندہ محتاط رہنا" —— فوجی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر اپنے ساتھی کی طرف اشارہ کرتا ہوا واپس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا ۔ اس دوران اس کے ساتھی نے ایڑیاں اٹھا کر جیپ کا اندرونی جائزہ لے لیا تھا ۔ لیکن چونکہ وہ جیپ پر سوار نہ ہوا تھا اس لئے اسے مشین گنیں نظر نہ آ سکی تھیں ۔

خاور نے اس وقت تک جیپ چلائی جب تک ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر آگے طرابلس کی طرف نہ بڑھ گیا ۔

"کرنل بلاشر —— تو یہ ہے کرنل بلاشر —— اسرائیل کی نئی تنظیم وائٹ سٹار کا چیف" —— خاور نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

"تمہارا آئیڈیا درست ہے خاور ! —— یہ لوگ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چیک کرتے پھر رہے ہیں" —— پاس کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

"ابھی انہیں کوئی حتمی اطلاع نہیں ملی —— یہ صرف جنرل چیکنگ کرتے پھر رہے ہیں —— ورنہ شاید یہ اتنی آسانی سے مطمئن نہ ہو جاتے" ۔ چوہان نے کہا ۔

"لیکن اس نے ہمیں پولیس اسٹیشن میں رکنے کے لئے کیوں کہا ہے" ۔ خاور نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ! —— میں سمجھ گیا —— بالکل یہی بات ہو گی" —— اچانک چوہان نے چیخنے کے سے انداز میں کہا اور سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے خاور بھی یک مر میں اس کی طرف دیکھنے لگا ۔

"یہ ہمارے کاغذات کی تصدیق کرانا چاہتا ہے" —— چوہان نے کہا اور اس کی بات کا اثر واقعی اس طرح ہوا جیسے جیپ میں اچانک کوئی بم پھٹ پڑا ہو ۔

"اوہ ! —— اوہ ! —— بالکل ٹھیک سوچا ہے تم نے —— وہ واقعی ہم سے مشکوک ہو چکا ہے —— لیکن وہ اس بارے میں حتمی تصدیق کرنا چاہتا ہے" —— خاور نے تیز لہجے میں کہا ۔

"اور تصدیق کے بعد لازماً ہمارے کاغذات کا پول کھل جائے گا" —— نعمانی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا ۔

"ہاں ! —— اس کا مطلب ہے کہ طرابلس پہنچتے ہی ہمیں یہ جیپ، کاغذات اور اس جیپ سے پیچھا چھڑانا ہو گا" —— صدیقی نے کہا ۔

"نہیں! ــــ جب تک کوئی بات سامنے نہ آجائے ــــ ہم بھی حرکت میں نہیں آئیں گے ــــ لیکن اب ہمیں پہلے سے ہزار گنا زیادہ چوکنا اور محتاط رہنا ہوگا ــــ اگر ہم اچانک غائب ہو گئے تو انہیں فوراً شک پڑ جائے گا اور وہ طرابلس کی انتہائی سخت ناکہ بندی کر لیں گے" ــــ خاور نے کہا۔

"میرے خیال میں اب ہمیں اس پل کو اڑانے کا منصوبہ ترک کر دینا چاہیے" ــــ صدیقی نے کہا۔

"نہیں صدیقی! ــــ یہ پل ہر صورت میں تباہ ہوگا ــــ ہم یہاں چھپنے کے لیے نہیں آئے ــــ کچھ کرنے کے لیے آئے ہیں اور ہاں! اب اس فرضی خط کو ضائع کر دینا چاہیے۔ میرے خیال میں اب اس کی ضرورت نہیں رہی" ــــ خاور نے سپاٹ لہجے میں کہا اور سب ساتھیوں نے سر ہلا دیئے البتہ ان سب کے ذہنوں میں بری طرح کھلبلی مچی ہوئی تھی۔

کرنل بلاشر قصبہ حدیدہ میں واقع ایک پختہ مکان کے ایک کمرے میں موجود تھا البتہ وائٹ سٹار کے کارکن شام کے ریلوے اسٹیشن ہومز سے لے کر حدیدہ تک پھیلے ہوئے تھے۔

کرنل بلاشر کا دل تو یہی چاہ رہا تھا کہ وہ بذات خود ہومز اسٹیشن پر پہنچ جائے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو اپنے ہاتھوں سے گولیوں سے اڑا دے۔ لیکن چونکہ ہومز غیر ملکی اسٹیشن تھا اس لیے وہ مجبور تھا۔ البتہ اس کے کارکن شامی افراد کے روپ میں وہاں موجود تھے کرنل بلاشر کے سامنے میز پر ایک بڑی سی مشین موجود تھی جس کے درمیان میں ایک خاصی بڑی سکرین بھی تھی۔ وائٹ سٹار نے کرنل بلاشر کے حکم سے ہومز ریلوے اسٹیشن اور اس کے باہر اور پھر چیک پوسٹ تک انتہائی جدید کیمرے نصب کر دیئے تھے جن کی تصاویر اس مشین کی سکرین پر بڑی صاف آ رہی تھیں۔ اس طرح کرنل بلاشر ہومز سے دور

ہونے کے باوجود ایک لحاظ سے ہومز ریلوے سٹیشن پر موجود تھا۔

سکرین پر ریلوے سٹیشن کا منظر نظر آ رہا تھا۔ ہومز ریلوے سٹیشن کچھ زیادہ پرانا تھا لیکن اس وقت وہاں اس لئے خاصا رش نظر آ رہا تھا کہ بیک وقت دونوں اطراف سے آنے والی گاڑیوں نے وہاں پہنچنا تھا دونوں گاڑیاں انٹرنیشنل ایکسپریس کہلاتی تھیں۔ ایک ترکی کے دارالحکومت انقرہ سے روانہ ہو کر ترکی کے اہم شہر کوتاہیہ، کوہنہ اور عدانا سے ہو کر شام کی سرحد میں داخل ہو جاتی تھی اور شام کے شہر حلب۔ حما اور ہومز سے ہوتی ہوئی شام کے دارالحکومت دمشق پہنچتی تھی۔ جبکہ دوسری ٹرین دمشق سے روانہ ہو کر اسی راستے پر سفر کرتی ہوئی انقرہ جا کر ختم ہوتی تھی۔ اور اس وقت دونوں ٹرینوں کی کراسنگ ہومز پر ہونی تھی۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کی اطلاعات اور اندازے کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان نے حلب اور حما سے ہوتے ہوئے ہومز پہنچنا تھا اس لئے اس کی توجہ ترکی سے ہومز پہنچنے والی ٹرین کی طرف زیادہ تھی۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں کو اس نے دمشق سے حیفہ جانے والی سڑک پر سرحدی قصبے ترابہ میں چیکنگ کا مشورہ دیا تھا تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہومز میں اترنے کی بجائے آگے دمشق چلے جائیں تو وہ انہیں کور کر سکیں۔ جی۔ پی فائیو کا ایک پرانا آفیسر پالکن وائٹ سٹار کے ساتھ موجود تھا تاکہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو پہچاننے کی ڈیوٹی سرانجام دے سکے۔

دونوں گاڑیوں کی آمد میں صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے تھے اس لئے کرنل بلاشر بے حد بے چین نظر آ رہا تھا اور پھر پانچ منٹ گذر گئے

تو ایک منٹ کے وقفے سے دونوں ٹرینیں ہومز ریلوے سٹیشن پر پہنچ گئیں اور وہاں مسافروں اور چڑھنے اترنے والوں کی وجہ سے افراتفری سی پیدا ہو گئی۔ لیکن ترکی کی طرف سے آنے والی گاڑی سے اترنے والے کم تھے جب کہ اس پر چڑھنے والوں کی تعداد زیادہ تھی۔ اسی طرح دمشق سے آنے والی گاڑی کی بھی یہی پوزیشن تھی۔

گاڑیوں سے اتر کر مسافر تیزی سے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ رہے تھے اور کرنل بلاشر کی نظریں اسی گیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ پالکن بھی گیٹ کے پاس ہی موجود تھا اور وائٹ سٹار کے ارکان بھی سادہ لباس میں ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے۔ کرنل بلاشر کو تو ہر آدمی پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کا گمان ہو رہا تھا لیکن پالکن خاموش کھڑا تھا۔ پہچاننے کی ڈیوٹی چونکہ اس کے ذمہ تھی اس لئے ظاہر ہے اس کے اشارے کے بغیر کسی پر شک نہ کیا جا سکتا تھا اور کرنل بلاشر کو اب پالکن پر غصہ آ رہا تھا کہ آخر وہ کیوں اشارہ نہیں کرتا۔ کرنل ڈیوڈ نے بتایا تھا کہ پالکن بے حد ایکسپرٹ ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے جس میک اپ میں بھی ہوئے وہ لازماً انہیں پہچان لے گا۔ لیکن پالکن خاموش کھڑا تھا۔ وہ بس مسافروں کو دیکھے چلا جا رہا تھا۔ آہستہ آہستہ مسافر گیٹ سے گذر کر باہر موجود ٹیکسیوں میں بیٹھ کر ہومز شہر میں پھیل گئے اور پھر گاڑیاں بھی روانہ ہو گئیں۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کے متعلق کچھ نہ بتایا گیا۔

اسی لمحے مشین کی سائیڈ میں لگے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں اور کرنل بلاشر نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ـــ پالکن کالنگ۔ اوور" ـــ پالکن کی آواز سنائی دی۔

"یس کرنل بلاشر۔ اوور" ـــ کرنل بلاشر نے تقریباً چیخنے کے سے انداز میں جواب دیا۔

"سر! ـــ وہ لوگ نہیں آئے ـــ ان میں سے ایک آدمی بھی نظر نہیں آیا۔ اوور" ـــ پالکن نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں مکمل یقین ہے۔ اوور" ـــ کرنل بلاشر نے بے بسی سے دانت کچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"یس سر ـــ میں نے اُترنے والوں کو بھی اچھی طرح دیکھا ہے اور گاڑی میں موجود مسافروں کو بھی ـــ یہ لوگ ان میں شامل نہیں ہیں۔ مجھے مکمل یقین ہے سر ـــ اوور" ـــ پالکن نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ آج نہیں آئے ـــ اب تو گاڑیاں کل آئیں گی ـــ یا پھر کرنل ڈیوڈ کی اطلاع غلط ہے۔ اوور" ـــ کرنل بلاشر نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ اوور" ـــ پالکن نے جواب دیا۔

"تم صرف بکواس کر سکتے ہو نانسنس! ـــ اوور اینڈ آل" ـــ کرنل بلاشر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس نے نہ صرف ٹرانسمیٹر آف کر دیا بلکہ مشین بھی آف کر دی اور مشین آف ہوتے ہی سکرین بھی تاریک ہو گئی۔

"ہونہہ! ـــ بڑی مصیبت ہے کہ مجھے ان لوگوں کو پہچاننے کے لئے دوسروں کا محتاج ہونا پڑ رہا ہے ـــ لیکن یہ مجھ سے بچ نہ سکیں گے" ـــ کرنل بلاشر نے زور سے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس باس" ـــ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا یس باس! ـــ کیوں آئے ہو" ـــ کرنل بلاشر اسی پر اُلٹ پڑا۔

"اوہ! ـــ میں نے سمجھا کہ شاید آپ نے مجھے کال کیا ہے" ـــ نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور اس بار کرنل بلاشر توقع کے خلاف ہنس پڑا۔

"تو اب یہ طریقہ رکھوں تمہیں بلانے کا ـــ میز پر مکہ مارنے والا"۔ کرنل بلاشر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری سر" ـــ نوجوان، کرنل بلاشر کے ہنسنے اور مسکرانے کے باوجود اسی طرح سہما ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے ـــ اب تم آ گئے ہو تو سنو! ـــ ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر پوری سرحد اور اس کے اردگرد کے علاقے کا راؤنڈ لگاؤ ـــ کوئی بھی مشکوک گاڑی یا افراد نظر آئیں تو مجھے فوراً رپورٹ کرو ـــ جاؤ ـــ میں اب کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں" ـــ کرنل بلاشر نے کہا اور نوجوان یس باس کہہ کر تیزی سے واپس مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

کرنل بلاشر کرسی سے اٹھا اور ذرا پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ موجود ایک بیڈ پر لیٹ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ ریلوے اسٹیشن کی چیکنگ کی وجہ سے واقعی اس کے اعصاب پر بے حد دباؤ رہا تھا۔ اس لئے وہ اپنے اعصاب کو پوری طرح پُرسکون کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نیند کی وادی میں کھو گیا۔

نجانے اُسے سوئے ہوئے کتنی دیر ہوئی تھی کہ اچانک ٹرانسمیٹر کی

مخصوص ٹوں ٹوں سے اس کی نیند کھل گئی اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی سے ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھا۔

"ہیلو ہیلو — جارج کالنگ، باس۔ اوور" — ایک آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"یس کرنل بلاشر۔ اوور" — کرنل بلاشر نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ جارج کی ڈیوٹی حدیدہ قصبے سے ذرا پہلے موجود اسرائیلی چیک پوسٹ پر لگائی گئی تھی۔

"باس! — یہاں چیک پوسٹ پر ہومز کی طرف سے ایک جیپ آئی ہے اس میں چار افراد سوار ہیں — کاغذات کی رو سے وہ سیاح ہیں جناب! — ان کی جیپ کی چیکنگ بھی ہوئی ہے اور کاغذات کی بھی — وہ قبرصی سیاح ہیں۔ لیکن میں ان کی طرف سے مشکوک ہوں باس۔ اوور" — جارج نے کہا۔

"مشکوک کیوں — کیا وجہ ہے شک کی — قبرصی سیاح تو اسرائیل آتے جاتے رہتے ہیں۔ اوور" — کرنل بلاشر نے انتہائی تیز اور سخت لہجے میں کہا۔

"سر — بظاہر تو شک کی کوئی وجہ نہیں ہے — لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ وہ مشکوک ہیں۔ اوور" — جارج نے جواب دیا۔

"اوہ! — لعنت بھیجو اپنی چھٹی ساتویں حس پر — کوئی اور وجہ بتاؤ۔ اوور" — کرنل بلاشر نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اُسے دراصل جارج پر اس لئے بھی غصہ آ رہا تھا کہ

اس نے بغیر کسی وجہ سے کال کر کے اُسے نیند سے بیدار کیا تھا۔

"سس — سر — اور وجہ سر — بس وہ لمبے تڑنگے۔ بھاری اور ورزشی جسم کے لوگ ہیں — کاغذات کے مطابق وہ قبرص میں کسی ہوٹل کے مالکان ہیں — لیکن سر — وہ مجھے ہوٹل کے مالکان نہیں لگتے۔ اوور" — جارج نے بُری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ہوٹل لائن کے آدمی ایسے ہی ہوتے ہیں — اور پھر قبرصی ہوٹل میں تو زیادہ تر ملاحوں سے ہی واسطہ پڑتا رہتا ہے اور ملاحوں سے نمٹنے کے لئے ایسے ہی آدمی کام کر سکتے ہیں — بہرحال اب وہ کہاں ہیں۔ اوور" — کرنل بلاشر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"سر — وہ بس طرابلس کی طرف روانہ ہونے ہی والے ہیں سر۔ اوور" — جارج نے جواب دیا۔

"اوکے — میں خود انہیں چیک کر لیتا ہوں — اوور اینڈ آل"۔ کرنل بلاشر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے ایک اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو — کرنل بلاشر کالنگ۔ اوور" — فریکوئنسی ایڈجسٹ ہوتے ہی کرنل بلاشر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر — جیک بول رہا ہوں سر — ہیلی کاپٹر سے سر۔ اوور" — دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"ہیلی کاپٹر واپس لے آؤ — جلدی۔ فوراً — اوور اینڈ آل" — کرنل بلاشر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ہوں! — تو جارج کی چھٹی حس شک کا اظہار کر رہی ہے —
جارج ہے تو پرانا آدمی — بہرحال دیکھو" — کرنل بلاشر نے کرسی پر
بیٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ وہ اب ہیلی کاپٹر کا انتظار کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور وہی نوجوان جسے اس نے ہیلی کاپٹر
پر چیکنگ کے لئے بھیجا تھا اندر داخل ہوا۔

"سر — ہیلی کاپٹر آگیا ہے سر" — نوجوان نے کہا۔

"ٹھیک ہے — تم بھی میرے ساتھ چلو جیک — اور ہرسن کو بھی
لے لو — آؤ" — کرنل بلاشر نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا
اور جیک اسے راستہ دینے کے لئے ایک طرف ہٹ گیا۔ پھر کرنل بلاشر
کے باہر نکلنے کے بعد وہ بھی دروازے سے باہر راہداری میں آیا۔ سامنے
طویل و عریض صحن میں ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ کرنل بلاشر تو اس ہیلی کاپٹر کی طرف
بڑھ گیا جب کہ جیک راہداری کے دائیں طرف دوڑنے لگا۔ وہاں ایک
اور نوجوان ہاتھ میں مشین گن پکڑے کھڑا تھا۔

"آؤ ہرسن! — ہم نے باس کے ساتھ جانا ہے" — جیک نے
اس نوجوان سے کہا اور واپس ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑا جس کا پنکھا اب
حرکت میں آچکا تھا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے پائلٹ
سیٹ پر خود کرنل بلاشر تھا۔

دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے موڑ کاٹتا ہوا
طرابلس کی طرف جانے والی سڑک کے اوپر اڑنے لگا۔ سڑک پر کاریں
آجا رہی تھیں لیکن وہاں کوئی جیپ نہ تھی۔ کرنل بلاشر نے ہیلی کاپٹر کی
رفتار تیز کر دی۔ اس کے خیال کے مطابق جیپ اب اتنی تیز رفتار بھی ہو سکتی تھی

کہ اتنی جلدی اتنا فاصلہ طے کر جاتی۔ لیکن سڑک پر اگلے قصبے اور اس سے
بھی اگلے قصبے تک واقعی کوئی جیپ نظر نہ آرہی تھی۔

"یہ جیپ کہاں چلی گئی — کہیں وہیں چیک پوسٹ پر ہی نہ روک لی
گئی ہو" — کرنل بلاشر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ہیلی کاپٹر کو واپس
موڑا اور ایک بار پھر سڑک کے اوپر اسے اڑاتا ہوا حدیدہ قصبے کی طرف
بڑھنے لگا۔

حدیدہ قصبے کے قریب پہنچتے ہی اچانک اسے خیال آیا کہ وہ خواہ مخواہ
خود بھاگا جا رہا ہے جب کہ جارج سے ٹرانسمیٹر پر ہی بات ہو سکتی ہے اس
نے ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کر کے اسے فضا میں معلق کر دیا اور تیزی سے
ہیلی کاپٹر میں نصب ٹرانسمیٹر پر جارج کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ہیلو — کرنل بلاشر کالنگ جارج۔ اوور" — ٹرانسمیٹر کا بٹن
آن کرتے ہوئے کرنل بلاشر نے بار بار چیخ چیخ کر پکارنا شروع کر دیا۔

"یس باس! — جارج بول رہا ہوں۔ اوور" — چند لمحوں بعد
دوسری طرف سے جارج کی آواز سنائی دی۔

"وہ جیپ جس پر تمہیں شک تھا کہاں ہے — کیا وہ چیک پوسٹ
پر ہی رک گئی ہے۔ اوور" — کرنل بلاشر نے چیخ کر پوچھا۔

"نو باس! — وہ طرابلس کی طرف گئی ہے — میں اس کے پیچھے
قصبہ حدیدہ تک گیا تھا تاکہ اگر وہ حدیدہ قصبے میں جائیں تو میں معلوم کر
سکوں کہ وہ کہاں جاتے ہیں — لیکن وہ قصبہ حدیدہ مڑنے کی بجائے
سیدھے آگے چلے گئے تو میں وہیں سے واپس چیک پوسٹ پر آگیا ہوں۔
اوور" — جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ مگر وہ جیپ مجھے دوسرے قصبے تک سڑک پر نظر نہیں آئی ۔۔۔ کیا نمبر ہے اس جیپ کا ۔۔۔ رنگ کیا ہے ۔۔۔ کونسی جیپ ہے۔ اوور" ۔۔۔ کرنل بلاشر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور جواب میں جارج نے اسے جیپ کی تفصیلات بتا دیں۔

"او کے ۔۔۔ میں دوبارہ چیک کرتا ہوں ۔۔۔ اوور اینڈ آل ۔۔۔" کرنل بلاشر نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"باس! ۔۔۔ ہو سکتا ہے یہ جیپ سڑک سے ہٹ کر ریت کے ٹیلوں میں چلی گئی ہو" ۔۔۔ پیچھے بیٹھے ہوئے جیک نے کہا۔

"مگر کیوں ۔۔۔ ٹیلوں میں کیا ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے اب ٹیلوں میں بھی دیکھ لیتے ہیں ۔۔۔ اور اگر یہ ٹیلوں میں گئی ہے تو پھر یہ لازماً مشکوک ہے" ۔۔۔ کرنل بلاشر نے تیز لہجے میں کہا اور ہیلی کاپٹر کو موڑ کر قصبہ حدیدہ کے اوپر سے ہوتا ہوا صحرا پر اسے اڑانے لگا۔ ہیلی کاپٹر کو وہ پہلے کی نسبت اور زیادہ بلندی پر لے گیا تاکہ دور دور تک ٹیلوں کو چیک کیا جا سکے۔

"اوہ! ۔۔۔ واقعی جیپ یہاں موجود ہے" ۔۔۔ اچانک کرنل بلاشر نے چیختے ہوئے کہا۔

جیپ واقعی ایک بڑے سے ٹیلے کی اوٹ میں کھڑی تھی اور اس کے باہر چار افراد کھڑے تھے۔ ہیلی کاپٹر چونکہ کافی بلندی پر تھا اس لئے جیپ اور اس کے ساتھ کھڑے ہوئے افراد کھلونوں کی طرح نظر آ رہے تھے۔ کرنل بلاشر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی بلندی تیزی سے کم کرنا شروع کر دی اور جب وہ اس جیپ کے اوپر سے ہو کر آگے

بڑھا تو اس نے ایک قبرصی کو ہاتھ میں کیمرہ اٹھائے ایک ٹیلے کے سامنے جھکے ہوئے دیکھا۔ اس نے ذرا آگے جا کر ہیلی کاپٹر موڑا اور پھر اسے اس ٹیلے سے کچھ فاصلے پر اتار دیا۔

"ہوشیار ۔۔۔ ہو سکتا ہے یہ خطرناک مجرم ہوں" ۔۔۔ کرنل بلاشر نے پیچھے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر اچھل کر ہیلی کاپٹر سے نیچے اترا۔ اس کے پیچھے جیک اور ہرسن بھی مشین گنیں اٹھائے نیچے اتر آئے اور کرنل بلاشر انہیں ساتھ لئے تیزی سے جیپ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے چہرے پر سختی سی عود کر آئی تھی۔ فوٹو کھینچنے والا اور اس کے تین دوسرے ساتھی انہیں دیکھتے ہی تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگے۔ لیکن ان کے چہروں پر حیرت کے آثار تھے اور کرنل بلاشر نے دیکھ لیا تھا کہ وہ نہتے تھے۔ وہ واقعی قبرصی تھے۔

"کون لوگ ہو تم ۔۔۔ اور یہاں ریت پر کیا کر رہے ہو" ۔۔۔ ؟ قریب آنے پر کرنل بلاشر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور جواب میں انہوں نے یہی کہا کہ وہ سیاح ہیں اور یہاں ریت کے ٹیلوں کی تصویر بنا رہے ہیں۔ اس پر کرنل بلاشر کو ان کے کیمرے پر شک ہوا۔ لیکن اس کے طلب کرنے پر جب اس نے بڑے اطمینان سے کیمرہ اس کی طرف بڑھا دیا تو اس کا شک قدرے دور ہو گیا۔ اس نے کیمرے کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ وہ واقعی عام ساخت کا کیمرہ تھا۔ کیمرہ واپس کر کے کرنل بلاشر نے ان کے کاغذات چیک کئے۔ کاغذات اصل اور درست ہی معلوم ہوتے تھے۔

کرنل بلاشر کا شک دور ہو گیا۔ اس نے انہیں صرف طرابلس پہنچ کر

پولیس میں رپورٹ کرنے والا قانون بتایا اور پھر واپس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ ہیلی کاپٹر لے کر وہ واپس قصبہ حدیدہ میں اپنے ٹھکانے پر پہنچ گیا۔ گو اس کے ذہن کے مطابق یہ لوگ مشکوک نہ تھے۔ لیکن ہیلی کاپٹر سے اترتے ہی اسے ایک خیال آیا تو وہ نیچے اترتے ہوئے جیک سے مخاطب ہوا۔

"جیک! ــــ تم اور ہرمن ہیلی کاپٹر لے کر واپس جاؤ ــــ اور ان جیپ والوں کو کہو کہ وہ طرابلس پہنچ کر اس وقت تک پولیس اسٹیشن سے باہر نہ نکلیں ــــ جب تک میرا وہاں فون نہ پہنچ جائے ــــ جاؤ جلدی کرو" ــــ کرنل بلاشر نے تیز لہجے میں کہا اور جیک اترنے کی بجائے واپس اندر گھس گیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر دوبارہ فضا میں اٹھا اور گھوم کر تیزی سے طرابلس کی طرف بڑھنے لگا۔

کرنل بلاشر کے ذہن میں اچانک ایک خیال آیا تھا کہ کیوں نہ ان کاغذات کو ہومز سے چیک کر لیا جائے ــــ یہ لوگ ہومز کی روڈ چیک پوسٹ سے کراس کر کے ہی حدیدہ پہنچے ہوں گے اور وہاں موجود اسرائیل کے آفیسر نے ہی انہیں اسرائیل میں داخل ہونے کا پرمٹ دیا تھا ــــ اس آفیسر کا نام نیلسن تھا اور چونکہ وہ اس کا کلاس فیلو تھا اس لئے اس سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی اور اسے معلوم تھا کہ آجکل نیلسن ہومز کی چیک پوسٹ پر تعینات ہے۔ نیلسن بے حد سمجھدار اور ہوشیار آدمی تھا۔ اس لئے حکومت اسرائیل نے اسے اس اہم جگہ پر تعینات کیا تھا تاکہ غلط افراد اسرائیل میں داخل نہ ہو سکیں۔

اپنے کمرے میں داخل ہو کر کرنل بلاشر تیزی سے ایک کونے میں رکھے

ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھا۔ اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ــــ حدیدہ چیک پوسٹ" ــــ دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"کرنل بلاشر بول رہا ہوں ــــ کیا میرے فون سے ہومز کی چیک پوسٹ سے رابطہ ہو سکتا ہے" ــــ کرنل بلاشر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"آپ کس سے بات کرنا چاہتے ہیں جناب" ــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"اسرائیلی اتاشی نیلسن سے" ــــ کرنل بلاشر نے جواب دیا۔

"یس سر ــــ نیلسن صاحب کیلئے خصوصی لائن موجود ہے ــــ آپ تھری زیرو تھری ون پر ڈائل کر لیں" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل بلاشر نے بغیر کوئی جواب دیئے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو ــــ کون بول رہا ہے" ــــ رسیور سے نیلسن کی آواز ابھری جسے کرنل بلاشر اچھی طرح پہچانتا تھا۔

"نیلسن! ــــ میں کرنل بلاشر بول رہا ہوں حدیدہ سے" ــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"اوہ بلاشر تم ــــ اور یہاں حدیدہ میں ــــ خیریت ہے" ــــ دوسری طرف سے نیلسن کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ اس کی حیرت بجا تھی کیونکہ کرنل بلاشر تو تل ابیب میں رہتا تھا۔

"ایک ضروری مشن پر میں یہاں آیا ہوں ــــ ایک دشمن ملک کے ایجنٹوں کے بارے میں اطلاع ملی تھی کہ وہ حدیدہ چیک پوسٹ سے اسرائیل میں داخل ہوں گے ــــ میں انہیں چیک کرنے یہاں آیا تھا" ــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"اوہ! ــــ پھر پکڑے گئے وہ" ــــ؟ نیلسن نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی چیک ہی نہیں ہو سکے ــــ پکڑے کہاں گئے ــــ تم یہ بتاؤ کہ ابھی ایک جیپ ہومز کی طرف سے حدیدہ چیک پوسٹ سے گذری ہے ــــ اس میں چار فرصی سیاح سوار ہیں ــــ وہ ترکیہ سے ہوتے ہوئے شام آئے ہیں ــــ اور اب اسرائیل میں داخل ہوئے ہیں ــــ تم نے ان کے کاغذات چیک کئے ہوں گے، کیونکہ تمہارا جاری کردہ پرمٹ ان کے پاس تھا ــــ وہ ٹھیک لوگ ہیں" ــــ؟ کرنل بلاشر نے تیز لہجے میں کہا۔

"کب کی بات کر رہے ہو" ــــ؟ نیلسن کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ابھی آدھا گھنٹہ پہلے وہ چیک پوسٹ سے گذرے ہیں۔ ظاہر ہے تمہاری طرف سے انہیں چیک پوسٹ تک آنے میں آدھا گھنٹہ لگ گیا ہوگا یعنی تقریباً ایک گھنٹہ پہلے تم نے انہیں پرمٹ دیا ہوگا" ــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو بلاشر ــــ میں گذشتہ چار گھنٹوں سے ڈیوٹی پر ہوں۔ میں نے تو کسی فرصی کو پرمٹ جاری نہیں کیا ــــ اور نہ ہی کوئی فرصی پرمٹ لینے یہاں آیا ہے ــــ بلکہ میرا خیال ہے کہ کوئی جیپ بھی یہاں

سے اسرائیل نہیں گئی" ــــ نیلسن نے کہا۔

"تو پھر یہ جیپ اور یہ فرصی کیسے یہاں پہنچ گئے ــــ؟ تمہاری چیک پوسٹ سے گذرے بغیر وہ کیسے آ سکتے ہیں" ــــ کرنل بلاشر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں نہیں آ سکتے ــــ ہومز میں جہاں ہماری چیک پوسٹ ہے وہ شہر کے آخری حصے میں ہے۔ اب اس سے ذرا آگے تک قصبے کی عمارتیں پھیل چکی ہیں اس لئے وہ قصبے سے نکل کر سیدھے حدیدہ جا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس آئے بغیر" ــــ نیلسن نے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ تو تم نے واقعی ان چار فرصیوں کو پرمٹ جاری نہیں کیا" کرنل بلاشر کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے۔

"کہہ تو رہا ہوں کہ نہیں کئے ــــ اور تمہیں کیسے یقین دلاؤں" ــــ نیلسن نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور کرنل بلاشر نے بجلی کی سی تیزی سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"اوہ! ــــ اوہ! تو یہ مجرم ہیں ــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ۔ اوہ! ــــ اوہ!" ــــ کرنل بلاشر چیختا ہوا دروازے کی طرف دوڑا۔ لیکن جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا، اسی لمحے دروازہ زور سے کھلا اور اس کے کھلے ہوئے پٹ ــــ کرنل بلاشر سے زور سے ٹکرائے اور وہ چیختا ہوا پیچھے ہٹا۔

"جج ــــ جج ــــ جناب!" ــــ دروازے پر موجود جیک کے حیرت بھرے منہ سے الفاظ نکلے ہی تھے کہ کرنل بلاشر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے گولی کے دھماکے سے جیک بری

طرح چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل دہلیز سے باہر جا گرا۔

"نانسنس۔۔۔ احمق"۔۔۔ گولی مار دینے کے باوجود کرنل بلاشر کا غصہ کم نہ ہوا تھا اور وہ اسے پھلانگتا ہوا بے تحاشا باہر کھڑے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑنے لگا۔ ہیلی کاپٹر خالی تھا شاید ہیرن واپس اپنی ڈیوٹی پر چلا گیا تھا۔ لیکن کرنل بلاشر کو تو اس وقت کسی چیز کا بھی ہوش نہ تھا۔ وہ اچھل کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کا ساکت ہوتا ہوا پنکھا پوری رفتار سے چلنے لگا اور پھر ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوا اور مڑ کر انتہائی تیزی سے طرابلس کی طرف بڑھتا گیا۔

"اب یہ بچ کر نہیں جا سکتے۔۔۔ اب کرنل بلاشر انہیں بتائے گا کہ یہ اب تک کیسے بچتے رہے ہیں"۔۔۔ کرنل بلاشر نے رفتار اور زیادہ بڑھاتے ہوئے کہا۔

ہیلی کاپٹر اب اپنی انتہائی رفتار سے آگے بڑھا جا رہا تھا اور کرنل بلاشر کی تیز نظریں سڑک کا اس طرح جائزہ لے رہی تھیں جیسے اسے سڑک کے نیچے زمین میں دفن کسی خزانے کی تلاش ہو۔

"لیجئے جناب!۔۔۔ اب ہم چیک پوسٹ سے بچ کر اسرائیل میں داخل ہو چکے ہیں"۔۔۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یہ یعقوب تھا اور دمشق سے روانہ ہونے کے بعد واقعی وہ اس قدر خوفناک راستوں پر جیپ دوڑاتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا کہ عمران جیسے شخص کو بھی اس کی مہارت اور پھرتی کی داد دینا پڑ رہی گئی۔

"گڈ!۔۔۔ اب آگے حیفہ تک کیا پوزیشن ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ٹائیگر پچھلی سیٹ پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"ابھی تو ہم ترابہ جا رہے ہیں۔۔۔ حیفہ جانے والا راستہ ترابہ سے گذر کر ہی آئے گا"۔۔۔ یعقوب نے جواب دیا۔

"ترابہ۔۔۔ اوہ! کیا ہم ترابہ سے ہٹ کر آگے نہیں بڑھ سکتے۔؟" عمران نے چونک کر کہا۔

"جا تو سکتے ہیں۔۔۔ لیکن ایک تو طویل چکر کاٹنے کی وجہ سے وقت

کافی لگ جائے گا ۔۔۔۔ دوسرا یہ کہ ترابہ میں کوئی خطرے والی بات نہیں ۔۔۔۔ وہ مکمل طور پر عربوں کا قصبہ ہے" ۔۔۔۔ یعقوب نے جواب دیا۔

"کچھ بھی ہو ۔۔۔۔ ہمیں کہیں رکنا نہیں۔ اس لئے تم ترابہ سے ہٹ کر آگے بڑھو" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر ہم ترابہ میں نہ رکے تو پھر ہمیں لازماً نخلستانِ لیلیٰ رکنا پڑے گا ۔۔۔۔ کیونکہ وہاں سے ہمیں پانی بھی لینا پڑے گا اور پٹرول بھی" ۔۔۔۔ یعقوب نے کہا۔

"نخلستانِ لیلیٰ! ۔۔۔۔ کیا وہ بڑا قصبہ ہے ۔۔۔۔ نقشے میں تو اس کا نام نہیں ہے" ۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ! نہیں جناب! ۔۔۔۔ وہ ایک چھوٹا سا نخلستان ہے۔ وہاں پانی کا کنواں ہے اس لئے وہاں کچھ آبادی بھی ہے ۔۔۔۔ وہاں سے ہمیں پٹرول بھی مل جائے گا۔ کیونکہ نخلستانِ لیلیٰ سے آگے جیفہ تک پھر ایسی کوئی جگہ نہیں ہے جہاں سے پٹرول مل سکے۔ پانی تو خیر راستے میں ایک دو جگہ سے مل جائے گا" ۔۔۔۔ یعقوب نے جواب دیا۔

"او کے! ۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔ وہاں رک سکتے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور یعقوب نے سر ہلا دیا۔

جیپ ہچکولے کھاتی ہوئی اور غراتی ہوئی ابھی تک مسلسل ریت پر ہی دوڑ رہی تھی۔ کیونکہ یعقوب نے ترابہ سے ہٹ کر آگے بڑھنا تھا اس لئے اس نے راستہ بدل دیا تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے

تک مسلسل ریت پر دوڑانے کے بعد وہ لوگ ایک پختہ سڑک پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن اتنی دیر میں ہی ان کے جسموں کا ایک ایک جوڑ درد کرنے لگ گیا تھا۔ سڑک پر پہنچنے کے بعد جیپ کی رفتار اور تیز ہو گئی۔ لیکن کچھ ہی دور جانے کے بعد جیپ اچانک جھٹکے کھانے لگ گئی۔

"اوہ! ۔۔۔۔ پٹرول ختم ہو گیا ہے ۔۔۔۔ طویل چکر کاٹنے کی وجہ سے اور ریت پر سیکنڈ گیئر میں چلنے کی وجہ سے پٹرول زیادہ خرچ ہو گیا ہے" ۔۔۔۔ یعقوب نے چونکتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیپ کو سائیڈ میں کر کے روک دیا۔

"وہ تمہاری لیلیٰ اب کتنی دور رہ گئی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زیادہ دور نہیں ہے جناب! ۔۔۔۔ میں پٹرول لے آتا ہوں" ۔۔۔۔ یعقوب نے مسکراتے ہوئے کہا اور سیٹ سے نیچے اتر کر وہ جیپ کی پچھلی طرف آیا اور اس نے وہاں سے ایک خالی پٹرول ٹن اٹھایا اور پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

"ذرا جلدی آنا ۔۔۔۔ کہیں تم لیلیٰ کے دیدار میں مست ہو جاؤ۔ اور ہم یہاں انتظار میں بیٹھے بیٹھے سوکھ کر مجنوں بن جائیں" ۔۔۔۔ عمران نے اس کے قریب سے گذرنے پر کہا اور یعقوب ہنس پڑا۔

"ابھی آیا جناب" ۔۔۔۔ یعقوب نے گردن گھماتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ وہ سڑک سے اتر کر ریت کے ٹیلوں میں داخل ہو گیا تھا۔ شاید شارٹ کٹ کی وجہ سے وہ اس طرف سے گیا تھا۔

جلد ہی وہ ٹیلوں کی اوٹ میں غائب ہو گیا۔

"کیا بات ہے ــــ کیا جنگل سے نکلنے کے بعد غرانا بھی بھول گئے ہو" ــــ عمران نے پیچھے خاموش بیٹھے ٹائیگر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"میں آپ پر کیسے غرا سکتا ہوں" ــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ عمران کا مطلب سمجھ گیا تھا کہ وہ نام ٹائیگر کی وجہ سے غرانا کہہ رہا تھا۔

"میرے ہاتھ میں ہنٹر تو نہیں ہے" ــــ عمران نے کہا اور ٹائیگر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ عمران نے واقعی بڑا خوبصورت جواب دیا تھا۔

"ہنٹر ہوتا تو مجبوراً غرانا ہی پڑتا" ــــ ٹائیگر نے کہا اور اس بار عمران مسکرا دیا۔

"عمران صاحب! ــــ آپ کے ذہن میں ایکس زیڈ فلم حاصل کرنے کا کوئی منصوبہ تو بہرحال ہو گا ہی" ــــ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ٹائیگر نے پوچھا۔

"ظاہر ہے ــــ اب وہ فلم تل ابیب کی سڑک پر تو نہ پڑی ہو گی کہ جا کر اٹھا لیں گے ــــ لیکن چونکہ مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ فلم کہاں موجود ہے اس لئے فی الحال تو تل ابیب پہنچ کر یہ معلوم کروں گا کہ صدر مملکت نے وہ فلم کہاں بھیجی ہے ــــ اس کے بعد اسے حاصل کرنے کی کوئی منصوبہ بندی کی جائے گی" ــــ عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

"اوہ! ــــ یہ تو یعقوب دوڑتا ہوا آ رہا ہے ــــ کیا ہوا ہے؟ پٹرول کا ٹن بھی ساتھ نہیں ہے" ــــ اچانک عمران نے چونک کر کہا اور ٹائیگر بھی چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔ واقعی یعقوب ٹیلوں کے درمیان بے تحاشا دوڑتا ہوا جیپ کی طرف آ رہا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ خالی تھے۔

"کوئی گڑبڑ لگتی ہے ــــ لیکن یہاں کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے" ــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ــــ عمران صاحب!" ــــ یعقوب نے جیپ کے قریب پہنچتے ہی بری طرح ہانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے ــــ کیا ہوا ــــ؟" عمران نے پوچھا۔

"جناب! ــــ وہاں نخلستان میں تو جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی نے پڑاؤ ڈال رکھا ہے ــــ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک بذاتِ خود وہاں موجود ہیں ــــ بلس کے قریب جیپیں ہیں اور ایک ہیلی کاپٹر بھی موجود ہے" ــــ یعقوب نے سانس برابر ہوتے ہی تیز تیز لہجے میں کہنا شروع کر دیا اور عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔

"کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک یہاں نخلستان میں" ــــ عمران کے لہجے میں واقعی شدید حیرت تھی۔

"ہاں جناب! ــــ وہ دونوں ہی موجود ہیں ــــ اور انہوں نے سڑک پر باقاعدہ مورچے بنا رکھے ہیں" ــــ یعقوب نے جواب دیا۔ اب وہ اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔

"پوری تفصیل بتاؤ" ــــ عمران کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"جناب! ــــ میں شارٹ کٹ کی وجہ سے سڑک کی طرف سے جانے کی بجائے ریت کے ٹیلوں کے درمیان سے ہوتا ہوا نخلستان جا رہا تھا کہ نخلستان سے کچھ دور پہلے مجھے ایک عرب مل گیا ــــ وہ اپنا گمشدہ اونٹ تلاش کرنے نکلا تھا۔ وہ ہماری تنظیم کا رکن ہے اور میرے متعلق بھی جانتا ہے ــــ میں بھی اسی تنظیم سے متعلق ہوں۔ اس نے جیسے ہی مجھے دیکھا فوراً مجھے روک لیا اور پھر اس نے مجھے ساری روئداد بتائی ہے ــــ اس کا خیال ہے کہ یہ دونوں شاید کسی اہم فلسطینی لیڈر کے انتظار میں ہیں جس نے سڑک کے راستے سے یہاں آنا ہے ــــ چنانچہ میں نے اسے کہا کہ وہ پٹرول لے کر خفیہ طور پر یہاں پہنچا دے ــــ اور خود میں آپ کو اطلاع دینے یہاں آگیا ہوں" ــــ یعقوب نے کہا۔

"اوہ! ــــ تم نے اسے پٹرول کا کہہ دیا ــــ اگر وہ پکڑا گیا تو یہ دونوں اس سے سب کچھ اگلوالیں گے ــــ چلو ٹائیگر! نیچے اترو ــــ ہمیں فوراً یہ جیپ چھوڑنی ہے ــــ جلدی کرو ــــ سامان کے تھیلے اٹھا لو" ــــ عمران نے اچھل کر جیپ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"جناب! ــــ پٹرول مل جائے تو ہم واپس تو جا سکتے ہیں، ورنہ پیدل تو ــــ" یعقوب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم واپس جانے کے لئے نہیں آئے ــــ آؤ ادھر ٹیلوں میں اور سنو! ــــ تم پہلے جس راستے سے گئے تھے اس سے ہٹ کر بھی کوئی راستہ ہے نخلستان تک جانے کا" ــــ عمران نے کہا۔

"ہاں ہے ــــ لیکن لمبا چکر کاٹنا پڑے گا۔ مگر نخلستان میں تو وہ موجود ہیں" ــــ یعقوب کی سمجھ میں شاید ابھی تک یہ بات نہ آئی تھی کہ عمران آخر کرنا کیا چاہتا ہے۔

"آؤ جلدی کرو ــــ جلدی پلیز" ــــ عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر سڑک کی دوسری جانب گھسیٹتے ہوئے کہا اور یعقوب تیزی سے آگے دوڑنے لگا۔ عمران اور ٹائیگر اس کے پیچھے تھے۔ ٹائیگر نے پشت پر دو تھیلے اٹھائے ہوئے تھے۔

ٹیلوں کی اوٹ لیتے ہوئے وہ ابھی دوڑ ہی رہے تھے کہ یکلخت عمران آگے بڑھتے بڑھتے رک گیا۔ اسی لمحے اگلے ٹیلے کے پیچھے پہنچتے ہوئے یعقوب نے بھی مڑ کر دیکھا تو عمران نے اسے وہیں دبک جانے کا اشارہ کیا اور وہ خود بھی ٹائیگر سمیت اس ٹیلے کے پیچھے دبک گیا۔ ان سے تھوڑے ہی فاصلے پر کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک بارہ فوجیوں اور ایک مقامی عرب کے ساتھ بڑے محتاط انداز میں چلتے ہوئے سڑک کی طرف جا رہے تھے اور عمران کی نظر اچانک ان پر پڑ گئی تھی۔

جب وہ کچھ دور آگے نکل گئے تو عمران تیزی سے ٹیلے کے پیچھے سے نکلا اور اٹھ کر یعقوب کے پاس آگیا۔ ٹائیگر نے بھی اس کی پیروی کی۔

"ہم نے ان کا ہیلی کاپٹر اڑانا ہے ــــ وہ اب جیپ کی طرف گئے ہیں ــــ تم ہمیں جس قدر جلدی نخلستان تک لے جا سکتے ہو لے چلو" ــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا! ــــ میں سمجھ گیا۔ آیئے" ــــ یعقوب نے کہا اور

پھر وہ واقعی ریت پر کسی صحرائی لومڑی کی طرح خاصی تیز رفتاری سے بھاگتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران اور ٹائیگر دونوں اس کی پیروی کر رہے تھے۔ مسلسل دوڑنے کی وجہ سے ٹائیگر اور یعقوب دونوں ہانپنے لگے۔ لیکن عمران کا صرف سانس ہی تیز ہوا تھا۔ لیکن ان تینوں کے جسم پسینے سے بری طرح بھیگ گئے تھے۔

پھر تھوڑا آگے جانے کے بعد انہیں نخلستان کے کھجوروں کے درخت نظر آنے لگ گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ آبادی کے قدرے قریب پہنچ گئے۔ اب انہیں آبادی کے ساتھ ساتھ جیپیں نظر آنے لگ گئی تھیں اور ذرا ہٹ کر دور ایک ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا۔ لیکن ہیلی کاپٹر کے گرد دس مسلح فوجی باقاعدہ گھیرا ڈالے کھڑے تھے جیپوں کے پاس بھی آدمی موجود تھے اور عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ جیپوں کے ساتھ کھڑے ہوئے فوجیوں کے ساتھ خاص نسل کے کتے بھی موجود تھے جو صحرا میں کسی کو تلاش کرنے کی خاصی صلاحیت رکھتے تھے اور بیسیوں میلوں تک وہ مسلسل تعاقب کر سکتے تھے۔ ان کتوں کو سینڈ ڈاگ کہا جاتا تھا۔

"یہاں ایک مکان میں ہم چھپ سکتے ہیں" —— یعقوب نے کہا۔

"نہیں! —— یہ سینڈ ڈاگ ہمارا پاتال تک پیچھا نہ چھوڑیں گے۔ جیپ جب انہیں خالی ملے گی تو وہ لازماً ہمیں ارد گرد کے علاقے میں ہی تلاش کریں گے —— اور جیپ کے اندر ہم موجود رہے ہیں اس لئے ہماری مخصوص بو یہ کتے سونگھ رسیدے ہماری طرف آئیں گے" —— عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر —— ؟" یعقوب نے حیران ہو کر کہا۔

"ٹائیگر! —— تھیلے کھولو اور بم گنیں باہر نکال لو —— ہم ان پر اچانک ٹوٹ پڑیں گے اور مسلسل تباہی مچاتے ہوئے سیدھے ہیلی کاپٹر تک پہنچیں گے —— جلدی کرو۔ نکالو گنیں" —— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مگر بم گن تو صرف ایک ہے عمران صاحب! —— ویسے بم موجود ہیں اور مشین گنیں بھی ہیں" —— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اچھا ایسا کرو کہ بم گن مجھے دو —— اور تم بم اور مشین گنیں لے کر اُدھر سے چکر کاٹ کر ان کے عقب میں پہنچنے کی کوشش کرو —— میں اس کے لئے تمہیں صرف پانچ منٹ دے سکتا ہوں۔ پانچ منٹ بعد میں فائر شروع کر دوں گا —— تم عقب سے ان پر فائر کرتے اور بم پھینکتے ہوئے ہیلی کاپٹر تک پہنچنے کی کوشش کرنا۔ جاؤ" —— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے اس کے ہاتھ میں بم گن پکڑائی اور پھر خود وہ یعقوب کے ساتھ دوڑتا ہوا ٹیلے کے پیچھے غائب ہو گیا۔

عمران بم گن پکڑے آہستہ آہستہ رینگتا ہوا آگے بڑھنے لگا اس کی تیز نظریں سارے ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں اس کے ساتھ ساتھ وہ گھوم کر عقب میں بھی دیکھ لیتا تھا اور پھر جب اس کے خیال کے مطابق پانچ منٹ گذر گئے تو اس نے بم گن کا رُخ ان جیپوں کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ سائیں کی تیز آواز کے ساتھ ہی کیپسول نما بم اڑتا ہوا جیپوں کے درمیان پہنچ کر ایک دھماکے سے پھٹا۔ عمران نے دوسرا فائر کیا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے وہ دوڑ پڑا۔ اسی لمحے ان جیپوں

کی دوسری طرف سے بھی خوفناک دھماکوں اور گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیں۔

عمران نے تیسرا فائر کیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا وہ ایک کھجور کے درخت کی اوٹ میں رک گیا۔ جیپیں تباہ ہو چکی تھیں اور ہیلی کاپٹر کے گرد موجود فوجی ٹائیگر اور یعقوب کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ انہوں نے یہی سمجھا تھا کہ جیپوں کو بھی انہوں نے ہی تباہ کیا ہے۔

عمران کے لئے یہ اچھا شگون تھا۔ وہ کھجور کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے دوڑتا ہوا ایک مکان کی کچی دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اب وہ تقریباً جیپوں والی جگہ پر پہنچ چکا تھا۔ بم گن اس کے ہاتھ میں تھی۔ وہاں سے چار فوجی بالکل اس کے نشانے پر تھے جو ایک جیپ کے پیچھے چھپے ہوئے فائر کر رہے تھے۔ عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا اور خوفناک دھماکے نے ان چاروں فوجیوں کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ہیلی کاپٹر کی سائیڈ میں چھپ کر فائر کرتے ہوئے ایک فوجی کو اچھل کر نیچے گرتے دیکھا۔ تو وہ یکلخت اپنی جگہ سے نکلا اور دوسرے لمحے جیسے ہوا میں اڑتا ہوا وہ سیدھا ہیلی کاپٹر کی سائیڈ پر پہنچ گیا۔

ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے کی طرف سے فائر کیا جا رہا تھا۔ وہاں ایک ٹیلا تھا جس کی اوٹ میں فوجی موجود تھے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر ہیلی کاپٹر کے عقب میں پہنچتے ہی اس نے یکلخت ٹریگر دبا دیا اور واقعی ایک ٹیلے کے پیچھے دبکے ہوئے چار فوجی ایک

خوفناک دھماکے سے اس ٹیلے سمیت فضا میں اڑ گئے۔ اب میدان صاف ہو چکا تھا۔

عمران واپس پائلٹ سیٹ کی طرف بھاگا اور انتہائی تیزی سے اچھل کر پائلٹ سیٹ پر چڑھ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے انجن سٹارٹ کر دیا اور ہیلی کاپٹر کا پنکھا حرکت میں آتے ہی ٹائیگر اور یعقوب سمجھ گئے کہ عمران ہیلی کاپٹر تک پہنچ چکا ہے ــــــ چنانچہ وہ دونوں بے تحاشا دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر تک پہنچ گئے۔

"آجاؤ جلدی" ــــــ عمران نے چیخ کر کہا اور وہ دونوں انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے۔

اسی لمحے عمران نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا اور پھر انتہائی تیزی سے اُسے بلندی کی طرف لے جاتا گیا تاکہ نیچے سے اس پر فائر نہ ہو سکے۔ فائرنگ رینج سے زیادہ بلندی پر پہنچ کر اس نے جیسے ہی ہیلی کاپٹر کو گھمایا اُسے دُور سے کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک سپاہیوں کے ساتھ بے تحاشا ریت کے ٹیلوں میں دوڑ کر نخلستان کی طرف آتے دکھائی دیئے۔

"شکریہ کرنل صاحبان! ــــ تم نے اچھی اور عمدہ سواری مہیا کر دی ہے"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر کو حیفہ کی طرف موڑ کر آگے بڑھا دیا۔ اس کے لبوں پر اب اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ اُسے معلوم تھا کہ اب کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں کے پاس سوائے پیر پٹخنے کے اور کوئی چارہ نہ رہے گا اور وہ جلد ہی حیفہ پہنچ کر ہیلی کاپٹر چھوڑ دے گا۔

"آپ نے کمال کر دیا عمران صاحب! ــــــ اس قدر شاندار منصوبہ بندی

کا تو میں سوچ بھی نہ سکتا تھا" ـــــ یعقوب کے لہجے میں حیرت اور تحسین کے ملے جلے جذبات موجود تھے۔

"ابھی تو ابتدائے عشق ہے یعقوب صاحب! ـــــ اور عشق کی ابتدا بھی نخلستان لیلیٰ سے ہوئی ہے ـــــ اللہ ہی خیر کرے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور یعقوب بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران کا ہیلی کاپٹر تیز رفتاری سے آگے بڑھا جا رہا تھا کہ یکلخت ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں ـــــ تم جو کوئی بھی ہو، واپس آجاؤ ـــــ ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ اوور" ـــــ کرنل ڈیوڈ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"فلسطین کے جیالوں کے لئے واپسی منع ہے کرنل صاحب۔ اوور" ـــــ عمران نے لہجہ بدل کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو ـــــ کیا نام ہے تمہارا ـــــ کیا تم عمران ہو۔ اوور" ـــــ ؟ کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"میرا نام مجنوں ہے جناب! ـــــ آپ نے نخلستان لیلیٰ میں پڑاؤ ڈال کر میرے عشق کی توہین کی ہے ـــــ اس کا انتقام میں نے لے لیا ہے۔ اوور" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو! ـــــ تم جو کوئی بھی ہو واپس آجاؤ ـــــ ورنہ ابھی اسرائیلی فضائیہ کے جنگی طیارے تمہیں فضا میں ہی اڑا دیں گے ـــــ یہاں سے قریب ہی اسرائیلی فضائیہ کے جنگی طیاروں کا اڈہ ہے۔ ہم انہیں اطلاع دے رہے ہیں۔ اوور" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"مجنوں کا عشق جنگی طیاروں کی دھمکی سے ختم نہیں ہو سکتا ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر کا فائنل بٹن آف کر دیا۔ اب ٹرانسمیٹر اس وقت تک آن نہ ہو سکتا تھا جب تک وہ اسے خود آن نہ کرتا۔ اسے دراصل فوری طور پر یعقوب سے فضائیہ کے اڈے کے بارے میں پوچھنا تھا۔ کیونکہ اگر واقعی یہاں اڈہ تھا تو پھر یہ بات ان کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔

"یہاں کوئی اڈہ ہے فضائیہ کا" ـــــ ؟ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے مڑ کر یعقوب سے پوچھا۔

"حیفہ میں ایک نیا اڈہ بنایا گیا ہے" ـــــ یعقوب نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ پھر تو وہ فوراً ہی پہنچ جائیں گے ـــــ جلدی بتاؤ یعقوب! کوئی ایسی جگہ جہاں ہیلی کاپٹر چھوڑ کر ہم پیدل چل کر پہنچ سکیں اور فوری طور پر پناہ بھی مل جائے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"حیفہ سے شمال مشرق کی طرف ایک گاؤں ہے خنک ـــــ اگر ہم اس گاؤں تک پہنچ جائیں تو وہاں ایک انتہائی خفیہ اڈہ ہے ہماری تنظیم کا" ـــــ یعقوب نے جواب دیا۔

"وہ یہاں سے کتنی دور ہے" ـــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"وہ حیفہ سے تقریباً پچاس کلومیٹر ہے" ـــــ یعقوب نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑ دیا۔ اور پھر تھوڑی ہی دور جا کر اس نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرنا شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر بالکل ٹیلوں کے اوپر سے گذرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ پھر ایک جگہ عمران نے ہیلی کاپٹر نیچے اتار دیا۔

"آؤ! ___ یہاں سے ہمیں پیدل چلنا ہوگا" ___ عمران نے کہا اور اچھل کر وہ ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آیا۔ یعقوب اور ٹائیگر بھی نیچے اتر آئے اور پھر وہ دوڑتے ہوئے آگے بڑھے۔ ابھی تک فضا میں جنگی طیارے نظر نہ آئے تھے۔

عمران نے کافی فاصلے پر پہنچنے کے بعد بم گن کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ ہیلی کاپٹر کے پرخچے اڑ گئے اور آگ کا الاؤ سا آسمان کی طرف بلند ہونے لگا۔

"اوہ عمران صاحب! ___ آگ دیکھ کر وہ سیدھے ادھر آئیں گے" ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں! ___ ان کے آنے تک آگ بجھ جائے گی ___ ریت کا بادل جو بم کی وجہ سے اٹھا ہے وہ جب بیٹھے گا تو آگ کو جلدی بجھا دے گا" عمران نے کہا اور وہ تیزی سے آگے کی طرف دوڑنے لگا۔ ٹائیگر اور یعقوب بھی اس کے پیچھے تھے۔

دوڑتے دوڑتے وہ کافی دور نکل آئے۔ لیکن ہر طرف دور دور تک ریت ہی ریت پھیلی ہوئی تھی۔ آگ کا الاؤ اب کافی پیچھے رہ چکا تھا۔

"عمران صاحب! ___ آخر ہم کہاں جا رہے ہیں" ___؟ یعقوب نے پوچھا۔

"خنک ___ اور کہاں جا رہے ہیں" ___ عمران نے کہا۔

"مگر اس کا راستہ کیسے ملے گا" ___؟ یعقوب نے انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"حیفہ سے شمال مشرق کہا تھا تم نے ___ اور پچاس کلومیٹر راستہ بتایا

تھا ناں" ___ عمران نے کہا۔

"ہاں" ___ یعقوب نے کہا۔

اسی لمحے فضا میں جنگی طیاروں کی گونج سنائی دی۔

"جلدی کرو ___ ریت میں چھپ جاؤ ___ اپنے اوپر ریت ڈال لو۔ بالکل حرکت نہ کرنا" ___ عمران نے گونج سنتے ہی چیخ کر کہا۔ اور وہ سب ریت پر گر گئے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ریت اپنے اوپر ڈالنی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ریت میں جیسے دفن ہو کر رہ گئے صرف ان کے چہرے باہر تھے۔ وہ ساکت پڑے ہوئے تھے۔

فضائیہ کے طیارے اب نظر آنے لگ گئے تھے۔ ان کی تعداد چار تھی۔ اور وہ انتہائی تیز رفتاری سے فضا میں کراسنگ کے سے انداز میں چکر لگا رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد طیارے یکلخت غائب ہو گئے۔

"آؤ چلیں ___ میرا مقصد پورا ہو گیا ہے" ___ عمران نے ریت سے نکلتے ہوئے کہا۔

"مقصد ___ کیسا مقصد" ___؟ یعقوب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مقصد یہ تھا کہ طیارے تباہ شدہ ہیلی کاپٹر دیکھ لیں ___ اب ظاہر ہے وہ خود تو ریت پر نہیں اتر سکتے ___ اس لئے انہیں لازماً واپس جانا تھا ___ اور اب حیفہ سے ہیلی کاپٹر آئیں گے یا جیپوں پر فوجی تاکہ ہمیں تلاش کر سکیں ___ اس دوران ہم خنک پہنچ چکے ہوں گے اگر ہیلی کاپٹر تباہ نہ ہوتا تو وہ یہی سمجھتے کہ ہم ہیلی کاپٹر کے اندر موجود ہیں۔ اس لئے لازماً ایک طیارہ اوپر چکر کاٹتا رہتا جب تک کہ ہیلی کاپٹر یا جیپیں نہ پہنچ جاتیں ___ اور اس طرح ہم حرکت نہ کر سکتے ورنہ وہ ہمیں

جیک کر لیتے اور پھر ان کی گنوں کی فائرنگ سے بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا"۔
مران نے آگے بڑھتے ہوئے تفصیل بتائی تو یعقوب کی آنکھیں ایک بار پھر
یرت سے پھٹنے لگیں۔

"زیادہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے یعقوب صاحب!۔۔۔ اگر
م اسی طرح آنکھیں پھاڑتے رہے تو واقعی آنکھیں پھٹ جائیں گی۔۔۔
ران صاحب کے ساتھ چلتے ہوئے تمہیں حیرت کے اس سے بھی بیشمار شدید
ھٹکے لگ سکتے ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے یعقوب کو سمجھاتے ہوئے کہا اور عمران
سکرا دیا۔

وہ تینوں ہی تیز رفتاری سے ٹیلوں کے درمیان تقریباً دوڑنے کے سے
داز میں آگے بڑھے جا رہے تھے کہ یکلخت انہیں دور سے ہیلی کاپٹروں کی
مد کا شور سنائی دیا۔

"ٹیلوں کی آڑ لے لو۔۔۔ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا
رایک بار پھر وہ تینوں ہی ٹیلوں کی اوٹ لے کر اپنے آپ کو ریت میں
ن کرنے میں مصروف ہو گئے۔

ہیلی کاپٹر حیفہ کی طرف سے ہی آ رہے تھے اور ان کی تعداد بیس سے
یادہ تھی۔ عمران کو یقین تھا کہ یہ ہیلی کاپٹر تباہ شدہ ہیلی کاپٹر والے علاقے
بں اتر کر ہی ان کی تلاش شروع کریں گے اور ان کے اترتے ہی وہ
گے بڑھ جائیں گے۔ لیکن بیس کے بیس ہیلی کاپٹر سیدھے عین اسی جگہ
ے جہاں یہ ریت میں چھپے ہوئے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک
ائرے کی صورت میں نیچے اترے اور ہر ہیلی کاپٹر سے چھ چھ مسلح افراد
یچے اترے اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر دوبارہ فضا میں بلند ہو گئے اور

عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔ سو ڈیڑھ سو مسلح افراد کا مقابلہ کرنے
کا مطلب یقینی موت تھا۔ اگر ہیلی کاپٹر نیچے رہتے تو شاید وہ ان میں سے
کوئی ہیلی کاپٹر اڑانے کی کوشش کرتا لیکن ہیلی کاپٹروں کے دوبارہ فضا میں
بلند ہو جانے کے بعد اب یہ سکوپ بھی ختم ہو گیا تھا اس کے علاوہ یہ سارے
کے سارے گن شپ ہیلی کاپٹر تھے اس لئے وہ بھی فضا سے ان پر فائرنگ
کر سکتے تھے۔ ہیلی کاپٹروں سے اترنے والے سپاہیوں نے بالکل اس انداز
میں ان تینوں کے گرد گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا جیسے انہیں معلوم ہو کہ وہ
کہاں موجود ہیں۔

"تم تینوں کی لوکیشن ہمیں معلوم ہے اس لئے ریت سے باہر نکل کر ہاتھ
اٹھا دو۔۔۔ ورنہ تمہیں یہیں ہلاک کر دیا جائے گا"۔۔۔ اچانک ایک
تیز آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے عمران نے سب سے پہلے حرکت کی
اور ریت سے نکل کر اس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر لئے۔ ظاہر ہے
اب ٹائیگر اور یعقوب کے لئے بھی ایسا کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا تھا
اس لئے وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر مسلح فوجیوں نے انتہائی ماہرانہ
انداز میں نہ صرف ان کے ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑیاں ڈال دیں بلکہ ان
کا سامان بھی قبضہ میں کر لیا اور ساتھ ہی ان کی بڑے ماہرانہ انداز میں تلاشی
لے کر ان کی جیبوں میں موجود تمام سامان بھی قبضہ میں کر لیا۔

ان کے گرفتار ہوتے ہی فضا میں گردش کرنے والے ہیلی کاپٹر واپس
ریت پر اتر آئے۔ لیکن ان تینوں کو کسی ہیلی کاپٹر کی طرف نہ لے جایا گیا فوجی
اسی طرح چوکنے انداز میں ان کے گرد گھیرا ڈالے کھڑے رہے۔

"اب یہیں صحرا میں کھڑے کھڑے ہمیں مجنوں بنانے کا پروگرام ہے کیا؟"

عمران نے منہ بناتے ہوئے ایک فوجی سے کہا جو ان کا انچارج لگ رہا تھا۔

"خاموش کھڑے رہو ——— ورنہ ہمیں حکم ہے کہ جو غلط حرکت کرے اُسے گولیوں سے اڑا دیں" ——— اس فوجی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تو کیا بولنا بھی غلط حرکت ہے ——— کمال ہے پھر تو اسرائیل میں ایک عورت بھی زندہ نہ بچی ہوگی" ——— عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ اس کی بات کا ردعمل سامنے آتا، ایک سُرخ رنگ کا تیز رفتار ہیلی کاپٹر فضا میں نمودار ہوا اور ان سپاہیوں کی توجہ اس ہیلی کاپٹر کی طرف ہوگئی۔ ہیلی کاپٹر عمران اور اس کے ساتھیوں سے کچھ فاصلے پر اترا اور دوسرے لمحے عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ہیلی کاپٹر سے کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک اُتر کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھ رہے تھے ان دونوں کے چہروں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

خاور انتہائی تیز رفتاری سے جیپ دوڑاتا ہوا طرابلس کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا لیکن ابھی طرابلس کافی دُور تھا اور اس انتہائی رفتار سے چلنے کے باوجود انہیں طرابلس پہنچنے میں کم از کم ایک گھنٹہ ضرور لگ سکتا تھا اور خاور کے نقطہ نظر سے یہی ایک گھنٹہ انتہائی اہم تھا لیکن اُسے یقین تھا کہ اگر کرنل بلاشران کے کاغذات کی تصدیق کے لئے بھاگ دوڑ کرے، تب بھی اس اہم کام کے لئے اُسے کم از کم دو تین گھنٹوں کی ضرورت تھی اور ایک بار طرابلس پہنچ جانے کے بعد وہ آسانی سے جیپ بھی چھوڑ سکتے تھے اور میک اپ بھی تبدیل کر سکتے تھے اس لئے اس نے ہر صورت میں طرابلس پہنچنے کا فیصلہ کیا تھا۔

لیکن ابھی طرابلس پہنچنے میں تقریباً آدھا گھنٹہ رہتا تھا کہ یکلخت وہی ہیلی کاپٹر ان کے سروں پر پہنچ گیا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر ان کی جیپ کے بالکل سامنے کے رُخ نیچی پرواز کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا اس

کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ہر صورت میں جیپ کو رکوانا چاہتا ہو۔

"یہ پھر آگیا" ـــ خاور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیپ کو ایک سائیڈ پر کر کے روک دیا۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر اب انہیں کسی صورت بھی آگے بڑھنے کے لئے راستہ نہ دے رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر نیچے نہ اترا بلکہ اسی طرح فضا میں چکر کاٹتا رہا۔

"اوہ خاور! ـــ نکلو یہاں سے ـــ مجھے لگ رہا ہے کہ ہمیں مارک کر لیا گیا ہے ـــ اور کرنل بلاشر نے شاید اپنے آدمیوں کو بلوایا ہے" ـــ چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس ہیلی کاپٹر کو ہی ہٹ کر دیا جائے" ـــ خاور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنی تجویز پر عمل کرتے ہیلی کاپٹر یکلخت تیزی سے اوپر بلندی پر چڑھتا گیا اور پھر وہ اس رینج پر پہنچ کر معلق ہو گیا جہاں مشین گن کی گولیاں اس پر اثر نہ کر سکتی تھیں۔

"یہ گن شپ ہیلی کاپٹر نہیں ہے اس لئے ہمیں فوراً قریبی قصبے میں پہنچنا چاہئے ـــ یہ لازماً کمک کے انتظار میں ہے" ـــ خاور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور انتہائی تیزی سے اس نے جیپ کو موڑ کر ریت میں ڈال دیا اور جیپ ریت میں ہچکولے کھاتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ ہیلی کاپٹر مسلسل ان کے سروں پر اڑ رہا تھا لیکن اس نے بلندی کم نہ کی تھی۔

"اب یہ جیپ ہمارے لئے مصیبت بن گئی ہے ـــ تھیلے اٹھاؤ ہمیں ابھی پیدل بھاگنا ہو گا ـــ ہیلی کاپٹر میں مشین گن بردار موجود نہیں ہیں ورنہ ہمارے ریت پر مڑتے ہی وہ لازماً فائر کرنے کی کوشش کرتے"

صدیقی نے کہا اور خاور نے سر ہلاتے ہوئے ایک ٹیلے کی اوٹ میں جیپ روک دی اور اس کے بعد انہوں نے جیپ کے خفیہ خانوں سے اسلحہ اور دوسرا سامان نکال کر تھیلوں میں بھرنا شروع کر دیا اور پانچ چھ منٹ کے اندر ہی وہ تھیلے اٹھائے جیپ سے کودے اور تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر ان کے سروں پر موجود تھا۔

"یہاں سے قصبہ شمال کی طرف تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ بچ کر وہاں پہنچنے کی کوشش کریں تاکہ ہیلی کاپٹر ہم سب کو بیک وقت مارک نہ کر سکے" ـــ چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر ہے ـــ وہاں سے دور دور تک انہیں سب کچھ نظر آ رہا ہو گا۔ اس لئے علیحدہ علیحدہ ہونے کا کوئی فائدہ نہیں" ـــ خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایک ہی صورت ہے کہ ہم سب اکٹھے ہی قصبے میں پہنچیں پھر وہاں جو بھی صورت حال پیش آئے اس کے مطابق سوچ لیا جائے گ" نعمانی نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پیدل چلنے کی بجائے پھر جیپ پر ہی سفر کیا جائے اس طرح ہم کم از کم آسانی سے قصبے تک پہنچ ہی جائیں گے" ـــ صدی نے کہا اور پھر سب نے سر ہلا دیئے۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر کی وجہ سے پیدل چلنے کا بھی کوئی فائدہ نہ تھا۔ وہ اس کی نظروں سے تو نہ چھپ سکتے تھے چنا زیادہ تیزی سے واپس دوڑا جب کہ باقی ساتھی وہیں رک گئے اور چند لمحو بعد خاور جیپ لے کر ان کے پاس پہنچ گیا اور ایک بار پھر جیپ انہیں لئے ہوئے تیزی سے ریت پر آگے بڑھنے لگی۔ لیکن ان سب کے چہر

رُکتے ہوتے تھے۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی خوفناک جال میں بُری طرح پھنس گئے ہوں۔

کرنل بلاشر کی مدد کے لئے لازماً بے شمار فوجی پہنچ جائیں گے اور پھر ان کا زندہ بچ نکلنا کسی بھی صورت میں ممکن نہ رہے گا اس لئے ان کے ذہن تیزی سے اس صورت حال سے بچ نکلنے کی ترکیبیں سوچنے میں مصروف تھے لیکن بظاہر کوئی صورت اور راستہ انہیں نظر نہ آرہا تھا۔

تھوڑی دُور جانے کے بعد انہیں دُور سے قصبے کے آثار نظر آنے لگ گئے۔ قصبہ بے حد چھوٹا سا تھا۔ کھجور کے درختوں کا ایک جھنڈ اور پچاس کے قریب کچے مکانات نظر آرہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ قصبے کی حدود میں داخل ہو گئے۔

قصبے کے باہر دس کے قریب عرب انہیں دیکھتے ہی تیزی سے ان کی طرف بڑھے۔ ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں اور ان کے انداز بھی بے حد جارحانہ تھے۔

خاور نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جیپ روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ ہیلی کاپٹر اب قصبے کے اوپر پرواز کرتا ہوا نظر آرہا تھا۔

"کون ہو تم ــــ سڑک کی بجائے اس راستے سے کیوں آئے ہو"؟ ایک اُدھیڑ عمر لیکن انتہائی صحت مند عرب نے آگے بڑھ کر انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا۔

"بستی کا سردار کون ہے جناب! ــــ خاور نے پوچھا۔

"میں ہوں سردار ابو جبیش" ــــ اسی اُدھیڑ عمر نے جواب دیا۔

"ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے ــــ اور ہم فلسطینی تنظیم کی امداد کے لئے ایک اہم مشن پر آئے ہیں ــــ لیکن ہمیں چیک کر لیا گیا ہے ــــ اوپر جو ہیلی کاپٹر موجود ہے اس میں کرنل بلاشر ہے اور یقیناً اس نے فوج کو طلب کیا ہو گا ــــ اب آپ کی مرضی کہ ہمارے متعلق جو فیصلہ بھی کریں" ــــ خاور نے کوئی چارہ کار نہ دیکھتے ہوئے اپنے آپ کو پوری طرح ظاہر کر دیا۔

"لیکن تم تو عربی ہو ــــ کوئی ثبوت ہے تمہارے پاس کہ تم فلسطینیوں کی امداد کے لئے آئے ہو" ــــ ابو جبیش نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہم میک اپ میں ہیں ــــ ثبوت کے طور پر صرف حوالہ دے سکتا ہوں طرابلس میں ابی فندر کا" ــــ خاور نے جواب دیا۔

"ہوں ــــ ٹھیک ہے۔ کافی ہے ــــ آؤ ہمارے ساتھ ــــ جو سامان ہو وہ نکال لو جیپ سے" ــــ ادھیڑ عمر سردار نے یکلخت نرم پڑتے ہوئے کہا۔ اور خاور اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر امید کی کرن جاگ اٹھی۔ انہوں نے جلدی سے جیپ سے اپنا سامان اٹھایا اور پھر اس ادھیڑ عمر سردار کے اشارے پر انہوں نے سامان اس کے ساتھیوں کے حوالے کر دیا اور پھر تیزی سے قصبے کے ایک مکان کی طرف بڑھ گئے۔

"وہ ابھی یہاں پہنچ کر سارا علاقہ گھیر لیں گے" ــــ خاور نے سردار کو مکان کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا۔

"فکر نہ کرو ــــ وہ اب تمہیں نہیں پا سکتے" ــــ اُدھیڑ عمر سردار نے

مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے اس مکان میں داخل ہو گیا۔ مکان کے بڑے کمرے کے نیچے ایک تہہ خانہ بنا ہوا تھا جس کے راستے کو گھاس پھوس سے چھپا یا گیا تھا۔

خاور اور اس کے ساتھیوں کو اس تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا۔ البتہ ان کا سامان باہر ہی روک لیا گیا تھا۔

"لیکن یہ تہہ خانہ تو فوراً ہی ان کی نظروں میں آجائے گا" ــــ چوہان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"کہہ رہا ہوں کہ کوئی فکر مت کرو ــــ وہ اب تمہیں نہیں پا سکیں گے ــــ تمہاری جیپ میرے آدمی لے کر نکل جائیں گے اور ہیلی کاپٹر والوں کو ہم یہی بتائیں گے کہ ہم نے تمہیں پناہ نہیں دی اور تم جیپ سمیت آگے نکل گئے ہو ــــ پھر دور ریت کے ٹیلوں میں جب انہیں خالی جیپ ملے گی تو وہ خود ہی تمہیں ڈھونڈتے پھریں گے" ــــ اُدھیڑ عمر سردار نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ اگر آپ واقعی ہماری مدد کرنا چاہتے ہیں تو پلیز ــــ وہ سامان ہمیں دے دیں اور ہمیں یہاں کا مقامی لباس لا دیں ــــ ان کے آنے تک ہم آپ لوگوں کے میک اپ میں آجائیں گے۔ اس طرح وہ ہمیں شناخت نہ کر سکیں گے" ــــ خاور نے اُدھیڑ عمر عرب سردار کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کہا تو ہے کہ تم فکر نہ کرو" ــــ سردار نے اس بار سخت لہجے میں کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا تہہ خانے سے باہر نکل گیا۔

"مجھے گڑبڑ لگ رہی ہے ــــ یہاں تو ہم چوہے دان میں پھنس

گئے ہیں" ــــ چوہان نے سردار کے باہر جاتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! ــــ واقعی صورت حال ہمارے حق میں نہیں ہے" ــــ خاور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیکن ابھی وہ باتیں ہی کر رہے تھے۔ کہ یکلخت باہر ہیلی کاپٹروں کا شور سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی بھاری اور تیز قدموں کی دھمک انہیں اپنے سروں پر محسوس ہونے لگی۔

"خاموشی سے سر پہ ہاتھ رکھ کر باہر آجاؤ ــــ ورنہ یہیں اندر ہی بھون ڈالے جاؤ گے" ــــ چند لمحوں بعد تہہ خانے کے اس خفیہ راستے کے دہانے سے ایک چیختی ہوئی کرخت آواز سنائی دی اور ان سب نے طویل سانس لئے۔ وہ واقعی چوہوں کی طرح گھیر لئے گئے تھے۔

"چلو بھئی! ــــ اب اور کیا ہو سکتا ہے" ــــ خاور نے کہا اور پھر وہ تہہ خانے کے دہانے کی طرف چل پڑا۔ اس نے دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھے ہوئے تھے۔

کرنل بلاشر پاگلوں کے سے انداز میں ہیلی کاپٹر اڑاتا ہوا طرابلس کی طرف بڑھا اور پھر اُسے دُور سے اس کی مطلوبہ جیپ جاتی ہوئی نظر آئی تو ایک لمحے کے لئے تو اُسے خیال آیا کہ وہ ہیلی کاپٹر کو براہِ راست جیپ سے ٹکرا کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ان افراد کا خاتمہ کر دے۔ لیکن ظاہر ہے ایسا صرف خیال ہی تھا ورنہ اس کی اپنی لاش کا بھی پتہ نہ چلتا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کر کے جیپ کو رُکنے پر مجبور کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر جیپ رُک بھی گئی لیکن اسی لمحے اُسے خیال آیا کہ اس سے بڑی حماقت ہو گئی ہے۔ جبکہ وہ خود گولی مار چکا تھا اور جوش میں اُسے قطعاً ہرسن یا دوسرے مسلح افراد کو ساتھ لے کر چلنے کا خیال بھی نہ رہا تھا اور اب اُسے خیال آیا تھا کہ اگر یہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں تو پھر ان پر اکیلا اس کا قابو پانا بے حد مشکل ہے اور ہو سکتا ہے وہ کسی گن یا بم کے ذریعے

ہیلی کاپٹر ہی اڑا دیں۔ چنانچہ دوسرے لمحے اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے بلندی پر لے جانا شروع کر دیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے اُسے اوپر اٹھا لے گیا اور جب اس کے خیال کے مطابق اس کا ہیلی کاپٹر گن رینج سے باہر ہو چکا تھا تو اس نے ہیلی کاپٹر فضا میں معلق کیا اور پھر ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوینسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل بلاشر کالنگ۔ اوور" ——— کرنل بلاشر ٹرانسمیٹر آن کرتے ہی زور سے چیخا۔

"یس ——— مارجر اٹنڈنگ۔ اوور" ——— دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"مارجر ا ——— میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گروپ کو ٹریس کر لیا ہے ——— وہ طرابلس سے اسی کلومیٹر پہلے مارکانہ قصبے کے نزدیک سڑک پر موجود ہیں ——— ان کی تعداد چار ہے اور میں نے ہیلی کاپٹر کی مدد سے انہیں روک رکھا ہے ——— تم سارے ساتھیوں کو لے کر ہیلی کاپٹروں پر پہنچو ——— جلدی آؤ ——— فوراً پہنچو ——— میں ان کی نگرانی کر رہا ہوں۔ اوور" ——— کرنل بلاشر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر ——— ہم پہنچ رہے ہیں سر ——— اوور" ——— مارجر نے کہا۔

"پوری طرح مسلح ہو کر آنا فوراً۔ اوور" ——— کرنل بلاشر نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ——— "اوور اینڈ آل" ——— کہہ کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسی لمحے وہ نیچے دیکھ کر چونک پڑا کہ جیپ سڑک کراس کر کے ریت کے ٹیلوں میں داخل ہو رہی تھی۔

"اوہ ——— تو یہ اب یہاں ریت میں چھپنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ

مجھ سے بچ کر کہاں جا سکیں گے "۔۔۔ کرنل بلاشر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ہی جیپ رک گئی اور اس میں موجود چاروں آدمی تھیلے اٹھائے باہر نکلے اور ریت پر آگے دوڑنے لگے۔

"تم جہاں بھی جاؤ ۔۔۔ میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں ۔۔۔ کاش میں کسی شین گن بردار کو ساتھ لے آتا" ۔۔۔ کرنل بلاشر نے دانت پیستے ہوئے کہا لیکن پھر وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ ایک بار پھر جیپ میں سوار ہو رہے تھے اور جیپ آگے بڑھ گئی۔

"اب یہ مارکانہ قصبے میں جا رہے ہیں ۔۔۔ شاید یہ سمجھ کر کہ وہاں موجود عرب ان کا ساتھ دیں گے ۔۔۔ لیکن میں پورا قصبہ ہی تباہ کر دوں گا" ۔۔۔ کرنل بلاشر نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور آؤٹ آف گن رینج رہ کر مسلسل ان کے ساتھ آگے بڑھتا رہا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد جیپ قصبے میں جا کر رک گئی۔ وہاں موجود عربوں نے چند لمحے ان سے باتیں کیں اور پھر وہ انہیں اپنے ساتھ لے کر ایک مکان میں داخل ہو گئے۔ کرنل بلاشر نے ہونٹ بھینچ لئے اب اسے مارجر کا انتظار تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد تین ہیلی کاپٹر دور سے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر کال آگئی۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ مارجر کالنگ باس۔ اوور" ۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے مارجر کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ کرنل بلاشر اٹنڈنگ یو ۔۔۔ میں مارکانہ قصبے کے اوپر موجود ہوں ۔۔۔ گروپ کو مقامی عربوں نے ایک مکان میں چھپا دیا ہے ۔۔۔

جلدی پہنچو۔ اوور" ۔۔۔ کرنل بلاشر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔۔۔ ویسے سر فکر کی کوئی بات نہیں ۔۔۔ مارکانہ قصبے کا سردار ابوجیش ہمارا آدمی ہے۔ وہ فلسطینیوں کے خلاف ہماری مخبری کرتا ہے۔ اوور" ۔۔۔ مارجر کی آواز سنائی دی اور اس کی بات سن کر کرنل بلاشر کا چہرہ کھل اٹھا۔ تھوڑی دیر بعد چاروں ہیلی کاپٹر اس کے قریب آ گئے۔

"باس! ۔۔۔ قصبے کے قریب لینڈ کر لیا جائے ۔۔۔ ابوجیش مجھے دیکھ کر فوراً مدد کو آ جائے گا۔ اوور" ۔۔۔ مارجر نے کہا اور پھر کرنل بلاشر نے سر ہلاتے ہوئے باقی ہیلی کاپٹروں کے ساتھ ہی اپنا ہیلی کاپٹر قصبے کے قریب اتارنا شروع کر دیا۔

مارجر اپنے ساتھ تین ہیلی کاپٹروں میں دس مسلح افراد لے کر آیا تھا۔ ان کے ہیلی کاپٹر اترتے ہی قصبے سے ایک عرب دوڑتا ہوا ان کی طرف آیا۔

"اوہ جناب آپ! ۔۔۔ آئیے جناب! ۔۔۔ میں نے ان لوگوں کو غیر مسلح کر کے تہہ خانے میں بند کر دیا ہے" ۔۔۔ آنے والے نے انتہائی خوشامدانہ انداز میں مارجر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ابوجیش ہے باس! ۔۔۔ ہمارا آدمی اور اس قصبے کا سردار" ۔۔۔ مارجر نے اس کا تعارف کراتے ہوئے کرنل بلاشر سے کہا اور کرنل بلاشر نے سر ہلا دیا۔

"یہ وائٹ سٹار کے چیف کرنل بلاشر ہیں ابوجیش! ۔۔۔ تمہاری اس کارکردگی پر تمہیں بڑا انعام ملے گا" ۔۔۔ مارجر نے کرنل بلاشر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل ملے گا ——— ہم اپنے دوستوں کو ہمیشہ خوش رکھتے ہیں ——— جاؤ مارجر! ——— ان لوگوں کو گرفتار کر کے لے آؤ" ——— کرنل بلاشر نے تیز لہجے میں کہا اور مارجر اپنے ساتھیوں کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے الوجیش کے ساتھ دوڑتا ہوا سامنے موجود مکان کی طرف بڑھ گیا۔

کرنل بلاشر کا چہرہ یہ سوچ کر ہی کھلا جا رہا تھا کہ جب وہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کر کے وزیرِ اعظم کی خدمت میں پیش کرے گا تو اس کی فوقیت کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم ہو جائے گی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے مکان سے ان چار قبر صیوں کو سروں پر ہاتھ رکھے باہر نکلتے دیکھا۔ اس کے پیچھے مارجر اور اس کے مسلح ساتھی تھے جبکہ وہ عرب سردار بھی فاتحانہ انداز میں ساتھ چلتا ہوا آ رہا تھا۔

"ہا ـــ ہا ـــ ہا ——— تو یہ ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس ——— جس سے کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں مجھے ڈراتے رہتے تھے ——— ہا ـــ ہا ـــ ہا ——— یہ ہیں وہ لوگ ——— جن کو ان دونوں نے مافوق الفطرت بنا رکھا تھا ——— یہ مجبور اور بے بس لوگ ——— ہا ـــ ہا ـــ ہا ـــ" کرنل بلاشر نے ہذیانی انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔

"بلاؤ ـــ بلاؤ ——— کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کو ——— بلاؤ ان دونوں کو تاکہ وہ خود دیکھ سکیں کہ کرنل بلاشر کے سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کیا حیثیت ہے ——— بلاؤ انہیں ——— ہا ـــ ہا ـــ ہا"۔ کرنل بلاشر نے اس طرح ہذیانی انداز میں قہقہہ لگاتے اور چیختے ہوئے کہا جیسے واقعی اس کا ذہن پلٹ گیا ہو۔

"باس! ——— کیا حکم ہے۔ انہیں گولی نہ مار دی جائے ——— پھر ان کی لاشیں آسانی سے پہنچ جائیں گی" ——— مارجر نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ ہاں ضرور ——— لاشیں ——— ہا ـــ ہا ـــ ہا ـــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی لاشیں ——— ہا ـــ ہا ـــ ہا ——— ٹھیک ہے ——— گولیوں سے چھلنی کر دو انہیں" ——— کرنل بلاشر نے قہقہے لگاتے ہوئے اسی طرح ہذیانی انداز میں کہا اور وہ اس طرح سامنے سروں پر ہاتھ رکھے خاور اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی حقیر کیڑے مکوڑے ہوں۔ حشرات الارض

"فائر ـــ گولی مار دو ——— فائر" ——— یکلخت کرنل بلاشر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی فضا مشین گنوں کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک ہیلی کاپٹر سے اتر کر تیز تیز قدم اٹھا
سامنے کھڑے تین قیدیوں کی طرف بڑھنے لگے۔ ان تینوں نے جس طر
قصبے میں تباہی برپا کر کے ہیلی کاپٹر اڑایا تھا اور پھر ہیلی کاپٹر کو تباہ کر
خود غائب ہو گئے تھے اس سے کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کو سو فیصد
یقین ہو گیا تھا کہ یہ لازماً عمران اور اس کے ساتھی ہیں اور اگر وہ ٹرانسمی
پر حیفہ میں موجود حاک ای آئی سٹیشن کو یہ حکم نہ دیتے کہ حاک آئی کی مدد
صحرا میں موجود ان افراد کا کھوج نکالا جائے اور ان کی نگرانی کی جا
تو شاید یہ انہیں کسی صورت بھی اس وسیع و عریض ریگستان میں دستیا
ہو سکتے تھے اور پھر جب حاک آئی نے انہیں ٹریس کر لیا تو کرنل ڈیوڈ
ٹرانسمیٹر پر ہی حیفہ میں موجود فوجی چھاؤنی کے کمانڈر کو ہیلی کاپٹروں
مسلح افراد بھیجنے اور انہیں گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی اس
حاک آئی کے آپریٹر سے بھی کہہ دیا کہ وہ کمانڈر کو ٹرانسمیٹر پر ان کی موجو

کی باقاعدہ اطلاع دیتا رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کرنل ڈیوڈ نے سابقہ تجربات کی بنا پر کمانڈر کو خاص طور پر حکم دیا تھا کہ ہیلی کاپٹروں کو مسلح فوجیوں کے اترنے کے بعد واپس فضا میں اٹھا لیا جائے ورنہ یہ لوگ لازماً کوئی اور ہیلی کاپٹر اغوا کر کے نکل جائیں گے اور یہ ساری ہدایات انہوں نے نخلستان لیلیٰ میں ٹرانسمیٹر پر دی تھیں۔ ٹرانسمیٹر ایک خفیہ اڈے میں موجود تھا جو تباہ ہونے سے بچ گیا تھا اگر یہ ٹرانسمیٹر تباہ ہو جاتا تو پھر واقعی کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کے پاس پیر پٹخنے اور بال نوچنے کے اور کوئی چارہ نہ رہنا تھا۔ کمانڈر نے مشن پر جاتے ہوئے ان کی ہدایت کے مطابق ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر نخلستان لیلیٰ بھی بھیج دیا تھا اور اب کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک اسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس جگہ پہنچ گئے تھے جہاں یہ تینوں قیدی مسلح فوجیوں کے گھیرے میں کھڑے ہوئے نظر آ رہے تھے کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کے چہروں پر بھرپور فتح کی تیز چمک موجود تھی۔

ہونہہ! ۔۔۔ تو آخر تم گھیرے میں آ ہی گئے عمران ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے غور سے سامنے کھڑے ایک نوجوان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا جس کے متعلق اس کا اندازہ تھا کہ یہی عمران ہو سکتا ہے۔

"کیوں یعقوب! ۔۔۔ کیا واقعی میرا نام عمران ہے ۔۔۔ ویسے نام خوبصورت ہے ۔۔۔ کیا خیال ہے رکھ لوں" ۔۔۔ سامنے کھڑے نوجوان نے اپنے ایک ساتھی کی طرف گردن موڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم شاید سوچ رہے ہو کہ اس طرح کی باتیں کر کے ہم سے بچ جاؤ گے ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ اب تمہارے بچ نکلنے کا کوئی سکوپ باقی نہیں رہا" کرنل ڈیوڈ نے بھیڑیئے کی طرح دانت نکوستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ۔۔۔ نہتے فلسطینی مجاہدوں کو بے بس کرنے اور پھر انہیں
گولیوں کا نشانہ بنانا اسرائیلی فوجیوں کے نزدیک بہت بڑے کارنامے کی
حیثیت رکھتا ہے ۔۔۔ لیکن یاد رکھو آفیسر! ۔۔۔ فلسطین چند افراد
کا نام نہیں ہے ۔۔۔ چند مجاہدوں کو شہید کر کے تم فلسطینی جدوجہد کو
ختم نہیں کر سکتے" ۔۔۔ اس نوجوان نے اس بار بڑے پرجوش لہجے میں
کہا۔ اس کی آنکھوں میں واقعی مجاہدوں جیسی چمک ابھر آئی تھی۔
"بکواس مت کرو ۔۔۔ تم عمران ہو عمران ۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس
کے عمران ۔۔۔ ہمیں معلوم تھا کہ تم اس بار ادھر سے ہی اسرائیل میں داخل
ہو گے ۔۔۔ اور تم نے دیکھ لیا کہ ہم تمہارے انتظار میں یہاں موجود تھے
یہ ٹھیک ہے کہ تم فوری طور پر ہیلی کاپٹر لے کر نخلستان سیلی سے نکل جانے میں
کامیاب ہو گئے تھے ۔۔۔ لیکن کیا تم نے جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کو اتنا
بے بس سمجھ رکھا تھا ۔۔۔ دیکھو! ہمارے ہاتھ کس طرح تمہاری گردنوں تک
پہنچ چکے ہیں" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔
"کرنل ڈیوڈ! ۔۔۔ میرے خیال میں انہیں زیادہ دیر زندہ نہیں رکھنا
چاہیے ۔۔۔ انہیں گولیوں سے اڑا دیتے ہیں ۔۔۔ بعد میں لاشوں کا
میک اپ چیک ہوتا رہے گا" ۔۔۔ کرنل فرانک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"نہیں کرنل فرانک! ۔۔۔ میں انہیں زندہ وزیر اعظم اور صدر کے سامنے
پیش کرنا چاہتا ہوں زندہ ۔۔۔ تاکہ انہیں یقین آجائے کہ جی پی فائیو اور
ریڈ آرمی، وائٹ سٹار سے زیادہ طاقتور تنظیمیں ہیں" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ
نے کہا۔
"لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ پھر پہلے کی طرح فرار ہو جانے میں کامیاب ہو

جائیں" ۔۔۔ کرنل فرانک نے کہا۔
"کمانڈر" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کرنل فرانک کی بات کا جواب دینے
کی بجائے ساتھ کھڑے ایک فوجی سے مخاطب ہو کر کہا۔
"یس کرنل" ۔۔۔ کمانڈر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
"کیا یہ یہاں سے فرار ہو سکتے ہیں" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز
لہجے میں کہا۔
"فرار ۔۔۔ وہ کیسے جناب! ۔۔۔ ان کے ہاتھوں میں ڈبل لاک کلپ
ہتھکڑیاں ہیں ۔۔۔ یہ کیسے فرار ہو سکتے ہیں" ۔۔۔ کمانڈر نے انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اوکے ۔۔۔ انہیں اپنے ہیلی کاپٹر میں سوار کرو ۔۔۔ اور مکمل
حفاظت کے ساتھ حیفہ لے چلو فوجی چھاؤنی میں ۔۔۔ وہاں پہلے ان
کا میک اپ صاف ہو گا اور پھر وزیر اعظم اور صدر مملکت کو دعوت دی
جائے گی کہ وہ وہیں فوجی چھاؤنی میں آکر انہیں چیک کریں"
کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"یس سر" ۔۔۔ کمانڈر نے کہا اور پھر اس نے سپاہیوں کو اشارہ کیا
کہ وہ ان تینوں قیدیوں کو بڑے ہیلی کاپٹر میں سوار کریں۔
"میں ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کرنل ڈیوڈ! ۔۔۔ انہیں زندہ مت
رکھو ۔۔۔ پہلے بھی ایسا ہوتا رہا ہے کہ یہ انتہائی حیرت انگیز انداز میں
نکل جانے میں کامیاب ہوتے رہے ہیں" ۔۔۔ کرنل فرانک نے ہیلی کاپٹر
کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
"فکر نہ کرو کرنل فرانک! ۔۔۔ اب یہ نہیں بھاگ سکتے ۔۔۔ میں ان

کو پہلے اصل صورتوں میں لانا چاہتا ہوں ــــــ تاکہ مکمل یقین ہو جائے کہ یہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہیں" ــــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"کیا مطلب! ــــ کیا تمہیں شک ہے" ــــــ؟ کرنل فرانک نے ہیلی کاپٹر میں سوار ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــــ دراصل جس طرح آسانی سے یہ پکڑے گئے ہیں اور جس طرح اطمینان سے یہ ہمارے سامنے کھڑے تھے اس نے مجھے شک میں مبتلا کر دیا ہے ــــ عمران کا ذہن شیطان کا کارخانہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے ان تین غیر متعلق افراد کو سامنے لا کر ہماری توجہ اس طرف مبذول کر دی ہو اور ہم انہیں گولیاں مار کر مطمئن ہو جائیں کہ واقعی یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں ــــ تمہیں معلوم ہے کہ آنے سے پہلے میں نے نخلستان لیلیٰ میں پہنچ جانے والے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ وہ پہلے کی طرح چوکنے رہیں یہ حکم دینے کا میرا اصل مقصد بھی یہی تھا" ــــــ کرنل ڈیوڈ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ــــ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے ــــــ تم واقعی بہت دُور کی سوچتے ہو کرنل ڈیوڈ" ــــــ کرنل فرانک نے جو پائلٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"فرض کرو یہ عمران اور اس کے ساتھی نہ ہوں اور ہم انہیں ہلاک کر دیں ــــ اور پھر میک اپ صاف کرنے کے بعد اس بات کا پتہ چلے تو سوچو کہ ہم کس قدر اندھیرے میں رہ جائیں گے ــــــ اب اگر میک اپ صاف کرنے کے بعد یہ عمران اور اس کے ساتھی نکلے تو ہمارا مشن مکمل ہو گیا۔ ورنہ دوسری صورت میں ہم ان پر تشدد کر کے عمران کے آئندہ پروگرام

کا پتہ چلا لیں گے" ــــــ کرنل ڈیوڈ نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"گڈ! ــــ مجھے اعتراف ہے کرنل! ــــ کہ تم مجھ سے زیادہ ہی دُور اندیش ہو ــــ مجھے تو بس یہی خطرہ تھا کہ یہ لوگ کوئی چکر چلا کر نکل نہ جائیں" ــــ کرنل فرانک نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ــــ یہ لوگ بہرحال انسان ہیں کوئی جن بھوت نہیں ہیں اور اس قدر مسلح فوجیوں کے پہرے سے ان کا زندہ نکل جانا ہی ناممکن ہے ــــ دوسری بات یہ کہ جیفہ کی فوجی چھاؤنی میں پہنچنے کے بعد ان کے نکلنے کا ذرا برابر بھی سکوپ باقی نہ رہے گا" ــــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور کرنل فرانک نے سر ہلا دیا۔ اس کا ہیلی کاپٹر باقی ہیلی کاپٹروں کے ساتھ اڑتا ہوا جیفہ میں موجود فوجی چھاؤنی کی طرف تیزی سے بڑھتا جا رہا تھا۔

خاور اور اس کے ساتھی ہونٹ بھینچے سامنے کھڑے کرنل بلاشر کو ہذیانی انداز میں قہقہے لگاتے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مذاق اڑاتے دیکھ رہے تھے اس کے قہقہوں اور الفاظ نے ان کے جسموں میں دوڑنے والے خون کو لاوے میں تبدیل کر دیا تھا اور پھر جیسے ہی کرنل بلاشر نے ان کے خاتمے کا حکم جاری کیا ان کے ذہنوں میں دھماکے سے ہوئے اور دوسرے لمحے جیسے وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے۔ اس وقت پوزیشن یہ تھی کہ ان سے ذرا ہٹ کر پیچھے دس مسلح افراد موجود تھے جبکہ ان کے دائیں طرف وہ آدمی کھڑا تھا جسے کرنل بلاشر مارجر کے نام سے پکار رہا تھا اور بائیں طرف قبیلے کا سردار ابو جبیش کھڑا ہوا تھا۔ ابو جبیش کے متعلق اب انہیں یقین ہو گیا تھا کہ یہ یہودیوں سے ملا ہوا ہے۔ اس لئے جیسے ہی کرنل بلاشر نے فائر کا لفظ کہا، وہ چاروں ہی یکلخت فضا میں کسی چھلاوے کی طرح اچھلے اور دوسرے لمحے الٹی قلابازی کھا کر وہ فضا میں اڑتے ہوئے ان مسلح افراد کے عقب میں

جا پہنچے۔ اس طرح وہ ان مسلح افراد کی طرف چلائی گئیں مشین گنوں کی گولیوں سے بالکل بال بال بچے اور پھر اس سے پہلے کہ مشین گن بردار تیزی سے گھومتے، ان چاروں کے ہاتھوں میں آجانے والے ریوالوروں نے گولیاں اگلیں اور وہ فائر کرنے کے ساتھ ہی بجلی کی سی تیزی سے خود بھی ان افراد کی طرف دوڑ پڑے اور انہوں نے ایک ایک آدمی کو جھپٹ کر اپنے سینوں کے سامنے کر لیا۔ اس طرح دوسرے افراد کی طرف سے چلنے والی گولیاں ان کے اپنے ساتھیوں کے سینوں پر پڑیں۔ ریوالوروں اور مشین گنوں سے نکلنے والی گولیوں سے چند لمحوں تک وہ جگہ اس طرح معلوم ہو رہی تھی جیسے خوفناک میدان جنگ ہو۔ ریوالوروں سے نکلنے والی گولیوں نے پہلے ہی حملے میں مارجر۔ ابو جبیش اور دو مشین گن برداروں کا خاتمہ کر دیا تھا۔ دوسرے راؤنڈ میں ان کے وہ چاروں آدمی ہلاک ہوئے تھے جنہیں ان چاروں نے اپنے سینوں کے سامنے رکھ لیا تھا اور اس کے بعد چند ہی لمحوں میں ان کے ریوالوروں نے باقی چار کا بھی صفایا کر دیا۔

اس سارے آپریشن میں شاید صرف دس بارہ سیکنڈ ہی صرف ہوئے ہوں گے البتہ نعمانی کے بازو اور چوہان کی ران کا گوشت بھی گولیوں سے پھٹ چکا تھا۔

"کرنل بلاشر ___" یکلخت خاور کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس نے اپنے سینے سے لگے ہوئے مسلح فوجی کی لاش کو دھکیلا اور بجلی کی سی تیزی سے جھک کر ایک مشین گن اٹھائی اور سامنے کھڑے ہیلی کاپٹر کے پیچھے کھڑے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگ پڑا۔ کرنل بلاشر نے واقعی

حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا۔ چند لمحوں میں وہ بجلی کی سی تیزی سے اپنے ہیلی کاپٹر کے نیچے سے گذر کر اس کے پیچھے کھڑے ہوئے مارجر کے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ گیا تھا۔ اس طرح اس کا اپنا ہیلی کاپٹر سامنے آجانے کی وجہ سے وہ فوری طور پر گولیوں کی بوچھاڑ سے بچ نکلا تھا اور جب خاور پہنچا تھا تو اس وقت کرنل بلاشر اپنے ہیلی کاپٹر کے نیچے سے نکل کر دوسری طرف دوڑتا نظر آرہا تھا۔ لیکن خاور کے مشین گن جھپٹنے اور پھر دوڑ کر اس ہیلی کاپٹر کے نیچے سے نکل کر دوسری طرف پہنچنے سے پہلے ہی وہ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔ خاور نے مشین گن کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف کر کے فائر کھول دیا لیکن مشین گن سے ٹرچ ٹرچ کی آواز نکلی اور خاور نے چونک کر میگزین کی طرف دیکھا اور پھر ہونٹ چباتے ہوئے اس نے میگزین کے نچلے حصے پر زور سے ہاتھ مارا اور مشین گن نیچے گرنے سے میگزین جو ڈھیلا ہو چکا تھا دوبارہ فٹ ہو گیا۔ اور اس بار مشین گن سے گولیوں کی بوچھاڑ تو ضرور نکلی لیکن اتنی مہلت تیزی سے اوپر اٹھنے والے ہیلی کاپٹر کے لئے کافی ثابت ہوئی اور دوسری بار گولیاں چلتے وقت وہ فائرنگ رینج سے باہر نکل چکا تھا۔

حقیقت میں جس قدر غصہ خاور کو کرنل بلاشر کے اس طرح نکل جانے پر آیا تھا اتنا غصہ شاید پہلے اسے زندگی بھر نہ آیا تھا۔

"کیا ہوا ۔۔۔ نکل گیا" ۔۔۔ صدیقی نے دوڑ کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ گن کا میگزین ڈھیلا ہو گیا تھا اس لئے فائرنگ نہیں ہو سکی" ۔۔۔ خاور نے غصیلے انداز میں گن کو ریت پر پھینکتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ابھی تو ابتدا ہے خاور ۔۔۔ آؤ! نعمانی اور چوہان دونوں زخمی ہیں" ۔۔۔ صدیقی نے کہا اور واپس دوڑ پڑا۔

خاور بھی نعمانی اور چوہان کے زخمی ہونے کا سن کر سب کچھ بھول بھال کر واپس پلٹ پڑا۔

چوہان زمین پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ نعمانی نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے بازو پر سختی سے جمایا ہوا تھا تاکہ مزید خون نہ بہہ سکے۔ ریت پر مارجر۔ ابوجبیش اور اس کے دس مسلح ساتھیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔

"باقی لوگ سامنے نہیں آئے ۔۔۔ میرے خیال میں ابوجبیش ہی غدار تھا ۔۔۔ آؤ جلدی کرو۔ ورنہ کرنل بلاشر پھر بھرپور مدد لے آئے گا۔ جلدی کرو" ۔۔۔ خاور نے تیز لہجے میں نعمانی سے کہا اور ایک بار پھر اس نے ایک طرف پڑی مشین گن اٹھائی اور مکانوں کی طرف دوڑ پڑا۔

اسی لمحے چار پانچ عرب دونوں ہاتھ اٹھائے مکانوں سے نکلے اور اس طرح کھڑے ہو گئے جیسے وہ پناہ طلب کر رہے ہوں۔

"کیا تم بھی ابوجبیش کی طرح یہودیوں کے ایجنٹ ہو" ۔۔۔ خاور نے مشین گن کا رخ ان کی طرف کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"نہیں جناب! ۔۔۔ ہمیں افسوس ہے جناب! ہم تو ابوجبیش کے بارے میں نہیں جانتے تھے کہ وہ بھی غدار ہو سکتا ہے" ۔۔۔ ایک نوجوان عرب نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس فرسٹ ایڈ باکس ہے ۔۔۔ ہمارے دو ساتھی زخمی ہیں" ۔۔۔ خاور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ابوجبیش کے مکان میں ہے جناب! ۔۔۔ میں لے آتا ہوں" ۔۔۔ اسی

نوجوان نے کہا اور اسی مکان کی طرف دوڑنے لگا۔ جس کے تہہ خانے میں انہیں پہلے لے جایا گیا تھا۔

خاور مشین گن لیے اس وقت تک وہیں کھڑا رہا جب تک وہ نوجوان فرسٹ ایڈ باکس اٹھائے مکان سے نمودار نہ ہو گیا۔ اس کے پیچھے تین اور عرب بھی تھے جنہوں نے اپنے ہاتھوں میں خاور اور اس کے ساتھیوں کے سامان کے تھیلے پکڑے ہوئے تھے۔

خاور کے کہنے پر صدیقی نے ایک طرف ہٹ کر مشین گن سے نہیں کور کئے رکھا اور خاور نے فرسٹ ایڈ باکس کی مدد سے چوہان اور نعمانی کے زخموں کی بینڈیج کر دی۔ گولیوں نے صرف گوشت پھاڑا تھا۔ اس لیے نہ ہی ہڈی ٹوٹی تھی اور نہ ہی زخم زیادہ گہرے تھے۔ یہ زخم بھی شاید اس لیے آ گئے تھے کہ ان دونوں کے جسموں کے یہ حصے سینے سے لگے ہوئے افراد کے جسموں سے ذرا سا باہر نکل آئے تھے۔

"آپ نے کہاں جانا ہے جناب!" ——— اسی نوجوان عرب نے خاور سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ظاہر ہے ہم طرابلس ہی جا سکتے ہیں یہاں سے ——— اور کہاں جا سکتے ہیں" ——— خاور نے چونک کر کہا۔

"جناب! ——— اگر آپ اس ہیلی کاپٹر پر گئے تو آپ کو پکڑ لیا جائے گا۔ طرابلس میں بھی یہودیوں کا بہت بڑا اڈہ موجود ہے ——— اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ایک اور راستے سے طرابلس پہنچا سکتا ہوں" ——— نوجوان نے کہا۔

"کس راستے سے" ——— خاور نے چونک کر پوچھا۔

"آپ میرے ساتھ ذرا ادھر آئیے" ——— نوجوان نے ایک سائیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خاور اس کے ساتھ ایک طرف چلا گیا۔

"جناب! ——— میرا نام ھانی ہے اور میں فلسطینی تنظیم کا نمائندہ ہوں۔ میں ابو فندر کو بھی جانتا ہوں جس کا نام آپ نے ابو جیش کے سامنے لیا تھا۔ میں ایک خصوصی مشن کے لئے کل یہاں پہنچا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ ابو جیش غدار ہو گا کیونکہ ابو جیش پہلے یہودیوں کی مخبری ہمیں کرتا رہا ہے اور یہ باقی سارے عرب مقامی ہیں۔ ان کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے میں آپ کو علیحدہ لے آیا ہوں تاکہ جو کچھ میں آپ کو بتاؤں وہ یہ بعد میں کرنل بلاشر اور اس کے ساتھیوں کو نہ بتا دیں ——— میں نے کرنل بلاشر کی باتیں سن لی ہیں آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں اور آپ کی مدد ہم پر فرض ہے" ——— ھانی نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا۔

"لیکن تم وہ راستہ بتا رہے تھے طرابلس پہنچنے والا" ——— خاور نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ان کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔

"جناب! ——— یہاں سے مشرق کی طرف تقریباً دس کلومیٹر دور ہمارا ایک خفیہ اڈہ ہے۔ آپ میرے ساتھ وہاں چلیں ——— یہ اڈہ پاشیرو سے طرابلس جانے والے قافلوں کے راستے پر پڑتا ہے۔ وہاں پہنچنے کے بعد آپ کسی بھی قافلے میں شامل ہو کر آسانی سے طرابلس پہنچ سکتے ہیں۔ ورنہ کرنل بلاشر اور اس کی تنظیم وائٹ سٹار انتہائی طاقتور ہے اور اس نے پورے طرابلس اور اردگرد کے علاقے کی مکمل ناکہ بندی کر لینی ہے" ——— ھانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ لوگ ہمارے پیچھے اس اڈے تک نہ پہنچ جائیں گے ـــــ؟" خاور نے کہا۔

"نہیں جناب! ـــــ ہم جیپ میں پہلے شمال کی طرف جائیں گے ادھر بیس کلومیٹر پر ایک اور قصبہ ہے۔ لیکن ہم راستے میں جیپ چھوڑ کر مڑ جائیں گے اور اڈے تک آسانی سے پہنچ جائیں گے ـــــ یہ لوگ ظاہر ہے یہی سمجھیں گے کہ ہم اس قصبے کی طرف گئے ہیں اور پھر جیپ تک یہ پہنچیں گے اس کے بعد یہ ہمارا پتہ نہ پا سکیں گے" ـــــ ھانی نے کہا۔

"گڈ ـــــ ٹھیک ہے آؤ" ـــــ خاور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب ھانی سمیت جیپ میں سوار ہو گئے۔ لیکن اب ڈرائیونگ سیٹ پر ھانی بیٹھا ہوا تھا۔

"ٹھہرو ـــــ ان تین ہیلی کاپٹروں کو بھی تباہ ہونا چاہیے" ـــــ خاور نے کہا اور سامان سے اس نے کیپسول میزائل گن نکالی اور چند لمحوں بعد یکے بعد دیگرے تین خوفناک دھماکے ہوئے اور تینوں ہیلی کاپٹر شعلوں میں تبدیل ہو گئے اور ھانی نے جیپ موڑ کر ریت میں دوڑانی شروع کر دی۔

خاور اور اس کے ساتھی ہونٹ بھینچے بیٹھے ہوئے تھے اور ھانی پوری رفتار سے جیپ چلاتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد ھانی نے جیپ روک دی۔

"بس یہاں سے مڑ کر ہمیں اڈے پر جانا ہو گا۔ ورنہ آگے نکل جانے کی صورت میں ہمیں طویل چکر کاٹنا پڑے گا" ـــــ ھانی نے جیپ سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور خاور اور اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے چوہان کی ران زخمی تھی اس لئے وہ چل نہ سکتا تھا۔ خاور نے چوہان کے انکار کے

باوجود اسے اپنے کاندھے پر اٹھا لیا اور پھر وہ سب تیزی سے ریت پر چلنے لگے۔

اسی لمحے انہیں دور سے آسمان پر شور سا محسوس ہوا اور وہ سب چونک کر ادھر دیکھنے لگے۔ چند لمحوں بعد فضا میں بیس کے قریب جنگی ہیلی کاپٹر تیزی سے قصبے کی طرف آتے دکھائی دیتے وہ طرابلس کی طرف سے آ رہے تھے۔

"چھپ جاؤ ـــــ کسی ٹیلے کے پیچھے چھپ جاؤ ـــــ یہ لوگ لازماً ہمیں ٹریس کرنے کی کوشش کریں گے" ـــــ خاور نے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ جب تک یہ قصبے سے صورت حال کا پتہ نہ کر لیں ہمیں تلاش نہ کریں گے ـــــ ہمیں اور زیادہ تیزی سے دور نکل جانا چاہیے" ـــــ صدیقی نے کہا اور پھر واقعی انہوں نے ہیلی کاپٹروں کو قصبے کے قریب اترنے کی پوزیشن میں دیکھا تو وہ تیزی سے آگے دوڑنے لگے۔ اس بار صدیقی نے چوہان کو اپنی پشت پر اٹھا لیا کیونکہ خاور اب خاصا تھکا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"اب کتنی دور ہے اڈہ" ـــــ؟ خاور نے ھانی سے پوچھا۔

"ابھی کچھ دور ہے جناب" ـــــ ھانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو رہے ہیں" ـــــ خاور نے قصبے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ ادھر جائیں گے جہاں جیپ موجود ہے" ـــــ صدیقی نے جواب دیا اور پھر واقعی ہیلی کاپٹروں کا رخ اسی طرف ہو گیا جدھر وہ جیپ چھوڑ کر آئے تھے۔ لیکن ظاہر ہے ہیلی کاپٹر بلندی پر تھے اور بلندی کی وجہ سے وہ انہیں بھی اس ریت میں دوڑتے ہوئے چیک کر سکتے تھے۔

"بس جناب! ـــــ وہ سامنے جو ٹیلا نظر آنے لگ گیا ہے بس وہاں تک ہمت کرلیں۔ پھر ہم محفوظ ہو جائیں گے" ـــــ ہانی نے یکدم چیختے ہوئے کہا اور دور ایک ٹیلے کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن ان میں سے کسی کو بھی یہ سمجھ نہ آئی کہ وہ کس ٹیلے کی بات کر رہا ہے کیونکہ صحرا میں ہر طرف انہیں ٹیلے ہی ٹیلے نظر آ رہے تھے۔

بہرحال وہ مسلسل بھاگتے رہے اور پھر ہانی ایک ٹیلے کے پاس جاکر رُک گیا۔ وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔ خاور اور اس کے ساتھی بھی رُک گئے۔

"یہ ٹیلا ہے" ـــــ ہانی نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ ٹیلا تو عام سا ٹیلا ہے" ـــــ خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں! یہ دیکھئے" ـــــ ہانی نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ٹیلے کے نچلے حصے کی ایک مخصوص جگہ پر پیر مارا تو خاور اور اس کے ساتھی بُری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ ہانی کا پیر لگنے سے ایسی آواز سنائی دی تھی جیسے کسی سخت چیز سے اس کا پیر ٹکرایا ہو۔ حالانکہ ریت کے ٹیلے پر پیر لگنے سے تو ظاہر ہے ایسی آواز سنائی نہ دے سکتی تھی۔ اور پھر ان کی آنکھیں یہ دیکھ کر حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کہ وہ سالم ٹیلا کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھ کر دوسری طرف ریت پر رُک گیا اور اب وہاں ریت کے درمیان پختہ سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔

"یہ ٹیلا ریت کا نہیں ہے" ـــــ خاور اور اس کے سب ساتھیوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"نہیں جناب! ـــــ یہ مصنوعی ٹیلا ہے۔ آیئے جلدی کریں" ـــــ ہانی

نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس کے پیچھے سیڑھیاں اُتر کر نیچے پہنچ گئے سیڑھیوں کے اختتام پر ہانی نے ایک بار پھر مخصوص انداز میں پیر مارا تو اوپر چھت برابر ہو گئی۔

"حیرت انگیز انتظام ہے ـــــ انتہائی قریب پہنچ کر بھی یہ ٹیلا ہمیں اصل ہی لگا تھا۔ ریت کا ٹیلا" ـــــ خاور نے کہا۔

"یہ تکنیک ابھی حال ہی میں اپنائی گئی ہے۔ ابھی ایسے ڈیڑھ سو اڈے بنائے گئے ہیں" ـــــ ہانی نے کمرے کی ایک ٹھوس دیوار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ سیڑھیاں اُتر کر جس کمرے میں پہنچے تھے یہ کمرہ ہر طرف سے بالکل بند تھا۔ ہانی نے دیوار میں ایک جگہ پر مخصوص انداز میں تین بار ہاتھ مارا تو اچانک کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی۔ یہ روشنی صرف ایک لمحے کے لئے چھت سے نکلی اور پھر بجھ گئی۔

"کون ہے؟" ـــــ دیوار کے رخنوں میں سے ایک کرخت آواز ابھری

"ہانی ہوں نمبر الیون الیون" ـــــ ہانی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے ساتھ کون ہیں؟" ـــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں جناب! ـــــ قصبہ میں کرنل بلاشر نے ان پر حملہ کر دیا تھا۔ میں انہیں نکال لایا ہوں" ـــــ ہانی نے جلدی سے کہا۔

"ان کا انچارج کون ہے؟" ـــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"خاور ـــــ میں خاور انچارج ہوں" ـــــ خاور نے جلدی سے کہا۔

"تمہارے پاس پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق کا کوئی ثبوت ہے؟" ـــــ بولنے والے نے پوچھا۔

"ہم ثبوت ساتھ کیسے رکھ سکتے تھے" ۔۔۔۔ خاور نے جھنجھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"پہلے مشن کے دوران تمہارا لیڈر کون تھا" ۔۔۔۔ ؟ دوسری طرف سے چند لمحوں بعد پوچھا گیا۔

"اوہ! ۔۔۔ پہلے لیڈر علی عمران ہوتا تھا لیکن اب وہ دوسرے گروپ میں ہے" ۔۔۔ یکلخت خاور نے ایک خیال آتے ہی جواب دیا۔

"تم نے ٹھیک نام بتایا ہے۔ میں دروازہ کھول رہا ہوں" ۔۔۔۔ عمران کا نام سنتے ہی دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔

"کمال ہے ۔۔۔ عمران کا نام تو کھل جا سم سم جیسا اثر کرتا ہے" ۔۔۔ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب کا نام ہم فلسطینیوں کے لئے جرأت۔ بہادری اور ذہانت کا سمبل بن چکا ہے جناب! ۔۔۔ فلسطین کا ایک ایک بچہ اس نام سے واقف ہے" ۔۔۔ حالی نے مسکراتے ہوئے کہا اور صدیقی اور دوسرے ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔

اسی لمحے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ دیوار درمیان سے چٹ کر سائیڈوں میں ہٹ گئی اور وہاں ایک خلا سا بن گیا۔ دوسری طرف سے ایک سفید داڑھی اور لمبے قد کا عرب نمودار ہوا۔

"آئیے میرے ساتھ" ۔۔۔۔ اس عرب نے مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب خلا کراس کر کے ایک لمبی سرنگ میں داخل ہو گئے۔ سرنگ کے اختتام پر وہ ایک کافی بڑے حال نما کمرے میں پہنچ گئے جہاں چار مسلح عرب کھڑے ہوئے تھے۔

"میرا نام بشر ہے اور میں اس اڈے کا انچارج ہوں" ۔۔۔ ایک بھاری جسم والے عرب نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور جواب میں خاور نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کرایا۔

"آپ ہمارے لئے بے حد محترم ہیں جناب! ۔۔۔ یہاں آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی" ۔۔۔ بشر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب وہیں بیٹھ گئے۔

"یہاں ہوا کا خوبصورت انتظام ہے ۔۔۔ کیا اس راستے سے ریت نیچے نہیں آتی" ۔۔۔ خاور نے مصنوعی چھت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی نہیں! ۔۔۔ یہ ہمارے نئی ٹکنیک کے اڈے ہیں۔ ان اڈوں کی ٹکنیک ہمیں ایک افریقی ملک سے حاصل ہوئی ہے" ۔۔۔ بشر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

انہیں قہوہ پیش کیا گیا جس سے ان سب کے نڈھال جسموں میں تازگی کی لہر سی دوڑ گئی۔

"آپ لوگوں کا مشن کیا ہے" ۔۔۔۔ ؟ بشر نے پوچھا۔

"ہمارا مشن طرابلس پہنچنا ہے اور ہم پہنچ جاتے۔ لیکن درمیان میں کرنل بلاشر ٹپک پڑا" ۔۔۔۔ خاور نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا ساتھی زخمی ہے اس لئے آپ کو کم از کم دو تین روز تو یہاں رکنا پڑے گا ۔۔۔ اس کے بعد بیرونی صورت حال دیکھتے ہوئے ہم آپ کو کسی بھی قافلے کے ساتھ طرابلس پہنچا دیں گے" ۔۔۔۔ بشر نے جواب دیا۔

"یہاں سے طرابلس کتنی دور ہوگا" ۔۔۔۔ ؟ خاور نے پوچھا۔

"یہاں سے ڈیڑھ سو کلو میٹر ہوگا اور سارا راستہ صحرائی ہے" ۔۔۔ بشر نے جواب دیا اور خاور خاموش ہوگیا۔ جوہان کے زخمی ہوجانے کی وجہ سے وہ خاموش ہوگیا تھا ورنہ شاید وہ اتنے روز یہاں نہ رہتا۔

"تم ایسا کرو کہ آگے بڑھ جاؤ ۔۔۔ میں ٹھیک ہوتے ہی تمہارے پاس طرابلس پہنچ جاؤں گا ۔۔۔ ہائی جانا تو ہے ابوفندر کو" ۔۔۔ جوہان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ ہم تمہیں یہاں چھوڑ کر کیسے جاسکتے ہیں ۔۔۔ آگے نجانے کیسے حالات پیش آئیں" ۔۔۔ خاور نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جناب! ۔۔۔ آپ طرابلس کے بڑے اڈے سے مرہم کنجد کیوں نہیں منگوا لیتے ۔۔۔ اس سے زخم گھنٹوں میں ٹھیک ہو جائے گا" ۔۔۔ ہائی نے بشر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تم نے اچھا یاد کرایا ہے ۔۔۔ مرہم کنجد کے لئے طرابلس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنا تو میرے پاس بھی موجود ہوگا۔ مجھے دراصل اس کا خیال نہیں رہا تھا" ۔۔۔ بشر نے اچانک چونکتے ہوئے کہا۔

"مرہم کنجد! ۔۔۔ وہ کیا ہے" ۔۔۔ خاور نے چونک کر پوچھا۔

"جناب! ۔۔۔ یہ خصوصی مرہم ہے جو زخمی فلسطینیوں کو تیزی سے رو بصحت کرنے کے لئے تیلوں سے تیار کیا گیا ہے اور اس کی خاصی مقدار ہر اڈے پر پہنچائی گئی ہے ۔۔۔ گذشتہ ماہ طرابلس میں ایک مشن کے دوران خاصے فلسطینی مجاہد زخمی ہوگئے تھے اور انہیں چھپانے کے لئے اس اڈے پر لایا گیا تھا اس لئے مرہم استعمال ہوگیا ۔۔۔ بہرحال

اتنا تو موجود ہے کہ یہ معمولی سا زخم ٹھیک کر سکے" ۔۔۔ بشر نے جواب دیا۔

"اب کیا ہم رات کو یہاں سے نکل کر طرابلس پہنچ سکتے ہیں" ۔۔۔ خاور نے پوچھا۔

"آدھی رات کے بعد ایک قافلہ یہاں سے گزرنے والا ہے اس میں آپ کو شامل کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح آپ پچھلی رات طرابلس پہنچ جائیں گے" بشر نے جواب دیا۔

"لیکن کرنل بلاشر نے تو طرابلس کی ناکہ بندی کر رکھی ہوگی۔ یہ قافلہ بھی تو چیک ہوگا" ۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"یہ بہت بڑا قافلہ ہوگا۔ تین سو اونٹوں اور دو ڈھائی سو عربوں پر مشتمل اور سامان سے لدا ہوا۔ اس لئے اتنی تفصیلی چیکنگ نہیں ہوسکتی ۔۔۔ ہائی کو میں آپ کے ساتھ بھجوا دوں گا۔ قافلے میں ہمارے آدمی بھی ہیں اس لئے آپ بے فکر رہیں" ۔۔۔ بشر نے کہا اور صدیقی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"میں مرہم بھی لے آتا ہوں اور کھانے کا انتظام بھی کرتا ہوں" ۔۔۔ بشر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا یہاں میک اپ باکس اور عربی لباس وغیرہ مل جائیں گے" ۔۔۔؟ خاور نے پوچھا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ یہاں آپ کو اپنے مطلب کی ہر چیز مل جائے گی" بشر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور وہ سب اطمینان بھرے انداز میں مسکرا دیئے۔

عمران ہیلی کاپٹر میں ہونٹ بھینچے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے وہیں صحرا میں ہی کلپ ہتھکڑی کا بٹن دبا کر اسے کھولنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ کھل نہ سکی تھی اور پھر کمانڈر کی زبانی اسے معلوم ہوا تھا کہ یہ ڈبل کلپ ہتھکڑی ہے اس لئے ظاہر ہے وہ اس طرح نہ کھل سکتی تھی۔ اس میں بٹن پریس کرنے کے بعد چابی کی ضرورت ہوتی تھی اس لئے عمران اسے نہ کھول سکا تھا اس کے ساتھ ٹائیگر اور یعقوب بیٹھے ہوئے تھے۔
ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے ساتھ وہ کمانڈر اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیچھے چار مشین گنوں سے مسلح فوجی بیٹھے تھے اس طرح عمران اس بار واقعی بہت بری طرح پھنس گیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ فوجی چھاؤنی میں پہنچنے کے بعد وہ اور زیادہ بے بس ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں جیسے ہی میک اپ صاف ہوا اور اس کی اصل شکل سامنے آئی تو کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں نے ایک لمحہ توقف کئے بغیر

اسے گولیوں سے اڑا دینا ہے۔ لیکن اب وہ اس صورت حال میں کچھ کر ہی نہ سکتا تھا۔ وہ ابھی بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ یکلخت اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے اسے مخصوص انداز میں کندھا مارا تو عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔
"میں حرکت میں آ رہا ہوں۔ ورنہ یہ ہمیں مار ڈالیں گے"۔۔۔ ٹائیگر نے پاکیشیا کی مقامی زبان میں کہا۔
"اے خاموش بیٹھو"۔۔۔ کمانڈر نے مڑ کر ٹائیگر کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔
مگر اسی لمحے ٹائیگر یکلخت بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے اپنے بندھے ہوئے بازو پیروں کے نیچے سے نکالے اور اس سے پہلے کہ کوئی اس کی یہ حرکت سمجھتا، اس نے بندھے ہوئے بازو کمانڈر کی گردن میں ڈال کر انہیں پوری قوت سے پیچھے کھینچ لیا۔ کمانڈر کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور عمران نے بھی پلک جھپکنے میں ٹائیگر جیسی حرکت کی لیکن وہ آگے جانے کی بجائے قلابازی کھا کر پیچھے بیٹھے ہوئے چار سپاہیوں کے سروں سے ٹکراتا ہوا عقبی چھوٹے سے حصے میں جا گرا اس طرح ہیلی کاپٹر میں یکلخت عجیب سی گڑبڑ پیدا ہو گئی جو ایک لمحے تک کسی کی سمجھ میں نہ آ سکی اور عمران نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھا اور دوسرے لمحے مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی پیچھے بیٹھے ہوئے چاروں مسلح سپاہی چیختے ہوئے منہ کے بل نیچے گرتے گئے۔ عمران نے قلابازی کھاتے وقت اپنے بندھے ہوئے ہاتھوں سے ایک مشین گن جھپٹ لی تھی اور یہ اسی مشین گن کا برسٹ تھا جس نے ان چاروں کو ایک لمحے میں بھون ڈالا تھا اور جیسے ہی گولیاں چلیں کمانڈر کے حلق

سے بھی زوردار چیخ نکلی اور ٹائیگر نے اچھل کر دونوں بازو پائلٹ کی گردن میں ڈالے اور دوسرے لمحے پائلٹ چیختا ہوا الٹ کر اس کے سر کے اوپر سے گذر کر پچھلی سیٹ پر اوندھے منہ پڑے ہوئے سپاہیوں پر گرا ہی تھا کہ عمران کی مشین گن ایک بار پھر تڑتڑائی اور وہ بھی وہیں لوٹ پوٹ ہو کر رہ گیا۔ ہیلی کاپٹر ایک زوردار جھٹکے سے نیچے گرنے لگا لیکن ٹائیگر نے سیٹ کے پیچھے سے ہی بندھے ہوئے ہاتھوں سے اس کا کنٹرول سنبھال لیا

"اسے آٹو کر دو۔ جلدی" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور ٹائیگر نے ایک لمحے میں اس کا آٹو والا بٹن دبا دیا اور اب ہیلی کاپٹر آٹو کنٹرول کے ذریعے اڑنے لگا۔

"مڑ جاؤ ——— میں تمہاری ہتھکڑی توڑ دوں۔ جلدی کرو" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور ٹائیگر تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے مشین گن ایک بار پھر تڑتڑائی اور گولیاں ٹائیگر کی ہتھکڑی کو توڑتی ہوئی پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ کی پشت میں گھس گئیں اور ٹائیگر کے ہاتھ یکلخت آزاد ہو گئے۔ ہاتھ آزاد ہوتے ہی ٹائیگر نے جھپٹ کر ایک سپاہی کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گرنے والی مشین گن اٹھالی۔

"دھیان رکھنا گولیاں ہیلی کاپٹر کی باڈی یا فرش میں سوراخ نہ کریں"۔ ٹائیگر کو مشین گن جھپٹتے دیکھ کر عمران نے چیخ کر کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے مشین گن کا رخ ذرا سا بدلا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ گولیاں عمران کے مڑے ہوئے بازوؤں کے درمیان موجود ہتھکڑی کو توڑتی ہوئی سیٹ پر اوندھے پڑے ہوئے سپاہیوں کی لاشوں میں گھس گئیں اور عمران کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ ہاتھ آزاد ہوتے ہی اس نے جمپ لگایا اور

سیدھا پائلٹ سیٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے آٹو کنٹرول ہٹا کر ہیلی کاپٹر کا کنٹرول خود سنبھال لیا۔

یعقوب اس ساری گڑبڑ کے دوران اپنی سیٹ کے نیچے کھسک کر دبکا رہا تھا اور پھر ٹائیگر نے اس کی ہتھکڑی بھی توڑ ڈالی۔ البتہ اس نے یہ خیال ضرور رکھا تھا کہ گولیاں سیٹ کے گدے میں ہی دھنس جائیں یہ سب کچھ صرف چند سیکنڈ میں مکمل ہو گیا۔

اسی لمحے ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

"ہیلو ہیلو کمانڈر! ——— کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ اوور" ——— ٹرانسمیٹر سے کرنل ڈیوڈ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس کمانڈر اٹنڈنگ۔ اوور" ——— عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دباتے ہوئے کمانڈر کے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارے ہیلی کاپٹر کو کیا ہو گیا تھا۔ اوور" ——— کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں تشویش تھی۔

"کچھ نہیں سر ——— فکشنگ راڈ پھنس گیا تھا اب ٹھیک ہو گیا ہے اوور"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! ——— قیدی تو ٹھیک ہیں ——— کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے۔ یہ ہلکے ہلکے دھماکے کیوں سنائی دیتے ہیں تمہارے ہیلی کاپٹر سے۔ جواب دو۔ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"جناب! بتایا تو ہے کہ فکشنگ راڈ پھنس گیا تھا ——— اور جب یہ راڈ پھنس جائے تو ایسے ہی دھماکے ہوتے ہیں۔ لیکن اب سب او۔ کے ہے جناب! ——— قیدی تو حرکت بھی نہیں کر سکتے۔ اوور" ——— عمران نے

کہا۔ اُسے معلوم تھا کہ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک اکٹھے ایک ہیلی کاپٹر میں
سوار ہیں اور ظاہر ہے انہیں ہیلی کاپٹر کی مشینری پر بہرحال اتنا عبور حاصل
نہیں ہو سکتا کہ وہ ایک فرضی نام کو سمجھ سکیں۔ عمران نے جان بوجھ کر
فکنگ راڈ کا نام لیا تھا جو ظاہر ہے ایک فرضی نام تھا اور اس فرضی
نام کی وجہ سے ہی اس نے مشین گن کی گولیوں کے دھماکوں کا جواز
بنا لیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ خیال رکھنا۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف
سے کرنل ڈیوڈ نے اس بار مطمئن لہجے میں کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے
ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آپ نے کمال کر دیا جناب" ۔۔۔ یعقوب کی حیرت بھری آواز
سنائی دی۔

"یہ کمال ٹائیگر کا ہے ۔۔۔ اگر وہ اس طرح کی جرأت نہ کرتا تو شاید یہ
کام نہ ہو سکتا" ۔۔۔ عمران نے بڑے کھلے دل سے ٹائیگر کی اس جرأت
کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے برداشت نہ ہو سکا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ مرنا تو ویسے
بھی ہے تو کچھ نہ کچھ کر ہی لیا جائے" ۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے
کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے جناب" ۔۔۔ یعقوب نے پوچھا۔

"ابھی تو ہم اطمینان سے حیفہ کی چھاؤنی کی طرف بڑھے جا رہے
ہیں ۔۔۔ بس اس کے بعد یہ ہو گا کہ چھاؤنی پر پہنچتے ہی میں رفتار تیز
کر دوں گا اور پھر فوراً ہی حیفہ شہر میں کسی جگہ اتر جائیں گے۔ اس کے

بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"چھاؤنی سے شمال کی طرف ایک سپورٹس گراؤنڈ ہے۔ آپ
ہیلی کاپٹر وہاں اتار دیں تو ہم وہاں سے ایک خفیہ اڈے تک آسانی
سے پہنچ سکتے ہیں" ۔۔۔ یعقوب نے کہا۔

"کھلے میدان میں تو ہمیں ہیلی کاپٹروں سے چیک کر لیا جائے گا"۔
عمران نے کہا۔

"اس کھلے میدان کے گرد دس دس بارہ بارہ منزلہ کمرشل پلازے
ہیں اس لئے فوری چیکنگ نہ ہو سکے گی" ۔۔۔ یعقوب نے جواب
دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ حیفہ کی حدود میں داخل ہو گئے اس کے ساتھ
اڑنے والے ہیلی کاپٹر نے اپنا رخ مغرب کی طرف بدل دیا کیونکہ چھاؤنی
حیفہ سے باہر مغربی سائیڈ پر تھی۔

عمران نے بھی ہیلی کاپٹر کا رخ ان کے ساتھ ہی بدل دیا لیکن اس
نے یکلخت رفتار پہلے کی نسبت تیز کر دی اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ
باقی ہیلی کاپٹروں کو کراس کرتا ہوا آگے بڑھ گیا اور ذرا سا فاصلہ دیتے
ہی اس نے یکلخت ہیلی کاپٹر کا رخ شمال کی طرف موڑا اور ہیلی کاپٹر کی
بلندی کم کرنا شروع کر دی۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز ابھری لیکن عمران نے اس
طرف توجہ ہی نہ دی اور چند لمحوں بعد وہ ایک کمرشل پلازہ کو کراس
کرتے ہوئے سپورٹس گراؤنڈ کے ایک کونے میں ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنے لگا۔

"ہوشیار" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر کے

پیڈز زمین سے لگے۔ عمران نے پائلٹ دروازہ کھولا اور نیچے چھلانگ
لگا دی۔ دوسرے لمحے ٹائیگر اور یعقوب بھی نیچے اتر آئے۔
"ادھر ادھر گلی میں" ___ یعقوب نے چیختے ہوئے کہا اور وہ تینوں
بے تحاشا دوڑتے ہوئے اس کھلی گلی کی طرف بڑھتے لگے۔
ابھی وہ گلی کے سرے پر پہنچے ہی تھے کہ آسمان پر ہیلی کاپٹروں
کا شور سنائی دیا۔ لیکن وہ پلک جھپکنے میں گلی میں داخل ہو گئے گلی میں
بے تحاشا دوڑتے ہوئے وہ آگے بڑھتے گئے۔ یعقوب ان دونوں سے
آگے تھا۔ سڑک کراس کر کے وہ ایک اور گلی میں داخل ہو گئے۔ یہ گلی
پہلے کی نسبت تنگ تھی اور آگے مزید تنگ ہوتی جا رہی تھی۔ لیکن آگے
ایک اور گلی اسے کراس کر رہی تھی۔ یعقوب بائیں طرف مڑ گیا۔ اور پھر یہ
گلی آگے جا کر کھل گئی۔ گلی کے اختتام پر ایک مکان کے دروازے پر جا کر
یعقوب رک گیا۔ اس نے انتہائی تیزی سے تین بار دروازے پر دستک
دی۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور یعقوب دروازہ کھولنے والے کو دھکیلتا
ہوا اندر داخل ہو گیا۔
"میں یعقوب ہوں۔ ون ہنڈرڈ سکس" ___ یعقوب نے اندر داخل
ہوتے ہی چیخ کر کہا اور سامنے کھلے پورچ میں کھڑی نیلے رنگ کی کار کی
طرف دوڑ پڑا۔ دروازہ کھولنے والا ایک بوڑھا عرب تھا۔ جو حیرت سے
یعقوب اور اس کے ساتھیوں کو اندر آتے دیکھ رہا تھا۔
"جلدی کیجئے عمران صاحب! ___ بیٹھ جائیے۔ ابھی اس سارے علاقے
کی ناکہ بندی ہو جائے گی" ___ یعقوب نے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف
کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور عمران اور ٹائیگر دونوں دوڑتے ہوئے

آگے بڑھے اور کار میں بیٹھ گئے۔
یعقوب نے بجلی کی سی تیزی سے کار کو بیک کر کے موڑا اور دوسرے
لمحے اس پھاٹک نما کھلے دروازے سے کار کمان سے نکلے ہوئے تیر کی
طرح باہر آئی اور قریبی سڑک پر پہنچ کر دائیں طرف آگے بڑھتی چلی گئی۔
"یہ ہماری ایجنسی کی کار ہے اس لئے اس میں چابیاں بھی ہر وقت
موجود رہتی ہیں اور اس کی ٹنکی بھی پٹرول سے فل رہتی ہے" ___
یعقوب نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے۔ اس
لئے باہر سے انہیں نہ دیکھا جا سکتا تھا۔
کار سڑک پر دوڑتی ہوئی اگلے چوک سے دائیں طرف مڑ گئی اور پھر
کافی آگے جا کر یعقوب نے کار ایک کمرشل پلازہ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں
موڑی اور اس کے وسیع پارکنگ میں موجود دوسری گاڑیوں کے درمیان
اسے روک دیا۔
"آئیے جناب!" ___ یعقوب نے کار بند کر کے نیچے اترتے ہوئے
کہا اور پھر وہ ان دونوں کو ساتھ لئے کمرشل پلازہ کے عقبی حصے میں
ایک خفیہ راستے سے گذر کر نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں پہنچ گیا۔
جہاں چار فلسطینی موجود تھے۔
"اوہ یعقوب تم" ___ ان چاروں نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔
"یہ پاکیشیا کے علی عمران صاحب اور ان کے ساتھی ٹائیگر ہیں" ___
یعقوب نے ان سے عمران اور ٹائیگر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔
"اوہ ___ اوہ آپ! ___ اوہ ہمیں اطلاع تو مل چکی ہے۔ لیکن

ہمیں یہ توقع نہ تھی کہ آپ جیسی عظیم شخصیت بھی یہاں آسکتی ہے۔ میرا نام منظر ہے اور میں اس اڈے کا انچارج ہوں۔ آیئے! تشریف رکھیئے"۔۔۔۔ ایک فلسطینی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اڈے کی حفاظت اور نگرانی کے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

عمران طویل سانس لیتا ہوا ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر نے بھی اس کی پیروی کی۔ فی الحال وہ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کے ہاتھوں بچ کر نکل آنے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن عمران جانتا تھا کہ اب یہ دونوں پاگل کتوں کی طرح حیفہ کے ایک ایک مکان کی تلاشی لیں گے اس لئے وہ سوچ رہا تھا کہ اسے بجائے حیفہ میں زیادہ دیر رکنے کے کسی طرح فوراً حیفہ سے نکل جانا چاہئے۔ لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ کرنل ڈیوڈ نے اس وقت تک لازماً حیفہ سے باہر نکلنے والے ہر راستے کی کڑی نگرانی شروع کرا دی ہو گی اور اس کا ذہن اس نگرانی کو توڑ کر حیفہ سے نکلنے کی کوئی ترکیب سوچنے میں مصروف تھا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں عمران صاحب!۔۔۔۔ یہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا"۔۔۔۔ منظر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسے نہیں پہنچ سکتے۔۔۔۔ ہم بھی تو پہنچ گئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات دوسری ہے۔ یعقوب آپ کے ساتھ تھا"۔۔۔۔ منظر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہم نے یہاں سے فوری طور پر نکلنا ہے۔۔۔۔ کیا آپ کے ذہن

میں کوئی تجویز ہے"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کہاں جانا ہے۔ تل ابیب"۔۔۔۔ منظر نے پوچھا۔

"ہاں!۔۔۔۔ تل ابیب ہی ہماری منزل ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"دو راستے ہیں۔ ٹرین یا سڑک"۔۔۔۔ منظر نے جواب دیا۔

"یہاں حیفہ میں ہوائی اڈہ ہے"؟۔۔۔۔ عمران نے اچانک پوچھا۔

"ہوائی اڈہ!۔۔۔۔ جی ہاں ہے۔ لیکن ملٹری کا اڈہ ہے۔ مسافر سروس نہیں ہے"۔۔۔۔ منظر نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ویری گڈ۔۔۔۔ تم ایسا کرو کہ ہمارے لئے دوسرے لباس اور میک اپ باکس کا انتظام کر دو۔ فوراً"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب!۔۔۔۔ ملٹری کے اڈے سے آپ۔۔۔۔" منظر نے حیرت بھرے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

"آپ بحث مت کریں۔۔۔۔ اگر آپ ہماری مدد کرنا چاہتے ہیں تو پلیز جو میں کہہ رہا ہوں وہ کریں"۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں ہلکی سی تلخی کی آمیزش تھی۔

"آپ کی مدد تو ہم پر فرض ہے جناب!۔۔۔۔ ٹھیک ہے میں انتظام کرتا ہوں"۔۔۔۔ منظر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کرنل ڈیوڈ کا چہرہ غصے کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا اس کا پورا جسم اس طرح لرز رہا تھا جیسے اُسے جاڑے کا بخار چڑھ گیا ہو۔ اس کے بال اس طرح بکھرے ہوئے اور کھنچے ہوئے لگ رہے تھے۔ جیسے وہ مسلسل اپنے بال نوچتا رہا ہو۔ وہ اس وقت ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود تھا۔ یہ حیفہ میں جی۔ پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر کا ایک کمرہ تھا۔ کرنل فرانک کمرے میں موجود نہ تھا۔

"اوہ ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ کاش! میں اُسے گولی مار دیتا ۔۔۔ اب تو مجھے گولی کھانی پڑے گی" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر اپنے بال مٹھی میں پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ واقعی اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور کرنل فرانک اندر داخل ہوا۔ کرنل فرانک کے کندھے جھکے ہوئے اور منہ لٹکا ہوا تھا۔

"اب پاگلوں کی سی حرکتیں کرنے کا کیا فائدہ ۔۔۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ انہیں گولیوں سے اڑا دو" ۔۔۔ کرنل فرانک نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"تم ٹھیک کہتے تھے ۔۔۔ واقعی میں احمق ہوں ۔۔۔ اُلو ہوں ۔۔۔ میرا دماغ خراب ہو گیا تھا" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے اپنے ہی چہرے پر خود ہی تھپڑوں کی بارش کر دی۔

"ارے ارے کیا ہو گیا ۔۔۔ احمق مت بنو کرنل! ۔۔۔ عمران پاکیشیا تو نہیں پہنچ گیا۔ حیفہ میں ہی ہے۔ پکڑا جائے گا" ۔۔۔ کرنل فرانک نے جلدی سے آگے بڑھ کر کرنل ڈیوڈ کے بازو پکڑتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ لڑکھڑاتا ہوا پاس پڑی کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔

"اگر عمران نہ ملا تو میں خودکشی کر لوں گا ۔۔۔ میں یقیناً خودکشی کر لوں گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اب بے پناہ غصے کا ردعمل سامنے آنے لگ گیا تھا۔

"اس سے عمران کو ہی فائدہ ہو گا ۔۔۔ اسرائیل کو کیا فائدہ ہو گا ۔۔۔؟ اپنے آپ کو سنبھالو۔ اس طرح پاگل بننے سے ہمیں ہی نقصان ہو گا"۔ کرنل فرانک نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ اس پر پڑنے والا پاگل پن کا دورہ اپنے عروج پر پہنچ کر اب ختم ہوتا جا رہا تھا۔ لمبے لمبے سانس لینے کی وجہ سے اس کا بگڑا ہوا چہرہ تیزی سے نارمل ہونے لگ گیا تھا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو کرنل! ۔۔۔ مجھے اب اپنی اس غلطی کا مداوا کرنا ہے میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر میں عمران اور اس کے

ساتھی جن کے ہاتھ ڈبل کلپ ہتھکڑیوں سے بندھے ہوئے ہوں، ایسی حرکت کر سکتے ہیں"۔ ـــ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ عمران تو واقعی کوئی مافوق الفطرت آدمی لگتا ہے ـــ ہیلی کاپٹر بھی اُڑتا رہا اور پائلٹ، کمانڈر اور چار مسلح سپاہی بھی ہلاک ہو گئے۔ ہتھکڑیاں بھی ٹوٹ گئیں ـــ میرا خیال ہے کہ یہ ساری واردات اس وقت ہوئی ہے جب ہیلی کاپٹر نے جھٹکے کھائے تھے اور اس میں سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دی تھیں"۔ ـــ کرنل فرانک نے کہا۔

"بالکل ـــ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ کمانڈر کی بجائے عمران بات کر رہا ہے ـــ کمانڈر کی گردن کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے جب کہ باقی لوگ گولیوں سے مرے ہیں اور گولیاں بھی اس طرح ماری گئی ہیں کہ ہیلی کاپٹر کو بھی نقصان نہیں پہنچا ـــ کم از کم میں تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا"۔ کرنل ڈیوڈ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا ـــ اب آگے کی بات سوچنی چاہیے۔ عمران لازماً حیفہ میں کسی خفیہ فلسطینی اڈے میں چھپا ہوا ہو گا۔ میں نے پورے حیفہ کی انتہائی سخت ناکہ بندی کرا دی ہے اور ساتھ ہی ریڈ آرمی کو بھی یہ حکم دے دیا ہے کہ وہ حیفہ کی ایک ایک گلی اور ایک ایک سڑک کو چیک کریں"۔ ـــ کرنل فرانک نے کہا۔

"حیفہ بہت بڑا شہر ہے کرنل فرانک! ـــ اور یہی بات ہمارے خلاف جاتی ہے۔ بہرحال دیکھو"۔ ـــ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"بہرحال وہ انسان ہیں ـــ مکھی تو نہیں ہیں کہ اُڑ کر چلے جائیں گے ـــ تم دیکھنا کہ وہ کس طرح پکڑے جاتے ہیں ـــ کرنل فرانک نے کہا۔

اور کرنل فرانک کی بات ختم ہی ہوئی تھی کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر ریسیور اٹھا لیا۔

"یس کرنل ڈیوڈ" ـــ کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں ایسا اشتیاق تھا جیسے فون پر اُسے عمران کی گرفتاری کی خبر ملنے کی توقع ہو۔

"طرابلس سے کرنل بلاشر بات کرنا چاہتے ہیں جناب! ـــ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"طرابلس سے ـــ اوہ کراؤ بات" ـــ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کرنل فرانک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ـــ کرنل بلاشر سپیکنگ" ـــ دوسرے لمحے کرنل بلاشر کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس ـــ کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں" ـــ کرنل ڈیوڈ نے قدرے خشک لہجے میں کہا۔

"کرنل ڈیوڈ! ـــ تم لوگ فوراً طرابلس پہنچ جاؤ ـــ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گروپ کے گرد گھیرا ڈال رکھا ہے۔ وہ لوگ طرابلس کے ساتھ ہی صحرا میں کہیں چھپے ہوئے ہیں۔ اور فوج صحرا کے ایک ایک چپے کو چیک کر رہی ہے ـــ میں نے سوچا کہ تمہیں اطلاع کر دوں تاکہ کل کو تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمیں بتائے بغیر ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کرنل بلاشر نے پکڑ لیا" ـــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"صحرا میں گروپ چھپا ہوا ہے ـــ کیسی باتیں کر رہے ہو۔ ہم نے یہاں سیکرٹ سروس کو حیفہ میں گھیر رکھا ہے" ـــ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"جیفہ میں گھیر رکھا ہے۔ کیا مطلب! میں سمجھا نہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گروپ نے ایک جیپ میں اسرائیلی سرحد پار کی۔ میں ان کے پیچھے لگا تو وہ ایک قصبے میں گھس گئے۔ میں نے وہاں ناکہ بندی کی تو میرے خوف کی وجہ سے وہ صحرا میں بھاگ گئے۔ وہ چار آدمی ہیں اور تربیت یافتہ ہیں"۔۔۔۔ کرنل بلاشر نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ دو گروپوں کی صورت میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کا لیڈر عمران دو ساتھیوں سمیت جیپ میں ہماری طرف سے داخل ہوا ہے۔ جب ہم نے اسے چیک کیا تو وہ جیفہ میں داخل ہو چکا تھا۔ ہم نے اس وقت جیفہ کی مکمل ناکہ بندی کر رکھی ہے"۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"او کے ۔۔۔ پھر ایسا ہی ہوگا ۔۔۔ ٹھیک ہے تم اس لیڈر کو پکڑنے کی کوشش کرو۔ یہ چار افراد تو سمجھو پکڑے گئے ہیں۔ پھر بات کروں گا۔ گڈ بائی"۔۔۔۔ کرنل بلاشر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ کرنل بلاشر اصل بات چھپا رہا ہے ۔۔۔ ٹھہرو! میں معلوم کرتا ہوں۔ طرابلس میں ریڈ آرمی کے اڈے سے صحیح واقعات کا پتہ چل جائے گا"۔۔ کرنل فرانک نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اور پھر کافی دیر تک گفتگو کرنے کے بعد جب اس نے رسیور رکھا تو اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔

"دیکھا میں نہ کہتا تھا ۔۔۔ ان چار افراد نے وہاں کتنی تباہی مچائی ہے"۔ کرنل فرانک نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ لوگ ہیں ہی ایسے"۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل فرانک کوئی جواب دیتا، میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل ڈیوڈ سپیکنگ"۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"جناب! ۔۔۔ ایک نامعلوم آدمی آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔ وہ عمران کے بارے میں اطلاع دینا چاہتا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران کے بارے میں اطلاع کا سن کر کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں چونک کر سیدھے ہو گئے۔

"اوہ! ۔۔۔ بات بھی کراؤ اور اسے ٹریس بھی کرو"۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز رسیور پر گونجی۔

"ہیلو ۔۔ کون مجھ سے بات کر رہا ہے"۔۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ عربی تھا۔

"میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں جی۔ پی فائیو کا چیف"۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل ڈیوڈ! ۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاص آدمی علی عمران اپنے ایک ساتھی ٹائیگر کے ساتھ ملٹری کے ہوائی اڈے سے کوئی جہاز یا ہیلی کاپٹر اغوا کر کے تل ابیب جانا چاہتا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر ایسا کرے گا"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ہیلو ۔ ہیلو"۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے تیزی سے بار بار کریڈل دبانا شروع کر دیا۔

"یس سر ۔ یس سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے آدمی کی آواز

سنائی دی۔

"اوہ ہ۔ لائن کٹ گئی ہے ۔۔۔ تم نے ٹریس کیا ہے اسے" ۔۔۔؟ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا۔

"یس سر ۔۔۔ لیکن وہ کسی پبلک فون بوتھ سے بات کر رہا تھا اس لئے معلوم نہیں ہو سکا سر" ۔۔۔ آپریٹر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"پھر کہیں ہمیں دھوکہ نہ دیا جا رہا ہو" ۔۔۔ کرنل فرانک نے کہا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم اس اطلاع کو نظر انداز بھی نہیں کر سکتے بولنے والے کا لہجہ عربی تھا اس لئے مجھے یقین ہے کہ اطلاع درست ہی ہو گی" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ چیک کر لیتے ہیں ۔۔۔ اگر واقعی اطلاع درست ہے تو سمجھ لو کہ عمران اور اس کے ساتھی کی موت یقینی ہو گئی۔ کرنل فرانک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ہی تیز تیز قدم اٹھاتے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

خاور اور اس کے ساتھی لباس بدل کر اور نیا میک اپ کر کے اس خفیہ اڈے سے طرابلس روانگی کے لئے تیار بیٹھے ہوئے تھے۔ اب انہیں اس قافلے کا انتظار تھا جس میں شامل ہو کر انہوں نے طرابلس پہنچنا تھا اس وقت آدھی سے زیادہ رات گذر چکی تھی اور ھانی نے انہیں اطلاع دی تھی کہ آدھی رات تک اسرائیلی فوجی پورے صحرا کے ایک ایک چپے کو ہیلی کاپٹروں پر لگی ہوئی سرچ لائٹوں کی مدد سے چیک کرتے رہے ہیں اور اس مشن میں تقریباً پچاس کے قریب ہیلی کاپٹروں نے حصہ لیا لیکن وہ اس خفیہ اڈے کا پتہ نہ چلا سکے تھے اور اب وہ واپس چلے گئے تھے۔

"وہ اب لازماً طرابلس کی کڑی نگرانی کریں گے اور خاص طور پر اس صحرا کی طرف سے" ۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"ظاہر ہے کرنل بلاشر کی تو جان پر بنی ہوئی ہو گی" ۔۔۔ خاور نے

سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اس قافلے کا سہارا لینے کی بجائے پیدل ہی طرابلس پہنچنا چاہیے ـــــ کیونکہ وہ لوگ لازماً قافلے کی ایک ایک چیز کی سختی سے چیکنگ کریں گے" ـــــ صدیقی نے کہا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ھانی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا ہوا" ـــــ ؟ خاور نے چونک کر پوچھا۔

"اطلاع ملی ہے کہ قافلے کو پچھلی منزل پر ہی فوجیوں نے روک دیا ہے۔ اب قافلہ نہیں آئے گا" ـــــ ھانی نے جواب دیا۔

"اوہ تو پھر ـــــ" نعمانی نے چونک کر کہا۔

"اب یہی ہو سکتا ہے کہ جب تک طرابلس کی یہ زبردست نگرانی نہ ختم ہو جائے آپ یہیں رہیں" ـــــ نعمانی نے جواب دیا۔

"نہیں ـــ ہم یہاں چھپ کر بیٹھنے کے لئے نہیں آئے ـــ ہمیں ہر صورت میں طرابلس میں داخل ہونا ہے" ـــــ خاور نے تیز اور فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"لیکن کس طرح جناب" ـــــ ھانی نے حیران ہو کر کہا۔

"سنو! طرابلس میں داخلے کا کوئی اور راستہ بتاؤ۔ کوئی اور ذریعہ" خاور نے کہا۔

"دوسرا راستہ اور ذریعہ ـــ ہاں! ہے تو سہی مگر ـــــ" ھانی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مگر کیا ـــ کھل کر بات کرو" ـــــ خاور نے چونک کر پوچھا۔

"جناب! ـــــ صحرا کی شمالی پٹی کے بعد سبزیوں کے بہت بڑے بڑے فارم ہیں۔ وہاں سے سبزیاں روزانہ ویگنوں کے ذریعے طرابلس کی منڈی میں پہنچتی ہیں ـــــ ایک فارم کا مالک میرا ذاتی دوست ہے وہ آپ کو اپنی ویگن کے ذریعے طرابلس پہنچا تو سکتا ہے لیکن یہاں سے اس کے فارم تک ہمیں پیدل جانا پڑے گا اور چوہان صاحب کے زخم ابھی پوری طرح مندمل نہیں ہوئے" ـــــ ھانی نے کہا۔

"اوہ! میری فکر نہ کرو ـــــ اس مرہم کنجد نے واقعی جادو کا سا اثر کیا ہے۔ میں چل لونگا" ـــــ چوہان نے فوراً ہی جواب دیا۔

"کتنا فاصلہ ہمیں طے کرنا پڑے گا" ـــــ ؟ خاور نے پوچھا۔

"کم از کم بارہ تیرہ کلومیٹر بن جائے گا ایک شارٹ کٹ کے ذریعے بھی اگر سفر کریں تو" ـــــ ھانی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے یہ فاصلہ زیادہ نہیں ہے چلو" ـــــ خاور نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ ـــ میں انچارج کو رپورٹ کر آؤں" ـــــ ھانی نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے باہر نکل گیا۔

"چلو بھئی تھیلے وغیرہ اٹھا لو" ـــــ خاور نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں تھیلے یہیں چھوڑ دینے چاہئیں۔ صرف ضروری اسلحہ ساتھ لے لیں ـــــ ابو فندر سے ہمیں اسلحہ مل جائے گا۔ تھیلوں کی وجہ سے بھی ہم پکڑے جا سکتے ہیں" ـــــ نعمانی نے کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے" ـــــ خاور نے تائید کرتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے تھیلوں میں سے ضروری اسلحہ نکال کر اپنے نئے لباسوں کی

جیبوں میں ڈالا اور مشین گن کاندھے سے لٹکا کر وہ سفر کے لئے تیار ہو گئے۔

"آیئے جناب" — ھانی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ خفیہ اڈے سے نکل کر دوبارہ صحرا میں پہنچ گئے۔ ہر طرف گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ چاند بھی آسمان پر موجود نہ تھا اس لئے بھی اندھیرا کچھ زیادہ ہی گہرا تھا۔ ھانی کی رہنمائی میں سب تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ چوھان لنگڑا لنگڑا کر چل رہا تھا لیکن وہ اپنے ساتھیوں کا پوری طرح ساتھ دے رہا تھا۔ جہاں چوھان زیادہ تھک جاتا وہاں وہ کچھ دیر آرام کر لیتے اور پھر آگے بڑھنا شروع ہو جاتے۔ پھر صبح کاذب کے قریب وہ صحرا کے اختتام پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ آگے واقعی سبزیوں کے بڑے بڑے فارم نظر آ رہے تھے جہاں تک نظر پڑتی تھی سبزیوں کے کھیت تھے اور درمیان میں موجود کچی سڑکوں پر مختلف جگہوں پر بڑی بڑی ویگنیں موجود تھیں اور لوگ کام کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"میرے پیچھے آ جایئے" — ھانی نے ایک کچے راستے پر قدم بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر کھیتوں کے درمیان چلتے ہوئے وہ ایک پختہ عمارت تک پہنچ گئے۔ عمارت کا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور اندر بھی چار ویگنیں کھڑی تھیں لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ پھاٹک کے اندر داخل ہوئے عمارت کے برآمدے سے ایک بوڑھا عرب باہر نکل آیا۔ برآمدے میں ہلکی روشنی کا بلب جل رہا تھا اور ویسے بھی باہر اب ہلکا ہلکا اجالا پھیل چکا تھا وہ عرب انتہائی

حیرت سے خاور اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔

"ابو نجاج! — میں ھانی ہوں" — ھانی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور آنے والے عرب نے چونک کر ھانی کی طرف دیکھا دوسرے لمحے اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"اوہ برادر ھانی تم — اس وقت یہاں۔ خیریت ہے" — عرب نے جلدی سے آگے بڑھ کر ھانی کو گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — ایک ضروری مسئلہ ہے۔ اندر چل کر ہماری بات سن لو" — ھانی نے کہا۔

"اوہ ضرور — آؤ آؤ — تمہارے لئے تو جان بھی حاضر ہے برادر ھانی" — ابو نجاج نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں کرسیاں اور صوفے رکھے ہوئے تھے۔

"بیٹھو بیٹھو! — میں آپ کے لئے قہوہ لے آتا ہوں" — ابو نجاج نے کہا۔

"ارے نہیں ابو نجاج! — تم پہلے ہماری بات سن لو۔ پھر قہوہ بھی پیتے رہیں گے" — ھانی نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — اتنی ایمرجنسی ہے۔ بہرحال بتاؤ — اور تم نے اپنے ساتھیوں کا تعارف بھی نہیں کرایا" — ابو نجاج نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی کرا دوں گا — تم جانتے ہو کہ میرا تعلق کس تنظیم سے ہے" — ھانی نے کہا۔

"ہاں! بالکل جانتا ہوں ___ اور مجھے فخر ہے کہ میرا برادر ھانی اس عظیم مشن میں شامل ہے" ___ ابونجاج نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے ساتھی ہیں اور اسی تنظیم سے متعلق ہیں۔ اس لئے میں نے جان بوجھ کر ان کا تعارف نہیں کرایا ___ ایک انتہائی اہم مشن کے لئے ہم نے طرابلس میں داخل ہونا ہے اور ہمارے متعلق وائٹ سٹار کے چیف کرنل بلاشر کو اطلاع مل چکی ہے۔ اس نے طرابلس کی مکمل ناکہ بندی کر رکھی ہے ___ اگر تم اپنی سبزی کی ویگنوں کے ذریعے ہمیں طرابلس میں داخل کرا دو تو یہ تمہاری طرف سے تنظیم کے لئے بہت بڑا تعاون ہوگا" ___ ھانی نے کہا۔

"تنظیم کے لئے تو میں جان بھی دے سکتا ہوں ھانی! ___ یہ ٹھیک ہے کہ اب میری عمر ایسی تنظیموں میں شمولیت کے قابل نہیں رہی لیکن تنظیم کے لئے کام کر کے مجھے دلی مسرت ہوگی ___ اور دوسری بات یہ کہ تمہارے لئے تو میں سب کچھ کر سکتا ہوں۔ تم نے جس طرح اپنی جان پر کھیل کر بیت المقدس میں یہودیوں سے میری جان بچائی تھی وہ مجھے آج تک یاد ہے" ___ ابونجاج نے کہا۔

"شکریہ! ___ لیکن ایک بات ہے کہ کرنل بلاشر نے بہت سخت چیکنگ کر رکھی ہے۔ اس لئے جو بھی طریقہ ہو وہ مکمل طور پر فول پروف ہونا چاہیئے" ___ ھانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ___ میرے خیال میں رات صحرا میں ہیلی کاپٹر تمہیں ہی تلاش کر رہے تھے" ___ ابونجاج نے کہا۔

"ہاں" ___ ھانی نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے ___ میرے پاس ایک ایسی ویگن ہے جس کے نچلے حصے میں باقاعدہ خانے بنے ہوتے ہیں۔ ان خانوں میں میں ایسی جنس لے جاتا ہوں جو حکام نے ممنوع قرار دے رکھی ہے۔ لیکن بازار میں چونکہ اس جنس کی بے حد قیمت ہے اس لئے میں نے خاص طور پر ایک ویگن اس انداز میں بنوائی ہے کہ ان خانوں میں موجود کوئی چیز چیک نہیں ہو سکتی۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ خانے بالکل بند ہیں۔ ہوا اندر نہیں جا سکتی اور شاید تم سب بھی ان میں پورے نہ آسکو" ___ ابونجاج نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ایک کام ہو سکتا ہے کہ جہاں چیکنگ ہو رہی ہو، وہاں ہم ویگن کے نچلے حصے سے چمٹ جائیں ___ ظاہر ہے وہ نیچے تو چیک نہیں کرتے ہوں گے" ___ صدیقی نے کہا۔

"نہیں! ___ وہاں اونچے سپیڈ بریکر بنائے گئے ہیں اس لئے نیچے لٹک کر تم نہیں جا سکتے۔ ورنہ سپیڈ بریکر کے ساتھ لگ کر تمہارے جسم کے پرخچے اڑ جائیں گے" ___ ابونجاج نے جواب دیا۔

"تمہاری ویگن ڈرائیور کے ساتھ کتنے آدمی ہوتے ہیں" ___ خاور نے پوچھا۔

"ڈرائیور کے ساتھ تین لوڈر ہوتے ہیں ۔ کیوں" ___ ابونجاج نے چونک کر پوچھا۔

"اور یہ ڈرائیور اور لوڈر بھی روزانہ جاتے ہوں گے اس لئے وہ لوگ ان سے پوری طرح واقف ہوں گے" ___ خاور نے کہا۔

"ظاہر ہے ان کا تو روز کا کام ہے" ___ ابونجاج نے جواب دیا۔

"او۔کے! ــــ ہم تمہارے لوڈروں کی جگہ جائیں گے ۔ ہمارے قدوقامت کے آدمی بلوالو۔ ہم ان کا میک اَپ کر لیں گے" ــــ خاور نے کہا۔

"میک اَپ! ــــ تو کیا میک اَپ سے شکل اس قدر تبدیل ہو سکتی ہے کہ تم مکمل ان کی شکل اختیار کر لو گے ــــ میرا مطلب ہے کہ معمولی سا فرق بھی انہیں چونکا دے گا۔ کیونکہ وہ لوڈروں اور ڈرائیوروں کی شکلوں سے اچھی طرح واقف ہیں" ــــ ابونجاج نے حیران ہوتے ہوتے کہا۔

"تم اس بات کی فکر نہ کرو ــــ صرف قدوقامت اور جسمانی لحاظ سے ہماری طرح کے آدمی بلوالو" ــــ خاور نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بلواتا ہوں ــــ ابھی مال جانے میں ایک گھنٹہ دیر ہے" ــــ ابونجاج نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ! ــــ یہ لوڈر قابلِ اعتماد بھی ہونے چاہیئیں" ــــ صدیقی نے کہا۔

"اس بات کی فکر نہ کرو۔ یہ سب لوگ میرے خاص آدمی ہیں۔ ھانی جانتا ہے" ــــ ابونجاج نے کہا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔

پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد ابونجاج واپس آیا تو اس کے ساتھ پانچ افراد تھے اور وہ واقعی ان پانچوں کی قدوقامت کے مطابق تھے۔

"سردار! ــــ اگر ان پانچ آدمیوں کو صرف طرابلس میں ہی داخل کرانا ہے تو یہ کام ایک اور طریقے سے بھی تو ہو سکتا ہے" ــــ ایک آدمی نے خاور اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ شاید ابونجاج

نے انہیں مختصر طور پر پہلے ہی ساری بات بتا دی تھی۔

"کونسا طریقہ خالد" ــــ ابونجاج نے چونک کر اس نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم ھائی لوڈر بھر لیتے ہیں۔ آج سبزی ویسے بھی زیادہ ہے اور ھائی لوڈر میں یہ آسانی سے چھپ سکتے ہیں ــــ ہم سبزی اس طرح لوڈ کر دیں گے کہ ھائی لوڈر کے انجن والے حصے کے ساتھ نیچے اتنی جگہ بن جائے گی جس میں یہ پانچوں بیٹھ جائیں گے اور ان کے اوپر، پیچھے اور سائیڈوں میں سبزی لوڈ ہو جائے گی ــــ ہوا کے لئے انجن والے حصے کی درمیانی کھڑکی کھلی رہے گی۔ صرف چیکنگ کے وقت بند کر دیں گے" ــــ خالد نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ! ــــ یہ تو واقعی بہترین تجویز ہے" ــــ ابونجاج نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ زیادہ بہتر ہے" ــــ ھانی نے بھی خالد کی تجویز کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آیئے" ــــ خالد نے کہا اور پھر خاور اور اس کے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابونجاج بھی ان کے ساتھ چل پڑا۔

"طرابلس میں آپ نے کہاں اترنا ہے" ــــ خالد نے پوچھا۔

"آپ ہمیں کہاں اتار سکتے ہیں ــــ ظاہر ہے منڈی میں تو بہت آدمی ہوں گے" ــــ ھانی نے پوچھا۔

"راستے میں ہمارا ایک سٹور آتا ہے۔ وہاں ہم آپ کو باہر نکال سکتے ہیں" ــــ خالد نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ ھانی نے جواب دیا اور خالد سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ھانی لوڈر ٹرک میں ایک لحاظ سے سبزی کی بڑی بڑی گانٹھوں کے درمیان دفن ہوئے طرابلس کی طرف سفر کر رہے تھے۔ درمیانی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور وہاں ڈرائیور کے ساتھ خالد بیٹھا ہوا تھا۔

"اوہ! ـــ واقعی یہاں تو ہر طرف فوج ہی فوج نظر آ رہی ہے۔ میں کھڑکی بند کر رہا ہوں ـــ گھبرائیں نہیں۔ وہ زیادہ چیکنگ نہ کریں گے" ـــ خالد نے کہا اور پھر اس نے کھڑکی بند کر دی اور ان پانچوں نے ایک طرح سے اپنے سانس بھی بند کر لئے۔

ٹرک کی رفتار آہستہ ہونے لگی اور پھر وہ رک گیا۔ خالد کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ پھر انہیں اپنے سروں پر دھک دھک سی بھی محسوس ہوتی۔ شاید فوجی ٹرک پر چڑھ کر چیکنگ کر رہے تھے لیکن تقریباً آٹھ دس منٹ بعد ٹرک دوبارہ حرکت میں آ گیا تو ان سب نے اطمینان کا سانس لیا۔

ٹرک کی رفتار اب دوبارہ تیز ہو گئی تھی لیکن خالد نے کھڑکی نہ کھولی تھی۔ تقریباً پندرہ منٹ تک مسلسل سفر کرنے کے بعد ٹرک ایک بار پھر رک گیا اور چند لمحوں بعد ٹرک دوبارہ حرکت میں آیا۔ لیکن اس کی رفتار رینگنے جیسی تھی۔ پھر خالد نے کھڑکی کھولی اور کھڑکی میں اس کا چہرہ نظر آیا۔

"دو فوجی ہمارے ساتھ آئے تھے اور وہ ہمیں منڈی کے گیٹ پر چھوڑ گئے ہیں۔ وہ بے حد محتاط تھے" ـــ خالد نے کہا۔

"تو اب منڈی میں ہم کیسے نکلیں گے" ـــ ھانی نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ایک صورت ہے۔ میں ٹرک براہ راست فروختگی کیلئے لے جانے کی بجائے اسے ایک سائیڈ پر کھڑا کر دیتا ہوں اور پہلے وہ گانٹھیں ہم اٹھا لیتے ہیں جن کے نیچے آپ ہیں ـــ اس طرح آپ آسانی سے نکل سکتے ہیں۔ اس کے بعد آپ جہاں جانا چاہیں" ـــ خالد نے کہا اور ھانی نے سر ہلا دیا۔

منڈی میں واقعی بے پناہ رش تھا اور اس قدر شور تھا کہ کان پڑی آواز بھی سنائی نہ دے رہی تھی۔ قیامت کا شور برپا تھا۔ ٹرک آگے پیچھے ہوتا ہوا ایک جگہ رک گیا اور پھر ان کے اوپر سے سبزی کے گٹھے ہٹنے لگے۔ راستہ بنتے ہی خالد نے ہاتھ میں ہاتھ پکڑ کر انہیں باری باری اوپر کھینچ لیا اور چند لمحوں بعد ہی وہ ٹرک سے نیچے پہنچ گئے۔

"بہت بہت شکریہ خالد" ـــ خاور نے باقاعدہ خالد کا شکریہ ادا کیا اور خالد نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔

"آئیے جناب! ـــ اب یہاں سے نکل چلیں" ـــ ھانی نے کہا اور پھر اس کی رہنمائی میں وہ منڈی سے نکل کر ایک سڑک سے ہوتے ہوئے ایک تنگ سی گلی میں داخل ہوتے۔ ھانی نے وہاں ایک مکان کے دروازے پر دستک دی تو دروازہ کھل گیا۔ یہاں بھی ایک بوڑھا عرب موجود تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا مکان تھا جس میں دو

کمرے تھے اور بوڑھا عرب وہاں اکیلا رہتا تھا۔

ھانی بوڑھے کو ایک طرف لے گیا اور چند لمحوں بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔

"بہت بہت شکریہ ھانی! — تم نے واقعی حق ادا کر دیا ہے" — خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب! — یہ تو میرا فرض تھا۔ لیکن اب آپ کا پروگرام کیا ہے" — ھانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پروگرام اب تمہیں کیا بتایا جائے" — خاور نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اگر نہ بھی بتائیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے جناب" — ھانی نے بڑے کھلے دل سے کہا۔

"نہیں! — تم نے جس طرح ہماری مدد کی ہے اس سے ہم تمہیں اب اپنا ساتھی ہی سمجھ رہے ہیں — ہم نے یہاں طرابلس میں اہم سرکاری عمارات کو تباہ کرنا ہے اور اسی طرح تباہی مچاتے ہوئے ہم نے تل ابیب پہنچنا ہے" — خاور نے کہا۔

"عمارات تباہ کرنی ہیں — کیا مطلب! میں سمجھا نہیں — کیسی عمارات" — ؟ ھانی نے بُری طرح چونک کر پوچھا۔

"ایسی عمارات، جن کی تباہی سے صرف حکومت اسرائیل کو نقصان پہنچے — عوام ہلاک نہ ہوں — مثلاً طرابلس کا پُل ہے — کوئی ڈیم کوئی بجلی گھر — کوئی ٹاور وغیرہ وغیرہ" — خاور نے کہا۔

"اوہ! — لیکن اس سے فائدہ" — ھانی نے کہا۔

"تم فائدہ نقصان کی بات چھوڑو — یہ سوچنا ہمارا کام ہے" — خاور نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے — آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر یہاں قریب ہی ایک بڑی نہر ہے جس پر ایک بڑا سا پُل ہے۔ یہ پُل حکومت اسرائیل کے لئے بے حد اہم ہے۔ کیونکہ اسی پل کے ذریعے چھاؤنی کا رابطہ شہر سے ہے — وہ پُل اڑایا جا سکتا ہے" — ھانی نے کہا۔

"ویری گڈ! — تم ہمیں اس پُل کے بارے میں تفصیلات بتاؤ۔ ہم اس کے لئے منصوبہ بندی کر لیتے ہیں" — خاور نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور ھانی نے اُسے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

"گڈ شو — اب یہ مشن بڑے اچھے طریقے سے مکمل ہو جائے گا۔ ہم آج رات ہی یہ پُل اڑا کر اپنے مشن کا آغاز کر دیں گے اور اس کے بعد تباہی اسرائیل کا مقدر بن جائے گی" — خاور نے بڑے پُرجوش لہجے میں کہا۔ مگر ھانی کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور وہ مسلسل ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

"آپ کو اس مشن کے لئے کس کس چیز کی ضرورت ہو گی مجھے بتائیں میں آپ کو سب کچھ مہیا کر دوں گا" — ھانی نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ایک فیصلہ کُن عنصر نمایاں تھا اور جواب میں خاور نے اُسے ایک جیپ، مخصوص قسم کے اسلحے اور وائرلیس ڈائنامنٹ سٹکس کی تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"ٹھیک ہے — رات ہونے سے پہلے یہ سامان آپ تک پہنچ

جائے گا۔ اب آپ آرام کریں" ـــــ ھانی نے کہا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا اور نخادر اور اس کے ساتھیوں نے اطمینان کے طویل سانس لیتے ہوئے کرسیوں کی پشت سے سر ٹکا دیئے۔ وہ نہ صرف طرابلس پہنچ چکے تھے بلکہ انہیں یقین تھا کہ وہ ھانی کی مدد سے طرابلس سے تل ابیب تک مسلسل اور تیز رفتار تباہی کی ایک لہر پیدا کر دیں گے اور ان کا مشن بھی یہی تھا جس کی تکمیل کامیابی اب انہیں واضح طور پر سامنے نظر آ رہی تھی۔ مگر تقدیر شاید ان کے اس اطمینان پر مسکرا رہی تھی جس کی انہیں خبر تک نہ تھی۔

ملٹری کا مخصوص اڈہ حیفہ سے جنوب مغرب کی طرف شہر سے کم از کم دس کلو میٹر کے فاصلے پر درختوں کے گھنے اور وسیع و عریض ذخیرے کے درمیان بنا ہوا تھا اور اڈے پر پہنچنے کے لئے کوئی باقاعدہ سڑک نہ تھی بلکہ ایک کچی سڑک کسی جگہ سے موڑ کاٹتی ہوئی اس ذخیرے میں پہنچتی تھی اور پھر وہ درختوں کے ذخیرے کے اندر سے ہی اڈے تک پہنچ جاتی تھی۔ اڈے کے وسیع علاقے کے گرد باقاعدہ خاردار تار سے حدود کھینچ دی گئی تھی اور اس ناپختہ سڑک پر اڈے سے کچھ فاصلے پر ملٹری پولیس کی باقاعدہ چوکی بنی ہوئی تھی جہاں چوبیس گھنٹے چاق و چوبند مسلح فوجی باقاعدہ پہرہ دیتے رہتے تھے یہ تمام انتظامات فلسطینی گوریلوں سے اڈے کو بچانے کی غرض سے کئے گئے تھے۔ کیونکہ اس اڈے سے بمبار جہاز دور دراز علاقوں میں پھیلے ہوئے فلسطینی کیمپوں پر بمباری کے لئے اڑتے رہتے تھے۔ اس طرح یہ اڈہ فلسطینی گوریلوں کے لئے ہمیشہ ٹارگٹ بنا رہا تھا لیکن یہاں کے انتظامات اور اڈے

کے محل وقوع کی وجہ سے آج تک اس اڈے کو تباہ کرنے کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی تھی۔

عمران، ٹائیگر اور یعقوب تینوں کے جسموں پر سیاہ رنگ کا لباس تھا یہ لباس انہوں نے اپنے اصل لباس کے اوپر پہنا ہوا تھا۔ اس لئے بظاہر یہ لباس بے حد چست معلوم ہو رہا تھا۔ عمران نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے چہروں پر بھی ڈبل میک اپ کیا تھا تاکہ کسی بھی وقت صرف اس سیاہ لباس اور اوپر والے میک اپ کو آسانی سے اتار کر وہ اپنے آپ کو مکمل طور پر تبدیل کر سکیں۔

یعقوب کی رہنمائی میں وہ منظر والے اڈے سے نکل کر مختلف گلیوں میں سے گذرتے ہوئے ایک جنرل پارکنگ تک پہنچ گئے۔ جہاں ساری رات لوگوں کی گاڑیاں پارک رہتی تھیں۔ عمران نے منظر کی مدد سے ایسے سٹکرز بھی حاصل کر لئے تھے جنہیں گاڑی پر چسپاں کرنے سے وہ گاڑی ملٹری انٹیلی جنس کی گاڑی ظاہر ہو سکتی تھی۔ ٹائیگر کی پشت پر ایک تھیلا لدا ہوا تھا جس میں ان تینوں کے لئے فوجی لباس موجود تھے۔ عمران کا پروگرام یہ تھا کہ وہ جنرل پارکنگ سے گاڑی چوری کر کے کسی ویران مقام پر پہنچ کر فوجی یونیفارمز بھی پہن لیں گے اور گاڑی پر سٹکرز بھی چسپاں کر دیں گے۔ اس کے بعد وہ ملٹری انٹیلی جنس کے افراد کے روپ میں آسانی سے اڈے تک پہنچ جائیں گے۔ اسے یقین تھا کہ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کا خیال اس اڈے تک نہیں گیا ہو گا۔ کیونکہ یہ اڈہ مکمل طور پر ملٹری کی تحویل میں تھا۔

جنرل پارکنگ سے ایک طاقتور انجن والی گاڑی چوری کرنے میں

ٹائیگر کو کوئی مشکل پیش نہ آئی اور پھر ایک تنگ سی گلی میں پہنچ کر انہوں نے فوجی یونیفارمز بھی پہن لیں اور گاڑی پر آگے پیچھے نمایاں طور پر مخصوص سٹکرز بھی چسپاں کر لئے۔ ڈرائیونگ سیٹ یعقوب کے حوالے کر دی گئی اور عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پچھلی سیٹ پر ٹائیگر بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے پاس ایک مشین گن تھی۔ عمران اور یعقوب دونوں کی جیبوں میں مشین پسٹل موجود تھے اور تھوڑی دیر بعد کار گلی سے نکل کر تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑنے لگی۔ ہر سڑک پر کاروں کی مکمل چیکنگ کی جا رہی تھی لیکن ان کی کار کو کہیں بھی نہ روکا گیا۔ اس طرح وہ اطمینان سے کار دوڑاتے ہوئے اس ذخیرے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ذخیرے میں ہر طرف فوجی سپاہی پھیلے ہوئے نظر آ رہے تھے اور درختوں پر اس طرح لائٹس نصب تھیں کہ پورا ذخیرہ دن سے بھی زیادہ روشن تھا۔

"حیرت ہے۔ اس قدر انتظامات مستقل طور پر یہاں کئے جاتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"یہ اڈہ اسرائیل کے لئے بے حد اہم ہے جناب! ——— اس لئے اس کی کڑی حفاظت کی جاتی ہے" ——— یعقوب نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"مجھے تو یہ انتظامات کچھ غیر معمولی سے لگتے ہیں" ——— پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں! ——— بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے۔ لیکن ایسے انتظامات کی کوئی فوری وجہ بھی تو نہیں ہے ——— اس لئے یہی سوچا جا سکتا تھا کہ ایسے

انتظامات مستقل کئے جاتے ہوں گے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چوکی اب قریب آرہی ہے جناب! ـــــ اور یہاں بہت سخت چیکنگ ہوگی" ـــــ یعقوب نے کہا اور عمران اور ٹائیگر دونوں سنبھل کر بیٹھ گئے۔ کیونکہ ان کے خیال کے مطابق چوکی سے ہی ان کے ایکشن کا آغاز ہو جانا چاہیئے تھا۔ ظاہر ہے ان کے پاس کاغذات موجود نہ تھے اور چوکی والے صرف یونیفارمز اور کار پر لگے ہوئے سٹکرز سے تو بہلنے والے نہ تھے۔ اس ایکشن کی منصوبہ بندی عمران نے پہلے ہی کر رکھی تھی۔

"کیا ایکشن پہلے سے ہی شروع کیا جائے گا" ـــــ یعقوب نے کہا۔

"نہیں! ـــ ہو سکتا ہے کہ بغیر ایکشن کے ہی کوئی بات بن جائے۔ اس لئے جب تک میں اشارہ نہ کروں تم نے نارمل رہنا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔ اور یعقوب نے سر ہلا دیا۔

کار جیسے ہی ایک موڑ کاٹ کر سیدھی ہوئی، سامنے چوکی اور سڑک کے درمیان موجود راڈ نظر آنے لگا۔ چوکی کے باہر چھ مسلح فوجی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ گنیں ان کے ہاتھوں میں تھیں اور نگاہیں کار پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن ان کے چہروں پر ایسی کوئی بات نہ تھی جس سے عمران سمجھتا کہ وہ فوری طور پر ان کے خلاف حرکت میں آسکتے ہیں۔ ان کے چہرے نارمل ہی تھے۔

عمران کے اشارے پر یعقوب نے راڈ کے سامنے کار روک دی۔ دوسرے لمحے چوکی کے پختہ کمرے سے ایک فوجی افسر نکلا اور تیز تیز

قدم اٹھاتا کار کے سامنے سے گذر کر عمران کی طرف بڑھا۔ آنے والا کیپٹن تھا جبکہ عمران کے کاندھوں پر میجر کے مخصوص نشانات موجود تھے۔

"میرا نام کیپٹن مارشل ہے جناب! ـــ شناخت" ـــــ کیپٹن نے عمران پر جھکتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میجر رالنسن سپیشل ملٹری انٹیلی جنس آفیسر ـــــ انچارج کون ہے"۔ عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل ازمیر جناب! ـــــ آپ سیدھے جا کر دائیں طرف مڑ جائیے وہاں کرنل صاحب کا دفتر ہے" ـــــ کیپٹن مارشل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر ہٹ کر اس نے راڈ اٹھانے کا اشارہ کیا دوسرے لمحے راڈ اٹھا لیا گیا اور عمران کے اشارے پر یعقوب نے کار آگے بڑھا دی۔ کیپٹن مارشل نے باقاعدہ اُسے فوجی انداز میں سیلوٹ بھی کیا اور عمران کے چہرے پر انتہائی حیرت کے آثار ابھر آئے۔ اس کی چھٹی حس بُری طرح کلبلانے لگی۔ جس طرح کے انتظامات تھے ان کے پیش نظر انہیں جس طرح بغیر پوچھ گچھ کے اڈے میں جانے دیا گیا تھا یہ سب کچھ اُسے قطعی غیر فطری سا محسوس ہو رہا تھا لیکن ظاہر ہے جب تک کوئی بات سامنے نہ آتی وہ کچھ کرنے کے لئے اس لئے تیار نہ تھا کہ ہو سکتا ہے کہ یہاں ملٹری انٹیلی جنس کی طرف سے ایسے آپریشنز ہوتے رہتے ہوں اور خود کچھ کر کے وہ آبیل مجھے مار والا کام نہ کرنا چاہتا تھا۔

اندر داخل ہو کر دائیں طرف ایک چھوٹی سی لیکن جدید طرز کی عمارت

نظر آنے لگی جو مکمل طور پر گھنے درختوں میں چھپی ہوئی تھی۔ لیکن عمارت کے نچلے حصے میں تیز روشنی کا انتظام موجود تھا اور عمارت کے باہر دس مسلح فوجی موجود تھے۔

یعقوب نے گاڑی دائیں طرف موڑی اور پھر عمارت کے برآمدے کے سامنے جاکر روک دی۔ اس عمارت کی دوسری طرف شاید رن وے تھا۔ کیونکہ عمارت کی دونوں سائیڈوں پر پختہ اور اونچی دیوار نظر آ رہی تھی جس سے ظاہر تھا کہ اس عمارت سے گذرے بغیر رن وے پر نہ جایا جاسکتا ہے۔

کار رکتے ہی عمران نیچے اتر آیا۔ سامنے برآمدے میں ایک کمرے کا دروازہ تھا جس کے سامنے دو مسلح فوجی کھڑے تھے۔ اور منقش پردہ کھلے دروازے کے سامنے لہراتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ دروازے سے باہر پیتل کی نیم پلیٹ پر موٹے موٹے حروف میں کرنل ازمیر کا نام بھی لکھا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔

"آؤ" ۔۔۔ عمران نے ٹائیگر اور یعقوب سے کہا اور پھر فوجی انداز میں قدم بڑھاتا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے سے باہر کھڑے ایک فوجی نے جلدی سے آگے بڑھ کر پردہ ہٹا دیا اور عمران اطمینان سے کمرے میں داخل ہوگیا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر اور لمبی لمبی مونچھوں والا فوجی بیٹھا ہوا تھا اس نے عمران کو دیکھ کر چونک کر سر اٹھایا۔

"میجر رالسن ۔۔۔ سپیشل ملٹری انٹیلی جنس آفیسر ۔۔۔ اور یہ میرے ساتھی ہیں کیپٹن فلپس اور کیپٹن جیک" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ! تشریف رکھیے ! ۔۔۔ فرمائیے ! کیسے آنا ہوا" ۔۔۔ کرنل ازمیر نے مسکراتے ہوئے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران کرسی پر بیٹھ گیا۔ البتہ ٹائیگر اور یعقوب دونوں ہی کھڑے رہے۔ کیونکہ فوجی پروٹوکول کے مطابق وہ بڑے آفیسرز کے سامنے بیٹھ نہ سکتے تھے۔

"ایک خصوصی مشن پر جانا ہے ٹاپ سیکرٹ ۔۔۔ ایک گن شپ ہیلی کاپٹر چاہیئے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں انتظام کرتا ہوں" ۔۔۔ کرنل ازمیر نے کہا اور میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"کرنل ازمیر سپیکنگ ! ۔۔۔ ایک گن شپ ہیلی کاپٹر کو رننگ پوزیشن میں لے آؤ۔ فوراً" ۔۔۔ کرنل ازمیر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"صرف چند منٹ لگیں گے" ۔۔۔ کرنل ازمیر نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

اور پھر واقعی چند منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ازمیر نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ۔۔۔ کرنل ازمیر نے کہا۔

"او۔ کے" ۔۔۔ کرنل ازمیر نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ کر میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازے پر موجود مسلح فوجی اندر داخل ہوا۔

"یس سر" ۔۔۔ مسلح فوجی نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"صاحب کو تھرڈ وے پر لے جاؤ اور گن شپ ہیلی کاپٹر تک پہنچاؤ"۔ کرنل ازمیر نے کہا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"آیئے سر"۔۔۔۔ مسلح فوجی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سائیڈ میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تھینک یو کرنل"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کرنل ازمیر سے کہا اور کرنل نے جواب دینے کی بجائے سر ہلا دیا۔ عمران اس فوجی کے پیچھے چلتا ہوا اس دروازے سے دوسری طرف موجود ایک راہداری میں آ گیا جس کے بعد دُور دُور تک رن وے پھیلا ہوا تھا لیکن اس کی لائٹس بند تھیں۔ اس راہداری میں بھی مسلح فوجی موجود تھے۔ راہداری میں دائیں طرف چلتے ہوئے وہ عمارت کے آخر میں کھلی جگہ پر پہنچ گئے جہاں کچھ دُور واقعی ایک گن شپ ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے ساتھ دو فوجی بھی کھڑے صاف نظر آ رہے تھے۔ عمران اپنے رہنما کے ساتھ چلتا ہوا ہیلی کاپٹر تک پہنچ گیا۔ اس کے وہاں پہنچتے ہی ہیلی کاپٹر کے ساتھ کھڑے ہوئے دونوں فوجی مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹ گئے۔

"ہیلی کاپٹر ہر لحاظ سے او۔کے ہے"۔۔۔۔؟ عمران نے ایک فوجی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس سر۔۔۔ پٹرول ٹینک فل ہیں"۔۔۔۔ ایک فوجی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تھینک یو"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اچھل کر پائلٹ سیٹ پر چڑھ گیا۔ ٹائیگر اور یعقوب بھی عقبی نشستوں پر سوار ہو گئے۔ عمران

کے چہرے پر اس وقت شدید ترین حیرت موجود تھی۔ اب تک جو کچھ ہوا تھا اس کی توقعات کے بالکل برعکس ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کچھ نہ ہونے کی وجہ سے اس کے اعصاب کو عجیب سی بے چینی نے آگھیرا تھا۔ اُسے تو توقع تھی کہ یہاں زبردست خون خرابے کے بعد وہ کوئی ہیلی کاپٹر حاصل کر سکے گا۔ لیکن یہاں تو ہر کام اس طرح ہوتا گیا جیسے اس نے اس قدر خفیہ اڈے سے ہیلی کاپٹر حاصل نہ کیا ہو بلکہ بازار سے مونگ پھلی خریدی ہو۔

عمران نے کندھے اُچکاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے انجن کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ واقعی ہر چیز او۔کے تھی۔ ہیلی کاپٹر چونکہ گن شپ تھا اس لئے وہ ایئر ٹائٹ تھا اور اس کے دروازے پوری طرح بند ہو جاتے تھے۔ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے انجن سٹارٹ کیا اور انجن میں زندگی سی جاگ اٹھی۔ ہیلی کاپٹر کے اوپر موجود پنکھا تیزی سے گھومنے لگا تھا کیونکہ ایک ڈائل اس کی رفتار ظاہر کر رہا تھا۔

"کمال نہیں ہو گیا عمران صاحب"۔۔۔۔ ٹائیگر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"بعض اوقات واقعی ایسا ہو جاتا ہے کہ آدمی کو کھلی آنکھوں بھی یقین نہیں آتا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو بلند کرنے والا راڈ ایک جھٹکے سے کھینچا اور دوسرے لمحے انجن میں سے سفید رنگ کے دھوئیں کا ایک زوردار بھپکا سا نکلا اور اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا، اس کے ذہن پر ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں دھماکے ہوئے اور اس کے ساتھ

ہی ایک تاریک پردے نے اس کے ذہن پر مکمل گرفت کر لی۔ پھر جیسے گہرے اور تاریک کنوئیں میں جگنو سا چمکتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں جگنو سا چمکا اور پھر تیزی سے روشنی پھیلتی چلی گئی۔ اور اس کی بند آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔

اسی لمحے اس کے کانوں میں کرنل ڈیوڈ کا زوردار اور فاتحانہ قہقہہ ٹکرایا اور اس کا سویا ہوا ذہن یکلخت بیدار ہو گیا۔

"ہوش آ گیا تمہیں"۔۔۔ کرنل ڈیوڈ کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اور عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں لوہے کی ایک کرسی پر راڈز سے جکڑا ہوا بیٹھا ہے۔ ساتھ ہی ٹائیگر اور یعقوب بھی البتہ لکڑی کی کرسیوں پر رسیوں سے جکڑے ہوئے بیٹھے تھے۔ ان کرسیوں کے علاوہ کمرے میں اور کوئی فرنیچر نہ تھا عقب میں کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا صرف سامنے کی دیوار کسی شفاف شیشے کی بنی ہوئی نظر آ رہی تھی جس کی دوسری طرف ایک اور کمرہ تھا۔ اور شیشے کی اس دیوار کے پیچھے موجود کمرے میں کرنل ڈیوڈ اور کرنل ازمیر چار کرسیوں میں سے دو پر بیٹھے ہوئے صاف نظر آ رہے تھے۔ ان دونوں کے چہروں پر فاتحانہ چمک تھی اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ لیکن اس صورت حال کو دیکھ کر اس کے اعصاب میں بے چینی اور اضطراب کی بجائے الٹا سکون کی لہر سی دوڑتی چلی گئیں۔ کیونکہ اب تک ہونے والے سارے عجیب و غریب واقعات کی اصل وجہ سامنے آ گئی تھی اور کچھ نہ ہونے کی بے چینی، وجہ سامنے آنے کے بعد سکون میں تبدیل ہو گئی تھی۔ اسی لمحے ٹائیگر اور یعقوب

کے جسموں میں بھی حرکت ہوئی اور ان کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔

"ہوش میں آنے کے بعد کیا محسوس کر رہے ہو عمران"۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے طنزیہ انداز میں ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"عمران۔۔۔ کون عمران"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس بار کرنل ڈیوڈ کے ساتھ ساتھ کرنل ازمیر بھی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تمہارے چہرے سے میک اپ صاف ہو چکا ہے۔۔۔ یہ ساری پلاننگ کرنل ازمیر کی تھی تاکہ تم کوئی ہنگامہ نہ کر سکو اور کرنل ازمیر کی پلاننگ انتہائی کامیاب رہی۔۔۔ حالانکہ میں اور کرنل فرانک دونوں اس پلاننگ کے خلاف تھے کیونکہ ہمیں یقین تھا کہ تم اس پلاننگ پر لازماً چونک پڑو گے۔۔۔ لیکن حیرت تو یہ ہے کہ تم احمقوں کی طرح سیدھے چوہے دان میں آ کر پھنس گئے"۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میک اپ۔۔۔ کیسا میک اپ"۔۔۔ عمران نے ٹائیگر اور یعقوب کے چہروں کو دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ ان کے چہروں پر پہلے والا میک اپ موجود تھا۔

"اوہ!۔۔۔ تم اپنے ساتھیوں کی وجہ سے ایسا کہہ رہے ہو۔۔۔ ہم نے ان کے میک اپ صاف کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ کیونکہ یہ جو کوئی بھی ہوں بہرحال موت ان کا مقدر ہے۔ البتہ تم نے واقعی اپنی طرف سے بڑی ہوشیاری کی تھی کہ چہرے پر ڈبل میک اپ کر رکھا تھا۔۔۔ اگر ہم میک اپ صاف کرنے والی کمپیوٹر مشین نہ استعمال کرتے تو شاید ہم بھی دھوکہ کھا جاتے۔ لیکن کمپیوٹر نے نہ صرف دونوں میک اپ واش کر دیئے بلکہ ڈبل میک اپ کی نشاندہی بھی کر دی۔۔۔ لباس بھی تم نے

دو دو بہن رکھے تھے اور اگر کرنل ازمیر یہ پلاننگ نہ بناتا تو تم واقعی اس اڈے کو مکمل نہیں تو جزوی طور پر ضرور تباہ کر دیتے۔ بہرحال ہم کرنل ازمیر کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس قدر بے داغ پلاننگ ہی نہیں کی بلکہ اُسے اس طرح نبھایا ہے کہ تمہیں آخری لمحے تک کوئی شک نہیں پڑ سکا ——— ہم نے وزیر اعظم صاحب کو کرنل ازمیر کی بے پناہ ذہانت کی مکمل رپورٹ دے دی ہے۔ انہیں تم جیسے آدمی کی اس طرح بغیر انگلی ہلائے گرفتاری پر یقیناً بہت بڑا انعام ملے گا ——— اور میں اور کرنل فرانک تو تمہیں بیہوشی کے عالم میں ہی ہلاک کر دینا چاہتے تھے لیکن یہ چند لمحے جو تمہیں میسر آتے ہیں اس کے لئے تمہیں کرنل ازمیر کا مشکور ہونا پڑے گا۔ انہوں نے تمہیں اس وقت تک زندہ رکھنے کی ضد کی ہے جب تک وزیر اعظم صاحب خود یہاں پہنچ کر تمہیں زندہ نہ دیکھ لیں۔ اس کے بعد ان کے سامنے ہی تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا" ——— کرنل ڈیوڈ نے لمبی تقریر کرتے ہوئے کہا اور عمران کو شاید زندگی میں پہلی بار یہ احساس ہونے لگا تھا کہ اس سے بھی زیادہ عقلمند اور اداکار لوگ اس دنیا میں موجود ہیں۔ کرنل ازمیر کی پلاننگ واقعی انتہائی بے داغ تھی اور اب لوہے کے مضبوط راڈز میں جکڑا ہوا وہ بے بس ہوا بیٹھا تھا۔

"کرنل ازمیر کا میری طرف سے شکریہ ادا کر دو کرنل ڈیوڈ! ——— ویسے تمہیں میرے یہاں آنے کی اطلاع کیسے مل گئی" ——— عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ایک عربی نے خفیہ اطلاع دی تھی ——— پہلے تو میں یہی سمجھا تھا

کہ اس طرح ہمیں ٹریپ کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے عربی لہجے پر میں کھٹک گیا۔ پھر اس کے لہجے میں ایسی گونج موجود تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ زیر زمین سرگرمیوں میں ملوث رہنے کا عادی ہے" ——— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اس گونج والے حوالے سے وہ سمجھ گیا کہ یہ اطلاع منظر نے دی ہے۔ کیونکہ واقعی اس کے لہجے میں یہ مخصوص گونج موجود تھی۔

"یہ وزیر اعظم صاحب کتنی دیر میں یہاں پہنچیں گے" ——— عمران نے بڑے پُرسکون لہجے میں پوچھا۔

"کرنل فرانک انہیں لینے کے لئے تل ابیب چلا گیا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے تک پہنچ جائیں گے اور اس کے دس منٹ بعد تم موت کی وادی میں اُتر جاؤ گے" ——— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ——— اس کا مطلب ہے کہ چالیس منٹ ابھی میرے پاس موجود ہیں۔ بہت کافی ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر تم سوچ رہے ہو کہ اس گرفت سے نکل جاؤ گے تو یہ تمہاری خام خیالی ہے ——— یہ کرسی الیکٹرو گراڈ ہے۔ جیسے ہی تم نے زور لگانے کی کوشش کی، یہ تنگ ہونا شروع ہو جائے گی" ——— کرنل ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا ہے ——— میں ذرا اسمارٹ ہو جاؤں گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دونوں پیر اوپر اٹھائے۔ کیونکہ اُسے اپنے پیر نظر نہ آ رہے تھے اور پیروں میں موجود بوٹ دیکھ کر وہ دھیرے سے

مسکرا دیا۔ الیکٹرو گراڈ کا حوالہ سننے کے بعد اُسے اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا کہ ان کرسیوں کی ساخت کیسی ہے اور ان سے آزادی کیسے حاصل کی جا سکتی ہے۔ الیکٹرو گراڈ کرسیاں مخصوص ساخت کی ہوتی ہیں جنہیں دُور ایک پینل سے آپریٹ کیا جاتا ہے لیکن آپریشن تار بہرحال کرسی کے پائے کے ساتھ منسلک ہوتی ہے لیکن کس پائے کے ساتھ، اس کا اُسے علم نہ تھا۔ البتہ اگر اس تار کو کاٹ دیا جائے یا توڑ دیا جائے تو کرسی کا سارا سسٹم ہی ناکارہ ہو جاتا اور راڈز بھی کھل جاتے ہیں لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ اس تار کو کیسے ناکارہ کیا جائے۔ اس نے پیر پیچھے لے جاتے ہوئے پیر کی ایڑی آہستہ سے زمین پر مخصوص انداز میں ماری تو ایڑی کے پچھلے حصے سے ایک باریک سی چھری باہر نکل آئی جو کوٹڈ تھی تاکہ اس پر بجلی کے شاک کا اثر نہ ہو سکے۔

"کرنل ڈیوڈ! — اب چالیس منٹ بعد میں نے تو بہرحال مر جانا ہے۔ اس لئے اب تمہیں پہلے کی طرح مجھ سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں رہی ہو گی" — عمران نے چھری کو کرسی کے دائیں پائے کی جڑ میں آہستہ سے ٹکرا کر گھماتے ہوئے کہا۔

"میں اور تم سے ڈروں گا — میں کرنل ڈیوڈ۔ جی۔ پی۔ فائیو کا چیف" — کرنل ڈیوڈ اس کی توقع کے عین مطابق غصے میں دھاڑا ظاہر ہے وہ کرنل ازمیر کے سامنے تو یہ اعتراف نہ کر سکتا تھا۔

"تو پھر اگر تم واقعی نہیں ڈرتے تو کیا مجھے بتاؤ گے کہ ایکس۔ زیڈ نامی فلم کا حدود اربعہ کیا ہے اور وہ اس وقت کہاں ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب وہ چھری والے پیر کو آہستہ سے کرسی

کے بائیں پائے کی طرف لے جا رہا تھا۔

"اوہ! — تو تم ایکس زیڈ فلم حاصل کرنے آئے ہو۔ تمہیں یقیناً اس ٹیپ سے اس فلم کا پتہ چلا ہو گا جو تم نے فلسطینیوں کی مدد سے پروٹوکول آفیسر کے ذریعے حاصل کی تھی" — کرنل ڈیوڈ نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"تم پھر اپنے خوف کا اظہار کر رہے ہو۔ اس لئے بتانے کی بجائے جواب گول کر رہے ہو — نہ بتاؤ۔ میرے لئے ویسے بھی اب اس فلم کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ میں تو صرف اس لئے پوچھ رہا تھا تاکہ کرنل ازمیر کو پتہ چل جائے کہ کرنل ڈیوڈ مجھ سے کتنا خوفزدہ ہے" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ چھری کو کرسی کے بائیں پائے کی جڑ سے زمین کے ساتھ ٹکرانے لگا۔ اور پھر اس نے جیسے ہی پیر گھمایا، چھری کی تیز نوک کسی چیز میں پھنس گئی اور عمران کے لبوں پر عجیب سی مسکراہٹ اُبھر آئی۔ یہ یقیناً وہ جگہ تھی جہاں تار کرسی کے پائے سے منسلک تھی۔ چھری کے ٹکرانے سے اُسے کسی پائپ کا احساس ہوا تھا لیکن ٹکرانے سے وہ مخصوص آواز نہ آئی تھی جو لوہے سے ٹکرانے سے نکلتی ہے اس لئے وہ سمجھ گیا کہ یہ انسولیشن پائپ ہو گا تاکہ کرنٹ کو فرش میں پھیلنے سے روکا جا سکے اور انسولیشن پائپ کو وہ اس تیز دھار چھری سے بہرحال کاٹ سکتا تھا۔

"میں تم سے نہیں ڈرتا حقیر اور بے بس عمران! — میرا نام کرنل ڈیوڈ ہے ڈیوڈ — ایکس زیڈ فلم خلائی جنگی ہولڈ کے ایک فارمولے پر مبنی ہے۔ اس فارمولے کی مدد سے خلا میں عظیم اسرائیل

کی مکمل بالادستی قائم ہو جائے گی اور پھر پوری دنیا اور اس کا ایک
ایک چپہ عظیم اسرائیل کے خوفناک میزائلوں کی زد میں آ جائے گا۔
عظیم اسرائیل واقعی عظیم ترین بن جائے گا ـــــ دنیا کی ہر
چھوٹی بڑی حکومت اسرائیل کی بالادستی کے سامنے گھٹنے ٹیک
دے گی اور عظیم اسرائیل صرف چند بٹن دبانے سے پوری دنیا پر
موجود مسلم ممالک اور ان کے اہم ترین اور مقدس مقامات اور ان
کے اسلحے کے ذخیروں اور ناپاک مسلمانوں کے جسموں کو ہمیشہ ہمیشہ کے
لئے صفحہ ہستی سے ناپید کر دے گا ـــــ ہا ـــــ ہا ـــــ ہا ـــــ اور
دنیا میں صرف یہودی راج ہو گا۔ صرف یہودی راج" ـــــ کرنل
ڈیوڈ نے بڑے پرجوش انداز میں کہا اور بات کر کے وہ اس طرح
قہقہے لگانے لگا جیسے یہ سب کچھ ہو بھی چکا ہو۔
"اوہ! ـــــ پھر تو یہ فلم تم نے خلا میں بھجوا دی ہو گی" ـــــ عمران
نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اسے کرنل ڈیوڈ کی اس تقریر
پر رتی بھر یقین نہ آیا ہو۔
"تمہیں یقین نہیں آ رہا ـــــ آنا بھی نہیں چاہیے۔ کیونکہ یہ فارمولا
ہے ہی ایسا ـــــ عظیم سائنسدان پروفیسر ٹارک کے پچاس سال کی محنت
کا نچوڑ ـــــ اگر بیچارے پروفیسر کا ایکسیڈنٹ نہ ہو جاتا تو وہ اسے خود
ہی پایۂ تکمیل تک پہنچاتا۔ لیکن اب بھی زیرو لیبارٹری میں عظیم اسرائیل
کے ایسے سائنسدان موجود ہیں جو تین چار سال کے اندر اسے مکمل
کر لیں گے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"زیرو لیبارٹری ـــــ واہ! نام ہی ایسا لیا ہے جس سے پتہ چلے کہ

اس نام کی واقعی کوئی لیبارٹری نہیں ہے۔ جو لیبارٹری نام سے ہی زیرو
ہو اس کا وجود ہی کہاں ہو سکتا ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے
ہوئے جواب دیا۔
"یہ اسرائیل کی سب سے جدید اور سب سے بڑی لیبارٹری ہے
زیرو اس کا کوڈ نام ہے ورنہ پہلے اسے شاکام لیبارٹری کا نام دیا گیا
تھا۔ لیکن پھر اسے زیرو لیبارٹری کا نام دے دیا گیا" ـــــ کرنل ڈیوڈ
نے انتہائی جوشیلے لہجے میں کہا اور عمران دل ہی دل میں کرنل ڈیوڈ
کی حماقت پر ہنس پڑا جو اطمینان سے سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا۔
ہو سکتا ہے کرنل ڈیوڈ اس لئے سب کچھ بتا رہا تھا کہ اسے یقین تھا
کہ عمران الیکٹرو گراڈ کرسی سے کسی صورت نجات حاصل نہ کر سکے گا۔
شاکام تل ابیب سے پچیس کلومیٹر دور صحرا کے اندر ایک قصبے کا
نام تھا اور شاکام لیبارٹری کے الفاظ سے وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لیبارٹری
شاکام کے صحرا میں زیر زمین تیار کی گئی ہو گی۔ باتوں کے دوران
عمران کی ایڑی اس طرح حرکت کرتی رہی جیسے آدمی نفسیاتی دباؤ
یا سوچ کے دوران اپنے پیر کو آہستہ آہستہ حرکت دیتا رہتا ہے۔
لیکن اس طرح حرکت دیتے دیتے اس نے انسولیشن پائپ آدھے
سے زیادہ کاٹ لیا تھا۔ تیز دھار چھری اپنا کام دکھا رہی تھی۔
"کرنل ڈیوڈ! ـــــ اچھا اب یہ بتا دو کہ تم مجھے کس طریقے سے
ہلاک کرو گے تاکہ مجھے بھی پتہ چلے کہ مجھ جیسے آدمی کی تقدیر میں کس
قسم کی موت لکھی ہوئی ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ویسے ایک بات ہے عمران ـــــ تمہاری بے خوفی اور جرات

کا میں دل سے قائل ہوں ـــــ کاش! تم یہودی ہوتے تو تم اسرائیل
کے ہیرو ہوتے۔ جس طرح تم یقینی موت کے منہ میں پہنچ کر باتیں
کر رہے ہو۔ اس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے تم اپنی موت
کی بجائے کسی اور کی موت کی بات کر رہے ہو۔ کیوں کرنل ازمیر!
آپ نے اس کی بے خوفی دیکھی ہے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے بات
کرتے کرتے مڑ کر پاس بیٹھے ہوئے کرنل ازمیر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"میں خود اس آدمی کی بے خوفی اور اطمینان پر حیران ہوں۔ کم از کم
میری نظر سے پہلے ایسا آدمی نہیں گذرا اور اب مجھے آپ کی اس
بات پر مکمل یقین آگیا ہے کہ اگر اسے ذرا سا بھی شک پڑ جاتا تو یہ
اس اڈے کو تباہ کر دیتا ـــــ اس جیسے بے جگر آدمی سے
واقعی سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے" ـــــ کرنل ازمیر نے سر ہلاتے
ہوئے جواب دیا۔
"شکریہ ـ شکریہ! ـــ آپ دونوں حضرات کے یہ الفاظ واقعی
مجھے بڑی تسکین پہنچا رہے ہیں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے
ہوئے کہا اور اسی لمحے اس کے پیر کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور جھٹکا
کھا کر آگے کی طرف آگیا ـــــ کرنل ازمیر اس وقت بات کرتے
ہوئے کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھ رہا تھا ورنہ وہ جس طرح عمران پر
نظریں جمائے خاموش بیٹھا ہوا تھا اس جھٹکے سے پیدا ہونے سے
عمران کی ٹانگ کی حرکت دیکھ کر ضرور چونک پڑتا اور جھٹکے کا مطلب
یہی تھا کہ چھری نے مین تار کو کاٹ دیا ہے۔ دونوں تاروں کے سرے
علیحدہ ہونے سے ایسا ہی جھٹکا لگنا چاہیئے تھا۔ اگر چھری کوٹڈ نہ ہوتی تو

لامحالہ عمران کا جسم بجلی کے انتہائی طاقتور شاک سے جل کر راکھ ہو جاتا۔
"تمہاری موت کلاسیک ہوگی ـــ بس کرنل ازمیر بٹن دبائے گا، اور
الیکٹرو گراڈ کرسی تیزی سے تمہیں بھینچنا شروع کر دے گی اور تمہارے جسم
کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ ٹوٹ کر ایک دوسرے میں گھستی چلی جائے گی
عبرت ناک اور ہولناک موت تمہارا مقدر ہے ـــــ کیوں کرنل! ـ میں
ٹھیک کہہ رہا ہوں" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
"بالکل ایسا ہی ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود یہ مرے گا نہیں۔ اور پھر
اس پر گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہو جائے گی" ـــــ کرنل ازمیر نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"گڈ! ـــ واقعی خوبصورت اور دلکش موت ہوگی ـــ ویری گڈ"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے بازوؤں کو
ذرا سا باہر کی طرف کھسکایا تو کرسی کے بازوؤں کے گرد موجود لوہے
کے راڈز ذرا سا کھلے اور عمران کے لبوں پر بڑی دلفریب مسکراہٹ
رینگنے لگی۔ اس نے چیک کر لیا تھا کہ کرسی کا سسٹم مکمل طور پر ناکارہ
ہو چکا ہے۔ ٹائیگر اور یعقوب کا اسے کوئی فکر نہ تھا۔ کیونکہ ان کی
کرسیاں لکڑی کی تھیں اور انہیں رسیوں سے باندھا گیا تھا۔ یہ بات
اور ہے کہ یہ رسیاں اس قدر مہارت سے باندھی گئی تھیں کہ وہ
معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔ شاید الیکٹرو گراڈ کرسی اس اڈے
میں یہی ایک تھی۔
"ہونہہ ـــ تمہارا اطمینان یہ بتا رہا ہے کہ شاید تمہیں یقین نہیں
ہے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے اس بار ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں ہے کرنل ڈیوڈ! ۔۔۔ یقین کرو تمہاری موت واقعی انتہائی دلکش اور خوبصورت ہوگی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں اب موت کا خوف تمہارے ذہن پر طاری ہونے لگ گیا ہے" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو اس بات کو ۔۔۔ یہ بتاؤ کہ وہ گن شپ ہیلی کاپٹر اس وقت کہاں موجود ہے۔ بڑی خوبصورت تکنیک استعمال کی ہے تم نے اس میں بیہوشی کی گیس بند کرنے کی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ میری تکنیک ہے ۔۔۔ مجھے ایسے معاملات میں مہارت حاصل ہے" ۔۔۔ کرنل ازمیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی مزید بات ہوتی، یکلخت کرنل ڈیوڈ والے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک فوجی تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"وزیر اعظم صاحب کا طیارہ حیفہ کی حدود میں داخل ہو چکا ہے جناب" ۔۔۔ فوجی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا ۔۔۔ آؤ کرنل" ۔۔۔ کرنل ازمیر نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کرنل ڈیوڈ سے کہا۔

"لیکن یہ اکیلے یہاں" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے اٹھتے ہوئے قدرے ہچکچا کر کہا۔

"اوہ! ڈونٹ وری ۔۔۔ یہ حرکت بھی نہیں کر سکتے ۔۔۔ آؤ، ورنہ وزیر اعظم صاحب ناراض بھی ہو سکتے ہیں ۔۔۔ وہ پروٹوکول کے بارے

میں سختی سے پابند ہیں" ۔۔۔ کرنل ازمیر نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے ایک نظر عمران کی طرف دیکھا جو اب منہ لٹکائے اس طرح بیٹھا تھا جیسے واقعی وزیر اعظم کی آمد کا سن کر اسے اپنی موت کا یقین ہو گیا ہو اور عمران کے لٹکے ہوئے چہرے نے کرنل ڈیوڈ کے لئے ٹانک کا کام کیا اور وہ مطمئن ہو کر کرنل ازمیر کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا سب سے آخر میں وہ فوجی نکلا اور اس کے باہر جاتے ہی جیسے ہی کمرے کا دروازہ بند ہوا، عمران نے اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور اس کے جسم کے گرد موجود لوہے کے راڈز کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی واپس کرسی میں غائب ہو گئے اور عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اس طرح اٹھتے دیکھ کر ٹائیگر اور یعقوب دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا بوٹ اتارا۔ اس کی ایڑی سے ابھی تک وہ تیز چھری باہر نکلی ہوئی تھی۔ جس سے اس نے الیکٹرو گراڈ کا رابطہ ختم کیا تھا اور پھر اس چھری کی مدد سے اس نے چند ہی لمحوں میں ان دونوں کے گرد موجود نائلون کی رسیاں کاٹ ڈالیں۔

"آؤ اب ہم نکل چلیں ۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔ عمران نے دوبارہ بوٹ پہن کر اس کی ایڑی کو مخصوص انداز میں زمین پر مارتے ہوئے کہا اور اس کے اس طرح پیر مارتے ہی چھری واپس ایڑی میں غائب ہو گئی۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا لیکن عمران انسانی نفسیات سمجھتا تھا چونکہ کرنل ازمیر کو مکمل یقین تھا کہ وہ کرسیوں میں جکڑے ہوئے ہیں اس لئے لازماً اس نے دروازہ بند نہ کیا ہوگا اور وہی ہوا اس

نے جیسے ہی دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا، دروازہ بے آواز
طریقے سے کھلتا گیا۔ عمران نے آہستہ سے دروازے میں اتنی جھری پیدا
کی کہ باہر جھانک سکے اور اسے دروازے کے باہر دو فوجی کھڑے نظر
آگئے۔ لیکن ان کی پشت دروازے کی طرف ہی تھی اور وہ سامنے
موجود راہداری کی طرف دیکھ رہے تھے۔

عمران نے ٹائیگر کو مخصوص اشارہ کیا اور دوسرے لمحے اس نے
دروازہ کھولا اور آگے بڑھا۔ ٹائیگر بھی آگے بڑھ آیا۔ دوسرے لمحے وہ
دونوں ہی فوجیوں پر بھوکے عقابوں کی طرح ٹوٹ پڑے اور پہلے ہی
حملے میں وہ انتہائی مہارت سے نہ صرف ان کی گردنیں توڑنے بلکہ
ان کی مشین گنیں جھپٹنے میں کامیاب ہو گئے۔ راہداری میں اس کمرے
کے دروازے سے ذرا آگے دائیں دیوار میں ایک اور دروازہ تھا۔

"اس کمرے میں لے چلو انہیں ۔۔۔ جلدی کرو۔ اور یعقوب! تم یہ
دروازہ بند کر دو تاکہ انہیں شک نہ پڑ سکے ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ
وزیر اعظم کے ساتھ ہونے کی وجہ سے انہیں ان سپاہیوں کی عدم موجودگی
کا خیال نہ آئے گا" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اپنے سینے
سے لگے ہوئے فوجی کو گھسیٹتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس
نے لات مار کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ واقعی یہ وہی کمرہ
تھا جس میں وہ چار کرسیاں موجود تھیں جن میں سے دو پر کرنل ڈیوڈ اور
کرنل ازبیر بیٹھے رہے تھے۔ شیشے کی دیوار بھی تھی اور اس کی دوسری
طرف تین خالی کرسیاں بھی نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے فوجی کی لاش
ایک طرف دروازے کی اوٹ میں ڈال دی۔ ٹائیگر نے دوسرے فوجی کی

لاش دوسرے دروازے کی اوٹ میں ڈال دی۔

"دروازہ بند کر کے سائیڈوں میں کھڑے ہو جاؤ ۔۔۔ میں وزیر اعظم
کو کور کروں گا۔ تم نے باقی تینوں کو کور کرنا ہے۔ کیونکہ یہ بہت بڑا
جنگی اڈہ ہے۔ یہاں جنگی جہاز بھی موجود ہوں گے ۔۔۔ اگر ہم ویسے
یہاں سے کوئی ہیلی کاپٹر لے کر نکلے تو یہ لوگ لازماً ہمیں مار گرائیں گے
لیکن وزیر اعظم ساتھ ہونے کی وجہ سے یہ ہمارا کہا ماننے پر مجبور ہو جائیں
گے" ۔۔۔ عمران نے ٹائیگر کو سمجھاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

"ان کرنلوں کو تو گولی مار دی جاتے" ۔۔۔ یعقوب نے کہا۔

"نہیں ابھی نہیں، جب تک ہم کسی ہیلی کاپٹر تک نہ پہنچ جائیں۔ ورنہ
یہاں موجود تمام مسلح سپاہی اندھا دھند گولیاں برسانا شروع کر دیں
گے۔ سپاہیوں کی اپنی نفسیات ہوتی ہیں اور افسروں کی اپنی۔ سپاہیوں
نے اپنے افسروں کو مرتے دیکھ کر وزیر اعظم کا بھی لحاظ نہیں کرنا۔ جبکہ
افسر ایسا نہیں کر سکتے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے دور سے کھٹاک
کھٹاک کی آوازیں ابھرنے لگیں اور عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر
انہیں خاموش رہنے کے لئے کہا۔ کیونکہ یہ فوجی سیلوٹوں کی آوازیں تھیں
اور ان آوازوں کا مطلب تھا کہ وزیر اعظم اڈے پر پہنچ چکے ہیں ۔ ان
کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ عمران کو یکلخت ایک خیال آیا تو اس نے
اپنی والی مشین گن یعقوب کو پکڑائی اور ایک فوجی پر جھک گیا۔ وہ اس
کی تلاشی لے رہا تھا اور پھر اس کی توقع کے عین مطابق اسے فوجی کی
جیب میں موجود ریوالور مل گیا اور اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر
آئے۔ ریوالور کو اس نے کھول کر بھی چیک کر لیا اس میں میگزین موجود

تھا۔ اسی لمحے راہداری میں قدموں کی تیز دھمک سنائی دی جو اس دروازے
کی طرف آ رہی تھی۔ عمران ہاتھ میں ریوالور پکڑے تن کر کھڑا ہو گیا یعقوب
بھی ٹائیگر کے ساتھ ہی کھڑا ہوا تھا۔

"کرنل ازمیر کو واقعی اسرائیل کا بڑا اعزاز ملے گا" ——— دروازے
کے باہر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ
کھلا اور دروازے کے بڑے تختوں کے پیچھے وہ تینوں چھپ گئے۔
دوسرے لمحے آگے وزیر اعظم اور اس کے پیچھے کرنل ڈیوڈ اور کرنل
ازمیر اندر داخل ہوئے۔

"کرسیاں تو خالی ہیں ——— کیا مطلب" ——— وزیر اعظم کی حیرت
سے ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی اور اسی لمحے عمران یکلخت دروازے
کے پٹ کے پیچھے سے نکلا اور دوسرے لمحے وزیر اعظم جو نیلے سوٹ
میں ملبوس اسی کی طرف کھڑے تھے ایک جھٹکے سے اس کے سینے
سے آ لگے۔ عمران کا ایک بازو وزیر اعظم کے سینے کے گرد جم گیا اور دوسرے
ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کی نال اس نے وزیر اعظم کی گردن سے
لگا دی۔

"خبردار ——— کوئی حرکت نہ کرے" ——— ساتھ ہی عمران کی چیختی
ہوئی آواز سنائی دی اور کرنل ازمیر اور کرنل ڈیوڈ دونوں ہی بری
طرح اچھلے۔ ان کے ہاتھ بھی بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں لٹکے
ہوئے ہولسٹروں کی طرف بڑھے۔

"ہمارے پاس مشین گنیں ہیں ——— حرکت مت کرنا" ——— ٹائیگر
اور یعقوب نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی انہوں نے ان دونوں

کے جسموں سے مشین گنوں کی نالیں لگا دیں اور ان دونوں کے ہاتھ وہیں
ساکت ہو گئے۔

"کیا ——— کیا مطلب" ——— وزیر اعظم نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ ہے وزیر اعظم صاحب ——— کہ تمہاری یا تمہارے ان
کرنلوں کی ذرا سی غلط حرکت تم تینوں کو جہنم رسید کر سکتی ہے" ———
عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"تت ——— تت ——— تم آزاد کیسے ہو گئے" ——— ؟ کرنل ازمیر کا
لہجہ ایسا تھا جیسے اسے اپنے آپ پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"عمران کو تمہاری یہ الیکٹرو گراڈ کرسی نہیں روک سکتی۔ چلو باہر
اور ایک ہیلی کاپٹر تیار کراؤ ——— میں وزیر اعظم صاحب کے ساتھ تل ابیب
جاؤں گا ——— اور سنو کرنل ڈیوڈ ——— تم جانتے ہو کہ میں اپنی بات
کا کس قدر پکا ہوں ——— اگر تم نے کوئی غلط حرکت نہ کی تو میرا وعدہ کہ
میں تمہارے وزیر اعظم کو تل ابیب پہنچتے ہی زندہ سلامت چھوڑ دوں
گا۔ ورنہ میں نے تو مرنا ہی ہے، تمہارے وزیر اعظم کی کھوپڑی ایک
لمحے میں ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گی اور تمہارے جسم
مشین گنوں کی گولیوں سے چھلنی ہو جائیں گے۔ بولو ——— عمران
کا لہجہ اس قدر سخت تھا کہ وزیر اعظم یکلخت چیخ پڑے۔

"مت مارو ——— مجھے مت مارو ——— میں تعاون کروں گا تم سے"۔
وزیر اعظم نے چیخ کر کہا۔

"اس میں تمہارا اپنا فائدہ ہے ——— بولو کرنل صاحبان ——— ٹریگر
دباؤں یا" ——— عمران نے کہا۔

"ہم تمہارے ساتھ تعاون کریں گے ——— تم پرائم منسٹر کو کچھ نہ کہو" ——— کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ بے بسی کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔

"کرنل ازمیر آگے چلے گا اور میرا آدمی اس کے پیچھے ——— اس کے بعد وزیر اعظم کو لے کر میں باہر نکلوں گا۔ اور پھر کرنل ڈیوڈ اور اس کے پیچھے میرا آدمی۔ چلو" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور کرنل ازمیر باہر کی طرف چل پڑا۔ یعقوب اس کے پیچھے مشین گن لیئے باہر نکل گیا پھر عمران وزیر اعظم کو اسی انداز میں جکڑے ہوئے کمرے سے باہر آ گیا۔ اور آخر میں کرنل ڈیوڈ باہر آیا جس کے پیچھے ٹائیگر تھا۔

"میرا ہیلی کاپٹر موجود ہے" ——— وزیر اعظم نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— وہ زیادہ آرام دہ ہو گا" ——— عمران نے کہا اور پھر وہ راہداری کراس کر کے جیسے ہی ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچے وہاں موجود دس مسلح فوجی یہ صورت حال دیکھ کر حیرت سے اچھلے۔

"کوئی حرکت نہ کرے" ——— کرنل ازمیر نے تیز لہجے میں کہا اور فوجی اپنی جگہ ساکت ہو گئے۔

"پہلے سب سپاہی کمرے سے باہر نکلیں۔ ورنہ میں وزیر اعظم کی کھوپڑی اڑا دوں گا" ——— عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

اور پھر کرنل ازمیر کے کہنے پر وہ سب تیزی سے دروازے سے باہر دوڑنے لگے۔ کمرے سے باہر نکل کر وہ رن وے پر پہنچ گئے جہاں سامنے ہی ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر پر پرائم منسٹر کا سرکاری مونوگرام

بڑے واضح انداز میں پینٹ کیا گیا تھا۔

"پائلٹ کو کہو کہ ایک طرف ہٹ جائے" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور کرنل ازمیر کے حکم پر ہیلی کاپٹر کے ساتھ کھڑا ہوا پائلٹ تیزی سے ایک طرف کو دوڑا۔ لیکن وہ سب حیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ عجیب و غریب نظارہ دیکھ رہے تھے۔

"کرنل ازمیر اور کرنل ڈیوڈ دونوں رک جائیں گے۔ میرا ایک ساتھی انہیں کور کرتے ہوئے پہلے ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گا۔ دوسرا ساتھی انہیں کور کیے رکھے گا ——— پھر میں وزیر اعظم سمیت اوپر جاؤں گا اور وزیر اعظم کو اپنے ساتھی کے حوالے کر کے پائلٹ سیٹ سے سب کو کور کر دوں گا۔ پھر میرا ساتھی اوپر جائے گا اور پھر وہ کور کرے گا اور میں ہیلی کاپٹر کو اڑاؤں گا اور سن لو ——— میں بالکل وزیر اعظم کی کھوپڑی اڑانے میں دیر نہ کروں گا" ——— عمران نے چیخ چیخ کر مزید ہدایات دینی شروع کر دیں اور پھر چند لمحوں میں ہی اس نے اپنی ہدایات پر عمل کر ڈالا۔ جب وہ پائلٹ سیٹ پر بیٹھا تو یعقوب نے وزیر اعظم کو اندر اور ٹائیگر نے سائیڈ سے لٹک کر باہر کھڑے افراد کو کور کیا ہوا تھا۔ عمران نے انجن سٹارٹ کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا۔

"اب اندر آ جاؤ ٹائیگر" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور باہر کو لٹکا ہوا ٹائیگر اندر ہو گیا۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے بلندی پر چڑھتا گیا۔ عمران کو یقین تو تھا کہ وزیر اعظم کی موجودگی کی وجہ سے وہ ہیلی کاپٹر کو ہٹ نہ کریں گے لیکن پھر بھی وہ

نیچے سے مشین گن کی رینج سے جلد از جلد اوپر اٹھ جانا چاہتا تھا۔ جب اس نے تسلی کر لی کہ اب وہ رینج سے باہر ہو گیا ہے تو اس نے ہیلی کاپٹر میں نصب ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا۔

"ہیلو ہیلو ——— پرائم منسٹر ہیلی کاپٹر سے بول رہا ہوں۔ سنو! ——— اگر تم نے جنگی جہاز یا گن شپ ہیلی کاپٹر تعاقب میں بھیجے تو میں وزیر اعظم کو گولی مار دوں گا سمجھے! ——— اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میرا وعدہ ہے کہ تمہارا وزیر اعظم زندہ رہے گا" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ یہ خصوصی ٹرانسمیٹر تھا اس لئے اسے جب تک خود آن نہ کیا جاتا، دوسری طرف سے اس پر کال نہ کی جا سکتی تھی۔

"تت ——— تت تم کیا چاہتے ہو" ——— وزیر اعظم نے بھنچی بھنچی آواز میں کہا۔

"خاموش بیٹھے رہیں" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا اور وزیر اعظم کی آواز دوبارہ نہ سنائی دی۔

عمران انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر اڑاتا ہوا تل ابیب کی طرف بڑھا جا رہا تھا اُسے معلوم تھا کہ تل ابیب میں وزیر اعظم کے اغوا کی خبر پہنچ چکی ہو گی اور اسرائیلی حکام میں ایک کھلبلی سی مچ گئی ہو گی۔ اُسے دراصل سب سے زیادہ خطرہ اسرائیل کے صدر کی طرف سے تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ صدر کسی مزید تباہی سے بچنے کے لئے وزیر اعظم کی زندگی بھی داؤ پر لگانے سے گریز نہ کرے گا۔ کیونکہ صدر پر عمران کی دہشت بُری طرح چھائی ہوئی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سوچے کہ وزیر اعظم تو اور بھی منتخب ہو جائے گا لیکن عمران کی موت کے بعد عمران دوبارہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

اس لئے وہ اب جلد از جلد اس ہیلی کاپٹر سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اب وہ صرف اتنا سوچ رہا تھا کہ کیا تل ابیب پہنچنے کے بعد اس سے چھٹکارا حاصل کرے یا پہلے ہی۔ تل ابیب میں یقیناً فضائی نگرانی سخت کر دی گئی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ جہاں وہ اتریں اس پورے علاقے کو ملٹری گھیر لے۔ اور بعد میں وہ بُری طرح پھنس جائیں۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر ہیلی کاپٹر سے چھٹکارا حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ نیچے دیکھتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا کہ یکلخت اس خصوصی ٹرانسمیٹر کے ساتھ دوسرا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

"ہیلو ہیلو ——— سپیشل ٹرانسمیٹر سے میں کرنل ڈوگ بول رہا ہوں۔ چیف آف ملٹری انٹیلی جنس ——— جواب دو" ——— ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ چونکہ یہ سپیشل ٹرانسمیٹر تھا اس لئے اس میں ہر فقرے کے بعد اوور کہہ کر بٹن دبانے کی ضرورت نہ تھی۔

"ڈاگ بولنے کی بجائے بھونکا کرتا ہے اس لئے تم نے محاورہ ہی غلط بولا ہے" ——— عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔

"ڈاگ نہیں ڈوگ ——— تم فوراً پرائم منسٹر کو ہمارے حوالے کر کے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دو ——— ورنہ تمہیں معاف نہیں کیا جائے گا" ——— کرنل ڈوگ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام غلط رکھ دیا گیا ہے ——— تم تو اسم بامسمیٰ ڈاگ ہو۔ میں نے کب تم سے معافی طلب کی ہے کہ تم انکار کر رہے ہو۔ میں تمہارے وزیر اعظم سے ضرور یہ کہوں گا کہ اسرائیل کی ملٹری انٹیلی جنس کو کتے جیسے دماغ والے آدمی سے پہلی فرصت میں چھٹکارا دلائیں۔ اور سنو! ——— تمہارا

"وزیرِاعظم صرف اس وقت تک محفوظ ہے جب تک ہم چاہیں گے" ——
عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہم تمہارا ہیلی کاپٹر تباہ کر دیں گے" —— کرنل ڈوگ نے ایسے لہجے میں کہا کہ فوراً اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ بولتے وقت بری طرح دانت پیس رہا ہے۔

"ہمارے پاکیشیا میں ایک محاورہ ہے کہ کتوں کے بھونکنے سے قافلے اپنا سفر نہیں روکا کرتے —— اگر تم میں ہمت ہے تو ہیلی کاپٹر تباہ کر دو" —— عمران نے کہا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ تیزی سے ہیلی کاپٹر کی بلندی بھی کم کرتا جا رہا تھا کیونکہ اب تل ابیب نزدیک آتا جا رہا تھا اور اسے کرنل ڈوگ کے فقرے نے بتا دیا تھا کہ صدرِ مملکت نے یقیناً آخری حد تک جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ وہ صرف وزیرِاعظم کو بچانے کی آخری کوشش کر رہے ہیں۔

"عظیم اسرائیل کے مفاد میں شخصیات کوئی اہمیت نہیں رکھتیں" —— کرنل ڈوگ نے چیخ کر کہا۔

"تو پھر خودکشی کر لو۔ کس نے روکا ہے تمہیں" —— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو ایک ہائی وے کے قریب ریت کے ٹیلوں کے درمیان اتار دیا۔

"تم کہاں اتر گئے ہو" —— کرنل ڈوگ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"میں اترا نہیں ہوں۔ آ رہا ہوں —— چڑھے ہوئے دریا اترا نہیں کرتے" —— عمران نے انجن بند کرتے ہوئے کہا۔ انجن بند ہوتے

ہی ٹرانسمیٹر بھی آف ہو گیا۔ کیونکہ اسے انرجی انجن ہی سپلائی کرتا تھا۔

"وزیرِاعظم صاحب! —— میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں۔ کیونکہ میں مسلمان ہوں اور مسلمان ہمیشہ وعدہ پورا کرتا ہے —— تمہارے صدر نے تو تمہارے قتل کا حکم دے دیا تھا۔ بہرحال یہ تم دونوں کا مسئلہ ہے۔ آؤ دوستو! —— عمران نے مسکراتے ہوئے پیچھے بیٹھے وزیرِاعظم سے کہا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر نیچے اتر گیا۔ ٹائیگر نے یکلخت مشین گن کا دستہ وزیرِاعظم کی کنپٹی پر پوری قوت سے جما دیا اور وزیرِاعظم ہلکی سی چیخ مار کر نیچے سیٹ پر گرے تو ٹائیگر نے دوسرا وار کر دیا اور وزیرِاعظم کا تڑپتا ہوا جسم ساکت ہو گیا۔ دوسرے لمحے ٹائیگر اور یعقوب نیچے اتر آئے۔

"آؤ ادھر قریب ہی ایک فارم ہے اور میں نے وہاں ایک کار بھی کھڑی دیکھی ہے اسی لئے میں نے یہاں اتار دیا ہے اسے" —— عمران نے کہا اور وہ تینوں تیزی سے دوڑتے ہوئے تقریباً آدھے کلومیٹر کے فاصلے پر موجود زرعی فارم کی طرف بڑھنے لگے۔ فارم کا پھاٹک لکڑی کا بنا ہوا تھا اور بند تھا۔ لیکن وہ سائز میں خاصا چھوٹا تھا۔ اس کا بند کرنے کا ہک پھاٹک کے اوپر والے حصے پر موجود تھا۔ عمران نے ہاتھ اونچا کر کے ہک کھولا اور پھر وہ تینوں تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ اسی لمحے عمارت کے برآمدے میں ایک نوجوان لڑکی نمودار ہوئی۔ اس نے عرب عورتوں کا مخصوص لباس پہنا ہوا تھا اور لڑکی شکل و صورت سے ہی عرب معلوم ہو رہی تھی۔

"اوہ نبارہ تم —— میں یعقوب ہوں۔ ون ہنڈرڈ سکس" —— لڑکی کے نمودار ہوتے ہی یعقوب نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور لڑکی چونک

کر یعقوب کی طرف مڑی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت کے تاثرات تھے۔
"ون ہنڈرڈ ڈسکس تم اور یہاں ——— کیا مطلب" ——— لڑکی نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا اور یعقوب نے دوڑ کر صابرہ کا بازو پکڑا اور اسے ایک
لحاظ سے گھسیٹتا ہوا اندر لے گیا۔ عمران کی نظریں اس دوران مسلسل آسمان
پر جمی ہوئی تھیں لیکن آسمان ابھی تک صاف تھا۔ کوئی ہیلی کاپٹر وغیرہ
ابھی تک نظر نہ آ رہا تھا۔

اسی لمحے صابرہ اور یعقوب دونوں ہی بھاگتے ہوئے باہر آئے صابرہ
کے چہرے پر بے پناہ اشتیاق اور جوش و خروش تھا۔

"اوہ عمران صاحب ! ——— اوہ ! یہ میری کتنی خوش قسمتی ہے کہ جس
شخصیت سے ملنے کے میں خواب دیکھتی رہتی تھی اس سے جاگتی آنکھوں
ملاقات ہو رہی ہے ——— یعقوب نے مجھے سب بتا دیا ہے۔ یہاں فارم
کے نیچے تہہ خانے میں آپ پوری طرح محفوظ رہ سکتے ہیں" ——— صابرہ
نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"خواب دیکھنے کا شکریہ مس صابرہ ! ——— لیکن میں آپ کی طرح
صابر نہیں ہوں کہ بس تہہ خانے میں بیٹھا خواب دیکھتا رہوں ——— ابھی
یہ سارا علاقہ ملٹری اور پولیس نے گھیر لینا ہے اور ان کی نظروں سے آپ
کا فارم کسی صورت نہیں بچنا ——— اس لئے خواب و خیال کا مسئلہ چھوڑیں،
کار کی چابی ہمیں دیں۔ ہم نے فوری طور پر تل ابیب پہنچنا ہے" ———
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تل ابیب ——— ٹھیک ہے۔ میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں میں آپ
کو ایک ایسے راستے سے تل ابیب لے جا سکتی ہوں جو ملٹری یا پولیس کے

خواب میں بھی نہ ہو گا۔ آئیے" ——— صابرہ نے کہا اور جلدی سے کار
کا ڈرائیونگ سیٹ والا دروازہ کھول کر بیٹھنے لگی۔

"ارے ارے آپ سائیڈ سیٹ پر بیٹھیں ——— اگر آپ نے ڈرائیونگ
میں صبر کا مظاہرہ کرنا شروع کر دیا تو تل ابیب پہنچتے پہنچتے میں بوڑھا
ہو جاؤں گا اور بوڑھے آدمی کو تل کہاں نظر آ سکتے ہیں" ——— عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں عمران صاحب ! ——— پورے اسرائیل میں مجھ جیسا تیز
ڈرائیور ابھی پیدا نہیں ہوا" ——— صابرہ نے سیٹ پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"یعنی بغیر بریکوں کے" ——— عمران نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں بریک تو ہیں ——— کیا مطلب" ——— ؟ صابرہ نے ٹائیگر اور
یعقوب کے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہی انجن سٹارٹ کرتے ہوئے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا، پھر ٹھیک ہے ——— میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک
ایسی مشین پیدا کر دی ہے جس کی بریک نہیں ہوتی" ——— عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کار دوڑاتے ہوئے صابرہ پہلے تو قدرے
حیران ہوئی مگر دوسرے لمحے وہ کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"اگر آپ کو میری باتیں اچھی نہیں لگتیں تو میں بولتی ہی نہیں" ———
صابرہ نے کار فارم سے باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے یہ غضب نہ کرنا۔ ورنہ مجھے پھر بتانا پڑے گا کہ مجھے کیا کیا
اچھا لگتا ہے" ——— عمران نے کہا اور صابرہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔
کار فارم سے نکل کر تیزی سے مین روڈ پر پہنچی اور دوسرے لمحے وہ

تل ابیب کی طرف جانے کی بجائے مخالف سمت میں مڑ گئی۔

اسی لمحے آسمان پر جنگی طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کا شور سنائی دیا اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

صابرہ نے سڑک پر پہنچتے ہی واقعی ایکسیلیٹر پر پورا دباؤ ڈال دیا تھا اس لئے کار بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح اڑی چلی جا رہی تھی جنگی طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کا شور صابرہ نے بھی سن لیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اب مجھے جغرافیہ دوبارہ پڑھنا پڑے گا۔ یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں شہروں کا تبادلہ ہو گیا ہو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شہروں کا تبادلہ ——— اوہ! شاید آپ کار کے رخ کی وجہ سے ایسا کہہ رہے ہیں۔ یہ بات نہیں ——— آگے ایک بائی روڈ نکلتا ہے جو گھوم کر تل ابیب کی مغربی پہاڑیوں تک چلا جاتا ہے ——— مغربی پہاڑیوں پر کوئی سڑک موجود نہیں اس لئے ادھر کوئی ٹریفک نہیں چلتی۔ لیکن ان پہاڑیوں میں مجھے ایک ایسے راستے کا علم ہے جس سے میں کار نکال سکتی ہوں" ——— صابرہ نے کہا۔ وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گئی تھی اس لئے اس نے تفصیل سے بتا دیا۔

"اس طرح تو ہیلی کاپٹروں سے اس سڑک پر دوڑنے والی ہماری اکلوتی کار کو فوراً ہی چیک کر لیا جائے گا" ——— عمران کے لہجے میں ہلکی سی تشویش تھی۔

"یہ بات بھی نہیں ہے ——— مغربی پہاڑیوں میں جپسم کی بہت بڑی کانیں ہیں اور وہاں سے جپسم نکالنے اور اسے تیار کرنے والے

بہت سے کارخانے ہیں۔ اس لئے اس سڑک پر عام ہائی وے سے زیادہ ٹریفک رہتی ہے۔ اس لئے ہماری کار کو چیک کر لئے جانے کا خطرہ نہیں ہے" ——— صابرہ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو واقعی ایک بائی روڈ پر موڑ دیا اور ذرا سا آگے جانے کے بعد عمران کو یہ دیکھ کر تسلی ہو گئی کہ واقعی اس روڈ پر خاصی ٹریفک تھی۔

اسی لمحے آسمان پر چار گن شپ ہیلی کاپٹر نظر آئے جو انتہائی تیز رفتاری سے اڑتے ہوئے اسی رخ پر غائب ہو گئے۔ جدھر صابرہ کار لے کر جا رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ وہ آگے جا کر یہ سڑک بند کرنا چاہتے ہیں ——— یا اس پر چیکنگ کریں گے ——— مس صابرہ! آپ کار ایک سائیڈ پر روک دیں" ——— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کار روک دوں" ——— ؟ صابرہ نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! ——— روک دیں" ——— عمران کا لہجہ اس قدر سنجیدہ تھا کہ صابرہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کار کی رفتار آہستہ کی اور ساتھ ہی اس نے سائیڈ پر ہونے کا اشارہ دینا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد کار سائیڈ پر رک چکی تھی۔

"آپ چاہیں تو واپس جا سکتی ہیں۔ کیونکہ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ آگے خونریز تصادم ہو گا" ——— عمران نے کار رکتے ہی صابرہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں ——— کچھ بھی ہو، میں واپس نہیں جاؤں گی ——— میں فلسطین

کی بیٹی ہوں اور آپ یعقوب سے میرے متعلق پوچھ سکتے ہیں کہ فلسطین میں صابرہ کو کس نام سے یاد کیا جاتا ہے" ـــــ صابرہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر آپ پیچھے بیٹھ جائیں ـــــ ٹائیگر! تم ڈرائیونگ سیٹ پر آجاؤ اور اپنی مشین گن مجھے دے دو" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے چہرے پر موجود سنجیدگی دیکھ کر صابرہ دروازہ کھول کر نیچے اتری۔ اسی لمحے ٹائیگر بھی نیچے اتر آیا۔ اور پھر ٹائیگر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہوئے گن عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی بے پناہ سنجیدگی نے اس کے اعصاب میں تناؤ پیدا کر دیا تھا۔

پل خاور کی توقعات سے کہیں زیادہ بڑا تھا اس کی طرز تعمیر انتہائی جدید تھی جس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ پل ابھی حال ہی میں تعمیر کیا گیا ہے حالی نے انہیں ان کا مطلوبہ سامان تو مہیا کر دیا تھا لیکن وہ خود اس مشن میں ان کے ساتھ نہ آیا تھا۔ کیونکہ اس کے قول کے مطابق حالی کمان نے اُسے ایک اہم کام کے لئے کسی اور شہر میں طلب کر لیا تھا ویسے بھی خاور اور اس کے ساتھی اب حالی کی اتنی ضرورت محسوس نہ کر رہے تھے اس لئے انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔

وہ چاروں ایک جیپ میں بیٹھے ہوئے تھے اور جیپ اس وقت پل سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر درختوں کے ایک جھنڈ میں کھڑی تھی ان چاروں کے جسموں پر چست لباس تھا اور ان چاروں کی نظریں پل پر ہی جمی ہوئی تھیں جہاں ہلکی سی روشنی میں مسلح فوجی چلتے ہوئے صاف نظر آ رہے تھے اس کے عین درمیان میں اگر ڈائنامیٹ فٹ کر دیا جائے تو یہ پل آسانی

سے اڑایا جا سکتا ہے" ـــــ چوہان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جاتا ہوں ڈائنامیٹ فٹ کرنے" ـــــ خاور نے کہا اور پچھلی نشست پر پڑے ہوئے اپنے بیگ کو اٹھانے ہی لگا تھا کہ یکلخت جس طرح سورج اچانک گھرے بادلوں سے نکل آتا ہے اس طرح ان کے گرد تیز روشنی پھیل گئی اور اس کے ساتھ ہی جیپ کے چاروں طرف مسلح فوجی نمودار ہوئے جن کے ہاتھوں میں موجود مشین گنوں کا رخ ان کی طرف تھا۔

"خبردار! ـــ ہاتھ اٹھا کر نیچے اتر آؤ۔ ورنہ" ـــــ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور خاور اور اس کے ساتھی اس اچانک اور غیر متوقع افتاد پر جیسے سُن سے ہو کر رہ گئے۔ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس قسم کی صورت حال بھی پیش آ سکتی ہے۔

"نیچے اترو۔ ورنہ میں جیپ بم سے اڑا دوں گا" ـــــ پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا گیا اور خاور ایک طویل سانس لیتا ہوا جیپ سے نیچے اتر آیا۔ اس کے پیچھے باقی ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔ جیپ کے گرد آٹھ مسلح فوجی موجود تھے اور تیز روشنی ایک درخت کی چوٹی سے نکل کر زمین پر پڑ رہی تھی۔ یہ روشنی تیز سرچ لائٹ کی تھی جسے شاید درخت کی چوٹی پر فٹ کر دیا گیا تھا۔

"جیپ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ" ـــــ ایک لمبے تڑنگے فوجی نے چیختے ہوئے کہا اور وہ جیپ کی طرف مڑ گئے۔ ان کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور چہروں پر بے پناہ سختی تھی۔ انہیں اب احساس ہو رہا تھا کہ وہ واقعی احمقوں کی طرح ان فوجیوں کے ٹریپ میں پھنس گئے ہیں

لیکن صورت حال ایسی تھی کہ وہ کچھ بھی نہ کر سکتے تھے۔ ورنہ مشین گنوں کی گولیاں انہیں ایک لمحے میں بھون ڈالتیں۔ ان کے جیپ کی طرف مڑتے ہی انتہائی مہارت اور چابکدستی سے ان کی تلاشی لی گئی اور ان کی جیبوں میں موجود تمام سامان نکال لیا گیا۔

"اب اسی طرح ہاتھ اٹھائے پل کی طرف چلو" ـــــ اسی فوجی نے چیخ کر کہا اور وہ چاروں ہی مڑے اور پل کی طرف بڑھنے لگے۔ مڑتے ہوئے ان چاروں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر ان چاروں نے بیک وقت سر ہلا دیئے۔

"سنو! ـــ تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے" ـــــ خاور نے مڑتے ہوئے ایک فوجی سے کہا جس کی مشین گن اس کے مڑنے کی وجہ سے اس کے سینے سے آ لگی تھی۔ یہی پوزیشن باقی تینوں کی بھی ہوئی۔

"ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی" ـــــ اسی فوجی نے چیخ کر کہا۔ ان کے پیچھے چھ فوجی تھے جب کہ باقی دو جیپ کے اندر گھس رہے تھے لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا، ان چاروں نے بیک وقت نہ صرف مشین گنوں کی نالوں پر ہاتھ ڈالے بلکہ ان کے زیر ناف زوردار لات بھی مار دی۔ اس اچانک اور غیر متوقع حملے کی وجہ سے ان میں سے دو تو اچھل کر نیچے جا گرے جب کہ باقی دو لڑکھڑا کر دو تین قدم پیچھے ہٹے اور اسی لمحے خاور نے مشین گن کو بجلی کی سی تیزی سے ہوا میں اچھال کر دستے کی طرف سے پکڑا اور پلک جھپکنے میں اس نے لڑکھڑا کر پیچھے ہٹنے والے دونوں سپاہیوں پر جو اچانک پیچھے ہٹنے کی وجہ سے اپنے عین پیچھے موجود دو سپاہیوں سے ٹکرا چکے تھے فائر کھول دیا۔ اسی لمحے چوہان

کی مشین گن بھی ٹڑٹڑائی اور زمین پر گر کر اُٹھنے والے دونوں سپاہیوں کے ساتھ ساتھ جیپ میں سوار ہونے والے دونوں فوجی بھی چیختے ہوئے پہلو کے بل جیپ سے ٹکرا کر نیچے گرے۔ اسی لمحے سرچ لائٹ بھی ایک دھماکے سے اُڑ گئی اور ہر طرف تاریکی سی چھا گئی۔ یہ سب کچھ صرف چند لمحوں میں ہی ہو گیا۔

"جلدی کرو، جیپ میں بیٹھو ــــ ہم نے ہر صورت میں پُل تباہ کرنا ہے" خاور نے چیختے ہوئے کہا اور وہ سب بجلی کی سی تیزی سے دوڑ کر جیپ میں سوار ہوئے اور دوسرے لمحے خاور نے اندھا دھند انداز میں جیپ کو پُل کی طرف دوڑانا شروع کر دیا۔ جب کہ باقی ساتھی جیپ کے کھلے دروازوں سے دونوں اطراف میں مشین گنیں نکالے چوکنے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے اور پھر خاور نے یکلخت جیپ کو اتنی تیزی سے موڑا کہ جیپ اُلٹتے اُلٹتے بچی اور چوہان اور صدیقی دونوں نیچے گرنے سے بال بال بچ گئے جیپ کے عقب سے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ لیکن جیپ کی باڈی سے کوئی گولی نہ ٹکرائی۔

"کیا ہوا تھا ــــ؟" پیچھے سے صدیقی نے چیخ کر پوچھا۔

"پُل کی طرف سے چار جیپیں آ رہی ہیں ــــ اب پُل پر جانا خودکشی کرنا ہے" ــــ خاور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ جیپ گولی سے بھی زیادہ رفتاری سے اُڑی چلی جا رہی تھی لیکن تعاقب میں آنے والی جیپوں کی لائٹیں اب ان پر پڑنے لگی تھیں۔

"ان جیپوں کو ہٹ کر دو ــــ میزائل فائر کر دو" ــــ خاور نے چیختے ہوئے کہا اور جیسے اس کے ساتھیوں کو ہوش آیا، دوسرے لمحے پیچھے

مسلسل دھماکے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی پیچھے سے پڑنے والی لائٹیں بجھ گئیں۔

"چاروں ہٹ ہو گئی ہیں" ــــ صدیقی نے کہا اور خاور نے سر ہلا دیا جیپ اب طرابلس کی ہائی وے تک پہنچنے ہی والی تھی۔ خاور ہونٹ بھینچے بیٹھا ہوا تھا اور پھر ہائی وے پر چلتی ہوئی ٹریفک نظر آنے لگی۔

"ہم نے کوئی کار حاصل کرنی ہے ــــ یہ جیپ ان کے ٹارگٹ میں ہو گی" ــــ خاور نے تیز لہجے میں کہا اور اسی لمحے اس نے جیپ کو تیزی سے مین روڈ پر لے جا کر بائیں ہاتھ پر موڑ دیا۔ ان سے آگے سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار تھی۔

"یہ کار ہمارے مطلب کی ہے۔ میں اسے روکتا ہوں" ــــ خاور نے کہا اور جیپ آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی ہوئی کار کے قریب ہوتی چلی گئی۔ کار کی عقبی بتیوں کی مخصوص بناوٹ بتا رہی تھی کہ کار سپر ڈرگ ہے جو اسرائیل میڈ تھی اور جسے صرف اسرائیل کے اُمرا ہی خرید سکتے تھے اس کا انجن بے حد طاقتور تھا۔ گو کار خاصی رفتار سے جا رہی تھی۔ لیکن بہرحال خاور نے تو جیپ کا فُل ایکسیلیٹر دبایا ہوا تھا اس لئے جیپ انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی ہوئی کار کے قریب سے نکلی اور شاید کار والوں نے جیپ کی بے پناہ رفتار دیکھ کر خود ہی کار کی رفتار آہستہ کر دی خاور نے جیپ کی رفتار کم کر کے اُسے سائیڈ پر دبانا شروع کر دیا اور تھوڑی دُور جانے کے بعد اس نے کار کو رُکنے پر مجبور کر دیا۔ جیپ اور کار کے رُکتے ہی صدیقی اور نعمانی مشین گنیں اٹھائے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر نیچے اُترے اور ایک لمحے میں وہ کار تک پہنچ گئے کار خالی تھی

صرف ڈرائیونگ سیٹ پر ایک باوردی ڈرائیور بیٹھا ہوا تھا۔

نعمانی نے ایک جھٹکے سے کار کا دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے ڈرائیور چیختا ہوا اچھل کر باہر سڑک پر جاگرا۔ اسی لمحے چوہان اور خاور بھی چار بیگ گھسیٹتے ہوئے جیپ سے اترے اور پھر بلک جھپکنے میں وہ کار میں سوار ہو گئے۔ جب تک سڑک پر گرنے والا ڈرائیور اٹھنے میں کامیاب ہوتا۔ نعمانی کار کو تیزی سے آگے بڑھا لے گیا۔

اسی لمحے خاور کی مشین گن تڑتڑائی اور سڑک سے اٹھ کر کھڑا ہونے والا ڈرائیور بری طرح اچھل کر دوبارہ سڑک پر گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ کار بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی۔

"یہ ضروری تھا۔ ورنہ یہ کار کی تفصیلات بتا دیتا" ---- خاور نے سر اندر کرتے ہوئے کہا۔

"اب کدھر جانا ہے" ---- ؟ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"سیدھے چلے چلو ---- راستے میں اسرائیل کا مین مائیکرو ویو ٹاور آئے گا۔ اب یہ ہمارا ٹارگٹ ہوگا۔ پھاٹک توڑ کر اندر چلے چلنا" خاور نے کہا اور نعمانی نے سر ہلا دیا۔

"ڈائنامیٹ سٹکس نکال کر مجھے دو صدیقی! ---- اور خود آپریٹنگ مشین سنبھال لو" ---- خاور نے پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صدیقی سے کہا اور صدیقی نے چند لمحوں میں انتہائی طاقتور ڈائنامیٹ سٹکس کا بنڈل خاور کی طرف بڑھا دیا۔

اسی لمحے دور سے وہ دیو ہیکل ٹاور نظر آنے لگا۔ ٹاور فولاد کا بنا

ہوا تھا اور اس کی انتہائی بلندی پر چاروں طرف بہت بڑی بڑی اسکوائر شیٹس تھیں۔ یہ انتہائی طاقتور مائیکرو ویو ٹاور تھا اور پورے اسرائیل میں موجود مائیکرو ویو سسٹم کا ایک لازمی جزو تھا اس ٹاور کے تباہ ہونے کا مطلب تھا کہ پورے اسرائیل کا مائیکرو ویو سسٹم ناکارہ ہو جاتا۔ اس طرح موسمیاتی رپورٹوں کے ساتھ ساتھ فوجی کارروائیاں بھی یکسر مفلوج ہو کر رہ جاتیں اور ساتھ ہی اسرائیل سے باہر کی جانے والی ٹیلیفون کالز بھی رک جاتیں۔ ایک لحاظ سے اسرائیل کا رابطہ باقی دنیا سے مائیکرو ویو کے ذریعے کٹ جاتا۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ٹاور کے قریب پہنچتی چلی گئی اور ٹاور کے گرد موجود وسیع چار دیواری کے درمیان سڑک پر اس کا بند پھاٹک نظر آنے لگا۔

"ہوشیار! ---- اندر موجود ہر فرد کو موت کی نیند سلا دو" ---- خاور نے چیخ کر کہا۔ دوسرے لمحے نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار کا رخ موڑا اور کار ایک خوفناک دھماکے سے بند پھاٹک سے ٹکرائی اور پھاٹک توڑتی ہوئی اندر داخل ہوئی اندر ایک طرف چھوٹی سی عمارت موجود تھی جس میں روشنی ہو رہی تھی۔

"تم اس عمارت کی طرف جاؤ ---- میں ٹاور سے ڈائنامیٹ باندھتا ہوں" ---- خاور نے چیخ کر کہا اور نعمانی پہلے تو کار کو سیدھا ٹاور کی طرف لے جاتا گیا جو پھاٹک سے کچھ دور تھا اور پھر کار اس نے ٹاور کے قریب پہنچ کر تیزی سے ٹرن کی اور ساتھ ہی بریکیں چیخ اٹھیں خاور بجلی کی سی تیزی سے نیچے اترا اور اسی لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے

بڑھی اور تیر کی طرح سیدھی اس عمارت کی طرف بڑھنے لگی جس کے باہر اب آٹھ دس افراد نکل کر کھڑے حیرت سے کار کو دیکھ رہے تھے۔ وہ شاید پھاٹک سے کار ٹکرانے کا دھماکہ سن کر باہر آئے تھے۔ کار تیزی سے ان کے قریب پہنچ کر ایک بار پھر مڑی اور اس کے ساتھ ہی کار میں سے مشین گن تڑتڑائی اور باہر موجود آٹھ دس افراد چیختے ہوئے مکھیوں کی طرح نیچے گرے۔ ان کے نیچے گرتے ہی کار کے دروازے کھلے اور پھر وہ تینوں مشین گنیں اٹھائے دوڑتے ہوئے اس عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ تڑپتے ہوئے افراد کو پھلانگتے ہوئے اندر گئے تو یہاں ایک وسیع ہال نما کمرہ تھا جس میں دس بارہ مشینیں نصب تھیں جن میں کئی تو خودکار تھیں جبکہ کئی کے سامنے افراد سٹولوں پر بیٹھے انہیں آپریٹ کر رہے تھے ایک طرف میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

"فائر" ۔۔۔ صدیقی نے چیخ کر کہا اور پھر ہال مشین گنوں کی گولیوں کے دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ ایک لمحے میں ہال میں موجود تمام افراد فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔

"واپس" ۔۔۔ چوہان نے چیخ کر کہا اور وہ تیزی سے واپس مڑے باہر برآمدے میں آتے ہی چوہان نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک طاقتور بم باہر نکالا اور دانتوں سے اس کی پن کھینچ کر اس نے بم ہال کے کھلے دروازے کے اندر اچھال دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے واپس کار کی طرف بڑھے۔ ان کے کار تک پہنچنے سے پہلے ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا لیکن عمارت تباہ نہ ہوئی البتہ بم سے نکلنے والی تیز روشنی ہر طرف پھیل گئی۔

"اوہ! ۔۔۔ تو یہ عمارت بم پروف تھی" ۔۔۔ نعمانی نے اچھل کر سٹیرنگ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور اس کے باقی ساتھی بھی کار میں سوار ہو گئے نعمانی نے ایک جھٹکے سے کار موڑی اور اسے تیزی سے ٹاور کی طرف لے جاتا گیا۔

خاور اس وقت ٹاور سے نیچے اتر رہا تھا اور پھر جیسے ہی کار قریب پہنچی، اس نے چھلانگ لگا دی۔ نعمانی نے ایک لمحے کے لئے کار روکی اور خاور اچھل کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ نعمانی نے کار ٹوٹے ہوئے گیٹ کی طرف موڑی۔

"جیفہ کی طرف موڑ دینا" ۔۔۔ خاور نے کہا اور نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے کار ٹوٹے ہوئے پھاٹک سے باہر نکال کر دائیں طرف موڑی اور تیزی سے اسے آگے بڑھاتے لے گیا۔

"وہ آپریٹنگ مشین" ۔۔۔ خاور نے پیچھے مڑ کر کہا۔

"میرے پاس ہے ۔۔۔ آن کر دوں" ۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں" ۔۔۔ خاور نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا اور صدیقی نے مشین پر موجود سرخ رنگ کا بٹن پوری قوت سے دبا دیا۔ چند سیکنڈ بعد ہی ان کے عقب میں اس قدر خوفناک اور لرزا دینے والا دھماکہ ہوا کہ ان کی اپنی کار بھی سڑک پر بری طرح ڈول گئی۔ انہوں نے پیچھے دیکھا تو انہیں اندھیرے میں آگ کا ایک بڑا سا شعلہ آسمان کی طرف اٹھتا دکھائی دیا۔ جس میں لوہے کے سیاہ ٹکڑے چمک رہے تھے۔

"افتتاح تو ہوا ۔۔۔ ہم تو بری طرح پھنس کر رہ گئے تھے" ۔۔۔ خاور

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پل پر ہمارے متعلق باقاعدہ اطلاع دی گئی تھی اس لئے ہمیں وہاں ٹریپ کرنے کے لئے پوری طرح منصوبہ بندی کی گئی تھی اور یہ یقیناً ھانی کا کام ہے"۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"ھانی کو معلوم تھا کہ ہم نے کس راستے سے جانا ہے اور کہاں ٹھہرنا ہے۔۔۔ اور عین اسی سپاٹ پر سرچ لائٹ کی تنصیب اور سپاہیوں کی موجودگی ظاہر کرتی ہے کہ انہیں اس سارے پوائنٹس کا علم تھا"۔۔۔ خاور نے جواب دیا۔

"لیکن ھانی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ اسی کی وجہ سے تو ہم کرنل بلاشر کی زد سے نکلنے اور طرابلس میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے ہیں۔۔۔ اگر وہ غدار ہوتا تو ہمیں بڑی آسانی سے سیدھا فوج کے حوالے کر سکتا تھا"۔۔۔ صدیقی نے کہا۔

"یہ باتیں بعد میں ہوں گی۔ فی الحال ہم نے آگے کا سوچنا ہے۔ حیفہ تک خاصا طویل سفر ہے اور یہ طویل سفر کار میں کرنے کا مطلب ہے کہ ہم کہیں نہ کہیں ضرور گھیر لئے جائیں گے"۔۔۔ خاور نے کہا۔

"ظاہر ہے۔۔۔ لیکن اب حیفہ پہنچنے کا اور کیا ذریعہ ہو سکتا ہے"۔ چوہان نے کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں حیفہ تک سفر ٹرین کے ذریعے کرنا چاہئے میں نے نقشہ دیکھا ہے۔ یہاں سے دائیں طرف ٹرین کی پٹڑی موجود ہے۔ راستے میں کوئی نہ کوئی اسٹیشن بہرحال آتا ہی ہوگا"۔۔۔ خاور نے کہا۔

"پھر ایسا کریں کہ کار پٹڑی کے ساتھ ساتھ دوڑاتے ہیں۔ کہیں تو اسٹیشن آئے گا"۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ یہ ٹھیک رہے گا"۔۔۔ خاور نے کہا اور نعمانی نے ذرا سا آگے جا کر دائیں طرف گھومنے والی ایک کچی سی سڑک پر کار موڑ دی سڑک کے دونوں اطراف میں گھنے درخت تھے اور ارد گرد کھیت پھیلے ہوئے تھے۔ کار انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جا رہی تھی کہ یکلخت دور سے انہیں روشنیاں چمکتی دکھائی دیں۔

"اوہ!۔۔۔ یہ تو ہم براہ راست کسی اسٹیشن پر پہنچ گئے ہیں"۔۔۔ نعمانی نے روشنیاں دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ اسٹیشن کی روشنیاں نہیں ہیں۔ یہ تو مجھے کسی فارم کے باہر جلنے والی روشنیاں لگتی ہیں"۔۔۔ خاور نے کہا۔

سڑک آگے جا کر بل کھاتی ہوئی جیسے ہی سیدھی ہوئی روشنیوں والی عمارت سامنے آگئی۔ یہ واقعی اسٹیشن تھا لیکن بالکل چھوٹا اور دیہاتی ٹائپ کا۔

"یہ تو واقعی اسٹیشن ہے"۔۔۔ خاور نے کہا۔

"لیکن اس پر تو شاید ہی کوئی گاڑی ٹھہرتی ہو"۔۔۔ صدیقی نے کہا اور اسی لمحے نعمانی نے اسٹیشن کے آؤٹ گیٹ کے سامنے کار روک دی۔ اسٹیشن سنسان پڑا ہوا تھا۔

"میں معلوم کرتا ہوں"۔۔۔ خاور نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ گیٹ کراس کر کے اسٹیشن میں داخل ہو گیا۔ اسٹیشن واقعی خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ ایک کمرے کے

کھلے دروازے سے روشنی باہر آ رہی تھی۔ خاور تیز تیز قدم اٹھاتا جب اندر داخل ہوا تو اس نے ایک نوجوان کو کرسی پر بیٹھے اور میز پر سر رکھے سوئے ہوئے دیکھا۔

"اے مسٹر" ۔۔۔ خاور نے آگے بڑھ کر اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"آ ۔۔۔ آں ۔۔۔ اوہ! مجھے نیند آ گئی ۔۔۔ جی کون صاحب ہیں آپ"۔ نوجوان نے حیرت سے آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔

"یہاں گاڑی کس وقت آئے گی حیفہ جانے کے لئے" ۔۔۔ خاور نے پوچھا۔

"حیفہ جانے والی ۔۔۔ اوہ صاحب! وہ تو ایکسپریس ٹرین ہوتی ہے وہ یہاں نہیں رکتی ۔۔۔ یہاں تو مال گاڑیاں اور ایک ریل کار البتہ رکتی ہے"۔ نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے کلاک پر نظریں ڈالیں اور دوسرے لمحے وہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ! دو بج گئے ہیں۔ ریل کار آنے ہی والی ہے۔ اچھا ہوا آپ نے مجھے جگا دیا جناب" ۔۔۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو! ۔۔۔ کوئی طریقہ ہے یہاں سے حیفہ جانے کا" ۔۔۔ خاور نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جناب! ۔۔۔ ریل کار میں بیٹھ کر آپ تین اسٹیشن چھوڑ کر چوتھے اسٹیشن اسبارو پر اتر جائیں۔ وہاں سے آپ کو حیفہ جانے والی ٹرین مل جائے گی ۔۔۔ ریل کار اگر لیٹ نہ ہو گئی تو آپ آسانی سے اسبارو سے

تیار ہو کر حیفہ جانے والی گاڑی پر سوار ہو سکتے ہیں" ۔۔۔ نوجوان نے (شاید اب پوری طرح بیدار ہو گیا تھا)، سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے" ۔۔۔ خاور نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس مڑ گیا۔ اس نے کار کے قریب پہنچ کر سٹیئرنگ پر بیٹھے ہوئے نعمانی سے مخاطب ہو کر اسے تفصیل بتائی۔

"میرے خیال میں ہمیں کار ایک طرف کر کے چھپا دینی چاہیئے۔ اور اس ریل کار سے سفر کرنا چاہیئے" ۔۔۔ نعمانی نے کہا اور باقی ساتھیوں نے بھی اس کی تائید کی تو وہ سب کار سے نیچے اتر آئے مخصوص اسلحے کے تھیلے بھی انہوں نے باہر نکال لئے۔ نعمانی البتہ سٹیئرنگ پر بیٹھا رہا اور اس نے کار موڑ کر اس کا رخ سائیڈ پر موجود کھیت کی طرف کر دیا۔ جبکہ اس کے باقی تینوں ساتھی بیگ اٹھائے اسٹیشن میں داخل ہو گئے اسٹیشن پر موجود وہی نوجوان جو شاید اسٹیشن ماسٹر تھا، خاور اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر مسکرا دیا۔

"بس پہنچنے ہی والی ہے ریل کار ۔۔۔ آج صحیح وقت پر آ رہی ہے"۔ اسٹیشن ماسٹر نے کہا۔

"شکر ہے" ۔۔۔ خاور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ اسبارو کے لئے ٹکٹیں لے لیں۔ تین ٹکٹیں" ۔۔۔ اسٹیشن ماسٹر نے کہا۔ شاید اس چھوٹے سے اسٹیشن پر ٹکٹ فروخت کرنے کا کام بھی وہی کرتا تھا۔

"نہیں چار ٹکٹیں ۔۔۔ ہمارا ساتھی آ رہا ہے" ۔۔۔ خاور نے کہا اور ساتھ ہی جیب سے ایک نوٹ نکال لیا۔ اسی لمحے نعمانی بھی لمبے لمبے قدم

اٹھاتا ان کے پاس پہنچ گیا۔

اسٹیشن ماسٹر نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک کاپی نکالی اور اس کے ساتھ منسلک پنسل سے اس نے اس پر اندراجات کرنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے کاغذ پھاڑ کر خاور کی طرف بڑھا دیا۔ خاور نے نوٹ آگے کیا۔

"اوہ! ___ یہ تو بڑا نوٹ ہے جناب! ___ میرے پاس تو چینج بھی نہیں ہے۔ یہاں سے تو کم ہی لوگ سوار ہوتے ہیں۔ زیادہ تر اترتے ہی ہیں اردگرد کے دیہاتی لوگ" ___ اسٹیشن ماسٹر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ رکھ لیں ___ ہم نے کل واپس آجانا ہے۔ کل آپ سے بقایا لے لیں گے" ___ خاور نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ___ کل بھی میری ڈیوٹی رات کی ہے" ___ نوجوان نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور نوٹ کو اس ٹکٹوں والی بک کے ساتھ ہی جیب میں رکھ لیا۔

تھوڑی دیر بعد دور سے ریل کار کی ہیڈ لائٹ چمکتی نظر آنے لگی۔

"جناب! ریل کار آگئی ہے۔ تقریباً خالی ہی ہو گی۔ آپ کو سیٹیں مل جائیں گی" ___ نوجوان نے کہا اور خاور نے سر ہلا دیا۔

ریل کار تھوڑی دیر بعد اسٹیشن پر پہنچ کر رک گئی۔ وہ ایک عام سی ریل کار تھی جس میں گنتی کے چند ہی مسافر موجود تھے۔ ریل کار رکتے ہی نوجوان تیزی سے اس کے آپریٹر کی طرف بڑھ گیا جبکہ دو مسافروں کے اترنے کے بعد خاور اور اس کے ساتھی ریل کار میں سوار ہو گئے۔

اندر بیٹھے ہوئے افراد بھی سیٹوں سے سر ٹکائے سو رہے تھے یا اونگھ رہے تھے۔

خاور اور اس کے ساتھی اطمینان سے سیٹوں پر بیٹھ گئے اور تقریباً دو منٹ بعد ہی ریل کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر اس کی رفتار تیز ہوتی گئی۔ باہر گھپ اندھیرا تھا۔ ڈبے میں بھی ملگجی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی جو چھت میں موجود انتہائی کم پاور کے بلبوں کی وجہ سے نظر آ رہی تھی۔ ریل کار کی رفتار آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی۔

"خیال رکھنا۔ اس اسٹیشن ماسٹر نے تیسرا اسٹیشن کہا تھا" ___ خاور نے کھڑکی کے قریب بیٹھے ہوئے نعمانی سے کہا۔ اور نعمانی نے سر ہلا دیا۔

ریل کار کو چلتے ہوئے تقریباً آدھا گھنٹہ گذرا ہو گا کہ اس کی رفتار کم ہونی شروع ہو گئی اور نعمانی نے کھڑکی سے باہر سر نکالا۔

"اسٹیشن آ رہا ہے" ___ نعمانی نے کہا اور سب نے ہی سر ہلا دیئے۔

ریل کار اس اسٹیشن پر رک گئی۔ یہ بھی پہلے جیسا ہی چھوٹا اسٹیشن تھا۔ پھر تقریباً اتنے ہی وقت کے بعد دوسرا اسٹیشن آگیا۔ یہاں بھی گاڑی تھوڑی دیر کے لئے رکی اور پھر آگے بڑھ گئی۔

"بس اب تیسرا اسٹیشن اسارو ہے" ___ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور خاور نے سر ہلا دیا۔ ان سب کے چہروں پر اطمینان کے آثار چھائے ہوئے تھے لیکن اس بار ابھی گاڑی نے تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ یکلخت اس کی رفتار ایک زوردار جھٹکے سے کم ہونی شروع ہو گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے زنجیر کھینچ دی ہو۔ نعمانی نے تیزی سے سر باہر نکالا۔ لیکن دور دور تک کوئی روشنی نظر نہ آئی۔ مگر اسی لمحے

اُسے دائیں طرف جگنو سا چمکتا ہوا محسوس ہوا۔ اور پھر گاڑی آہستہ ہوتے ہوتے رُک گئی۔

"اوہ!۔۔۔ ملٹری کا گھیراؤ"۔۔۔ نعمانی نے سر اندر کرتے ہوئے کہا اور وہ سب نعمانی کی بات سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑے ہو گئے اور سامان کے تھیلوں کی طرف جھپٹے۔

"خبردار!۔۔۔ سب لوگ ہاتھ اٹھا دو"۔۔۔ اسی لمحے ڈبے میں بھاری قدموں کی آواز کے ساتھ ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر کئی مشین گنوں کی نالیں ان سب کی طرف اُٹھ گئیں۔ ڈبے میں آٹھ مسلح سپاہی موجود تھے۔

اور خاور نے بے اختیار ہاتھ اٹھا دیئے۔ اور اس کی پیروی میں اس کے ساتھیوں نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے۔

دوسرے ملحقہ کمرے کے دوسرے دروازے سے بھی بھاری قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر خاور اور اس کے ساتھیوں کی پشت سے بھی مشین گنوں کی نالیں لگ گئیں۔

اب وہ بُری طرح بے بس ہو گئے تھے۔ چند لمحوں میں ہی ان چاروں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں اور پھر انہیں دھکیل کر گاڑی سے نیچے اتار لیا گیا۔ باقی مسافر سہمے ہوئے انداز میں یہ سب تماشہ دیکھ رہے تھے۔

"ان کا سامان کونسا ہے"۔۔۔ ایک سپاہی نے انتہائی کرخت لہجے میں ایک مسافر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ج۔۔۔ ج۔۔۔ جناب!۔۔۔ یہی تھیلے ہو سکتے ہیں"۔ اس مسافر نے

گھبرائے ہوئے انداز میں کہا اور سپاہی تھیلوں پر جھپٹ پڑے۔

چند لمحوں بعد انہیں ریل کار سے نیچے اتار لیا گیا۔ وہاں کم از کم سو کے قریب مسلح سپاہی موجود تھے اور دُور درختوں کے نیچے پندرہ بیس جیپیں بھی کھڑی نظر آ رہی تھیں۔

"تم نے کیسے سمجھ لیا تھا کہ اس قدر تباہی پھیلانے کے باوجود تم نکل جاؤ گے"۔۔۔ ایک آفیسر نے قریب آ کر خاور اور اس کے ساتھیوں سے انتہائی کرخت لہجے میں مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔ ہمارا کسی تباہی سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔۔۔ خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔۔۔ ہمیں کرسنا اسٹیشن کے اسٹیشن ماسٹر نے تمہارے حلیئے تفصیل سے بتائے ہیں۔۔۔ کار اڑانے کے بعد تم نے جس ڈرائیور کو گولی ماری تھی وہ بھی بیان دینے تک زندہ رہا تھا اور پھر ٹاور ہاؤس میں بھی چند زخمیوں نے تمہارے متعلق تفصیل سے بتایا ہے اور کرسنا اسٹیشن کے باہر کھیت میں موجود وہ کار بھی دستیاب ہو چکی ہے"۔۔۔ آفیسر نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"جناب!۔۔۔ ان تھیلوں میں انتہائی خوفناک اسلحہ ہے"۔۔۔ ایک سپاہی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"بولو!۔۔۔ اب بھی انکار کرو گے۔۔۔ چلو بٹھاؤ انہیں جیپ میں۔ کرنل بلاشر بھوکے شیر کی طرح ان کا انتظار کر رہا ہے۔ وہ ان کی ایک ایک ہڈی جب تک نہ توڑے گا اُسے چین نہ آئے گا"۔۔۔ اسی آفیسر نے کہا اور ان چاروں کو ایک بڑی سی جیپ میں سوار کر دیا گیا۔ ان کے

ساتھ چار مسلح سپاہی بھی بیٹھ گئے اور پھر جیپ تیزی سے درختوں
کے درمیان بھاگنے لگی۔ ان سے آگے اور پیچھے جیپوں کے علاوہ
ان کی جیپ کی دونوں اطراف میں بھی مسلح سپاہیوں سے بھری
ہوئی ایک ایک جیپ چل رہی تھی اور خاور اور اس کے ساتھیوں
کو یہ صورت حال دیکھ کر یقین ہو گیا کہ اس بار موت سے بچ نکلنے
کا کوئی راستہ ان کے پاس موجود نہ رہا ہے۔

ٹائیگر کار دوڑاتا ہوا تیزی سے پہاڑیوں کی طرف بڑھا جا رہا تھا
عمران نے ایک جگہ کار رکوا کر اپنے اور اپنے ساتھیوں کے اوپر والے
لباس بھی اتروا دیئے تھے اور ان کے چہرے پر موجود اوپر والا میک اپ
بھی اس نے پانی کی مدد سے صاف کرا دیا تھا اس لئے اب وہ تینوں بالکل
ہی مختلف لباسوں میں تھے جبکہ ٹائیگر اور یعقوب کے چہرے بدل چکے
تھے البتہ عمران اپنے اصل چہرے میں تھا۔ ظاہر ہے میک اپ پانی
سے اتارا تو جا سکتا تھا کیا نہ جا سکتا تھا۔ اس لئے مجبوری تھی۔
سڑک پر ٹریفک اسی طرح رواں دواں تھی پھر ایک موڑ مڑتے ہی
انہیں دور سڑک پر رکی ہوئی ٹریفک دیکھ کر ہی اندازہ ہو گیا کہ وہاں
چیکنگ کی جا رہی ہے۔ دو گن شپ ہیلی کاپٹر سڑک کی ایک سائیڈ پر
کھڑے تھے۔ جبکہ دو گن شپ ہیلی کاپٹر سڑک کے عین اوپر ہوا میں معلق
کھڑے تھے۔

"ہوشیار ۔۔۔ میں اوپر والے ہیلی کاپٹروں کو نشانہ بناؤں گا ۔۔۔
لیعقوب! تم سڑک پر موجود سپاہیوں کو ختم کرو گے ۔۔۔ ٹائیگر! تم کار
نکال کر لے جانا" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا
دیا۔ سڑک پر اس وقت دس کے قریب مختلف کاریں، جیپیں اور دو ٹرک
رُکے ہوتے تھے۔ لیکن وہ سب ایک قطار میں ایک دوسرے کے پیچھے
کھڑے ہوئے تھے اس لئے آدھی سڑک بالکل خالی تھی۔ ان کے اختتام
پر سڑک کے عین درمیان میں چار مسلح فوجی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے
کھڑے تھے جبکہ چار سائیڈوں میں کھڑے تھے۔ دو فوجی ان کاروں
میں جھانک کر دیکھتے، کچھ باتیں کرتے اور پھر رُکی ہوئی کار کو آگے بڑھنے
کا اشارہ کر دیتے۔

ٹائیگر کی کار بھی رُکی ہوئی کاروں تک پہنچ گئی۔ لیکن نہ ہی اس نے
رفتار کم کی اور نہ ہی اُسے قطار میں روکا۔ بلکہ باقی آدھی خالی سڑک پر
سیدھا دوڑاتا گیا۔ اسی لمحے لیعقوب اور عمران دونوں نے اپنے آدھے جسم
باہر نکالے اور پھر مشین گنوں کی خوفناک تڑتڑاہٹ سے فضا گونج اٹھی۔
اس کے ساتھ ہی انسانی چیخیں بھی گونجیں۔

ٹائیگر گولی کی طرح کار نکالتا چلا گیا۔ سڑک پر موجود ایک سپاہی تو
کار کی سائیڈ سے ٹکرا کر سائیڈ کی کار سے ٹکرایا۔ جب کہ دوسرا لیعقوب
کی فائرنگ کی زد میں آگیا۔ کار گولی کی سی رفتار سے آگے نکلتی چلی گئی۔
اور ان کے عقب میں دو خوفناک دھماکے ہوئے اور انہیں بیک مرر
میں آسمان پر معلق دونوں ہیلی کاپٹر آگ کے بڑے شعلوں کی طرح نیچے
گرتے دکھائی دیتے۔

"زندہ باد ۔۔۔ نیچے کھڑے دونوں ہیلی کاپٹر بھی بیکار ہو گئے ہیں"۔
عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اس نے دونوں ہیلی کاپٹروں
کے ملبے کو انہی ہیلی کاپٹروں کے تقریباً قریب ہی گرتے ہوئے دیکھا تھا۔
ایک مشین گن ان کے عقب میں تڑتڑائی ضرور، لیکن طوفان کی طرح
بھاگتی ہوئی کار اس کی رینج سے کہیں دُور نکل چکی تھی۔ سڑک آگے
جاکر ایک بار پھر مُڑ گئی تھی اور اب دُور سے انہیں پہاڑیوں کا خاکہ سا
نظر آنے لگ گیا تھا۔

"ایسا نہ ہو کہ وہ زمین پر کھڑے ہوئے ہیلی کاپٹروں کے ٹرانسمیٹروں
سے اطلاع دے دیں" ۔۔۔ پیچھے بیٹھی ہوئی صابرہ نے پہلی بار زبان
کھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ اس لئے اب ہم نے کوئی ٹرک روکنا ہے" ۔۔۔ عمران
نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے بھی سر ہلا دیا۔

پھر تقریباً آدھے میل دُور پہنچ جانے کے بعد انہیں ایک بند باڈی
کا ہیوی لوڈر ٹرک جاتا ہوا دکھائی دیا۔ اور پھر کار کی رفتار کی وجہ سے
وہ جلدی ہی قریب آ گیا۔

"صابرہ صاحبہ! ۔۔۔ اب تم کار لے کر پہاڑیوں تک جاؤ گی۔ ہم ٹرک
میں آئیں گے ۔۔۔ اگر تم پکڑی بھی گئیں تو تم اپنا بچاؤ کر سکتی ہو ۔۔۔
جب بھی تمہیں احساس ہو کہ تم پکڑی جا سکتی ہو تو تم یہی کہنا کہ تمہیں پستول
کی نال پر مجبور کر کے لے آیا گیا ہے ۔۔۔ ویسے ہم پہاڑیوں کے قریب
تمہارا انتظار کریں گے۔ کیونکہ راستہ بہرحال تم جانتی ہو اور ٹرک سے
پہاڑیاں کراس بھی نہیں کی جا سکتیں" ۔۔۔ عمران نے مُڑ کر پیچھے بیٹھی

صابرہ سے مخاطب ہو کر کہا اور صابرہ نے سر ہلا دیا۔

اب کار ٹرک کو کراس کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ ٹائیگر نے ہاتھ باہر نکال کر ٹرک کو رکنے کا اشارہ کیا اور ساتھ ہی اس نے کار کو سائیڈ پر دبا کر ٹرک کے آگے دوڑانا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے رفتار بھی کم کر دی۔ ٹرک رک گیا تو اس نے بھی کار روک دی۔ دوسرے لمحے عمران، ٹائیگر اور یعقوب کار سے اترے اور دوڑتے ہوئے ٹرک کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران اور یعقوب دونوں نے ہی مشین گنیں اپنی پشت پر لٹکی ہوئی تھیں۔

"جی جناب" ——— ادھیڑ عمر ٹرک ڈرائیور نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔ لیکن اسی لمحے ٹائیگر دوسری طرف سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور ٹرک ڈرائیور دوسری طرف کا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر ادھر مڑا ہی تھا کہ عمران لپک کر اوپر چڑھا اور دروازہ کھول کر اس نے ٹرک ڈرائیور کو سائیڈ پر جانے کا حکم دیا۔ یعقوب بھی دوسری طرف سے اندر گھس آیا تھا اور اس کے ہاتھ میں موجود مشین گن کا رخ ظاہر ہے ٹرک ڈرائیور کی طرف ہونا تھا۔

"کک ——— کک ——— کیا مطلب" ——— ٹرک ڈرائیور نے بڑی طرح بوکھلاتے ہوئے کہا۔ لیکن اسی دوران عمران نے اسے زور سے دھکا مار کر سائیڈ پر اچھالا اور خود وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"خبردار! ——— خاموش بیٹھے رہو۔ ورنہ ———" ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

عمران نے ایک جھٹکے سے ٹرک آگے بڑھا دیا اور پھر وہ کار کو کراس

کرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

"آپ ——— آپ کون ہیں" ——— ٹرک ڈرائیور نے کچھ دیر بعد زبان کھولی۔

"اسے خاموش کراؤ" ——— عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے ٹرک ڈرائیور چیختا ہوا آگے کی طرف جھکا۔ اس کا سر پوری قوت سے سامنے ڈیش بورڈ سے ٹکرایا اور پھر وہ اوندھے منہ دہیں نیچے گر گیا۔ ٹائیگر نے اس کی گردن کی پشت پر مکہ مارا تھا اور جیسے ہی مکہ کھا کر ٹرک ڈرائیور کا سر ڈیش بورڈ کی طرف جھکا، ٹائیگر نے کھڑی ہتھیلی کا بھرپور وار اس کی گردن کے عقبی حصے پر کیا اور ٹرک ڈرائیور اوندھے منہ سیٹ اور ڈیش بورڈ کے نچلے خلا میں جا گرا۔ اس کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا لیکن پھر ساکت ہو گیا۔ وہ یا تو مر چکا تھا یا پھر بے ہوش ہو گیا تھا۔

"ٹھیک جگہ ڈھونڈ لی ہے اس نے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اور یعقوب دونوں مسکرا دیئے۔

عمران خاصی رفتار سے ٹرک بھگاتا ہوا ان پہاڑیوں کی طرف بڑھا جا رہا تھا کہ تھوڑی دیر بعد آسمان پر جنگی جہازوں کا بے پناہ شور سنائی دیا اور عمران نے ٹرک کی وسیع ونڈ سکرین سے دیکھا تو آسمان پر جنگی جہازوں کا ایک پورا سکوارڈن پھیلا ہوا نظر آیا۔ جب کہ آٹھ گن شپ ہیلی کاپٹر تیزی سے پہاڑیوں کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ ان آٹھ کے علاوہ بھی دوسرے گن شپ ہیلی کاپٹر ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے اور پھر اچانک جیسے آسمان پر سے مشین گنوں کی

گولیوں کی بارش سی شروع ہو گئی اور سڑک پر دوڑنے والی ہر مشینی سواری ان گولیوں کی زد میں آکر چھلنی ہو گئی۔ ٹرک کے کیبن کی چھت پر ایک چھوٹا سا اور کیبن بنا ہوا تھا جو ٹرک کے عقبی حصے کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔ یہ ڈرائیور یا کلینر کے دورانِ سفر آرام کے لئے بنایا گیا تھا اس لئے عمران اور ساتھیوں کو اوپر چھت پر تڑتڑاہٹ کی تیز آوازیں تو سنائی دیں لیکن کوئی گولی چھت پھاڑ کر ان تک نہ پہنچی۔ البتہ خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی ان کے ٹرک کے کئی ٹائر برسٹ ہو گئے اور تیزی سے چلتا ہوا ٹرک اچانک ٹائر برسٹ ہو جانے کی وجہ سے بُری طرح لہرایا لیکن عمران نے ایک لمحے میں اُسے سنبھالا اور پھر روک کر انجن بند کر دیا۔ باہر ابھی تک گولیاں برس رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے آسمان سے اولے برس رہے ہوں۔

"نیچے جھک جاؤ۔ کسی بھی لمحے سکرین ٹوٹ سکتی ہے" ——— عمران نے ٹرک رکتے ہی چیخ کر کہا۔ اور وہ سب انتہائی تیزی سے ڈلیش بورڈ اور سیٹ کے درمیان خلا میں ٹرک ڈرائیور کی طرف سمٹتے چلے گئے۔ ایک لمحہ پہلے وہ ٹرک ڈرائیور کے بارے میں طنزیہ فقرے کہہ رہے تھے جبکہ دوسرے لمحے انہیں خود اس پوزیشن میں آنا پڑا۔ اور ابھی وہ نیچے جھکے ہی تھے کہ ٹرک کی ونڈ سکرین ٹوٹنے کا چھناکا سنائی دیا۔ اور ان کی پشت پر جیسے ونڈ سکرین کے ٹکڑوں کی بارش سی ہو گئی لیکن چونکہ ونڈ سکرین خاص طور پر ایسی بنائی جاتی ہے کہ اندر گیس ہوتی ہے جس کی وجہ سے ٹوٹنے کے بعد شیشے کی شکل گو وہی رہتی ہے لیکن وہ اپنی قوت کھو دیتا ہے اس طرح ٹوٹنے کے بعد ونڈ سکرین کے باریک ٹکڑے کوئی

نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہی وجہ تھی کہ انہیں ٹکڑے اپنی پشت سے ٹکرانے کا احساس تو ضرور ہوا لیکن انہیں کوئی زخم یا تکلیف نہ پہنچی۔

گولیاں چلنے کا بے پناہ شور چند لمحے مزید سنائی دیتا رہا پھر یکلخت خاموشی چھا گئی اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹروں کا شور انہیں اپنے قریب سنائی دینے لگا۔

عمران نے جلدی سے سر اٹھایا تو اس نے تمام ہیلی کاپٹر سڑک پر اترتے ہوئے دیکھے۔ جبکہ دوسری طرف اونچے نیچے ٹیلوں سے بھری ہوئی زمین تھی اس طرف کوئی ہیلی کاپٹر نہ اُترا تھا۔

"جلدی کرو۔ ٹرک کی مخالف سمت اتر جاؤ اور دوڑ کر ٹیلوں کی اوٹ لے لو۔ جلدی کرو" ——— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے درمیانی جگہ میں ابھی تک اوندھے منہ پڑے ہوئے ڈرائیور کو کھینچ کر واپس سیٹ پر ڈالا ڈرائیور کی گردن ٹوٹ چکی تھی۔

یعقوب اور ٹائیگر دونوں بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اُتر گئے تھے۔ عمران بھی اچھل کر دروازے کے قریب سیٹ پر بیٹھا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے سیٹ پر موجود مُردہ ڈرائیور کو دھکیل کر سٹیرنگ کے سامنے کیا اور پھر دروازے سے نیچے پائیدان پر اُتر گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازہ بند کر کے کھلے شیشے والے حصے سے اندر ہاتھ ڈال کر اندر سے دروازہ لاک کیا اور پھر چھلانگ لگا کر وہ نیچے اترا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا ایک ٹیلے کی اوٹ میں ہو گیا۔ یہ ٹیلا ٹرک کے بالکل ہی قریب تھا۔ اس کے دونوں ساتھی پہلے ہی ان ٹیلوں کے پیچھے جا چکے تھے ابھی تک سڑک پر ہیلی کاپٹر اُتر رہے تھے اور جنگی جہاز بھی فضا میں گشت کر

رہے تھے۔ لیکن ان سب کا ٹارگٹ سڑک ہی تھا۔

عمران اس ٹیلے کے پیچھے پہنچتے ہی ایک لمحہ کے لئے رکا اور پھر پہاڑی خرگوش کی طرح جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا اس سے پچھلے ٹیلے کے پیچھے پہنچ گیا۔ جنگی جہاز اب واپس جانے لگ گئے تھے۔ اس لئے عمران بھی اب ذرا کھل کر دوڑنے لگا لیکن وہ یہ خیال رکھ رہا تھا کہ وہ ٹیلوں کی اوٹ لے کر دوڑے تاکہ سڑک سے اسے کوئی چیک نہ کر سکے۔

"عمران صاحب" ۔۔۔۔ اچانک ایک ٹیلے سے ذرا پیچھے ہٹ کر دوسرے ٹیلے کے پیچھے سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور عمران دوڑ کر اس ٹیلے کے پیچھے پہنچ گیا۔ یہاں ٹائیگر اور یعقوب موجود تھے۔

"نکل چلو ۔۔۔ ابھی یہ پورا علاقہ گھیر لیا جائے گا" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ تینوں ہی ٹیلوں کی اوٹ میں دوڑتے ہوئے سڑک سے کافی دور پہنچ گئے۔ ٹیلوں کے آخر میں انہیں اینٹوں کے بھٹے کے آثار نظر آنے لگے۔ اس کی بلند و بالا چمنی دور سے نظر آ رہی تھی اور اس کے گرد اینٹوں کے ڈھیر جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے۔

"اس بھٹے تک پہنچو ۔۔۔ یہاں ہم آسانی سے چھپ سکیں گے" ۔۔۔ عمران نے بھٹے کو دیکھتے ہوئے کہا اور ان تینوں نے بے اختیار بھٹے کی طرف دوڑ لگا دی۔ لیکن بھٹے کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے کیونکہ وہاں کافی لوگ موجود تھے۔

اسی لمحے انہیں سڑک کی طرف سے ہیلی کاپٹروں کا شور سنائی دیا عمران نے مڑ کر دیکھا تو فضا میں چار ہیلی کاپٹر بلند ہو رہے تھے۔

"اوہ! ۔۔۔ شمال کی طرف اینٹوں کے ڈھیر تک پہنچو۔ ورنہ ہیلی کاپٹر

سے ہم آسانی سے چیک کر لئے جائیں گے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے اس ڈھیر کی طرف بڑھنے لگے۔ اب اسے اتفاق ہی کہا جا سکتا تھا کہ بھٹے پر موجود افراد نے انہیں نہ دیکھا اور وہ اس ڈھیر تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ ڈھیر اس طرح بنائے گئے تھے کہ ان کے درمیان خاصی جگہ خالی تھی۔ لیکن اسی لمحے چاروں گن شپ ہیلی کاپٹر ان کے سروں پر پہنچ گئے اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھٹے کے گرد گھیرا ڈال کر اترنے لگے۔

"اوہ! ۔۔۔ ہمیں ہیلی کاپٹروں سے چیک کر لیا گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور بچاؤ کا کوئی راستہ ڈھونڈنے کے لئے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسی لمحے اسے ساتھ ہی زمین پر رکھا ہوا ایک بڑا سا لوہے کا ڈھکن نظر آ گیا جس کے اوپر پکڑنے کے لئے باقاعدہ ہینڈل سا بنا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی سی تیزی سے کوندا۔ وہ اس ڈھکنے سے آگے بڑھا۔ یہ ڈھکن اینٹوں کے ڈھیر کی آڑ میں تھا اس لئے ڈھکن تک پہنچتے ہوئے اسے کوئی نہ دیکھ سکا تھا۔ اس نے ڈھکن اٹھایا اور اس کی آنکھیں چمک اٹھیں نیچے زمین میں کچی اینٹیں قطاروں کی صورت میں بھری ہوئی تھیں ان کے درمیان باقاعدہ راستے بنے ہوئے تھے۔ چونکہ بھٹے کو ابھی آگ نہ لگائی گئی تھی اس لئے یہ اس وقت سب سے محفوظ ترین پناہ گاہ تھی کسی کو خیال ہی نہ آ سکتا تھا کہ اندر بھی کوئی جا سکتا ہے اور یہاں اگر کوئی چیکنگ کے لئے آ بھی جاتے تو چھپنے کے لئے بیشمار جگہیں موجود تھیں۔

"آؤ جلدی اندر کود جاؤ —— اور ٹائیگر! تم نیچے کھڑے رہنا۔ میں تمہارے کاندھوں پر اُتر کر واپس اوپر ڈھکن جما دوں گا" —— عمران نے کہا اور ٹائیگر اور یعقوب دونوں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھے اور پھر عمران کے اشارے پر پہلے یعقوب نے نیچے چھلانگ لگا دی اور پھر اس کے ایک طرف ہٹنے پر ٹائیگر نے چھلانگ لگائی. لیکن وہ ایک طرف ہٹنے کی بجائے اس سوراخ کے نیچے ہی کھڑا ہو گیا. عمران نے سائیڈ پر ہاتھ رکھے اور اپنے جسم کو نیچے لٹکا تا گیا. جب اس کے پیر ٹائیگر کے کندھوں پر جم گئے تو اس نے ڈھکن اٹھایا اور اپنا سر نیچے کر کے اس نے ڈھکن واپس سوراخ پر اچھی طرح جمایا اور پھر اچھل کر ٹائیگر کے کندھوں سے نیچے زمین پر اُتر آیا. سوراخ اس کے سر سے تقریباً چار پانچ فٹ اونچا تھا. یہ اس بھٹے کی چھت تھی جو باقاعدہ لنٹر ڈ تھی.

"آؤ اب ذرا ایسی سائیڈ پر ہو جائیں جہاں ان سوراخوں سے جھانک کر ہمیں نہ دیکھا جا سکے" —— عمران نے کہا اور کچی اینٹوں کے درمیانی راستے سے ایک طرف بڑھنے لگے. اور چند لمحوں بعد وہ اینٹوں کے درمیان ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے انہیں آسانی سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا.

"کمال ہے ایسے ہوتے ہیں بھٹے —— کس قدر شاندار ترتیب سے اینٹیں جوڑی گئی ہیں" —— ٹائیگر نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! —— واقعی بڑی خوبصورت ترتیب ہے۔ اسے محاورے میں بھٹہ بھرنا کہتے ہیں" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا.

جس جگہ وہ کھڑے تھے وہاں سے انہیں وہ سوراخ یا اس کے نیچے

کے حصّے نظر نہ آ رہے تھے۔ یہ سوراخ ایک ترتیب سے قطار کی صورت میں بنے ہوئے تھے اور یہ چھوٹا حصّہ تھا حالانکہ بھٹہ بہت وسیع تھا اور جس حصّے میں وہ موجود تھے وہاں چھت سپاٹ تھی. اینٹوں کو جس انداز میں بھرا گیا تھا ان کے درمیان خالی جگہوں پر پتھری کوئلہ اور لکڑی کا برادہ بھرا ہوا تھا.

ابھی انہیں وہاں کھڑے چند ہی لمحے گذرے ہوں گے کہ یکلخت انہیں گرمی سی محسوس ہونے لگی.

"یہ اچانک گرمی کیوں محسوس ہونے لگ گئی ہے" —— عمران نے چونک کر کہا اور پھر وہ سائیڈ سے دوڑ کر درمیانی راستے پر پہنچا تو اس کی آنکھیں خوف کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں. سوراخوں کے نچلے حصوں میں خوفناک آگ کی لپٹیں نظر آ رہی تھیں جو انتہائی تیز رفتاری سے بڑھ رہی تھیں۔ اینٹوں کے درمیان بھرا ہوا پتھری کوئلہ اور لکڑی کا برادہ اس طرح آگ کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا جیسے مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے اور پھر خوفناک آگ ان سوراخوں والے حصے میں پوری لمبائی میں پھیلی ہوئی تھی.

ٹائیگر اور یعقوب بھی اس دوران عمران کے قریب پہنچ چکے تھے اور ان دونوں کے چہرے بھی خوف سے بگڑ گئے تھے.

"اوہ! بُرے پھنسے —— یہ تو ہم خود ہی جہنم میں کود پڑے۔ ابھی یہ آگ پورے بھٹے کے اندر پھیل جائے گی" —— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اور یعقوب دونوں نے ہونٹ بھینچ لئے۔ واقعی وہ انتہائی خوفناک موت کی لپیٹ میں آ چکے تھے. بھٹہ ہر طرف سے بند تھا صرف

سوراخوں سے نکلنے کی جگہ تھی اور وہ جگہ اب خوفناک آگ کی لپیٹ میں
تھی۔ گرمی کے ساتھ ساتھ آگ بھی لمحہ بہ لمحہ پھیلتی چلی جا رہی تھی اور
انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ زیادہ سے زیادہ چند منٹوں بعد یہ پورا بھٹ
بھڑکتے ہوئے جہنم میں تبدیل ہو چکا ہو گا اور ان تینوں کی راکھ بھی کسی
کو نہ مل سکے گی۔

اس بار وہ واقعی جس جگہ پھنسے تھے وہاں سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ
کوئی امکان نہ تھا اور پھر آگ کی خوفناک لپٹیں قریب آنے لگ گئیں
اور شعلوں کی سرخ زبانیں تیزی سے انہیں چاٹنے کے لئے ان کی
طرف لپک رہی تھیں اور وہ تینوں مجسموں کی طرح کھڑے اپنی طرف
بڑھتی ہوئی اس خوفناک آگ کو بے بسی سے دیکھ رہے تھے۔

"اوہ!۔۔۔ مجھے توقع ہی نہ تھی کہ ابھی بھٹے کو آگ لگائی جانے
ہے"۔۔۔ عمران نے دھیرے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اب کیا ہو گا عمران صاحب!"۔۔۔ یعقوب نے خوف سے
ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو سکتا ہے۔۔۔ شاید ہمارے مقدر میں یہی لکھ دیا گیا ہو کہ
ہم زندہ جل کر مریں گے۔ اور مقدر سے کون بھاگ سکتا ہے"۔۔۔
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور یعقوب اور ٹائیگر دونوں حیرت
کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ جو اس عالم میں بھی مسکرا رہا تھا۔

"یوں حیرت سے مجھے کیوں دیکھ رہے ہو۔۔۔ جب مرنا
تو رو کر مرنے سے بہتر نہیں ہے کہ آدمی ہنستے مسکراتے مر جائے"
عمران نے کہا۔ لیکن یہ عمران کا ہی دل گردہ تھا کہ وہ اس لمحے مسکرا

تھا۔ یعقوب تو یعقوب، ٹائیگر جیسے دلیر اور بے خوف آدمی کے لبوں
پر باوجود کوشش کے مسکراہٹ کی رمق تک پیدا نہ ہوئی۔ لیکن ان
کی طرف بڑھتی ہوئی خوفناک موت کو ان کے رونے یا ہنسنے کی کیا پرواہ
ہو سکتی تھی۔ موت تو بہرحال موت ہی ہے اور موت بھی اس قدر
خوفناک کہ جس کا تصور ہی دلیر سے دلیر آدمی کے ہوش اڑا دینے پر
قادر تھا۔ اور وہی ہوا۔ یکلخت یعقوب لہراتا ہوا نیچے گر گیا۔ ٹائیگر اور
عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ یعقوب موت کے خوف سے
بیہوش ہو چکا تھا۔ لیکن وہ اُسے اٹھانے کے لئے نہ جھکے۔ کیونکہ اب اس
کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ کیونکہ چند لمحوں کی ہی تو بات تھی اور وہ چند لمحے بھی
بہرحال گذر ہی گئے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کا ٹرک جب کافی دُور جاکر موڑ کاٹ
کر صابرہ کی نظروں سے اوجھل ہوگیا تو صابرہ نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے کار کا انجن سٹارٹ کیا اور کار کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا اُسے
معلوم تھا کہ اگر واقعی تباہی والی جگہ سے کوئی رپورٹ بھیجی گئی ہوگی تو پھر
اس کی کار کا رنگ اور ماڈل لازماً اس رپورٹ کا اہم حصّہ ہوں گے اس
لئے اب اس کی کار ہی ٹارگٹ میں ہوگی۔ اُسے معلوم تھا کہ عمران اور اس
کے ساتھیوں کو اس ٹرک پر سفر کرتے ہوئے پہاڑیوں تک پہنچنے میں ابھی
کافی دیر لگے گی اور اس کے ذہن میں ایک اور راستہ بھی تھا جہاں سے
اگر وہ سفر کرے تو یقیناً ان سے پہلے پہاڑیوں تک پہنچ سکتی ہے۔ یہ
راستہ البتہ کافی آگے جاکر نکلتا تھا اور وہاں سے ایک بنجر علاقے میں سے
ہوتی ہوئی سڑک پہاڑیوں تک چلی جاتی تھی۔ لیکن یہ کوئی باقاعدہ سڑک
تھی۔ راستے میں کھائیاں اور اترائیوں کے علاوہ ایسی جگہیں بھی تھیں جہاں

سے کار کا نکال لے جانا خاصا مشکل تھا لیکن بہرحال سڑک کی نسبت یہ
راستہ قدرے محفوظ تھا۔ چنانچہ صابرہ نے اسی راستے سے جانے کا
فیصلہ کیا۔

کار دوڑاتی ہوئی وہ آگے بڑھی جا رہی تھی اور ٹرک کافی آگے جا چکا
تھا۔ اس لئے وہ اُسے ابھی تک نظر نہ آیا تھا اور وہ سائیڈ روڈ بھی ابھی
کافی فاصلے پر تھی۔ صابرہ کار کو زیادہ رفتار سے نہ چلا رہی تھی لیکن اس
سے پہلے کہ وہ اس بائی روڈ تک پہنچتی، اچانک آسمان پر جنگی جہازوں
کا شور سنائی دیا اور پلک جھپکنے میں آسمان جنگی طیاروں سے جیسے بھر سا
گیا۔ اس کے ساتھ ہی گن شپ ہیلی کاپٹر بھی کافی تعداد میں نظر آنے لگے۔
صابرہ سمجھ گئی کہ رپورٹ پہنچ چکی ہے اور اس کے نتیجے میں تقریباً پوری
فضائیہ ہی یہاں پہنچ گئی ہے اور ظاہر ہے اب اس کی کار ہی نشانہ پر
ہوگی۔ اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔ وہ اب ہر قسم کی پوچھ گچھ
اور انکوائری کا مقابلہ کرنے کے لئے ذہنی طور پر اپنے آپ کو تیار کر چکی
تھی۔ اُسے بہرحال خوشی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی ٹرک میں ہونے
کی وجہ سے اطمینان سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ کیونکہ
بہرحال ٹرک کے متعلق تو انہیں خیال تک بھی نہ ہوگا۔ وہ تو کار کے چکر
میں ہوں گے اور اب بھاگنے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا اس لئے اس
نے کار سائیڈ پر کر کے روک دی۔

اسی لمحے یکلخت آسمان پر موجود ہیلی کاپٹروں سے گولیوں کی خوفناک
بارش شروع ہوگئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے نیچے موجود ہر چیز کو تباہ
کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہو۔ گولیوں کی تڑتڑاہٹ سنتے ہی صابرہ یکلخت

آگے کی طرف جھکی اور اس نے آگے والی بنچ نما لمبی سیٹ ایک جھٹکے سے اوپر کی اور خود تیزی سے اس کے نیچے موجود ایک لمبے سے ڈبے میں سمٹ کر گھس گئی۔ ڈبے میں گھستے ہی اس نے سیٹ اوپر گرالی۔ یہ ڈبہ اس نے خاص طور پر اسی مقصد کے لئے بنوایا تھا۔ اس میں سمٹ کر وہ بہرحال پوری آجاتی تھی اور کئی بار وہ خطرناک مشنوں کے دوران اسی ڈبے کی وجہ سے جان بچا کر نکل جانے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ کار کی دونوں سائیڈوں میں ڈبے کے دونوں طرف خوبصورت سی جالی نما ڈیزائن بنے ہوئے تھے اس جالی کا انداز ایسا تھا جیسے یہاں ڈیزائننگ کے لئے ایسا کیا گیا ہو۔ لیکن اس سے یہ فائدہ ہوتا تھا کہ ہوا دونوں اطراف سے ڈبے کے اندر آتی جاتی رہتی تھی اور ڈبے میں موجودگی کے دوران اس کا دم نہ گھٹتا تھا۔ اس سے پہلے ڈبے والا خیال اُسے نہ آیا تھا کیونکہ اس نے یہاں رکنا نہ تھا اور دوسرا کوئی ڈرائیونگ کرنے والا نہ تھا۔ ڈبے کا خیال تو اُسے گولیوں کی تڑتڑاہٹ سنتے ہی آیا تھا اور وہ فوری طور پر تو گولیوں سے بچنے کے لئے ڈبے میں گھسی تھی۔ لیکن اب وہ سوچ رہی تھی کہ اس میں پڑی رہے۔ خالی کار دیکھ کر وہ لوگ لازماً یہی سمجھیں گے کہ حملہ آور کار چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں اس طرح وہ انہیں تلاش کرکے واپس چلے جائیں گے اور بعد میں وہ اطمینان سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائے گی۔

تھوڑی دیر بعد اُسے کار سے باہر بھاری قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ کار کے دروازے کھلنے کی آوازیں بھی اُسے سنائی دیں۔

"اوہ! کار تو خالی ہے۔ وہ یقیناً بھاگ گئے ہیں" ——— ایک تیز

اور غصیلی آواز سنائی دی۔

"بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں ——— ہر جگہ پھیل جاؤ اور جو بھی نظر آئے اُسے روکنے کی بجائے گولی مار دو" ——— ایک اور تیز مگر تحکمانہ آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی کار کا دروازہ ایک جھٹکے سے بند ہوگیا۔ ڈبے کی سائیڈوں میں موجود جالی کی وجہ سے ہلکی سے ہلکی آواز بھی صابرہ کے کانوں میں بخوبی پہنچ رہی تھی۔ سڑک پر بھاری قدموں کی آوازیں، ملا جلا شور اور ہیلی کاپٹروں کے چڑھنے اور اترنے کا مخصوص شور اُسے سنائی دے رہا تھا۔ البتہ جنگی جہازوں کی پرواز سے پیدا ہونے والی فضا میں مخصوص سیٹیوں کی آوازیں آہستہ آہستہ غائب ہوتی جا رہی تھیں یوں لگ رہا تھا جیسے جنگی جہازوں کا سکواڈرن واپس جا رہا ہو۔ اور ظاہر ہے اب ان کی ضرورت ہی باقی نہ رہی تھی۔ وہ خاموشی سے دبکی پڑی رہی۔ اور پھر آہستہ آہستہ بھاری قدموں کا شور بھی ختم ہوگیا اور ہیلی کاپٹروں کے پنکھوں کے چلنے کی آوازیں بھی ختم ہوگئیں۔ ہر طرف سکوت سا طاری ہوگیا تھا۔ وہ کافی دیر تک دبکی اردگرد کے ماحول کو محسوس کرتی رہی پھر اس نے باہر نکلنے کا سوچا۔ اس نے آہستہ سے سیٹ کو اوپر اٹھایا اور پھر ایک لات باہر نکال کر اس نے سیٹ کو پوری طرح اوپر کرکے اپنے جسم کو باہر نکالا۔ عجیب ٹیڑھے میڑھے انداز میں ڈبے میں مسلسل پڑے رہنے کی وجہ سے اسے جسم سیدھا کرنے میں بڑی تکلیف سی محسوس ہو رہی تھی۔ باہر واقعی خاموشی تھی۔ سڑک خالی تھی اور ہر طرف مشین گنوں کی چلی ہوئی گولیوں کے خول بکھرے پڑے تھے۔ سڑک بھی جگہ جگہ سے بُری طرح اُدھڑی ہوئی تھی۔ صابرہ نے اوپر چھت کی طرف دیکھا تو اُسے

چھت پر اتنے سوراخ نظر آتے جیسے چھت مکھیوں کا چھتہ ہو۔ ڈیش بورڈ
کار کا فرش گولیوں کی زد میں آکر جگہ جگہ سے ٹوٹ چکا تھا۔ صابرہ نے سیٹ
بند کی تو اسے سیٹ میں کئی گولیاں دھنسی ہوئی نظر آئیں۔ اس نے دروا
آہستہ سے کھولا اور پھر کار سے باہر نکل آئی۔ پہلے اس نے کار کی اوٹ
ذرا سا سر اٹھا کر دیکھا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں پولیس یا فوجی وہاں موجود نہ
ہوں لیکن سڑک واقعی خالی پڑی تھی البتہ سڑک پر گولیوں سے چھلنی گاڑ
ادھر ادھر بکھری کھڑی تھیں۔ وہ سیدھی ہو کر کھڑی ہو گئی۔ بونٹ اور ڈگی
بھی گولیوں کے نشانات موجود تھے لیکن کار کے ٹائر برسٹ نہ ہوئے
ورنہ سڑک پر کھڑی ہوئی تقریباً ہر گاڑی کا کوئی نہ کوئی ٹائر ضرور برسٹ
تھا۔ صابرہ نے چونکہ اپنی یہ گاڑی مخصوص طرز پر تیار کرائی ہوئی تھی اس
اس کے ٹائر سائیڈوں سے کچھ اندر رکھوائے گئے تھے اور یہی وجہ تھی
کار کی باڈی تو چھلنی ہو گئی تھی لیکن ٹائر بہرحال بچ گئے تھے۔

ابھی صابرہ کار کا جائزہ لے رہی تھی کہ اچانک اسے دور سے
ہیلی کاپٹروں کی آواز سنائی دی اور صابرہ نے چونک کر ادھر دیکھا تو ا
تین ہیلی کاپٹر ادھر سے آتے دکھائی دیئے۔ یہ تقریباً وہی علاقہ تھا جو
سے گذر کر صابرہ پہاڑیوں تک جانا چاہتی تھی۔

صابرہ نے جلدی سے کار کا دروازہ کھولا اور تیزی سے ڈیش بورڈ
سیٹ کے درمیانی حصے میں رینگ گئی۔ اس نے سوچا تھا کہ اگر ہیلی
یہاں اترے تو وہ دوبارہ سیٹ کے نیچے موجود ڈبے میں سمٹ جائے
ورنہ باہر نکل آئے گی۔

ہیلی کاپٹر اس کی کار کے اوپر سے گذر گئے اور جب ان کی آواز

ختم ہو گئی تو صابرہ ایک طویل سانس لیتے ہوئے دوبارہ باہر نکل آئی۔ البتہ
باہر نکلنے سے پہلے اس نے بونٹ کھولنے والا راڈ کھینچ لیا تھا تاکہ وہ انجن
کو چیک کر سکے۔ باہر نکل کر اس نے بونٹ اٹھایا اور دوسرے لمحے اس
کے لب سکڑ گئے۔ انجن کے کئی حصوں پر گولیاں لگی ضرور تھیں لیکن یہ
حصے ایسے تھے جن کی وجہ سے کار بہرحال چل سکتی تھی۔ البتہ ریڈی ایٹر
ایک جگہ سے گولی لگنے کی وجہ سے لیک ہو چکا تھا۔ اور وہاں سے پانی
نکل کر نیچے سڑک پر جذب ہو چکا تھا۔ ریڈی ایٹر خالی تھا اور یہی بات بہرحال
تشویشناک تھی۔ گاڑی چل تو سکتی تھی لیکن ظاہر ہے ریڈی ایٹر میں پانی نہ ہونے
کی وجہ سے وہ جلد ہی گرم ہو جاتی۔ اور پھر انجن سیل ہو جاتا۔ لیکن بہرحال
اسے یہاں سے تو نکلنا تھا۔ اور جلد از جلد کسی ایسی جگہ پہنچنا تھا جہاں سے
اسے پانی مل سکے۔ کار پر چونکہ وہ بے حد طویل سفر کرنے کی عادی تھی
اس لئے تجربات نے اسے بہت کچھ سکھا دیا تھا۔ وہ ریڈی ایٹر کی لیکج
وقتی طور پر بند کر سکتی تھی لیکن اس کے لئے پانی کی بہرحال ضرورت تھی
اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر دور اسے آسمان پر اٹھتا ہوا کثیف سا
دھواں نظر آنے لگا۔ وہ تین ہیلی کاپٹر جو چند لمحے پہلے گذرے تھے
اس دھوئیں والی طرف سے ہی آتے تھے اور دھوئیں کی پوزیشن دیکھ کر
وہ سمجھ گئی کہ یہ دھواں اینٹوں کے کسی بھٹے کی بلند چمنی سے نکل رہا ہے
اور اینٹوں کے اس بھٹے سے اسے بہرحال پانی میسر آ سکتا تھا۔ اب صرف
سوال اتنا تھا کہ کیا کار اس بھٹے تک ریڈی ایٹر میں پانی کے بغیر پہنچ جائے
گی۔ پٹرول کے متعلق اس نے پہلے ہی تسلی کر لی تھی۔ کیونکہ جھک کر نیچے
دیکھنے سے اسے سڑک پر پٹرول کے دھبے نظر نہ آئے تھے اور ویسے بھی

کار کی پٹرول ٹینکی عقبی سیٹ کے بالکل نیچے تھی اس لئے وہ گولیوں سے محفوظ رہی۔ چھت سے ٹکرا کر گولیاں آدھی طاقت تو ویسے ہی کھو چکی تھیں درہیر باقی آدھی طاقت سیٹ کے فوم میں پہنچ کر ختم ہو گئی۔ اس طرح پٹرول ٹینکی فائرنگ سے محفوظ رہی تھی۔ البتہ یہ سوچتے ہوئے صابرہ کو بے اختیار جھرجھری آگئی کہ جب وہ ڈبے میں بند پڑی تھی اگر کوئی گولی پٹرول ٹینکی میں گھس جاتی تو پٹرول جلنے کی وجہ سے پوری کار کے پرزے اُڑ جاتے اور ظاہر ہے ان پرزوں میں صابرہ کے جسم کے ٹکڑے بھی شامل ہونے تھے۔

وہ جلدی سے کار میں گھسی، سٹیرنگ پر بیٹھ کر اس نے انجن سٹارٹ کیا تو چند لمحوں تک گھر گھر کی آوازیں نکالنے کے بعد انجن سٹارٹ ہو گیا اب لمبے راستے سے وہ جا نہ سکتی تھی اور اینٹوں کے بھٹے تک پہنچنے کے لئے درمیانی میدان اونچے نیچے ٹیلوں سے بھرا ہوا تھا۔ لیکن ریڈی ایٹر میں پانی بہرحال ضروری تھا اس لئے اس نے کار موڑی اور اُسے سڑک کی سائیڈ میں ٹیلوں سے بھرے ہوئے میدان میں داخل کر دیا کار ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ صابرہ کی نظریں بار بار انجن کی کولنگ بتانے والے میٹر کی سوئی پر پڑ جاتی۔ سوئی آہستہ آہستہ کول سے بڑھ کر ہاٹ کے ہندسے کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ انجن گرم ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن صابرہ ہونٹ بھینچے کار کو اپنی طرف سے خاصی تیز رفتاری سے ان ٹیلوں کے درمیان دوڑاتی ہوئی اینٹوں کے اس بھٹے کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اب بھٹے کی چمنی اُسے نظر آنے لگ گئی تھی لیکن ٹیلوں کی کثرت کی وجہ سے اُسے کار کو زیادہ رفتار سے

دوڑانے میں دقت محسوس ہو رہی تھی لیکن بہرحال وہ اپنی کوشش میں مصروف تھی۔ میٹر کی سوئی اب درمیان میں پہنچ چکی تھی اور اس سے آگے انجن کی گرمی کا بڑھنا خطرے کی علامت بن سکتا تھا۔ لیکن وہ مسلسل کار دوڑاتے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ چونکہ کوئی باقاعدہ راستہ نہ تھا اس لئے اُسے ٹیلوں کے گرد کار گھما کر آگے بڑھنا پڑ رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے بھٹکنے سے بچنے کے لئے اینٹوں کے اس بھٹے کی چمنی کو رہنما بنایا ہوا تھا۔ بھٹہ آہستہ آہستہ نزدیک آتا جا رہا تھا لیکن اب کار کے انجن سے گرم ہوا کے بھبکے سے اندر آنے لگ گئے تھے اور سوئی اپنی انتہا تک پہنچنے والی تھی اور پھر سوئی انتہا پر پہنچ گئی اور اس کے ساتھ ہی صابرہ نے طویل سانس لیتے ہوئے کار روکی اور انجن بند کر دیا۔ کیونکہ اب اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہ رہی تھی اور زیادہ کار چلنے سے انجن سیل ہو جانے کا خطرہ تھا۔ اور انجن سیل ہو جانے کی صورت میں اُسے حرکت میں لانا ناممکن ہو جاتا اور جب تک پورا انجن کھل کر اوورہال نہ ہو جاتا۔ کار نہ چل سکتی تھی۔ اب اس کے سامنے دو صورتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہ کم از کم ایک گھنٹہ اسی طرح خاموش بیٹھی رہے تاکہ انجن مکمل طور پر ٹھنڈا ہو جائے۔ دوسری صورت یہ تھی کہ وہ کار کی ڈگی میں موجود خالی ڈبہ اٹھا کر پیدل ہی بھٹے تک جائے اور وہاں سے پانی لے کر واپس آئے۔ اُسے دوسری صورت زیادہ بہتر محسوس ہوئی۔ چنانچہ وہ کار سے نیچے اتری۔ اس نے ڈگی کھولی اور اندر موجود ایک خالی ڈبہ اٹھایا، ڈگی بند کی اور پھر پیدل بھٹے کی طرف بڑھنے لگی ——— تقریباً کچھ دیر تک مسلسل سفر کرنے کے بعد

بھٹے پر پہنچ گئی۔ وہاں اس قدر گرمی تھی کہ جیسے یہ بھٹہ جہنم کا ایک حصہ ہو۔ کیونکہ بھٹے کے اندر خوفناک آگ جل رہی تھی جس کا دھواں اوپر چمنی سے نکل رہا تھا۔ ایک طرف اُسے ایک نلکا لگا ہوا نظر آیا تو وہ اس نلکے کی طرف چل پڑی۔ نلکے پر دو مزدور کھڑے منہ ہاتھ دھونے میں مصروف تھے۔ ان کے ہاتھ اور جسم کالے ہو رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کوئلے میں دفن رہے ہوں۔ وہ صابرہ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ٹھٹھک کر کھڑے ہو گئے۔

"مجھے پانی چاہیے — میری کار میں پانی ختم ہو گیا ہے" — صابرہ نے قریب جا کر کہا۔

"ضرور لیں — میں نلکا چلاتا ہوں۔ آپ ڈبہ بھر لیں۔ لیکن کار تو ادھر سڑک پر ہو گی جہاں حکومت نے خوفناک فائرنگ کی ہے — اتنی دور آپ پیدل جائیں گی" — ایک مزدور نے کہا۔

"نہیں — میں کار کو چلا کر ادھر ٹیلوں کے درمیان سے لے آئی ہوں یہاں سے قریب ہی موجود ہے" — صابرہ نے ڈبہ نل کے آگے رکھتے ہوئے کہا اور مزدور نے نلکا چلانا شروع کر دیا۔

"آپ کی کار وہیں تھی جب فائرنگ ہوئی تھی — وہ فوجی کہہ رہے تھے کہ کار سے کچھ مجرم فرار ہو کر ادھر آئے ہیں" — دوسرے مزدو نے کہا۔

"مجرم فرار ہو کر ادھر آئے ہیں — کیا مطلب! کس نے پوچھا تھا"۔

صابرہ مزدور کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑی۔

"ہیلی کاپٹروں میں فوجی آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے بلند

سے تین مجرموں کو ٹیلوں کی اوٹ میں دوڑ کر اس بھٹے کی طرف آتے دیکھا ہے" — مزدور نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور تین مجرموں کے دوڑ کر ادھر آنے کا سن کر صابرہ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن کے اندر ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔ وہ بے اختیار لڑکھڑا سی گئی۔

"کیا ہوا میڈم! — آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے" — مزدور نے اُسے لڑکھڑاتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں ٹھیک ہے — تو کیا وہ مجرم واقعی ادھر آئے تھے"۔؟ صابرہ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔ اُسے اب اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ اپنے چکر میں پڑ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو کیوں بھول گئی ہے۔ جبکہ یہ بے پناہ فائرنگ صرف صابرہ کی کار پر ہی نہ ہوئی تھی بلکہ تقریباً سڑک پر موجود ہر گاڑی اس کی زد میں آئی تھی اور ظاہر ہے عمران اور اس کے ساتھی جس ٹرک میں تھے وہ بھی سڑک پر ہی موجود ہو گا۔ لیکن مجرموں کو ادھر آتے دیکھا گیا تھا اس کا تو یہی مطلب تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس بے پناہ فائرنگ کے دوران ہی بچ کر نکل آنے میں کامیاب ہو گئے ہوں گے۔ اس نے عمران کے متعلق فلسطین کے ایجنٹوں کے منہ سے جو باتیں سُنی تھیں وہ اس قدر حیرت انگیز تھیں کہ اُسے عمران مافوق الفطرت قوتوں کا مالک لگتا تھا۔ اس لئے اگر عمران اس بے پناہ فائرنگ سے بچ کر ہی ادھر آ نکلا ہے تو کوئی ایسی بات نہ تھی جس پر وہ یقین نہ کرتی۔

"ڈبہ بھر گیا ہے میڈم" — اس مزدور نے جو اس دوران مسلسل نلکا چلا رہا تھا۔ صابرہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا ۔۔۔۔ ہاں وہ مجرم پکڑے گئے" ۔۔۔۔ صابرہ نے ہونٹ بھینچ کر پوچھا۔

"جی نہیں میڈم! ۔۔۔ یہاں آتے تو پکڑے جاتے۔ البتہ اس صالح کو خوامخواہ وہم ہو گیا تھا کہ اس نے اینٹوں کے ڈھیر کے پیچھے تین آدمیوں کو دیکھا تھا" ۔۔۔۔ نلکا چلانے والے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ اب تو وہم ہی کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ فوج نے ایک ایک اینٹ الٹ پلٹ کر دیکھ لی۔ سوائے بھٹے کے اندر کے حصے کے" ۔۔۔۔ صالح نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بھٹے کے اندر کا حصہ ۔۔۔۔ مگر وہاں تو آگ جل رہی ہے" ۔۔۔۔ صابرہ نے چونک کر کہا۔

"ہاں میڈم! ۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے بھٹے کو آگ لگائی گئی ہے فوج کا ایک افسر تو اس پر بھی تل گیا تھا کہ بھٹہ کی آگ بجھائی جائے تاکہ وہ اندر سے بھی چیک کر سکیں۔ لیکن میڈم! ۔۔۔ ظاہر ہے کہ یہ ناممکن تھا۔ اب بھٹے کی آگ تو کسی صورت بھی نہیں بجھ سکتی یہ تو اب کم از کم چار دن تک جلتی رہے گی۔ پھر ایک ہفتہ اسے ٹھنڈا ہونے میں لگے گا۔ اس کے بعد بھٹہ کھولا جائے گا ۔۔۔۔ ویسے اگر وہ بدقسمت مجرم واقعی اندر چلے گئے ہیں تو اب تو ان کی راکھ بھی نہیں مل سکتی" ۔۔۔۔ صالح نے جواب دیا۔

"تمہیں یقین ہے کہ تم نے ان مجرموں کو دیکھا تھا" ۔۔۔۔ صابرہ نے پوچھا۔

"جی ہاں میڈم! ۔۔۔ اور میں جب وہاں پہنچا تو وہاں کوئی نہ تھا۔

البتہ وہاں قریب ہی بھٹہ میں آگ اور کوئلہ پھینکنے والا ڈھکن موجود تھا اور میں جب اس ڈھکن سے پٹرول پھینکنے گیا تو مجھے محسوس ہوا تھا کہ ڈھکن پوری طرح فٹ نہیں ہے۔ اُسے ہلایا گیا تھا۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ چھپنے کے لئے بھٹے کے اندر چلے گئے اور پھر ہم نے نیچے پٹرول پھینک کر آگ لگا دی۔ لیکن یہ ابن بدر مان ہی نہیں رہا ۔۔۔۔ بہرحال اگر وہ واقعی اندر گئے ہیں تو پھر ختم ہو گئے ہیں۔ اللہ نے مجرموں کو دنیا میں ہی جہنم میں بھیج دیا" ۔۔۔۔ صالح نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ آگ تم نے کس وقت لگائی ہے" ۔۔۔۔ صابرہ نے بے چین ہو کر پوچھا۔

"کم از کم آدھا گھنٹہ تو ہو ہی گیا ہے" ۔۔۔۔ ابن بدر نے کہا۔

"تو کیا آگ اب تک پورے بھٹے میں پھیل چکی ہو گی یا کوئی حصہ ابھی رہتا ہو گا" ۔۔۔۔ صابرہ نے پوچھا۔

"جی اب آپ کو کیا بتایا جاتے۔ بہرحال آپ کا ڈبہ بھر گیا ہے"۔ صالح نے نظریں گھماتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے وہ کوئی بات چھپا رہا ہو۔

"میڈم کوئی ٹیکس انسپکٹر تو نہیں ہیں۔ بس تجسس کی وجہ سے پوچھ رہی ہیں" ۔۔۔۔ ابن بدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی یہ کاروباری راز ہے ابن بدر" ۔۔۔۔ صالح نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ارے میرا کسی کاروبار سے کیا تعلق ۔۔۔۔ تم گھبراؤ نہیں ۔۔۔ تم

بھی عرب ہو اور میں بھی عرب "۔۔۔۔۔ صابرہ نے جلدی سے کہا۔

"اچھا بتا دیتا ہوں ۔۔۔۔ ویسے مجھے پہلے خیال نہیں آیا ۔۔۔۔ بھٹہ بہت بڑا ہے اور ہم بچت کی خاطر صرف اس کے آدھے حصے میں کوئلہ اور برادہ بھرتے ہیں۔ باقی آدھے حصے میں ایسا نہیں ہوتا اس لئے خوفناک آگ تو آدھے حصے تک پھیلتی ہے۔ باقی آدھا حصہ البتہ خوفناک آگ سے تو بچ جاتا ہے مگر وہاں موجود کچی اینٹیں گرمی کی حدت کی وجہ سے ہی پک جاتی ہیں۔ گو یہ پوری طرح نہیں پکتیں اس لئے بھٹہ کھولنے کے بعد ہم انہیں پکی ہوئی اینٹوں میں مکس کر دیتے ہیں۔ اس طرح بچت بھی ہو جاتی ہے اور ریٹ بھی زیادہ مل جاتا ہے"۔ صالح نے قدرے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ باقی آدھے حصے میں آگ نہیں پہنچ سکے گی"۔۔۔۔ صابرہ نے کہا۔

"ہاں ! ۔۔۔۔ لیکن اگر آپ یہ سوچ رہی ہیں کہ وہ مجرم اس آدھے حصے میں رہ کر بچ جائیں گے تو ایسا ناممکن ہے۔ وہاں حدت اس قدر ہوتی ہے کہ آدمی برداشت ہی نہیں کر سکتا اور ختم ہو جاتا ہے"۔۔۔۔ صالح نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے مجرموں کے بارے میں سوچنے کی۔ اگر وہ مجرم گئے بھی ہیں اندر تو اچھا ہوا ہے ۔۔۔۔ لیکن تم بھٹہ کھولتے کیسے ہو۔ کیا اوپر سے "۔۔۔۔ ؟ صابرہ نے پوچھا۔

"اوپر سے نہیں میڈم ! ۔۔۔۔ اوپر تو پختہ چھت ہوتی ہے۔ دوسری طرف نیچے ایک بڑی سی خندق بنی ہوتی ہے۔ وہاں محراب بنے ہوئے

ہیں۔ ان محرابوں کے درمیانی حصے سے ہی کچی اینٹیں اندر لے جا کر رکھی جاتی ہیں ۔۔۔۔ اور جب بھٹہ بھر جاتا ہے تو پھر یہاں دیوار چن دی جاتی ہے۔ جب کھولنا ہوتا ہے تو ان دیواروں کو ہٹا دیا جاتا ہے اور اندر موجود اینٹیں باہر نکال لی جاتی ہیں۔ اس طرح بھٹہ خالی کیا جاتا ہے"۔۔۔۔ صالح نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ شکریہ !" ۔۔۔۔ صابرہ نے کہا اور جھک کر پانی سے بھرا ہوا ڈبہ اٹھایا اور واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔ وہ دونوں اسے جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ اور چونکہ صابرہ عورت تھی اس لئے اسے ان دونوں کی طرف پشت ہونے کے باوجود اس بات کا پورا ادراک ہو رہا تھا کہ ان دونوں کی نظریں اس پر جمی ہوئی ہیں اس کے اپنے ذہن میں البتہ شدید ہلچل مچی ہوئی تھی۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ عمران اتنی بڑی غلطی نہیں کر سکتا کہ آگ کے اس جہنم میں کود جائے۔ لیکن دوسری بار اسے یہ خیال آتا کہ انہیں کیا معلوم ہو سکتا تھا کہ بھٹے کو ابھی آگ لگائی جانے والی ہے۔

یہی سوچتی ہوئی جب صابرہ ایک بڑے سے ٹیلے کی اوٹ میں آئی تو اس نے یکلخت فیصلہ کر لیا کہ وہ ہر صورت میں چیک کرے گی۔ ہو سکتا ہے کہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی اندر موجود ہوں لیکن اب صورت حال یہ تھی کہ اگر وہ ان لوگوں سے کہتی تو یہ لوگ کبھی نہ مانتے۔ کیونکہ دوسری طرف کی دیوار کھلنے کا مطلب تھا کہ بھٹے کی ساری حدت باہر نکل جاتی اور انہیں لاکھوں روپے کا نقصان ہو جاتا۔ اور اگر وہ راضی بھی ہو جائیں تو جب تک وہ راضی ہوں گے

تب تک عمران اور اس کے ساتھی اگر اندر بھی ہوتے تو گرمی کی شدت سے مر جاتیں گے۔ اور خود وہ دیوار کیسے توڑ تی۔ یہ بات اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی۔

اچانک ایک خیال اس کے ذہن میں آیا کہ چونکہ یہ دیوار توڑی جانی ہوتی ہے اس لئے یہ اس قدر پختہ نہیں ہو سکتی اور اینٹیں مارنے سے بھی ٹوٹ سکتی ہے۔ ایک لمحے کے لئے اُسے خیال آیا کہ وہ کار سے پہیہ کھولنے والی لمبی سلاخ اٹھا لاتے۔ اس سے دیوار آسانی سے توڑی جا سکتی ہے —— لیکن کار بھٹے سے دُور تھی اور وہ جس قدر بھی تیزی سے بھاگے پھر بھی اُسے آنے جانے میں کچھ دیر تو لازماً لگ جاتی اور اگر عمران اور اس کے ساتھی واقعی اندر ہیں تو پھر ایک ایک لمحہ انہیں موت کے قریب لے جا رہا ہوگا۔ چنانچہ اس نے ڈبہ وہیں پھینکا اور ٹیلوں کی اوٹ لیتی ہوئی وہ بھٹے کی دوسری سائیڈ کی طرف دوڑنے لگی۔ ساتھ ہی وہ دل ہی دل میں دُعا بھی کرتی جا رہی تھی کہ وہاں کوئی آدمی موجود نہ ہو۔ ورنہ لازماً اُسے وہ پکڑ لیں گے۔

بہرحال ٹیلوں کی اوٹ میں دوڑتی ہوئی وہ جلد ہی بھٹے کی دوسری سائیڈ پر پہنچ گئی۔ وہاں واقعی ایک چوڑی اور خاصی گہری خندق موجود تھی جس میں اندر جانے کے لئے باقاعدہ ڈھلوان بنی ہوئی تھی اور چونکہ بھٹہ پکنے میں ابھی ڈیڑھ ہفتہ باقی تھا اس لئے وہاں کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا۔

وہ بے تحاشا دوڑتی ہوئی اس ڈھلوان میں اُتر گئی۔ یہ خندق پورے

بھٹہ کی حد تک پھیلی ہوئی تھی اور وہاں واقعی دُور تک پختہ محرابیں بنی ہوئی تھیں جن کے درمیان پختہ دیواریں تھیں۔

اس ڈھلوان میں بھی اینٹیں بکھری پڑی تھیں لیکن سالم اینٹوں کی بجائے ٹوٹی ہوئی اینٹیں زیادہ تھیں۔ وہ تیزی سے ایک دیوار کی طرف دوڑی۔ اس نے زور سے دیوار کو ہلانا چاہا۔ لیکن دیوار خاصی پختہ اور موٹی تھی۔ اس کے ہلانے سے کہاں ہل سکتی تھی۔ وہ واپس پلٹی اور اس نے دو اینٹیں اٹھا کر زور زور سے دیوار پر مارنا شروع کر دیں۔ لیکن وہ اینٹیں تو خاصی ناپختہ قسم کی تھیں۔ بجائے دیوار ٹوٹنے کے وہ خود ہی ریزہ ریزہ ہو کر رہ گئیں۔

صابرہ جذبات میں آ کر مسلسل کوششیں کرتی رہی۔ وہ ایک دیوار کے بعد دوسری دیوار اور پھر تیسری دیوار کی طرف دوڑتی رہی۔ مسلسل اینٹیں اٹھا اٹھا کر مارتے مارتے وہ بُری طرح تھک گئی تھی اور ہانپنے لگی تھی لیکن کسی بھی دیوار کی ایک اینٹ بھی نہ توڑ سکی تو وہ بے اختیار نڈھال ہو کر ایک دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی اور جذبات کی شدت میں آہستہ آہستہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے اینٹ کے روڑے کو دیوار پر مارنے لگی۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ ایک جذباتی اقدام کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اور پھر اس کا وہ ہاتھ بھی تھک کر نیچے ہو گیا اور اس نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ اُسے تصور میں خوفناک آگ میں جلتے اور چیختے ہوئے عمران اور اس کے ساتھی نظر آنے لگے۔ لیکن سوائے بے بسی سے ہونٹ بھینچنے کے وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔

"خدا کرے اس صالح کو غلط فہمی ہوئی ہو ——— عمران اور اس کے ساتھی اندر نہ ہوں" ——— سانس برابر ہونے کے بعد صابرہ نے ایک طویل سانس لے کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر آہستہ آہستہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک نظر اس نے دیوار پر ڈالی اور واپس خندق کی اس ڈھلوان کی طرف چل پڑی جو اوپر جا رہی تھی۔ لیکن اس کے قدم انتہائی ڈھیلے تھے انتہائی شکست تھے۔

ابھی صابرہ نے دو تین قدم ہی اٹھائے تھے کہ اچانک اُسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے دیوار کی طرف کوئی کھٹکا ہوا ہو۔ وہ تیزی سے مڑی۔ لیکن پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ کیونکہ سپاٹ دیوار اس کا منہ چڑا رہی تھی۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل بلاشر نے جھپٹ کر رسیور اٹھالیا۔

"یس" ——— کرنل بلاشر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"فرینک بول رہا ہوں جناب! ——— مجرم پکڑے گئے ہیں۔ ابھی مارجر نے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی ہے" ——— فرینک نے کہا۔

"مجرم پکڑے گئے ہیں ——— وہ کیسے ——— کہاں سے پکڑے گئے ہیں"؟ کرنل بلاشر نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ کارنامہ مارجر نے سرانجام دیا ہے جناب! ——— پُل پر سے مجرم بغیر کوئی واردات کئے فرار ہو گئے تھے۔ لیکن مارجر ان کا تعاقب کرتا رہا۔ باقی تین جیپیں تباہ ہو گئی تھیں لیکن مارجر کی جیپ کو نقصان ضرور پہنچا تھا مگر وہ تباہ نہ ہوئی تھی۔ لیکن دوبارہ اُسے حرکت میں لانے اور آگے بڑھنے تک مجرم جیپ میں فرار ہو گئے ——— مارجر جب ان کے پیچھے مین روڈ تک پہنچا تو اس نے وہاں وہ جیپ کھڑی دیکھی۔ وہ خالی تھی۔

البتہ ایک آدمی جس نے ڈرائیور کی وردی پہن رکھی تھی سڑک پر زخمی حالت میں پڑا تڑپ رہا تھا۔ مارجر تیزی سے اس کے قریب گیا تو وہ ابھی زندہ تھا۔ اس نے صرف اتنا بتایا کہ وہ کار لے کر جا رہا تھا کہ ایک جیپ نے اُسے اوورٹیک کر کے روکا اور پھر اُسے کار سے باہر پھینک کر گولی مار دی گئی۔ مارجر نے اس سے کار کا نمبر، رنگ اور ماڈل پوچھ لیا۔ لیکن وہ ڈرائیور بچ نہ سکا۔ اس پر مارجر نے ٹرانسمیٹر پر اس کار کی تلاش کا حکم دے دیا اور خود بھی اس کے پیچھے گیا۔ پھر مائیکرو ویوٹاور والا حادثہ سامنے آگیا۔ جب مارجر وہاں پہنچا تو وہاں بھی زخمیوں نے اس کار کے متعلق بتایا۔ ٹاور کو اس کار میں موجود مجرموں نے تباہ کیا تھا اور وہاں موجود ہر شخص کو گولی ماردی گئی تھی۔ لیکن کچھ زخمی بچ گئے ہیں۔ مارجر وہاں سے دوبارہ اس کار کی تلاش میں نکلا۔ لیکن وہ کار اُسے کہیں نظر نہ آئی۔ البتہ ایک دیہاتی عورت کی طرف سے اطلاع ملی کہ ایسی خالی کار کرسنا نامی ایک چھوٹے اسٹیشن کے پاس کھیت میں موجود ہے اس پر مارجر وہاں پہنچا تو واقعی وہی کار تھی۔ اس نے اسٹیشن سے معلوم کیا تو وہاں موجود اسٹیشن ماسٹر نے اُسے بتایا کہ چار افراد جن کے پاس تھیلے تھے ریل کار میں بیٹھ کر اسبارو گئے ہیں ——— اس پر مارجر نے فوری طور پر ہیڈ کوارٹر سے ہیلی کاپٹر منگوایا اور اس پر بیٹھ کر وہ اسبارو سے پہلے موجود ایک چھوٹی چھاؤنی میں پہنچ گیا وہاں سے اس نے جیپیں اور مسلح فوجی لئے اور پھر اس نے اسبارو پہنچنے سے پہلے ریل کار رکوالی اور مجرموں کو گرفتار کر لیا" ——— فرینک نے پوری تفصیل

بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— ویری گڈ۔ لیکن مارجر نے انہیں زندہ کیوں پکڑا ہے اُسے کہو کہ وہ ان خطرناک مجرموں کو فوراً گولیوں سے اڑا دے" ——— کرنل بلاشر نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ سر ——— اب تو کہنا فضول ہے۔ اب تک تو وہ انہیں لے کر ہیلی کاپٹر پر بھی سوار ہو چکا ہو گا ——— زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے تک وہ یہاں پہنچ جائے گا" ——— فرینک نے جواب دیا۔

"اوکے ——— ٹھیک ہے۔ میں خود انہیں اپنے ہاتھوں سے گولیاں ماروں گا" ——— کرنل بلاشر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ اس خبر سے کھل اٹھا تھا۔ آخر کار اس نے ان خوفناک لوگوں کو قابو کر ہی لیا تھا۔ پہلے واقعی اُسے یہ احساس نہ تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے یہ لوگ اس قدر خطرناک بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن جب ان لوگوں نے مسلسل خوفناک وارداتیں شروع کیں تو اُسے احساس ہوا کہ ان کے متعلق پہلے مشہور شدہ کہانیاں واقعی درست ہیں۔

اچانک اُسے خیال آیا کہ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک نے بھی تو کہا تھا کہ وہ حیفہ میں ان کے سرغنہ کو گھیر چکے ہیں۔ پھر کوئی بات نہ ہوئی تھی اب چونکہ وہ اپنی طرف سے مطمئن ہو گیا تھا اس لئے اب اُسے کرنل ڈیوڈ کا خیال آیا تھا۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور ٹیلیفون کے نیچے لگا ہوا سفید بٹن دبا کر اُسے ڈائریکٹ کیا اور پھر حیفہ میں جی۔ پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس۔ جی۔ پی فائیو ہیڈ کوارٹر حیفہ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی

ایک آواز سنائی دی۔

"کرنل بلاشر چیف آف وائٹ سٹار سپیکنگ ——— کرنل ڈیوڈ سے بات کراؤ" ——— کرنل بلاشر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— کرنل صاحب تو تل ابیب گئے ہیں جناب! پریذیڈنٹ صاحب نے انہیں کال کیا ہے" ——— دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"پریذیڈنٹ صاحب نے ——— اچھا کرنل فرانک ہوں گے چیف آف ریڈ آرمی ——— ان سے بات کراؤ" ——— کرنل بلاشر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ تو پہلے ہی جناب وزیرِاعظم صاحب کو لینے کے لئے تل ابیب گئے تھے۔ پھر وہیں کسی کام سے رک گئے تھے ——— وزیرِاعظم صاحب اکیلے واپس آئے تھے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو ——— کرنل ڈیوڈ کو پریذیڈنٹ صاحب نے بلوایا ہے اور کرنل فرانک وزیرِاعظم کو لینے گئے تھے ——— کیا مطلب ——— کیا چکر چلا رہے ہو" ——— کرنل بلاشر نے اس بار جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— سر یہاں بڑی خوفناک واردات ہو گئی ہے سر ——— پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تین ایجنٹ یہاں موجود تھے جن کا سرغنہ علی عمران ہے ہم انہیں تلاش کر رہے تھے کہ ہمیں ایک خفیہ اطلاع ملی کہ وہ حیفہ کے قریب ایک فوجی اڈے سے کوئی ہیلی کاپٹر اغوا کر کے نکلنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک نے انہیں پکڑنے کے لئے وہاں

پلاننگ کی۔ اڈے کے انچارج کرنل ازمیر ہیں۔ انہوں نے وہاں ایسی پلاننگ کی کہ وہ تینوں آسانی سے پکڑے گئے ——— انہیں ایک خصوصی کمرے میں ایسی کرسیوں سے باندھ دیا گیا جہاں سے ان کی رہائی ناممکن تھی کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک تو انہیں فوری طور پر گولی مار دینا چاہتے تھے لیکن کرنل ازمیر اڑ گئے کہ نہیں، وہ انہیں زندہ وزیرِاعظم صاحب کے سامنے پیش کریں گے۔ چونکہ وہ اڈے کے انچارج تھے اس لئے انہیں ماننا پڑا۔ اس پر کرنل فرانک تل ابیب گئے تاکہ وہاں سے وزیرِاعظم صاحب کو ساتھ لے آئیں۔ وزیرِاعظم صاحب نے انہیں تو وہیں کسی کام سے روک دیا اور خود وہ اپنے سرکاری ہیلی کاپٹر پر اڈے پر پہنچے۔ لیکن یہاں اس دوران وہ مجرم آزاد ہو چکے تھے۔ انہوں نے وزیرِاعظم صاحب کو اغوا کر لیا اور پھر انہی کے ہیلی کاپٹر پر وہ تل ابیب کی طرف چل پڑے ——— وزیرِاعظم صاحب کے اغوا نے پوری حکومت میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ صدر صاحب نے فوراً فضائیہ اور ملٹری انٹیلی جنس کو الرٹ کر دیا اور ساتھ ہی حکم دے دیا کہ وزیرِاعظم صاحب کو ان کے پنجے سے چھڑانے کی کوشش کی جائے لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے تو تل ابیب پہنچنے سے پہلے ہی اس ہیلی کاپٹر کو وزیرِاعظم سمیت اڑا دیا جائے ——— چنانچہ فضائیہ حرکت میں آ گئی لیکن اس دوران ان لوگوں نے ہیلی کاپٹر کو تل ابیب پہنچنے سے پہلے ہی انی مش کے علاقے میں اتار دیا۔ جب ملٹری کے ہیلی کاپٹر وہاں پہنچے تو ہیلی کاپٹر میں وزیرِاعظم صاحب بیہوش پڑے تھے اور مجرم غائب تھے وہاں سے پتہ چلا کہ ساتھ ہی ایک زرعی فارم سے ایک کار نکلتے دیکھی گئی ہے۔ چنانچہ ہوائی ناکہ بندی کر لی گئی۔ ملٹری انٹیلی جنس نے ہیلی کاپٹروں

پرتل ابیب کی طرف جانے والی ہر سڑک پر آتر کر چیکنگ شروع کر دی۔ پھر اطلاع ملی کہ مجرموں نے فتح روڈ پر جو کہ تل ابیب کی پہاڑیوں کو جاتی ہے دو ہیلی کاپٹروں کو تباہ کر دیا ہے اور وہاں چیکنگ کرنے والے فوجیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ یہ فائرنگ ایک کار سے کی گئی تھی ۔ پھر گن شپ ہیلی کاپٹروں نے وہاں ریڈ کیا اور پورے فتح روڈ پر خوفناک فائرنگ کر کے وہاں سڑک پر جانے والی تمام ٹریفک کو تباہ کر کے روک دیا۔ اس کے بعد چیکنگ شروع ہوئی تو وہ کار جس کی نشاندہی کی گئی تھی ایک جگہ خالی کھڑی دیکھی گئی۔ اندر کوئی آدمی موجود نہ تھا ان کی تلاش شروع ہوئی تو ایک ہیلی کاپٹر سے اطلاع ملی کہ تین آدمیوں کو ٹیلوں میں بھاگتے دیکھا گیا ہے۔ ان کا رخ ایک اینٹوں والے بھٹے کی طرف تھا۔ چنانچہ فوجی فوراً وہاں پہنچے۔ لیکن وہاں کوئی مجرم نہ تھا۔ ارد گرد کا علاقہ بھی چھان مارا گیا لیکن کوئی مجرم کہیں دستیاب نہ ہوا۔ یوں لگتا تھا جیسے انہیں زمین کھا گئی ہو یا آسمان نگل گیا ہو۔ پریذیڈنٹ اور وزیر اعظم صاحبان کو جب رپورٹ ملی تو انہوں نے کرنل ڈیوڈ اور کرنل ازمیر دونوں کو فوری طور پر طلب کر لیا ——— اور جناب! میرے خیال میں ان دونوں کو سزا دی جائے گی۔ کیونکہ بہرحال وزیر اعظم صاحب کا اغوا ان کی موجودگی میں ہوا ہے" ——— دوسری طرف سے بولنے والے نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ڈیوڈ کو سزا ملنے کی بات سن کر کرنل بلاشر کی آنکھیں چمک اٹھیں

"ہو سکتا ہے کہ وہ مجرم اس بھٹے کے اندر چھپ گئے ہوں" ——— کرنل بلاشر نے ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔

"نہیں جناب! ——— بھٹہ جل رہا تھا اس لئے اندر تو کسی کے چھپنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ باہر ہر جگہ تلاش کر لیا گیا ——— ایک ایک اینٹ چیک کی گئی ——— ارد گرد کا علاقہ بھی چیک کیا گیا لیکن وہ نہیں ملے جناب" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے ——— تھینک یو" ——— کرنل بلاشر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں کی چمک پہلے سے کہیں بڑھ گئی تھی۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک پرانے اور تجربہ کار ہونے کے باوجود تین آدمیوں کو نہ پکڑ سکے تھے۔ بلکہ الٹا وزیر اعظم کو بھی اغوا کرا بیٹھے۔ جبکہ اس نے اکیلے ہی چار آدمیوں کو پکڑ لیا۔ اس کے ساتھ ہی اُسے خیال آیا کہ اگر مجرم وزیر اعظم کو بیہوش کر کے ہیلی کاپٹر میں چھوڑنے کی بجائے ہلاک کر دیتے تو کیا ہوتا۔ اور یہ تصور کر کے ہی اُسے بے اختیار جھرجھری سی آگئی۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ اب کرنل ڈیوڈ کا کورٹ مارشل لازماً ہوگا اور یہ ایسی غفلت تھی کہ اُسے موت کی سزا بھی دی جا سکتی تھی اور اگر موت کی سزا نہ بھی دی گئی تب بھی اُسے اب جی۔ پی فائیو کی سربراہی سے بہرحال الگ ہونا پڑے گا اور ہو سکتا ہے کہ جی۔ پی فائیو کو وائٹ سٹار میں مدغم کر دیا جائے۔ اس طرح اسرائیل میں اس کی طاقت اور اختیارات بے پناہ بڑھ جائیں گے۔ وہ انہی خیالات میں مگن تھا کہ یکلخت ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"یس کرنل بلاشر" ——— کرنل بلاشر نے تیز لہجے میں کہا۔

"فرینک بول رہا ہوں جناب! ——— ہیڈ کوارٹر آپریشن روم نے اطلاع دی ہے کہ مارجر ہیلی کاپٹر کو ہمزا لبس لے آنے کی بجائے حیفہ لے جا رہا

ہے۔ ہیلی کاپٹر پہلے ادھر ہی آ رہا تھا۔ لیکن پھر راستے میں اس نے اپنا رُخ بدل لیا" ـــــ فرینک نے کہا۔

"کک ـــ کک ـــ کیا مطلب! ـــ کیوں۔ مارجر کیوں لے جا رہا ہے" ـــــ کرنل بلاشر نے حیرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"اس بات کا پتہ کرنے کے لئے آپریشن روم سے ٹرانسمیٹر پر مارجر سے بات کرنے کی کوشش کی گئی ہے جناب! ـــ لیکن مارجر نے کہا ہے کہ اس کی مرضی" ـــــ فرینک نے کہا۔

"اس کی مرضی ـــ کیا مطلب! کیا وہ مجھ سے بڑا ہے ـــــ اوہ! کیا فریکوینسی ہے۔ میں خود بات کرتا ہوں" ـــــ کرنل بلاشر کو یوں محسوس ہوا جیسے مارجر نے یہ فقرہ کہہ کر اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا ہو۔

"سپیشل فریکوینسی، ایلون ساؤتھ، سکسٹی نارتھ پر بات ہو سکتی ہے جناب" ـــــ فرینک نے جواب دیا اور کرنل بلاشر نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور کرسی سے اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے اپنی پشت پر موجود الماری کی طرف جھپٹا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر اسے میز پر رکھا اور پھر انتہائی تیزی سے اس پر فرینک کی بتائی ہوئی فریکوینسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ فریکوینسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے بٹن دبایا اور ساتھ ہی وہ حلق کے بل چیخنے لگا۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ کرنل بلاشر کالنگ مارجر۔ اوور" ـــــ اس کے چیخنے کا انداز ایسا تھا جیسے اس کا بس نہیں چل رہا کہ وہ ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی لہروں پر اڑتا ہوا ہیلی کاپٹر تک پہنچ جائے۔ اور مارجر کی گردن دبا لے

"یس مارجر اٹنڈنگ۔ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد مارجر کی آواز ٹرانسمیٹر

پر اُبھری۔

"مارجر! ـــ تم نے ہیلی کاپٹر کا رُخ کیوں بدل لیا ہے ـــــ؟ کس کے حکم پر تم نے ایسا کیا ہے ـــــ؟ فوراً مجرموں کو لے کر واپس آؤ۔ فوراً۔ اوور" ـــــ کرنل بلاشر نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"سر! ـــ میں نے سوچا کہ انہیں براہِ راست حیفہ لے جاؤں۔ اور پھر وہاں سے تل ابیب۔ اوور" ـــــ مارجر کی آواز سنائی دی۔

"احمق ـــ اُلو ـــ نانسنس! ـــ تمہیں کس نے کہا ہے ایسا کرنے کو۔ فوراً انہیں لے کر میرے پاس آؤ۔ اوور" ـــــ کرنل بلاشر کو اتنا غصہ آیا کہ بولتے وقت اس کی آواز پھٹ گئی۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــ جیسے آپ کا حکم۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے مارجر کی آواز سنائی دی۔

"جلدی آؤ نانسنس ـــ جلدی۔ فوراً ـــ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ـــــ کرنل بلاشر نے کہا اور بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور پھر کرسی پر بیٹھ کر وہ لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ وہ اپنے آپ کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"نانسنس۔ احمق! ـــ ایک کام جو کر لیا تو سمجھ رہا ہے کہ اب وہ مجھ سے بھی بڑا ہو گیا ہے ـــ ہونہہ۔ نانسنس" ـــــ کرنل بلاشر لمبے لمبے سانس بھی لیتا جا رہا تھا اور ساتھ ہی بڑبڑاتا بھی جا رہا تھا۔ جب کچھ دیر گذر گئی اور وہ پوری طرح نارمل ہو گیا تو اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور فرینک کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس سر ـــ فرینک بول رہا ہوں" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری

طرف سے فرینک کی آواز سنائی دی۔

"میں نے مارجر کو کہہ دیا ہے۔ وہ ہیلی کاپٹر لے کر واپس آ رہا ہے"۔۔۔ کرنل بلاشر نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"لے کر واپس آ رہا ہے۔۔۔ میں آپریشن روم کی ایکسٹینشن سے بول رہا ہوں جناب!۔۔۔ ہیلی کاپٹر تو مسلسل حیفہ کی طرف ہی بڑھ رہا ہے بلکہ اب تو وہ حیفہ پہنچنے ہی والا ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے فرینک کی آواز سنائی دی اور کرنل بلاشر کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے سارا قصور ہی فرینک کا ہے۔

"کیا بک رہے ہو۔۔۔ میری خود ٹرانسمیٹر پر مارجر سے بات ہوئی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ وہ واپس آ رہا ہے ہیلی کاپٹر کو لے کر"۔۔۔ کرنل بلاشر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب!۔۔۔ ہیلی کاپٹر ویسے ہی حیفہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آپ بے شک یہاں آ کر راڈار پر دیکھ لیں۔۔۔ اوہ! ایک منٹ سر! ایک منٹ۔۔۔ اوہ! ہاں ہیلی کاپٹر حیفہ کے نواح میں اتر رہا ہے جناب!۔۔۔ جی ہاں! وہ اتر رہا ہے۔۔۔ اوہ جناب! وہ کم بلندی کی وجہ سے راڈار پر نظر آنا بند ہو گیا ہے۔ اس لئے جناب! وہ لازماً اتر گیا ہے"۔۔۔ فرینک نے باقاعدہ کمنٹری کرتے ہوئے کہا اور کرنل بلاشر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا مطلب!۔۔۔ مارجر نے ایسا کیوں کیا ہے۔۔۔؟ کیوں کیا ہے ایسا۔۔۔ ٹھہرو! میں پھر اس حرامی پلے سے بات کرتا ہوں۔ میں اسے گولی مار دوں گا"۔۔۔ کرنل بلاشر نے سپاٹ لہجے میں کہا غصے

کی انتہائی شدت کی وجہ سے اس کا لہجہ سپاٹ ہو گیا تھا۔

ٹیلیفون بند کر کے وہ ایک بار پھر ٹرانسمیٹر پر جھپٹا اور فریکونسی تو پہلے ہی سیٹ تھی۔ اس لئے اس نے اس کا بٹن آن کیا اور پھر مسلسل چیخنا شروع کر دیا۔

"کرنل بلاشر کالنگ ٹو مارجر۔۔۔ سن آف بچ۔ اوور"۔۔۔ وہ مسلسل یہی فقرہ بولے چلا جا رہا تھا۔ لیکن دوسری طرف سے کال اٹنڈ نہ کی جا رہی تھی۔ پھر چیختے چیختے جب اس کا گلا بیٹھ گیا اور آواز تقریباً نکلنی بند ہو گئی تو اس نے بجائے انگلی سے بٹن پریس کرنے کے اس پر پوری قوت سے مکہ مار کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کا چہرہ پتھرایا ہوا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا خون لاوے کی طرح اس کی رگوں میں ابل رہا ہو۔ ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ واقعی اس قدر غصہ اسے زندگی میں پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ لیکن وہ بے بس تھا۔

"میں اسے لازماً گولی مار دوں گا۔۔۔ اس کتے کے بچے مارجر کو۔ میں اس کی ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔ ایک ایک ہڈی اپنے ہاتھوں سے۔۔۔ اس نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے"۔۔۔ چند لمحوں بعد اس کے حلق سے بھنچی بھنچی سی آوازیں نکلنا شروع ہو گئیں۔ اسے غصہ برداشت کرنے اور اپنے آپ کو کنٹرول میں لانے میں کافی وقت لگ گیا۔ جب کافی دیر بعد اس کا ذہن کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہوا تو اس نے ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ حیفہ میں اپنے ہیڈ کوارٹر کو کال کر کے مجرموں کو تحویل میں لینے اور مارجر کو گرفتار کرنے کا حکم دے سکے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ رسیور اٹھاتا، ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی

اور کرنل بلاشر نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس کرنل بلاشر" ____ کرنل بلاشر نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فرینک بول رہا ہوں جناب! ____ ایک بری خبر ہے جناب! ____ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے جناب کہ مارجر کی لاش ایک سڑک کے کنارے پڑی ملی ہے ____ اس کا پورا جسم ٹوٹ پھوٹ چکا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ اُسے کافی بلندی سے نیچے پھینکا گیا ہے ____ اور جناب! ____ یہ تقریباً وہ جگہ ہے جہاں سے ہیلی کاپٹر نے رُخ موڑا تھا" ____ فرینک کی آواز سنائی دی۔

"مارجر کی لاش ملی ہے ____ بلندی سے اُسے پھینکا گیا ہے ____ وہاں سے لاش ملی ہے جہاں سے ہیلی کاپٹر مڑا ہے" ____ کرنل بلاشر نے لاشعوری انداز میں فرینک کے بتائے ہوئے فقرے دوہرانے شروع کر دیئے۔ یہ خبر ہی ایسی تھی کہ اس کا شعور واقعی ماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔ بالکل ماؤف۔

"جی ہاں جناب! ____ اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ اسبارو چھاؤنی سے مارجر ان چاروں مجرموں کو لے کر اکیلا ہی ہیلی کاپٹر پر سوار ہوا تھا۔ البتہ مجرموں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑی ہوئی تھیں" ____ فرینک نے کہا۔

"اکیلا ہی چلا تھا ____ اوہ! ____ اوہ! ____ مگر میں نے تو ابھی مارجر سے خود ٹرانسمیٹر پر بات کی ہے ____ تم کہہ رہے ہو کہ آپریشن روم سے بھی اس سے بات ہوئی ہے ____ یہ کیسے ممکن ہے ____ آخر کیسے ممکن ہے ____ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ____ کیا تم پاگل ہو گئے

ہو ____ کیا تمہیں نشہ ہو گیا ہے" ____ آخری فقرے کہتے کہتے کرنل بلاشر ایک بار پھر چیخ پڑا۔

"جی اب یہی کہا جا سکتا ہے کہ مجرم ہی مارجر کی آواز میں بات کر رہے تھے ____ دوسری تو کوئی صورت نہیں ہے" ____ فرینک نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور کرنل بلاشر کے ذہن میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور رسیور اس کے ہاتھ سے خود بخود پھسل کر ایک دھماکے سے میز پر جا گرا۔ اب اس کا شعور جاگ اٹھا تھا اور اُسے ساری سچوئیشن سمجھ آ گئی تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہماری موت یقینی ہو چکی ہے" ——— آگ کی خوفناک لپٹوں کے سامنے کھڑے ٹائیگر نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ کھڑا عمران یکلخت چونک پڑا۔ اُسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے ذہن پر موجود گرد اس فقرے سے صاف ہو گئی ہو۔

آگ واقعی انتہائی تیزی سے ان کے قریب آ رہی تھی اور اب ان کے جسم گرمی کی شدت سے چٹکنے لگے تھے عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے آگ کے شعلے اس کے خون میں شامل ہو کر رگوں میں دوڑنے لگے ہوں۔

"اوہ! ——— اگر ہم یہیں اسی طرح کھڑے رہے تو پھر واقعی موت یقینی ہے۔ لیکن اس طرح کھڑے کھڑے مرنے کی بجائے آخری دم تک جدوجہد کرنی چاہئے ——— یہ تہہ خانہ بہت وسیع ہے اس لئے آگ آخری حصے تک پہنچتے پہنچتے کچھ وقت لے گی ——— یعقوب کو اٹھا کر لے آؤ

جلدی کرو" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر واپس مڑ کر درمیانی راستے سے آگے بھاگنے لگا۔

ٹائیگر نے جھک کر بیہوش پڑے یعقوب کو اٹھایا اور کاندھے پر لادا اور عمران کے پیچھے بھاگنے لگا۔

عمران مختلف راستوں سے ہوتا ہوا آخر کار ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جس کے آگے پختہ دیوار تھی اور راستہ بند تھا لیکن یہاں وہ حدت اور گرمی نہ تھی جو وہاں موجود تھی۔ لیکن راستہ بند ہو جانے کی وجہ سے وہ رُک گیا تھا۔ اس دیوار تک بھی کچی اینٹیں بھری ہوئی تھیں۔ لیکن اس نے دیکھا کہ یہاں اینٹوں کے درمیان پتھری کوئلہ اور برادہ بھرا ہوا نہ تھا بلکہ خالی اینٹیں ہی جوڑی گئی تھیں۔ آگ کی وجہ سے یہاں ہلکی ہلکی روشنی بھی موجود تھی ورنہ تو اس بند جگہ پر روشنی کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔ عمران نے دیوار پر دباؤ ڈالا اور دیوار کو توڑنے کی کوشش شروع کر دی۔ لیکن دیوار خاصی پختہ تھی۔

"اگر یہ دیوار ٹوٹ جائے تو ہم یقیناً اس جہنم سے باہر نکل سکتے ہیں۔ لیکن یہ دیوار تو بے حد مضبوط ہے" ——— عمران نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"مم ——— مم ——— میں کوشش کرتا ہوں" ——— ٹائیگر نے کہا۔ وہ یعقوب کو نیچے فرش پر لٹا چکا تھا اور وہ عمران سے بھی زیادہ تیزی سے سانس لے رہا تھا جیسے میلوں دُور سے دوڑ کر آیا ہو اور اس نے بھی دیوار پر زور آزمائی شروع کر دی۔ لیکن دیوار ان کی توقعات سے بھی زیادہ مضبوط تھی۔

"مشین گن مجھے دو ——— میں اس کے دستے سے اینٹیں توڑتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اپنے کاندھے پر لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر عمران کے ہاتھ میں دے دی۔ لیکن اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم

سے طاقت اور توانائی تیزی سے غائب ہوتی جا رہی ہو۔ اس کا سانس بھی لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتا جا رہا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے مجھے ۔۔۔ عم ۔۔۔ عمران صاحب" ۔۔۔ ٹائیگر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں اٹک اٹک کر کہا۔

"ارے ہاں! ۔۔۔ تمہاری حالت تو مجھ سے بھی زیادہ خراب ہے۔ اوہ! اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھو ۔۔۔ آگ کی وجہ سے اور پتھری کوئلے کے زہریلے دھوئیں کی وجہ سے یہاں کی آکسیجن تقریباً ختم ہو چکی ہے تازہ ہوا اندر آنے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور اگر ہمیں جلد از جلد تازہ ہوا نہ ملی تو ہم ویسے ہی دم گھٹ کر مر جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے زور زور سے سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر مشین گن کو نال سے پکڑ کر اس نے زور سے اس کا دستہ ایک اینٹ پر مارا۔ لیکن دیوار یقیناً ڈبل تھی اس لئے اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ مسلسل دستے مارتا چلا گیا۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اسی لمحے اُسے اپنے پیچھے دھماکہ سنائی دیا اور وہ مڑا تو اس نے ٹائیگر کو فرش پر گرے ہوئے دیکھا۔ ٹائیگر کا چہرہ بُری طرح مسخ ہو چکا تھا اور اس کا جسم اس طرح تڑ مڑ رہا تھا جیسے وہ بے پناہ اذیت میں ہو۔ اور عمران سمجھ گیا کہ آکسیجن کی کمی کی وجہ سے ٹائیگر کی یہ حالت ہو رہی ہے۔ اس کی اپنی حالت بھی درست نہ تھی لیکن وہ کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو اب تک کنٹرول میں کئے ہوئے تھا۔ لیکن کب تک ۔۔۔ وہ سانس تو روک سکتا تھا لیکن بہرحال بغیر سانس لئے بھی آکسیجن کی کچھ نہ کچھ مقدار تو قدرتی طور پر اس کے سینے میں جانی چاہئے تھی اور جہاں سرے سے آکسیجن موجود ہی نہ ہو تو وہاں سانس روک

لینے کے باوجود وہ زندہ نہ رہ سکتا تھا۔ اب زندہ رہنے کی سوائے اس کے اور کوئی صورت نہ تھی کہ یہ دیوار ٹوٹ جائے۔ ورنہ آگ کی حدت اور گرمی تو بعد میں ان پر قابو پائے گی، آکسیجن کے ختم ہو جانے پر وہ پہلے ہی مر چکے ہوں گے۔

عمران نے دیوار پر مسلسل زور آزمائی جاری رکھی۔ لیکن اب اس کے ہاتھوں میں طاقت ہی نہ رہی تھی۔ اور پھر جیسے آٹے کی بوری خالی ہوتی ہے اس طرح وہ دیوار کے ساتھ ہی نیچے گرتا گیا۔ اس کی سائیڈ دیوار سے لگ گئی تھی اور اُسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے اس کے جسم کی ایک ایک رگ ٹوٹنے لگ گئی ہو۔ تیزی سے ختم ہوتی ہوئی آکسیجن اب اس کے ذہن اور اعصاب پر بھی تیزی سے اثر انداز ہوتی جا رہی تھی۔ اور وہ بے بسی سے اذیت ناک موت کے خوفناک دانتوں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ رہا تھا۔ لیکن اسی لمحے اچانک اس کے کانوں میں دیوار کی دوسری طرف سے ہلکی ہلکی ٹھک ٹھک کی آوازیں سنائی دیں یہ آوازیں ایسی تھیں جیسے کوئی مخصوص کوڈ میں باہر سے اُسے پیغام دے رہا ہو۔ اس نے فوری طور پر اپنی تمام تر ذہنی صلاحیتیں جمع کیں۔ اور ان آوازوں پر غور کرنا شروع کر دیا۔ آوازیں پوری طرح تو کوڈ میں نہ تھیں لیکن بہرحال ان سے ایک لفظ واضح طور پر سامنے آیا تھا اور وہ لفظ تھا فائر کا۔ آوازیں تو آنا بند ہو گئی تھیں لیکن لفظ فائر نے یکلخت عمران کے بند ہوتے ہوئے ذہن میں ایک نئی کھڑکی کھول دی تھی۔ اب تک وہ مشین گن کے دستے سے دیوار توڑنے کی کوشش کرتا رہا تھا لیکن اس لفظ کی وجہ سے ایک اور آئیڈیا ذہن میں ابھر آیا تھا

اور عمران یکلخت چونک پڑا۔ اس نے انتہائی تیزی سے مشین گن اٹھائی اس کا میگزین کھولا اور اس میں سے دس بارہ گولیاں نکال کر زمین پر رکھیں اور باقی گولیوں کو اکٹھا کر کے اس نے دوبارہ میگزین فٹ کر دیا۔ اس نئے آئیڈیے نے اس کے ذہن اور جسم میں ایک نئی قوت بھر دی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا بوٹ اتار کر اس کی ایڑی کو مخصوص انداز میں زمین پر مار کر ایڑی میں موجود تیز اور باریک چھری کو باہر نکالا اور پھر اس نے اس چھری کی مدد سے دو اینٹوں کے درمیان موجود جگہ کو کھرچنا شروع کر دیا۔ وہ جلدی کی وجہ سے اسے لمبائی میں کھرچ رہا تھا ویسے بھی ڈبل اینٹوں کی دیوار تھی اس لئے اس چھری سے وہ اسے آرپار نہ کھرچ سکتا تھا۔۔۔ دو اینٹوں کی درمیانی جگہ کو کھرچ کر اس نے مشین گن کی گولی جتنی جگہ خالی کر کے گولیوں کو اندر پھنسانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس نے آٹھ دس گولیاں اینٹوں کے درمیان پھنسا دیں۔ بعض جگہ تو آگے پیچھے دو دو گولیاں پھنس گئی تھیں جب کہ باقی جگہ ایک ایک گولی تھی۔ گولیاں اس دراڑ میں پھنسا کر وہ تیزی سے پیچھے ہٹا اور پھر مشین گن کا رخ اس نے ان گولیوں کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور ساتھ ہی ہاتھ کو گھمایا تو دراڑ میں موجود گولیاں ایک دھماکے سے پھٹیں اور ان کے اوپر اور نیچے کی اینٹیں ٹوٹ کر باہر جا گریں اور وہاں چھوٹا سا سوراخ ہو گیا جس سے تازہ ہوا تیزی سے اندر آنے لگی اب باقی اینٹوں کو نکالنا آسان تھا۔ اس نے مشین گن ایک طرف رکھی اور تیزی سے اس سوراخ میں دونوں ہاتھ ڈال کر اینٹیں اکھاڑ اکھاڑ کر باہر پھینکنا شروع کر دیں۔ تازہ ہوا ملنے کی وجہ سے اس کے جسم سے غائب ہوتی ہوئی قوت

تیزی سے دوبارہ بحال ہونا شروع ہو گئی تھی۔

اس نے ابھی تین چار اینٹیں ہی اکھاڑی تھیں کہ یکلخت اسے سوراخ سے اُسے صابرہ کا چہرہ نظر آیا جو حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ۔۔۔ آپ زندہ ہیں ۔۔۔ اوہ گاڈ"۔۔۔ صابرہ نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"مرد اتنی آسانی سے نہیں مرا کرتے جتنا عورتیں سمجھتی ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صابرہ ہنس پڑی اور پھر اس نے بھی تیزی سے عمران کے ساتھ مل کر اینٹیں نکالنی شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ اتنا بڑا سوراخ کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ اندر بیہوش اور نیم مردہ پڑے ہوئے ٹائیگر اور یعقوب کو گھسیٹ کر باہر نکال سکیں۔

عمران جیسے ہی ان دونوں کی طرف مڑا اس نے ٹائیگر کو اٹھ کر بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ ٹائیگر کا مسخ ہوا چہرہ اب نارمل تھا۔ کافی دیر سے تازہ ہوا ملنے کی وجہ سے اس کی حالت فوری طور پر سنبھل گئی تھی البتہ گرمی کی شدت اتنی بڑھ گئی تھی کہ عمران سمیت ان دونوں کے جسم بُری طرح چمک رہے تھے اور جسم اتنے گرم ہو گئے تھے کہ اب پسینہ بھی بھاپ بن کر اڑنے لگ گیا تھا۔

"باہر نکلو۔۔۔ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور خود وہ یعقوب کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جھک کر اُسے اٹھایا اور پھر وہ اس بڑے سوراخ سے گذر کر باہر آ گیا۔ ٹائیگر بھی جو اس دوران اٹھ

کر کھڑا ہو چکا تھا۔ عمران کے پیچھے اس جہنم سے صحیح سلامت باہر آ گیا۔ عمران نے باہر نکلتے ہی یعقوب کو نیچے لٹایا اور پھر اُسے ہوش میں لے آنے لگا۔

یعقوب چند لمحوں میں ہی ہوش میں آ گیا۔

"یار! ——— تم نے بیہوش رہنے کا ریکارڈ ——— بلکہ پورا گراموفون ہی توڑ کر رکھ دیا ہے ——— اٹھو جلدی کرو۔ کسی بھی لمحے فوجی یہاں پہنچ سکتے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— اوہ! ہم اس جہنم سے باہر آ گئے ہیں" ——— یعقوب نے حیرت بھرے انداز میں کہا اور اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔

"ہاں! ——— اور نہ صرف جہنم سے باہر آ گئے ہیں ——— بلکہ جنت میں پہنچ گئے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جنت میں ——— مگر یہ تو وہی بھٹے کا علاقہ ہے" ——— یعقوب نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"بھئی میں نے تو جنت کی یہی نشانی سُنی ہے کہ وہاں حور ہوتی ہے اور مس صابرہ یہاں موجود ہیں" ——— عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور اس بار یعقوب اور صابرہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"جلدی آیئے ——— یہاں قریب ہی میری کار موجود ہے ہم آسانی سے وہاں تک پہنچ سکتے ہیں" ——— صابرہ نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا خندق کی اس ڈھلوان کی طرف بڑھنے لگا۔

"عمران صاحب! ——— آپ نے اس دیوار میں سوراخ کیسے کر لیا۔ جبکہ مشین گن کے دستے سے تو یہ ہل بھی نہ رہی تھی" ——— ؟ یعقوب نے

حیران ہو کر پوچھا۔

"ابھی مس صابرہ کو مورس کوڈ میں پوری طرح کمانڈ حاصل نہیں ہے لیکن بہرحال انہوں نے لفظ فائر مجھ تک پہنچا دیا اور واقعی اس لفظ نے کھل جا سم سم والا کام کیا ——— میں نے مشین گن کی گولیاں دراڑ میں پھنسا کر ان پر فائر کیا تو دو تین اینٹیں ٹوٹ گئیں۔ اس طرح باقی اینٹیں نکالنے میں آسانی ہو گئی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے مورس کوڈ میں پیغام دیا فائر کا ——— کیا مطلب! مجھے تو مورس کوڈ کا پتہ ہی نہیں" ——— صابرہ نے حیران ہو کر کہا۔

"اوہ! ——— تم نے باہر سے دیوار کو کھٹکا کر پیغام نہیں دیا تھا" ——— ؟ عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— اوہ! میں سمجھ گئی۔ میں نے پہلے اینٹیں مار مار کر اس دیوار کو توڑنے کی کوشش کی۔ کیونکہ مجھے یہاں موجود دو مزدوروں کی گفتگو سے یہ خدشہ ہو گیا تھا کہ آپ لوگ بھٹے کے اندر پھنس گئے ہیں۔ اور بھٹے کو آگ لگا دی گئی ہے۔ لیکن جب میں ناکام رہی تو آخر کار شدید مایوسی اور تھکاوٹ کے ملے جلے عالم میں لاشعوری طور پر ہاتھ میں پکڑی ہوئی اینٹ کو دیوار پر مارتی رہی ——— اوہ! تو اسے آپ مورس کوڈ میں پیغام سمجھتے رہے" ——— صابرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر یہ پیغام قدرت کی طرف سے تھا۔ ورنہ یہ فائر والا آئیڈیا اس سے پہلے قطعاً میرے ذہن میں نہ آیا تھا ——— اور اگر یہ پیغام نہ ملتا تو یقیناً ہم تینوں پہلے آکسیجن کے ختم ہونے سے مرتے۔ اس کے بعد آگ کی حدت ہمیں جلا دیتی" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے

جواب دیا اور ٹائیگر، یعقوب اور صابرہ تینوں قدرت کے اس حیرت انگیز کرشمے پر حیران رہ گئے۔ واقعی جب قدرت کسی کو بچانے پر آتی ہے تو ایسے ہی انوکھے واقعات جنم لیتے ہیں۔

خندق سے نکل کر صابرہ انہیں مختلف ٹیلوں کی اوٹ میں لے کر کار تک پہنچ گئی۔ راستے میں اس نے اپنے ساتھ بیتنے والے تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"لیکن وہ پانی والا ڈبہ ——— وہ کہاں گیا" ——— عمران نے کار کے قریب پہنچ کر کہا۔

"وہ تو وہیں جھنڈ کے قریب ٹیلے کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ میں لے آتی ہوں۔ میں نے سوچا کہ پہلے آپ کو کار تک پہنچا دوں" ——— صابرہ نے کہا اور پھر مسکراتی ہوئی تیزی سے واپس ٹیلوں کے درمیان بھاگنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دور سے پانی کا ڈبہ اٹھائے واپس آتی دکھائی دی۔

"لیکن یہ پانی کب تک چلے گا۔ ریڈی ایٹر تو لیک ہے۔ یہ تو فوراً بہہ جائے گا" ——— یعقوب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایک طریقہ تو ہے۔ لیکن اس کے لئے کسی نزدیکی گاؤں تک جانا ہو گا ——— وہ زخموں پر ہلدی چونا تھوپنے والا قصہ ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زخموں پر ہلدی چونا ——— کیا مطلب" ——— یعقوب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— ریڈی ایٹر کی لیکج وقتی طور پر بند کرنے کا یہی طریقہ ہے

کہ ریڈی ایٹر میں پہلے تھوڑی سی ہلدی ڈال دی جائے اور پھر پانی ڈال کر انجن سٹارٹ کر دیا جائے تو انجن کی وجہ سے پانی گرم ہو جاتا ہے اور ہلدی جہاں جہاں لیکج ہوتی ہے وہاں وہاں پختہ ہو کر جم جاتی ہے۔ اس طرح لیکج وقتی طور پر ختم ہو جاتی ہے" ——— عمران نے جواب دیا اور یعقوب اور ٹائیگر دونوں حیرت سے عمران کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے انہیں عمران کی بات کا یقین نہ آیا ہو۔

اسی لمحے صابرہ پانی کا ڈبہ اٹھائے وہاں پہنچ گئی۔ اس نے پانی کا ڈبہ ایک طرف رکھا اور کار کی سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھول کر اس نے ڈیش بورڈ کا بڑا خانہ کھولا اور پھر ایک چھوٹا سا لفافہ باہر نکال لیا۔

"تو بھئی مس صابرہ گاؤں سے ہو بھی آئی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گاؤں سے ——— کیا مطلب" ——— صابرہ نے لفافہ کھولتے ہوئے حیران ہو کر کہا۔

"مطلب یہ کہ کار کے زخموں پر تھوپنے کے لئے ہلدی چونا پہلے سے ہی موجود ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چونا تو نہیں، ہلدی ہے ——— ریڈی ایٹر کی لیکج تو ہلدی سے بند ہو جاتی ہے ——— میرا تجربہ ہے" ——— صابرہ نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

صابرہ نے کار کا بونٹ اٹھا کر ریڈی ایٹر کا ڈھکن اٹھایا اور پھر لفافے میں موجود پسی ہوئی ہلدی کی پڑیا کھول کر اس نے ساری ہلدی ریڈی ایٹر میں ڈال دی اور پھر اس نے یعقوب سے انجن سٹارٹ

کرنے کے لئے کہا۔ یعقوب نے آگے بڑھ کر انجن سٹارٹ کیا اور صابرہ نے ڈبے میں سے پانی ریڈی ایٹر میں ڈالنا شروع کر دیا۔ پہلے تو پانی ریڈی ایٹر کے ان سوراخوں سے جہاں گولیاں لگی تھیں باہر بہتا رہا۔ لیکن آہستہ آہستہ پانی نکلنا بند ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد لیکج واقعی ختم ہو گئی اور پانی اب ریڈی ایٹر کے اندر جمع ہو گیا تھا۔ ڈبہ خالی کر کے صابرہ نے ریڈی ایٹر کا ڈھکن بند کیا اور پھر بونٹ بند کر کے وہ ڈبہ اٹھائے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ یعقوب کھڑا رہا۔ اس نے ڈبہ یعقوب کو دیا اور اگنیشن سے چابی نکال کر بھی اُسے پکڑا دی۔

"ڈبہ ڈگی میں رکھ دو یعقوب" ___ صابرہ نے کہا اور یعقوب چابی اور ڈبہ لے کر کار کے عقبی طرف بڑھ گیا۔

صابرہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران اور عقبی سیٹ پر ٹائیگر بیٹھ گیا۔ یعقوب نے ڈبہ رکھ کر ڈگی بند کی اور چابی صابرہ کو دیتے ہوئے وہ خود بھی عقبی سیٹ پر ٹائیگر کے ساتھ بیٹھ گیا اور صابرہ نے کار آگے بڑھا دی۔ اب ان سب کے چہروں پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ اب انہیں پہاڑیوں تک پہنچنے اور پھر انہیں کراس کر کے تل ابیب میں داخل ہونے سے روکنے والا کوئی موجود نہ تھا۔

پریذیڈنٹ ہاؤس کے سرکاری میٹنگ روم میں اس وقت کرنل ڈیوڈ اور کرنل ازمیر دونوں ایک میز کے سامنے سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ تیسری کرسی پر کرنل فرانک موجود تھا لیکن اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار تھے چند لمحوں بعد کمرے کا ایک دروازہ کھلا اور وہ تینوں ہی چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ دروازے سے پہلے صدر مملکت اور پھر ان کے پیچھے وزیر اعظم اندر داخل ہوئے۔ صدر مملکت کے چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی جب کہ وزیر اعظم کا چہرہ بھی ستا ہوا تھا۔ وہ دونوں ہی آ کر میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی اونچی نشست کی کرسیوں پر بیٹھ گئے اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں بھی دوبارہ اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"ہونہہ! ___ تم تینوں کی غفلت اور نااہلی اور حماقت کی وجہ سے اسرائیل کے وزیر اعظم اغوا ہوتے اور مرنے سے بال بال بچے۔ کیوں؟" صدر مملکت نے بیٹھتے ہی بھاری لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــــ مجھے تو وزیر اعظم صاحب نے تل ابیب میں روک دیا تھا۔ اگر میں ساتھ ہوتا تو جناب! ـــــ ایسا ہرگز نہ ہو سکتا تھا" ـــــ سب سے پہلے کرنل فرانک نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ! ـــــ تمہارا کیا جواب ہے" ـــــ؟ صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ـــــ میں اور کرنل فرانک دونوں اس بات پر مصر تھے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بیہوشی کے عالم میں ہی گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے۔ مگر کرنل ازمیر صاحب نے ضد کی کہ وہ انہیں زندہ ہی وزیر اعظم صاحب کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ یہ اڈے کے انچارج تھے اور انہی کی پلاننگ کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑا گیا تھا۔ اس لئے جناب! ہم مجبور ہو گئے ـــــ اور وہاں تمام تر حفاظتی انتظامات بھی کرنل ازمیر صاحب نے ہی کئے تھے جناب" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے سارا الزام کرنل ازمیر کے سر پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"کرنل ازمیر! ـــــ تمہارا کیا جواب ہے" ـــــ؟ صدر مملکت نے کرنل ازمیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ـــــ میں نے بڑے مجرم کو الیکٹرو گراڈ کرسی پر جکڑ دیا تھا۔ وہ وہاں سے کسی صورت بھی رہائی نہ حاصل کر سکتا تھا ـــــ اور جناب! میں نے وزیر اعظم صاحب سے فون پر بات کی تو انہوں نے حکم دیا کہ وہ خود مجرموں سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے جناب! میں نے انہیں زندہ رہنے دیا ـــــ اور پھر کرنل فرانک صاحب کو ہیلی کاپٹر پر وزیر اعظم صاحب کو لانے کے لئے بھیجا ـــــ وزیر اعظم صاحب کی آمد کی

جب اطلاع ملی اس وقت تک یہ لوگ جکڑے ہوئے تھے۔ لیکن جب ہم وزیر اعظم صاحب کو لے کر وہاں پہنچے تو وہ آزاد بھی ہو چکے تھے ـــــ اور اسلحہ بھی حاصل کر چکے تھے ـــــ کس طرح آزاد ہوئے یہ جناب! ـــــ مجھے اب تک سمجھ نہیں آسکی۔ صرف الیکٹرو گراڈ کا کنکشن جو کہ فرش سے ایک پائپ کے ذریعے منسلک تھا وہ تار ٹوٹی ہوئی پائی گئی ہے اور اس طرح ٹوٹی ہوئی ہے جیسے کسی تیز دھار چھری سے اسے کاٹا گیا ہو ـــــ اور کمرے سے باہر موجود دونوں مسلح سپاہی بھی مردہ پائے گئے ہیں اس کے بعد جناب! ہم وزیر اعظم صاحب کی سلامتی کی وجہ سے بے بس ہو کر رہ گئے" ـــــ کرنل ازمیر نے انتہائی ڈھیلے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ! ـــــ عمران ایسے ہی کارنامے سرانجام دیتا رہتا ہے ـــــ وہ ناممکن کو ممکن بنانے کا گر جانتا ہے۔ اس لئے اس کا علاج تو یہی تھا کہ اسے فوری طور پر گولی مار دی جاتی۔ اس لئے تم تینوں کا اتنا قصور تو نہیں ہے جتنا کہ بظاہر پایا جاتا ہے ـــــ لیکن اس کے باوجود وزیر اعظم صاحب اغوا ہوتے اور ان کی جان کو خطرہ لاحق ہوا۔ چنانچہ اس جرم میں تمہیں سزا دی جانی ضروری ہے" ـــــ صدر مملکت نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــــ ہم ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہیں" ـــــ ان تینوں نے ہی بیک آواز ہو کر کہا۔

"جناب صدر! ـــــ میرے خیال میں یہ سارا سلسلہ صرف اس وجہ سے چل پڑا ہے کہ آپ نے عمران کو یہاں آنے کی دعوت دی۔ میں نے پہلے ہی روز اس کی مخالفت کی تھی۔ اگر وہ فائل اس تک نہ پہنچائی جاتی

تو یہ سلسلہ کفرانہ ہوتا" ——— وزیر اعظم نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں نے جو کچھ کیا تھا عظیم اسرائیل کے مفاد میں کیا تھا ——— وہ فلم اسرائیل کے لئے انتہائی اہم تھی اور تمام ایجنسیاں اُسے تلاش کرنے میں ناکام ہو گئی تھیں اور مجھے یقین تھا کہ عمران اپنی حیرت انگیز صلاحیتوں کی وجہ سے اُسے ہر صورت میں ڈھونڈ نکالے گا" ——— صدر نے بھی تلخ لہجے میں کہا۔

"اگر آپ کی نظروں میں وہ اتنا ہی باصلاحیت ہے تو پھر ان تینوں کو سزا دینے کا کیا جواز رہ جاتا ہے" ——— وزیر اعظم نے ان تینوں کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ واقعی کرنل ازمیر کی اطلاع پر انہوں نے خود ہی حکم دیا تھا کہ وہ زندہ عمران سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ذہنی طور پر وہ خود اپنے آپ کو اس سارے معاملے میں قصور وار سمجھ رہے تھے۔ لیکن ظاہر ہے وزیر اعظم ہونے کی وجہ سے وہ اس کا اقرار نہ کرنا چاہتے تھے۔

"ٹھیک ہے ——— اگر آپ انہیں سزا نہیں دینا چاہتے تھے تو سزا کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو صرف آپ کی وجہ سے انہیں سزا دینا چاہتا تھا" ——— صدر مملکت نے کہا اور ان تینوں کے چہرے کھل اُٹھے۔

"ہم صدر مملکت اور وزیر اعظم صاحب دونوں کے مشکور ہیں اور اپنی مکمل وفاداری کا یقین دلاتے ہیں" ——— ان تینوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"کرنل ازمیر! ——— اب آپ جا سکتے ہیں" ——— صدر مملکت نے

سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ازمیر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کرنل بلاشر کی طرف سے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی کہ وہ کیا کر رہا ہے" ——— صدر مملکت نے کرنل ازمیر کے جاتے ہی کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک سے مخاطب ہو کر کہا اور کرنل ڈیوڈ نے کرنل بلاشر سے فون پر ہونے والی گفتگو بھی بتا دی۔

"اوہ! ——— تو اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس دو گروپوں کی صورت میں کام کر رہی ہے ——— ایک گروپ میں چار افراد ہیں جن کا مقابلہ کرنل بلاشر کر رہا ہے۔ جب کہ دوسرا گروپ تین افراد پر مشتمل ہے جن کا مقابلہ آپ دونوں کر رہے ہیں۔ لیکن کرنل بلاشر کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی" ——— صدر مملکت نے کہا اور پھر سامنے رکھے ہوئے سُرخ رنگ کے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر اس نے کسی کو کرنل بلاشر کی تفصیلی سرگرمیوں کی رپورٹ حاصل کر کے دینے کا حکم دیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"پہلی بات تو یہ سوچنے کی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی یہاں کیا مقصد لے کر آئے ہیں" ——— صدر مملکت نے رسیور رکھتے ہی کہا۔

"جناب! ——— عمران ایکس زیڈ فلم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھنے کی کوشش کی تھی کہ یہ فلم کس فارمولے پر مبنی ہے۔ اور کہاں موجود ہے ——— چونکہ اس وقت عمران کی پوزیشن ایسی تھی جناب! کہ اس کے زندہ بچ جانے کا ایک فیصد بھی امکان نہ تھا اس لئے میں نے اُسے بتا دیا کہ یہ فارمولا کیا ہے۔ لیکن جناب! میں نے اُسے یہ نہیں

بتایا کہ فلم کس لیبارٹری میں ہے" ——— کرنل ڈیوڈ نے فوراً ہی کہا کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ اگر اس نے بات چھپائی اور کل کو یہ بات سامنے آگئی تو پھر واقعی اُسے عبرت ناک سزا سے کوئی نہ بچا سکے گا۔

"آپ نے مجرم کو اس ٹاپ سیکرٹ فارمولے کی تفصیل بتا دی" ——— وزیراعظم اور صدر مملکت دونوں نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"نج ——— جناب! ——— وہ تو سائنسی فارمولا ہے اس لئے جناب! تفصیل کا تو مجھے بھی علم نہ ہے۔ میں نے تو صرف سرسری سی بات بتائی تھی" ——— کرنل ڈیوڈ اب گھبرا گیا تھا اور ساتھ ہی وہ دل ہی دل میں اپنی حماقت پر پچھتانے بھی لگا تھا کہ اس نے آخر یہ بات بتائی ہی کیوں۔ کرنل ازمیر کے سامنے اس نے یہ بات کی تھی اور کرنل ازمیر جا چکا تھا۔ اس لئے اگر وہ نہ بتاتا تو صدر اور وزیراعظم کو علم ہی نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اب بات زبان سے نکل چکی تھی اس لئے وہ اُسے واپس بھی نہ لے سکتا تھا۔

"یو نانسنس! ——— یہ تم نے کیا حرکت کی ——— اوہ! ویری بیڈ ——— تم نے عمران کو یہ بتا کر اسرائیل کے مفادات سے غداری کی ہے" ——— صدر مملکت غصے کی شدت سے گالیوں پر اُتر آئے۔

"سس ——— سر ——— سر" ——— کرنل ڈیوڈ صدر مملکت کو اس قدر غصے میں دیکھ کر بُری طرح بوکھلا اٹھا۔

"یہ جُرم واقعی ناقابلِ معافی ہے" ——— وزیراعظم نے بھی خشک لہجے میں کہا اور صدر مملکت نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور سیکورٹی کے دو مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔

"کرنل ڈیوڈ کو گرفتار کر لو۔ اس نے اسرائیل کے مفادات کو نقصان پہنچایا

ہے۔ اس کا کورٹ مارشل ہوگا" ——— صدر مملکت نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور سیکورٹی کے افراد تیزی سے کرنل ڈیوڈ کی طرف بڑھے جس کا چہرہ صدر کا حکم سنتے ہی ہلدی سے بھی زیادہ زرد پڑ گیا تھا۔

"نج ——— جناب" ——— کرنل ڈیوڈ نے آخری کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"یو گٹ آؤٹ نانسنس" ——— صدر مملکت نے اُسے بات کرنے سے پہلے ہی بُری طرح جھڑک دیا اور کرنل ڈیوڈ ہونٹ چباتا ہوا اٹھا اور سیکورٹی کے افراد کے ساتھ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس طرح چل رہا تھا جیسے کسی سزائے موت کے قیدی کو پھانسی کے پھندے کی طرف لے جایا جا رہا ہو۔ سیکورٹی کے افراد نے اس کے دونوں بازو پکڑے ہوئے تھے۔

"یہ صورت حال انتہائی خراب ہے" ——— صدر مملکت کا غصہ ایک بار پھر عروج پر آگیا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی مزید بات ہوتی، ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور صدر مملکت نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور دوسری طرف سے بولنے والے کی بات سننے لگے۔ دوسری طرف سے مسلسل بولا جا رہا تھا اور صدر مملکت کا چہرہ لمحہ بہ لمحہ غصے کی شدت سے بگڑتا جا رہا تھا۔ پھر انہوں نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر بُری طرح پٹخ دیا۔

"سب احمق ہیں ——— انتہائی احمق ہیں ——— ان سب کو تبدیل کرنا پڑے گا ——— دعوے تو بڑے بڑے کرتے ہیں لیکن نتیجہ صفر نکلتا ہے"۔ صدر نے بُری طرح دانت پیستے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا جناب" ——— وزیراعظم نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہونا کیا تھا ——— وائٹ سٹار کے کرنل بلاشر کی کارکردگی کی رپورٹ تھی۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار ایجنٹوں کو پکڑنے کے لئے اس نے فوج استعمال کی ——— بیشمار جیپیں، ہیلی کاپٹر تباہ کرا دیئے ——— فوجی ہلاک ہوئے ——— مائیکرو ولیو کا مین ٹاور تباہ ہو گیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لوگ ہیلی کاپٹر اغوا کر کے طرابلس سے نکل کر حیفہ پہنچ گئے۔ اور اب حیفہ کو تباہ کریں گے" ——— صدر مملکت نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ویری بیڈ ——— آخر یہ ہماری اتنی طاقتور تنظیمیں کیوں ان لوگوں کے مقابلے میں مسلسل ناکام ہوتی چلی جا رہی ہیں ——— چھ سات اجنبی افراد نے پورے ملک کو تگنی کا ناچ نچا کر رکھ دیا ہے ——— ہر طرف سے ناکامی۔ ہر طرف سے ناکامی ——— آخر یہ کیا ہو رہا ہے" ——— وزیر اعظم نے بھی انتہائی خشمگیں لہجے میں کہا۔

"ہونہہ! ——— ٹھیک ہے" ——— صدر مملکت نے اس طرح ہنکارا بھرا جیسے وہ کسی فیصلے تک پہنچ گئے ہوں۔ انہوں نے رسیور اٹھایا اور ڈیفنس سیکرٹری کو جی۔ پی فائیو ۔ ریڈ آرمی اور وائٹ سٹار کی فائلیں پیش کرنے کا حکم دیا۔

وزیر اعظم اور کرنل فرانک خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ کرنل فرانک کا چہرہ بھی بجھ گیا تھا اور وہ بھی سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں تین فائلیں تھیں جو اس نے ادب سے صدر مملکت کے سامنے رکھ دیں اور خود ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

صدر مملکت نے پہلے ایک فائل کھولی اور اس کے صفحے سرسری انداز میں پڑھ کر پلٹتے رہے۔ پھر ایک صفحے پر ان کی نظریں جم گئیں۔ وہ اسے

تفصیل سے پڑھنے لگے۔

"نوٹ کرو" ——— صدر مملکت نے مڑ کر اپنے ساتھ ذرا پیچھے کھڑے ڈیفنس سیکرٹری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" ——— ڈیفنس سیکرٹری نے جلدی سے جیب سے قلم اور کاغذ نکالتے ہوئے کہا۔

"جی۔ پی فائیو کے سربراہ کرنل ڈیوڈ کو معزول کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ جی۔ پی فائیو کے ایکشن شعبے کے سربراہ میجر فرینک کو کرنل کے عہدے پر ترقی دے کر جی۔ پی فائیو کا نیا سربراہ بنایا جاتا ہے" ——— صدر مملکت نے کہا۔

"یس سر ——— مگر سر! میجر فرینک تو گزشتہ دو ماہ سے معطل ہیں ——— کرنل ڈیوڈ نے انہیں معطل کیا تھا۔ ان کے خلاف کرنل ڈیوڈ کی حکم عدولی کا الزام ہے اور ڈیفنس کونسل اس بارے میں تحقیقات کر رہی ہے"۔ ڈیفنس سیکرٹری نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا حکم عدولی کی تھی اس نے" ——— ؟ صدر مملکت نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"جناب! ——— کرنل ڈیوڈ کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک غیر ملکی مجرم کی گرفتاری کا حکم میجر فرینک کو دیا تھا۔ مگر میجر فرینک نے اسے گرفتار کرنے سے انکار کر دیا۔ اس طرح مجرم اسرائیل سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا" ——— ڈیفنس سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میجر فرینک کا کیا بیان ہے" ——— ؟ صدر مملکت نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"میجر فرنیک نے بیان دیا ہے کہ کرنل ڈیوڈ اس کی کارکردگی کی وجہ سے اس کا دشمن ہو گیا ہے اور اس نے مجرم کو گرفتار کر کے کرنل ڈیوڈ کے حوالے کیا۔ مگر کرنل ڈیوڈ نے اس کی انٹری لاگ بک میں نہیں ڈالی اور مجرم کو فرار کر دیا اور ساتھ ہی اس پر الزام لگا دیا کہ اس نے مجرم کو گرفتار نہیں کیا" —— ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"ہوں! —— ڈیفنس کونسل نے تحقیقات مکمل کی ہیں" —— صدر مملکت نے دوسرا سوال کیا۔

"یس سر! —— آج صبح ہی ان کی طرف سے رپورٹ موصول ہوئی ہے انہوں نے گواہوں کے بیانات لینے اور تحقیقات کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ میجر فرنیک نے مجرم کو گرفتار ضرور کیا تھا لیکن اس کے بعد اس مجرم کا کیا ہوا، یہ پتہ نہیں چل سکا۔ کیونکہ مجرم کو جی۔ پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر نہیں لایا گیا۔ فرنیک کے بیان میں البتہ یہ بات درج ہے کہ کرنل ڈیوڈ نے مجرم کو گرفتار کر کے ان کی ذاتی رہائش گاہ پر پیش کرنے کا حکم دیا تھا اور اس نے حکم کے مطابق مجرم کو ان کی ذاتی رہائش گاہ پر کرنل ڈیوڈ کے حوالے کیا تھا۔ مگر تحقیقات سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ جس وقت میجر فرنیک مجرم کو پیش کرنے کا بتاتا ہے اس وقت کرنل ڈیوڈ کی ذاتی رہائش گاہ کے ملازم چھٹی پر تھے" —— ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"تو پھر ڈیفنس کونسل نے کیا فیصلہ کیا میجر فرنیک کی معطلی کا" —— صدر نے پوچھا

"سر! —— انہوں نے سفارش کی ہے کہ میجر فرنیک کو بحال کر کے جی۔ پی فائیو سے کسی دوسری تنظیم میں تبدیل کر دیا جائے" —— ڈیفنس سیکرٹری نے بتایا

"ہوں! —— اس کا مطلب ہے کہ ڈیفنس کونسل بھی اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ کرنل ڈیوڈ نے میجر فرنیک کے خلاف باقاعدہ پلاننگ کی تاکہ میجر فرنیک کو

پھنسایا جا سکے اور ڈیفنس کونسل نے تبدیلی کی سفارش اس لئے کی ہے تاکہ آئندہ ان دونوں کے درمیان کوئی جھگڑا نہ ہو۔ لیکن اب کرنل ڈیوڈ کو معزول کیا جا چکا ہے اس لئے میجر فرنیک کی تبدیلی کی سفارش مسترد کی جاتی ہے۔ البتہ بحال کرنے والی سفارش منظور کی جاتی ہے اور اسے کرنل کا عہدہ دے کر جی۔ پی فائیو کا سربراہ بنایا جاتا ہے" —— صدر مملکت نے کہا۔

"یس سر" —— ڈیفنس سیکرٹری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ باقی فائلیں لے جاؤ۔ فی الحال کرنل فرانک اور کرنل بلاشر کو انہی عہدوں پر قائم رکھا جاتا ہے" —— صدر مملکت نے کہا اور فائلیں ڈیفنس سیکرٹری کی طرف کھسکا دیں۔

"یس سر" —— ڈیفنس سیکرٹری نے کہا اور آگے بڑھ کر فائلیں اٹھا لیں۔

"ایک اور حکم بھی سن لو —— جی۔ پی فائیو اور وائٹ سٹار دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو گرفتار کریں گی اور ریڈ آرمی کی ڈیوٹی زیرو لیبارٹری کی بیرونی حفاظت پر ہو گی اور اگر مجرم زیرو لیبارٹری تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو جائیں تو پھر جی۔ پی فائیو اور وائٹ سٹار دونوں بھی ریڈ آرمی کے ساتھ زیرو لیبارٹری کی حفاظت میں شریک ہو جائیں گی اور اس صورت میں ان تینوں تنظیموں کے سربراہ براہ راست وزیر اعظم صاحب ہوں گے" —— صدر مملکت نے دوسرا حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر" —— ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"جی۔ پی فائیو اور وائٹ سٹار تک یہ ہدایت پہنچا دو کہ مجرم جہاں بھی نظر آئیں انہیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے۔ انہیں زندہ گرفتار کرنے کی ضرورت نہیں ہے" —— صدر مملکت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ

کھڑے ہوئے۔

"آپ نے مناسب فیصلے کئے ہیں جناب!" ——— وزیر اعظم نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ کرنل فرینک اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔ وہ نوجوان ہے اور بے پناہ صلاحیتوں کا مالک ہے ——— فائل میں اس کی سابقہ کارکردگی کی رپورٹ انتہائی شاندار ہے" ——— صدر مملکت نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گئے۔

خاور اور اس کے ساتھی بس میں بڑے اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے اور مسافروں سے کھچا کھچ بھری ہوئی بس جیفر کی حدود میں داخل ہو کر شہر کے مرکز میں واقع اپنے اڈے کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ انہوں نے اپنے مخصوص بیگ بس کی سیٹوں کے اوپر سامان کے لئے بنے ہوئے ریک میں رکھے ہوئے تھے۔

شہر میں داخل ہوتے ہی بس جگہ جگہ رکتی اور مسافر نیچے اتر جاتے اس طرح جب بس اپنے آخری اڈے پر پہنچی تو تقریباً آدھے مسافر اتر چکے تھے۔ اڈے میں بس کے رکتے ہی وہ چاروں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے ریک سے اپنے بیگ اٹھائے اور پھر مسافروں کے ساتھ ہی بس سے نیچے اترے اور تیزی سے اڈے سے نکل کر بازار میں آگے بڑھنے لگے۔ وہ ایک دوسرے سے فاصلہ دے کر چل رہے تھے اور ان کا انداز ایسا تھا کہ جیسے وہ ایک دوسرے سے اجنبی ہوں۔ بازار

لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہ حیفہ کا مین کمرشل بازار تھا اور یہاں بڑے بڑے شاپنگ پلازے بنے ہوئے تھے۔

سب سے آگے خاور تھا اور پھر وہ ایک سُپر مارکیٹ میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے ایک ایک کر کے باقی تینوں بھی اندر پہنچ گئے اندر گاہکوں کی کافی بھیڑ تھی۔ یہاں سیلف سروس نظام تھا۔ ہر شخص اپنی مطلوبہ چیز ریک سے اٹھا کر کاؤنٹر پر لے جاتا اور وہاں پے منٹ کر کے سُپر مارکیٹ سے باہر چلا جاتا۔

خاور نے مختلف کاؤنٹرز سے میک اَپ کا سامان اکٹھا کیا اور پھر ریڈی میڈ لباس والے کاؤنٹر سے اس نے اپنے ناپ کا ایک جوڑا بھی اٹھایا اور پھر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں اس نے ان سب چیزوں کی پے منٹ کی۔ سامان کو شاپنگ بیگ میں پیک کر دیا گیا اور خاور شاپنگ بیگ اٹھائے سُپر مارکیٹ کے دائیں کونے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں پبلک فون بوتھ بھی تھے اور ساتھ ہی دو لیٹرینز بھی بنی ہوئی تھیں۔ خاور ایک لیٹرین میں داخل ہوا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے اپنا موجودہ لباس اتارنے لگا۔ لباس اتار کر اس نے جیبوں سے سارا سامان نکال کر ایک طرف رکھا اور لباس کو اکٹھا کر کے اس نے ایک طرف رکھ دیا۔۔ پھر شاپنگ بیگ سے اس نے نیا لباس نکالا اور اسے پہننے لگا۔ لباس پہن کر اس نے شاپنگ بیگ سے میک اَپ کا سامان نکالا اور لیٹرین کے اندر واش کے اوپر لگے ہوئے آئینے کی مدد سے اس نے پہلے اپنا میک اَپ صاف کیا اور پھر اس کی جگہ نیا میک اَپ کرنا شروع کر دیا اس کے ہاتھ خاصی تیزی سے چل رہے تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک مختلف آدمی

کے رُوپ میں آگیا۔ اس نے سامان کو وہیں چھوڑا اور اپنا اترا ہوا لباس واپس شاپنگ بیگ میں رکھ کر اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو اُسے چوہان فون بوتھ کے قریب کھڑا نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں بھی شاپنگ بیگ تھا۔ خاور باہر آگیا۔

"میک اَپ کا سامان اندر ہے" ـــــ خاور نے چوہان کے قریب سے گذرتے ہوئے کہا اور چوہان کے سر ہلانے پر وہ ایک فون بوتھ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس نے جیب میں موجود سکے نکال کر فون پیس میں ڈالے اور پھر تیزی سے نمبر گھمانے لگا۔

"یس سنٹرل کارپوریشن" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"مسٹر جارج سے بات کرائیں" ـــــ خاور نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کون صاحب بات کرنا چاہتے ہیں" ـــــ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"وہ مجھے نام سے نہیں جانتے۔ لیکن بات کا ہونا ان کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا" ـــــ خاور نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک نوجوان کی آواز اُبھری۔

"یس جارج سپیکنگ" ـــــ بولنے والے نے کہا۔

"مسٹر جارج! ـــ ڈان ہوٹل کا سودا آپ کرنا چاہیں گے۔ اس کا مالک الیشیا جا رہا ہے" ـــــ خاور نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ! ڈان ہوٹل ـــ بالکل بالکل ـــ ضرور کرنا چاہوں گا" ـــــ دوسری طرف سے جارج نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ابتدائی بات چیت کے لئے وقت اور جگہ بتا دیں" ——— خاور نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ جارج کے چونکنے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈان کا کوڈ اُسے سمجھ آ گیا ہے۔

"آپ اس وقت کہاں سے فون کر رہے ہیں" ——— جارج نے پوچھا۔

"جیفر سے ہی بات کر رہا ہوں" ——— خاور نے جان بوجھ کر شاپنگ سنٹر کا نام نہیں بتایا۔

"اوکے! ——— آپ ہوٹل تھری سٹار پہنچ جائیں۔ وہاں کاؤنٹر پر آپ میرا نام لیں۔ وہ آپ کو مجھ تک پہنچا دیں گے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہوٹل میں شاید اطمینان سے بات چیت نہ ہو سکے" ——— خاور نے کہا۔

"اوہ اچھا ——— ٹھیک ہے۔ آپ یعقوب کالونی کی کوٹھی نمبر پندرہ پر آجائیں۔ میں وہیں آپ سے مل لوں گا" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور خاور نے ——— "اوکے" ——— کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ وہ دراصل ہوٹل میں اس لئے نہ جانا چاہتا تھا کہ اُسے معلوم تھا کہ کرنل بلاشر کے آدمی انہیں پہلے ہوٹلوں میں ہی تلاش کریں گے۔

فون بوتھ سے باہر آکر وہ سڑک پر پہنچا تو اس کے ساتھی وہاں موجود تھے۔ گو ان سب نے نئے لباس اور میک اَپ کئے ہوئے تھے لیکن اس نے باہر آتے ہی ایک طرف کھڑے تین افراد میں سے ایک کو سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دیکھا اور وہ سمجھ گیا کہ یہ مخصوص اشارہ کرنیوالا چوہان

ہے۔ کیونکہ اس نے ہی خاور کو اس نئے میک اَپ میں دیکھا تھا۔ اور پھر ان تینوں کے قدوقامت بھی ان کے ساتھیوں سے ملتے تھے اس لئے وہ اطمینان سے ان کی طرف بڑھ گیا۔

"علیحدہ علیحدہ ٹیکسیوں میں بیٹھ کر یعقوب کالونی کی کوٹھی نمبر پندرہ پر پہنچو۔ پہلے میں جاؤں گا اور پندرہ پندرہ منٹ کا وقفہ دے کر باقی آجائیں۔ گیٹ پر کوڈ ڈان ہوگا۔ تعاقب کا خیال رکھنا" ——— خاور نے ایک لمحہ ان کے قریب رُک کر کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھ گیا۔ جلد ہی اُسے ٹیکسی مل گئی اور ٹیکسی نے تقریباً دس منٹ کے سفر کے بعد اُسے یعقوب کالونی پہنچا دیا۔

خاور نے ٹیکسی کالونی کے پہلے چوک پر ہی چھوڑ دی اور پھر ٹیکسی کے واپس چلے جانے کے بعد وہ پیدل چلتا ہوا کوٹھی نمبر پندرہ کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ کوٹھی درمیانے سائز کی تھی اس کا پھاٹک بند تھا۔ خاور نے کال بیل بجائی تو کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک کھل گیا اور ایک نوجوان باہر آیا۔

"جارج سے ملنا ہے۔ میرا نام ڈان ہے" ——— خاور نے کہا۔

"اوہ اچھا ——— تشریف لائیے۔ جارج صاحب آپ کے منتظر ہیں"۔ نوجوان نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ خاور اندر داخل ہوا تو اس نوجوان نے پھاٹک بند کر دیا اور خاور کی رہنمائی کرتا ہوا کوٹھی کے اندر ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ یہاں ایک بلند قامت لیکن قدرے دُبلے جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ خاور کے اندر داخل ہوتے ہی وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔

"میں ہوٹل ڈان کے بارے میں بات کرنے آیا ہوں" ——— خاور

نے کہا۔

"اوہ آیئے آیئے! ___ میرا نام جارج ہے اور یہ سلام ہے میرا اسسٹنٹ ___ اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں ___ مجھے آپ کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی اور میں آپ کا منتظر تھا" ___ جارج نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرے تین ساتھی اور آئیں گے پندرہ منٹ کے وقفے سے۔ وہ ڈان کا کوڈ کہیں گے" ___ خاور نے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اور جارج نے سلام کو خاور کے ساتھیوں کو لے آنے کے بارے میں ہدایات دیں اور سلام سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا اور جارج اور خاور دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ کا نام تو عرب نہیں۔ لیکن آپ کے خدوخال عرب ہیں" ___ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں مخلوط نسل کا ہوں ۔ میری ماں عرب اور باپ امریکی تھا۔ میں ابھی چھوٹا ہی تھا کہ میرا باپ فوت ہو گیا اور میری ماں امریکہ سے یہاں واپس آ گئی۔ اس لئے نام تو میرے باپ کی وجہ سے امریکن ہے لیکن ماں کی وجہ سے خدوخال عرب ہیں" ___ جارج نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کے والد کس مذہب سے تعلق رکھتے تھے" ___ ؟ خاور نے پوچھا اور جارج اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"انہوں نے میری ماں کی وجہ سے اسلام قبول کر لیا تھا اور میں الحمد للہ مسلمان ہوں" ___ جارج نے کہا اور خاور اطمینان بھرے انداز میں

مسکرا دیا۔ وہ یہ سب انکوائری اس لئے کر رہا تھا کہ پہلے ھانی کی وجہ سے وہ مرتے مرتے بچے تھے۔ حالانکہ ھانی خالصتاً عرب تھا اور جارج اُسے خالصتاً عرب نہ لگ رہا تھا اس لئے وہ پوری طرح تسلی کر لینا چاہتا تھا۔

"آپ میری ان باتوں سے ناراض تو نہیں ہو گئے ___ دراصل پہلے ہمیں طرابلس میں انتہائی تلخ تجربہ ہوا ہے" ___ خاور نے کہا۔

"تلخ تجربہ ___ کیا مطلب! ___ میں سمجھا نہیں" ___ جارج نے حیرت بھرے انداز میں چونک کر پوچھا اور خاور نے اُسے بتایا کہ کس طرح جب وہ پل پر پہنچے تو وہاں سیکورٹی نے ان کے لئے پھندے تیار کر رکھے تھے۔ انہیں پہلے سے اطلاع دی جا چکی تھی۔

"اوہ! ___ یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے ___ آپ کا شک کس پر ہے۔ مجھے اس معاملے میں ہائی لیول پر بات کرنا پڑے گی" ___ جارج کے لہجے میں سختی عود کر آئی۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ وہاں اڈے پر ہانی بھی تھا اور دوسرے لوگ بھی ___ ویسے مجھے زیادہ شک ھانی پر ہے کیونکہ ہم نے ساری منصوبہ بندی اس کے سامنے کی تھی" ___ خاور نے کہا۔

"ھانی ___ اوہ پھر واقعی یہ ھانی ہی ہو گا" ___ جارج نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہونے لگیں۔

"لیکن ھانی نے ایسا کیوں کیا۔ وہ انتہائی مخلص کارکن ہے" ___ جارج نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اسی بات پر تو مجھے بھی حیرت ہے ___ ھانی نے ہماری بے پناہ

مدد کی۔ طرابلس میں داخلہ بھی اسی کی وجہ سے ممکن ہوا اور یہ پل والا ٹارگٹ بھی اسی نے خود بتایا تھا" ۔۔۔ خاور نے جواب دیا۔

"ہونہہ! ۔۔۔ میں سمجھ گیا کہ ھانی نے ایسا کیوں کیا ہے۔ آپ کی یہ بات کہ پل والا ٹارگٹ اسی نے بتایا تھا، اس سے بات صاف ہو گئی ہے ۔۔۔ ھانی کے متعلق ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ مل چکی کہ طرابلس میں اس کے تعلقات پل کی انتظامی انچارج سلیکا نامی ایک یہودی عورت سے ہیں۔ گو ھانی نے انکار کر دیا تھا لیکن مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ ھانی اسے دیوانگی کی حد تک چاہتا ہے۔ یقیناً اس نے پل کا ٹارگٹ آپ کو اس لئے بتایا کہ آپ پل پر حملہ کریں گے اور اگر آپ سلیکا کی وجہ سے پکڑے جاتے ہیں تو سلیکا کو اس کارنامے پر ترقی مل جائے گی۔ اس طرح سلیکا ہمیشہ کے لئے ھانی کی ممنون احسان ہو جائے گی چنانچہ اس نے آپ کو پل کا ٹارگٹ دیا اور ساتھ ہی اس نے سلیکا کو بھی اطلاع کر دی۔ یقیناً یہی وجہ ہو گی ۔۔۔ لیکن اگر واقعی یہی بات ہے تو پھر ھانی کی موت یقینی امر ہے۔ تنظیم سے غداری کسی صورت بھی برداشت نہیں کی جا سکتی" ۔۔۔ جارج نے کہا۔

"لیکن مسٹر جارج! ۔۔۔ میں یقین سے تو نہیں کہہ سکتا ۔۔۔ ھانی پر صرف شک ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بے چارہ مفت میں مارا جائے" ۔۔۔ خاور نے کہا۔

اسی لمحے سلام، چوہان کو ساتھ لے کر اندر داخل ہوا اور خاور نے چوہان کا تعارف جارج سے کرایا۔ اور چوہان، جارج سے مصافحہ کر کے ایک اور کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ سلام واپس چلا گیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں ہیڈ کوارٹر کو اطلاع کر دوں گا۔ وہ اس کی باقاعدہ تحقیقات کریں گے ۔۔۔ ہمارے ہاں یہی اصول ہے۔ اور اگر تحقیقات میں ھانی مجرم ثابت ہوا تو اسے سزا مل جائے گی۔ ورنہ جو بھی مجرم ہو گا وہ سامنے آجائے گا اور سزا پائے گا" ۔۔۔ جارج نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور خاور نے بھی اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ ؟ جارج نے پوچھا۔

"آپ نے ابھی یہ فقرہ کہا تھا کہ ہماری آمد کی آپ کو اطلاع مل چکی تھی اور آپ ہمارے منتظر تھے۔ اس کی آپ وضاحت کریں گے" ۔۔۔ ؟ خاور نے کہا۔

"میں حیفہ کا انچارج ہونے کے ساتھ ساتھ طرابلس کا بھی سرکٹ چیف ہوں ۔۔۔ طرابلس میں آپ کی کارکردگی کی رپورٹ مجھے مل چکی ہے۔ اور وہاں وائٹ سٹار کے ہیڈ کوارٹر میں بھی ہمارا آدمی موجود ہے اس نے اطلاع دی ہے کہ آپ کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ لیکن آپ نے کرنل بلاشر کے اسسٹنٹ مارجر کو ہلاک کر کے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کیا اور پھر حیفہ پہنچ گئے۔ یہاں آپ حیفہ پہنچنے سے پہلے ہی اتر گئے۔ یہاں موجود وائٹ سٹار کی تنظیم نے ہیلی کاپٹر تو تلاش کر لیا۔ لیکن آپ نہ مل سکے اور تب سے وہ سارے حیفہ میں آپ کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں اس لئے میں آپ کی طرف سے کال کا منتظر تھا۔ کیونکہ ہمیں تنظیم کی طرف سے احکامات ۔۔۔ مل چکے تھے کہ آپ اگر رابطہ کریں تو آپ سے ہر صورت میں تعاون کیا جائے اور کوڈ بھی بتا دیا گیا تھا کہ آپ ڈان کا لفظ کسی نہ

کسی انداز میں استعمال کریں گے ــــــ ویسے جناب! آپ نے اس مارج
پر کیسے قابو پالیا۔ حالانکہ وہ مارجر انتہائی خطرناک، عیار اور چالاک آدمی
ہے اور پھر رپورٹ کے مطابق آپ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں بھی موجود
تھیں "ــــــ جارج نے کہا اور خاور ہنس دیا۔
"ہمیں واقعی مارجر نے بے بس کر دیا تھا۔ لیکن اس سے حماقت یہ
ہوئی کہ وہ ہمیں ہیلی کاپٹر میں لے کر اکیلا ہی چل پڑا۔ اس کے خیال
کے مطابق چونکہ ہم بندھے ہوئے تھے اس لئے اسے ہماری طرف سے
کوئی تشویش نہ تھی ــــــ لیکن کلپ ہتھکڑیاں سنگل تھیں ــــــ میر
چوہان کے عقب میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ ہم دونوں کی پشت ایک
دوسرے سے ملی ہوئی تھی۔ چنانچہ میں نے ٹٹول کر ہتھکڑی کا کلپ بٹن
دبا کر کھول دیا اس طرح چوہان آزاد ہو گیا اور پھر یہی کام چوہان نے میر
ہتھکڑی کے ساتھ کیا۔ اس کے بعد مارجر جو کہ پائلٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا
اس پر قابو پانا اور اسے ہیلی کاپٹر سے نیچے پھینک دینے میں کیا مشکل
ہو سکتی تھی "ــــــ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ! ــــ لیکن مارجر نے ایسی حماقت کیوں کی کہ اس نے آپ کو اس
طرح بٹھایا "ــــــ جارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ہیلی کاپٹر بہت چھوٹا تھا اس لئے وہ ہمیں ایسے بٹھانے پر مجبور تھا
اور اسی وجہ سے اس نے کوئی سپاہی بھی ساتھ نہ لیا ــــــ ویسے ہم
اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ہم کلپ ہتھکڑیاں کھول لیں گے۔ اس کے
بعد ہم نے ہیلی کاپٹر کا رخ حیفہ کی طرف پھیر دیا تو ہمیں ٹرانسمیٹر پر کال
گیا ــــ میں نے مارجر کے لہجے میں بات کی۔ اس کے بعد کرنل بلا شرت

بھی ہمیں واپس طرابلس آنے کا حکم دیا۔ اس سے میں نے وعدہ کر لیا کیونکہ
اگر میں وعدہ نہ کرتا تو وہ لازماً فضائیہ کو ہمارے خلاف حرکت میں لے
آتا۔ چنانچہ اسے تو مطمئن کر دیا۔ البتہ میں نے رخ نہ پھیرا اور پھر حیفہ کے
نواح میں ہم نے ہیلی کاپٹر اتار دیا اور وہاں سے ہم سڑک پر پہنچ
گئے جہاں سے لانگ روٹ کی ایک بس کے ذریعے ہم حیفہ پہنچے۔
وہاں ہم نے لباس اور میک اپ تبدیل کیے۔ آپ سے بات ہوئی اور
ہم یہاں پہنچ گئے "ــــــ خاور نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"ویری گڈ ــ آپ نے واقعی بے پناہ ذہانت سے کام لیا ہے بس
کی چیکنگ کی طرف ان کا خیال بھی نہ گیا ہوگا اور وہ شہر میں وہی لباس
اور آپ کے پرانے حلیوں کے افراد کو تلاش کرتے پھر رہے ہونگے "۔
جارج نے ہنستے ہوئے کہا۔
"اسی لئے تو میں نے ہوٹل کی بجائے یہاں آنے کو ترجیح دی ہے۔
کیونکہ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے ہوٹل چیک کرنے
ہیں "ــــــ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور جارج نے سر ہلا دیا۔ اور
پھر تھوڑی دیر بعد نعمانی اور اس کے بعد صدیقی بھی پہنچ گئے۔
"میں نے آپ سے آئندہ پروگرام پوچھا تھا تاکہ اس کے مطابق میں
انتظامات کر سکوں "ــــــ جارج نے کہا۔
"پروگرام تو جو ہے سو ہے ــــــ ہم دراصل اپنے دو ساتھیوں کے
متعلق معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ہم سے علیحدہ ہو کر دمشق کے
راستے یہاں حیفہ اور پھر یہاں سے تل ابیب پہنچنا تھا ــــــ کیا ان
کے متعلق معلوم ہو سکتا ہے "ــــــ خاور نے کہا۔

"حیفہ میں آئے ہیں آپ کے ساتھی ۔۔۔ اوہ نہیں! ۔۔۔ اگر وہ یہاں آتے تو لازماً مجھے علم ہو جاتا" ۔۔۔ جارج نے چونک کر کہا۔

"ان کا مقصد انتہائی خفیہ طریقے سے سفر کرنا تھا تاکہ یہاں کی ایجنسیوں کو علم نہ ہو سکے اور وہ تل ابیب پہنچ جائیں ۔۔۔ ویسے ان کے ساتھ کوئی یعقوب نامی آدمی تھا جس نے ان کی رہنمائی کرنی تھی" ۔۔۔ خاور نے کہا۔

"یعقوب ۔۔۔ اوہ! یعقوب کا تعلق ایک اور شعبے سے ہے۔ اگر وہ ساتھ ہے تو پھر وہ انہیں لازماً یہاں منظر کے اڈے پر لے گیا ہوگا۔ وہاں سے معلوم ہو سکتا ہے" ۔۔۔ جارج نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے زور سے سلام کو آواز دی۔

"جی میں آگیا ہوں" ۔۔۔ اسی لمحے دروازے پر سلام نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس پر کافی کی پیالیاں تھیں۔

"اوہ ویری گڈ سلام! ۔۔۔ مجھے تو باتوں میں اس کا خیال ہی نہ رہا تھا" ۔۔۔ جارج نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلام نے مسکراتے ہوئے کافی کی ایک ایک پیالی سب کے ہاتھ میں دے دی۔

"ٹرانسمیٹر لے آؤ ۔۔۔ میں نے منظر سے بات کرنی ہے" ۔۔۔ جارج نے سلام سے کہا۔

"منظر تو یہاں موجود نہیں ہے ۔۔۔ آج صبح مجھے منظر کا اسسٹنٹ زید ملا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ منظر تل ابیب گیا ہوا ہے" ۔۔۔ سلام نے کہا۔

"زید تو ہوگا اڈے پر" ۔۔۔ جارج نے کہا۔

"ہاں وہ ہوگا جناب! ۔۔۔ میں ٹرانسمیٹر لے آتا ہوں" ۔۔۔ سلام نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر لا کر جارج کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"یہاں کال تو چیک نہیں ہو جاتی" ۔۔۔ خاور نے پوچھا۔

"اس ٹرانسمیٹر کی کال چیک نہیں ہو سکتی۔ یہ خصوصی ساخت کا ہے" جارج نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ شہباز کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ جارج نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔

"یس۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی لیکن صرف ایک لفظ بولا گیا۔

"کالے عقابوں کا سودا مکمل ہو گیا ہے۔ اوور" ۔۔۔ جارج نے کہا۔

"اوہ جناب آپ کی کال ہے ۔۔۔ میں زید بول رہا ہوں۔ اوور" ۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"منظر تل ابیب گیا ہے۔ خیریت۔ اوور" ۔۔۔ جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں ۔۔۔ کوئی کام ہوگا۔ مجھے اس نے نہیں بتایا۔ مجھے اڈے پر آنے سے ہی پتہ چلا ہے کہ وہ صبح کی فلائٹ سے گیا ہے ۔۔۔ خیریت۔ اوور" ۔۔۔ زید نے کہا۔

"کچھ معلومات کرنا تھیں تمہارے شعبے کے متعلق ۔۔۔ یعقوب نے کچھ آدمیوں کے ساتھ حیفہ آنا تھا۔ کیا وہ آیا ہے۔ اوور" ۔۔۔ جارج نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ آپ عمران صاحب اور ان کے ساتھی کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ زیدہ نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ جارج نے خاور کی طرف دیکھا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں وہی ۔۔۔ کیا وہ آئے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ جارج نے کہا۔

"وہ آئے تھے جناب! ۔۔۔ لیکن بڑا زبردست ہنگامہ ہوا ہے۔ مجھے بھی اڈے سے تفصیلات کا علم ہوا ہے ۔۔۔ انہوں نے یہاں سے تل ابیب جانے کے لئے فوجی اڈے سے ہیلی کاپٹر اغوا کرنا تھا۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ اڈے کے انچارج کرنل ازمیر نے انہیں گرفتار کر لیا اور وزیراعظم صاحب تل ابیب سے خود ان کو سزا دینے اڈے پر آئے ۔۔۔ جی۔ پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ بھی اڈے پر موجود تھا۔ لیکن پھر عمران صاحب نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے وزیراعظم کو اغوا کر لیا اور انہی کے ہیلی کاپٹر میں وہ تل ابیب پہنچے۔ وہاں فضائیہ نے ان پر ریڈ کیا۔ لیکن وہ تل ابیب سے پہلے ہی اُتر گئے وہاں سے انتظامیہ کو اطلاع ملی کہ وہ ایک کار میں سوار ہو کر گئے ہیں۔ چنانچہ فضائیہ نے ناکہ بندی کر لی۔ لیکن پھر فتح روڈ پر ان کا ٹکراؤ ہوا۔ انہوں نے وہاں دو ہیلی کاپٹر تباہ اور دو ناکارہ کر دیئے اور کئی فوجیوں کو ہلاک کر کے آگے نکل گئے۔ جس پر فضائیہ نے سڑک پر زبردست فائرنگ کی اور پوری سڑک پر دوڑنے والی ہر گاڑی پر گولیاں برسا کر انہیں ناکارہ کر دیا اور گاڑیوں میں موجود تمام افراد ان گولیوں کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ۔۔۔ لیکن فضائیہ کو وہ کار خالی ملی۔ وہ سب غائب تھے اور پھر فضائیہ نے اردگرد کا پورا علاقہ چھان مارا ۔۔۔ لیکن

عمران صاحب اور ان کے ساتھی کہیں دستیاب نہیں ہوئے۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل ازمیر کو صدر صاحب نے یہاں حیفہ سے تل ابیب طلب کر لیا ۔۔۔ میں نے تجسس کی وجہ سے تل ابیب میں اپنے مرکز سے بات کی تاکہ وہاں کے صحیح حالات کا علم ہو سکے۔ تو جناب! پتہ چلا ہے کہ عمران اور ان کے ساتھیوں کا واقعی کہیں پتہ نہیں چلا۔ البتہ صدر صاحب نے کرنل ڈیوڈ کو جی۔ پی فائیو کی سربراہی سے معزول کر کے ان کے کورٹ مارشل کا حکم دیا ہے اور کرنل ڈیوڈ کی جگہ جی۔ پی فائیو کے ایکشن گروپ کے سربراہ میجر فرینک کو کرنل کے عہدے پر ترقی دے کر جی۔ پی فائیو کا نیا سربراہ بنا دیا ہے۔ اوور" ۔۔۔ زیدہ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ واقعی نئی خبر ہے ۔۔۔ وہ فرینک تو کرنل ڈیوڈ سے ہزار گنا زیادہ ظالم، چالاک اور خطرناک آدمی ہے۔ اوور" ۔۔۔ جارج نے کہا۔

"جی ہاں! ۔۔۔ ہے تو ایسا ہی۔ اوور" ۔۔۔ زیدہ نے کہا اور جارج نے اس کا شکریہ ادا کر کے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آپ نے سُن لیں تفصیلات ۔۔۔ ویسے اگر یعقوب ساتھ نہ ہوتا تو پھر یقیناً عمران صاحب مجھ سے رابطہ قائم کرتے۔ اس طرح ان سے ملاقات ہو جاتی۔ میں نے ان کے متعلق بہت باتیں سُنی ہیں اور یقین جانیئے۔ میں نے ان کی کارکردگی کے متعلق باتیں سُن کر انہیں اپنا ہیرو بنا رکھا ہے۔ بہرحال اب تو وہ یہاں سے چلے گئے ہیں" ۔۔۔ جارج نے کہا۔

"ہونہہ! — اس کا مطلب ہے کہ عمران کا اصل مقصد ختم ہو گیا۔ کہ وہ خفیہ طور پر تل ابیب پہنچنا چاہتا تھا۔ اس کا راز کھل گیا ہے۔ او جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی اس کے پیچھے ہے" — خاور نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! — رپورٹ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے — اور وزیر اعظم کے اغوا کا مسئلہ تو انتہائی گھمبیر ثابت ہوگا۔ اب تو اسرائیل کی پوری حکومتی مشینری حرکت میں آجائے گی" — جارج نے کہا۔

"او۔کے مسٹر جارج! — آپ نے ہمارا پروگرام پوچھا تھا تو اب ہمارا پروگرام فوری طور پر تل ابیب پہنچنا ہے — اب عمران کے ظاہر ہونے کے بعد ساری پلاننگ چوپٹ ہو گئی ہے اور اب ہمارا وہاں پہنچنا ضروری ہو گیا ہے" — خاور نے کہا۔

"تل ابیب — لیکن وہاں تو ظاہر ہے عمران صاحب کی وجہ سے زبردست ہنگامی حالات ہوں گے — کیا آپ چند دن رک نہیں سکتے" — جارج نے کہا۔

"آپ چند دنوں کی بات کر رہے ہیں۔ ہم ان حالات میں چند گھنٹے بھی نہیں رک سکتے" — خاور نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا — ٹھیک ہے۔ میں انتظامات کرتا ہوں" — جارج نے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی کافی کی پیالی میز پر رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے ہاں! — میں یہ پوچھنا تو بھول ہی گیا کہ آپ کس راستے سے سفر کرنا پسند کریں گے" — جارج نے کہا اور خاور تو کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ جب کہ اس کے دوسرے ساتھی بھی ہنسنے لگے اور جارج حیرت سے ا

سب کو دیکھنے لگا۔

"آپ ہنس کیوں رہے ہیں — کیا میں نے کوئی غلط بات کہہ دی ہے" — ؟ جارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے ہم سے تو ایسے پوچھا ہے جیسے ہم اسرائیل کی سب سے اہم شخصیات ہوں — جارج صاحب! اس وقت یہودیوں کا ایک ایک بچہ ہمارے خون کا پیاسا ہو رہا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم کس راستے سے سفر کرنا پسند کریں گے" — خاور نے کہا اور اس بار جارج مسکرا دیا۔

"آپ جارج کے پاس موجود ہیں اور انتظامات بھی جارج نے کرنے ہیں — اور جارج کے انتظامات ایسے ہوتے ہیں کہ اسرائیلی ہمیشہ سر پیٹتے رہ جاتے ہیں" — جارج نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ہم جلد از جلد تل ابیب پہنچنا چاہتے ہیں"۔ اس بار خاور نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — میں انتظامات کرتا ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ آپ کس طرح انتہائی محفوظ طریقے سے تل ابیب میں داخل ہو جائیں گے" — جارج نے کہا اور پھر وہ باہر کی طرف قدم اٹھانے ہی لگا تھا کہ اس کا اسسٹنٹ سلام اندر داخل ہوا۔

"سلام! — فون کر کے حمزہ کو کہو کہ چار آدمیوں کو جلد از جلد تل ابیب پہنچانا ہے۔ ایسے انتظامات کرے کہ کوئی مسئلہ پیدا ہی نہ ہو" — جارج نے سلام سے کہا اور سلام سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ تقریباً آٹھ دس منٹ بعد وہ واپس آیا تو اس کا چہرہ قدرے پریشان تھا۔

"باس! — حمزہ نے کہا ہے کہ حیفہ کی سخت ترین ناکہ بندی کی گئی ہے اور وائٹ سٹار تقریباً ایک ایک آدمی کی انتہائی سختی سے چیکنگ کر رہی ہے۔ اس لئے ابھی کسی کا بھی باہر نکالنا ناممکن ہے"۔ سلام نے جواب دیا اور جارج کے ہونٹ بھینچ گئے۔

"واقعی مجھ سے آپ حضرات کی اہمیت کا اندازہ لگانے میں غلطی ہو گئی ہے۔ آپ تو ان کے لئے بے حد اہم ہیں — بہر حال میں اپنے طور پر کوشش کرتا ہوں" — جارج نے کہا اور سامنے پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر جھک گیا۔

"ایک منٹ جارج صاحب" — خاور نے اچانک کہا تو جارج چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہاں وائٹ سٹار کا ہیڈ آفس تو ہو گا" — خاور نے کہا۔

"جی ہاں! ہے" — جارج نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے اُسے خاور کے سوال کی وجہ تسمیہ سمجھ نہ آئی ہو۔

"آپ اس ہیڈ آفس کا محل وقوع ہمیں بتا دیں اور تیز رفتار کار بھی ہمارے حوالے کر دیں — ہم جانے سے پہلے اس کرنل بلاشر کو یادگار سبق پڑھانا چاہتے ہیں" — خاور نے کہا۔

"لیکن خاور — پہلے یہ تو معلوم کر لیں کہ کرنل بلاشر یہاں موجود بھی ہے یا نہیں" — چوہان نے کہا۔

"یہ تو ابھی معلوم ہو سکتا ہے" — جارج نے کہا اور اس نے سلام کو فون لانے کے لئے کہا۔ سلام چند لمحوں بعد وائرلیس فون اٹھائے اندر داخل ہوا اور جارج کو فون پکڑا دیا۔ جارج نے جلدی سے

اس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"شہباز گارمنٹس" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"حمزہ سے بات کراؤ — جارج بول رہا ہوں" — جارج نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر — ہولڈ آن کریں" — دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس سر — حمزہ بول رہا ہوں جناب! — ابھی سلام کا فون آیا تھا سر — میں نے اُسے بتا دیا ہے کہ اس وقت حالات انتہائی خراب ہیں"۔ حمزہ نے معذرت خواہانہ انداز میں بولنا شروع کر دیا۔

"وائٹ سٹار کا چیف کرنل بلاشر حیفہ میں موجود ہے" — ؟ جارج نے پوچھا۔

"یس باس! — اسی کے آنے کے بعد تو حیفہ پر جیسے قیامت سی ٹوٹ پڑی ہے۔ حیفہ سے باہر جانے والی ہر سڑک بلکہ ہر راستہ وائٹ سٹار کے قبضے میں ہے — ہوائی اڈا۔ ریلوے اسٹیشن۔ بس اڈے۔ ویگن اڈے۔ ٹیکسی سٹینڈ ہر جگہ پر وائٹ سٹار نے مکمل قبضہ کر رکھا ہے — سارے شہر میں وائٹ سٹار کی کاریں دوڑتی پھر رہی ہیں — تمام ہوٹل۔ کیفے۔ بار وغیرہ چیک کئے جا رہے ہیں — ذرا بھی کوئی آدمی مشکوک نظر آئے تو اُسے چیک کرنے کی بجائے گولی مار دی جاتی ہے — حالات بہت خراب ہیں جناب" حمزہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کرنل بلاشر کہاں موجود ہے؟" ——— جارج نے پوچھا۔

"وہ ہیڈ آفس میں ہے جناب! اور وہاں سخت پہرہ ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے اس پورے علاقے پر فوج نے قبضہ کر رکھا ہو" ——— حمزہ نے جواب دیا۔

"او کے ——— تم ایسا کرو کہ بلیو مارجن کار یعقوب کالونی بھجوا دو" ——— جارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میں نے کار تو منگوالی ہے۔ لیکن میں آپ کو اس آپریشن کا مشورہ نہ دوں گا ——— آپ چند روز یہاں رُک جائیں۔ یہ لوگ خود ہی سر ٹکرا کر ڈھیلے پڑ جائیں گے۔ اس کے بعد آپ تل ابیب جا سکتے ہیں" ——— جارج نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ حمزہ سے بات کرنے کے بعد اس پر خاصی سنجیدگی چھا گئی تھی کیونکہ اُسے اب حالات کا صحیح علم ہوا تھا۔

"بلیو مارجن کار آٹھ سلنڈر کار ہوتی ہے ناں" ——— خاور نے کہا۔

"ہاں! ——— یہ دنیا کی سب سے طاقتور کار ہے اور یہ کار تو ویسے بھی میں نے خصوصی طور پر ایکریمیا سے تیار کرائی ہے ——— یہ بلٹ پروف بھی ہے اور اس میں سے گن فائرنگ بھی ہو سکتی ہے اس کی چھت بھی کھُل اور بند ہو سکتی ہے ——— میں اسے انتہائی اہم مواقع پر ہی استعمال کرتا ہوں۔ ورنہ یہ چھُپی رہتی ہے" ——— جارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس حیفہ کا نقشہ تو ہوگا" ——— خاور نے کہا۔

"ہاں ہے" ——— جارج نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ہاں تو دوستو! ——— بظاہر تو ہماری ساری پلاننگ فیل ہو چکی ہے۔

مقصد تو یہی تھا کہ اسرائیل کی توجہ ہم اپنی طرف مرکوز رکھیں۔ اور عمران کو خفیہ طور پر کام کرنے کا موقع مل جائے ——— لیکن اب عمران کے متعلق رپورٹ سامنے آنے کے بعد پتہ چلا ہے کہ مسئلہ اُلٹ گیا ہے۔ جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی دونوں عمران کے پیچھے ہیں جب کہ ہماری طرف صرف ایک تنظیم وائٹ سٹار متوجہ ہے اس لئے اب یہاں توڑ پھوڑ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور ہمیں جلد از جلد تل ابیب پہنچ کر وہاں ایکشن لینا چاہیئے تاکہ سب تنظیموں کی توجہ ہماری طرف ہو جائے اور عمران کو کام کرنے کا موقع مل جائے ——— لیکن میرا خیال ہے کہ یہاں سے نکلنے کے لئے ہمیں کرنل بلاشر سے دو دو ہاتھ کرنے پڑیں گے۔ اس کے بغیر ہم یہاں سے نہ نکل سکیں گے" ——— خاور نے پوری تفصیل سے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ایکشن گروپ کے لیڈر ہو۔ جس طرح چاہو فیصلہ کرو۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں" ——— صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور باقی دو نے بھی صدیقی کی تائید میں سر ہلا دیئے۔

"وہ تو مجھے پتہ ہے کہ تم میرے ساتھ ہو ——— لیکن۔ ———" خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن ویکن کا ایکشن گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا خاور! ——— ایکشن گروپ کو فوری فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ نتیجہ چاہے کچھ ہی کیوں نہ نکلے ——— اگر لیکن ویکن اور اگر مگر کے چکر میں پڑ جائیں تو پھر ایکشن گروپ میں سے صرف گروپ ہی رہ جائے گا۔ ایکشن غائب ہو جائے گا" ——— نعمانی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ تو فیصلہ ہو گیا۔ ہم کرنل بلاشر کے ہیڈ آفس پر بھرپور حملہ کریں گے۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا" ۔۔۔۔ خاور نے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے۔

اسی لمحے جارج ہاتھ میں ایک بڑا سا تہہ شدہ کاغذ اٹھائے اندر داخل ہوا اس نے کاغذ کھول کر میز پر بچھا دیا اور وہ سب اس کاغذ پر جس پر حیفہ کا نقشہ انتہائی تفصیل سے بنا ہوا تھا جھک گئے۔ اور جارج نے جیب سے پنسل نکال کر نشانات لگانے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب سمجھ گئے۔

"او کے مسٹر جارج! ۔۔۔۔ آپ کے تعاون کا بے حد شکریہ!" خاور نے کہا اور جارج مسکرا دیا۔

"یہ میرا فرض ہے جناب! ۔۔۔۔ اب آپ بتائیں کہ اس مشن کے لئے آپ کو اور کتنے آدمی چاہئیں۔ میں ان کا بندوبست کر دیتا ہوں آپ کے ساتھ کام کرنا ہمارے لئے باعث فخر ہو گا" ۔۔۔ جارج نے کہا۔

"آپ اگر تعاون کرنا ہی چاہتے ہیں تو ایک کام کریں۔ تل ابیب ہائی وے پر آپ ٹھیک اس وقت ایکشن میں آجائیں جب ہم ہیڈ آفس پر حملہ کریں گے ۔۔۔۔ آپ کا یہ ایکشن گوریلا ایکشن ہو گا ۔۔۔۔ ہم ہیڈ آفس پر حملہ کرنے کے بعد ہائی وے کی طرف سے فرار ہونے کی بجائے الباسط روڈ کی طرف جائیں گے اور اس سڑک سے ہم تل ابیب کی پہاڑیوں کو کراس کر کے تل ابیب میں داخل ہوں گے۔ اس طرح وائٹ سٹار دونوں طرف سے گھر کر مکمل طور پر مفلوج ہو جائے گی۔ ان

کا پورا زور ہائی وے پر لگ جائے گا اور ہم اطمینان سے الباسط روڈ کی طرف سے نکل جائیں گے" ۔۔۔۔ خاور نے کہا۔

"اگر آپ کی یہ پلاننگ ہے تو اس بارے میں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ الباسط روڈ حیفہ تک پختہ ہے۔ اس کے بعد بالکل خراب اور کچی سڑک ہے اور پہاڑیوں تک پہنچتے ہوئے آپ کو اسرائیل کی دو چھاؤنیوں سے بھی واسطہ پڑے گا ۔۔۔۔ اس سڑک کو عام طور پر پہلے فلسطینی گوریلے استعمال کرتے تھے۔ اس لئے اسرائیلیوں نے اس سڑک پر چیکنگ اور چھاپہ مار پارٹیوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ چنانچہ یہ سڑک اب قطعی غیر محفوظ ہو چکی ہے ۔۔۔۔ وائٹ سٹار پر حملے کی اطلاع لازماً انہیں بھی مل جائے گی اور بلیو مارجن کار بھی نظروں میں آجائے گی۔ اس طرح آپ کو زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا ۔۔۔۔ پھر آگے پہاڑیوں تک پہنچ کر سڑک ختم ہو جاتی ہے۔ پہاڑیاں ناقابلِ عبور ہیں۔ وہاں کار کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو یہ پہاڑیاں پیدل چل کر کراس کرنا پڑیں گی۔ اس لئے میں آپ کے سامنے ایک اور تجویز رکھتا ہوں ۔۔۔۔ میں دو گروپ بناتا ہوں ایک ہائی وے پر ہنگامہ کرے گا اور دوسرا ہیڈ آفس پر ۔۔۔۔ آپ خاموشی سے الباسط روڈ پر نکل جائیں۔ راستے میں چیکنگ وغیرہ کو آپ سنبھال لیں۔ اس طرح آپ کو آسانی ہو جائے گی" ۔۔۔۔ جارج نے کہا۔

"میرے خیال میں کرنل بلاشر کے ہیڈ آفس پر حملہ سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہو گا ۔۔۔۔ ہمیں فوری تل ابیب پہنچنا ہے۔ لازماً کرنل بلاشر بھی ہمارے پیچھے وہاں آئے گا۔ وہاں

"ہم اس سے نمٹ لیں گے" ـــــ صدیقی نے کہا۔

"میں ہیڈ آفس پر حملہ صرف اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ کرنل بلاشر کو یرغمال بنالیا جائے۔ اس طرح ہم آسانی سے تل ابیب پہنچ سکتے ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"نہیں! ـــ اس طرح وائٹ سٹار کے ساتھ ساتھ تل ابیب میں بھی لوگ چوکنے ہوجائیں گے" ـــــ نعمانی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ پھر کسی ہنگامے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم الباسط روڈ کی طرف سے نکلیں گے" ـــــ خاور نے کہا۔

"لیکن وہاں بھی تو وائٹ سٹار کی چیکنگ ہو رہی ہو گی۔ البتہ اگر ائی وے پر ہنگامہ ہو جائے تو پھر لازماً وہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ آپ لوگ ہائی وے کی طرف ہیں ـــــ اس طرح ان کی چیکنگ تقریباً ختم ہوجائے گی" ـــــ جارج نے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہمیں کوئی ہیلی کاپٹر مل جائے" ـــــ چوہان نے جارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہیلی کاپٹر ـــ اوہ ہاں! مل تو سکتا ہے ـــــ یہاں ایک پرائیویٹ ہیلی کاپٹر سروس موجود ہے۔ لیکن وہاں تو لازماً وائٹ سٹار کی بھرپور چیکنگ ہو گی" ـــــ جارج نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر کا آئیڈیا تمہارے ذہن میں کیوں آیا ہے چوہان" ـــــ؟ خاور نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر پہاڑیوں سے پہلے ہمیں کار چھوڑ ہی دینی ہے تو پھر اتنا لمبا سفر ہم کار میں کیوں کریں ـــــ حیفہ سے تل ابیب کا فاصلہ بہت زیادہ

ہے اور نقشے کے مطابق الباسط روڈ تو طویل چکر کاٹ کر جاتی ہے۔ راستہ بھی بقول جارج خراب ہے اس لئے کتنی بھی طاقتور کار ہو، ہمیں پہاڑیوں تک پہنچنے کے لئے کئی دن لگ جائیں گے۔ جبکہ ہیلی کاپٹر میں ہم زیادہ سے زیادہ چند گھنٹوں میں پہاڑیوں تک بھی پہنچ سکتے ہیں اور ہیلی کاپٹر پر پہاڑیاں کراس بھی کر سکتے ہیں ـــــ لیکن شرط یہ ہے کہ ہیلی کاپٹر یہاں کی فضائیہ کی نظروں میں نہ آئے ورنہ تو وہ ہمیں ہوا میں ہی مار گرائیں گے" ـــــ چوہان نے کہا۔

"اوہ! ـــ اوہ ایک کام ہوسکتا ہے ـــــ اوہ! ویری گڈ ـــــ یہاں حیفہ سے باہر کھیتوں پر سپرے کرنے والی ایک کمپنی کے پاس ہیلی کاپٹر ہیں اور یہ کمپنی بھی ایک ایسے یہودی کی ہے جس کے تل ابیب کے اعلیٰ ترین حکام سے رابطہ ہے اور یہ یہودی صرف پیسے کا آدمی ہے اس سے بھاری رقم کے عوض ہیلی کاپٹر حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس پر کسی کو شک نہ پڑے گا" ـــــ یکلخت جارج نے کہا اور ان سب کے چہرے چمک اٹھے۔ کیونکہ اتنی دیر کے بعد یہ سب سے بہترین تجویز سامنے آئی تھی۔

"کیا اس یہودی کے یہاں کے حکام سے بھی تعلقات ہیں" ـــــ؟ اچانک خاور نے پوچھا۔

"ہاں! بہت زیادہ ـــــ کیونکہ یہ یہودی جس کا نام اشارم ہے حیفہ کے تقریباً تمام باروں اور جوئے خانوں کا بھی مالک ہے" ـــــ جارج نے جواب دیا۔

"اس کا دفتر کہاں ہے۔ اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ ہم اس یہودی

کو اپنے ساتھ لے جائیں گے" ـــــ خاور نے کہا۔

"ساتھ لے جائیں گے ــ کیا مطلب" ـــــ جارج کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھی بھی چونک پڑے۔

"اس یہودی کو اغوا کیا جائے گا تاکہ اگر وہ اپنی جان بچانا چاہتا ہے تو ہمیں اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے تل ابیب پہنچا دے ـــــ جو لوگ دولت کے پجاری ہوتے ہیں انہیں اپنی زندگی سب سے زیادہ پیاری ہوتی ہے" ـــــ خاور نے کہا۔

"ویری گڈ خاور ــ ویری گڈ آئیڈیا ــ تم نے لیڈر ہونے کا حق ادا کر دیا" ــ اس بار چوہان، نعمانی اور صدیقی تینوں نے انتہائی پُرمسرت لہجے میں کہا اور خاور کا چہرہ کھل اٹھا۔

"ٹھیک ہے ــ اگر آپ ایسا چاہتے ہیں تو ایسے ہی سہی" ـــــ جارج نے بھی خاور کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

"باس ــ بلیو مارجن کار پہنچ گئی ہے" ـــــ اسی لمحے سلام نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــ یہ بتاؤ یہودی اشارم اس وقت کہاں ہوگا۔ کیا اس کا پتہ چل سکتا ہے" ـــــ جارج نے سلام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہودی اشارم ــ اس کے متعلق تو عرفہ کو بہتر پتہ ہوگا۔ کیونکہ اس یہودی کے ساتھ تمام رابطے اسی کا گروپ رکھتا ہے فنانس کے لئے" ـــــ سلام نے کہا اور جارج نے سر ہلاتے ہوئے میز پر رکھا ہوا وائرلیس فون پیس اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس عرفہ سپیکنگ" ــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز ابھری۔

"جارج بول رہا ہوں عرفہ ــ کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہودی اشارم اس وقت کہاں ہوگا" ـــــ جارج نے کہا۔

"یہودی اشارم۔ اس وقت ــ میں معلوم کر کے بتا سکتا ہوں باس" عرفہ نے جواب دیا۔

"اچھا پہلے یہ بتاؤ کہ اشارم کے پاس اپنا کوئی ذاتی ہیلی کاپٹر بھی ہے یا صرف وہ سپرے کمپنی والے ہیلی کاپٹر ہیں" ـــــ جارج نے پوچھا

"اس کے پاس اپنا ہیلی کاپٹر ہے جناب ــ وہ زیادہ تر اسی کے ذریعے تل ابیب آتا جاتا رہتا ہے ــ فالکن ہیلی کاپٹر ہے کافی بڑا اور آرام دہ" ـــــ عرفہ نے جواب دیا۔

"کون چلاتا ہے اس کا ہیلی کاپٹر" ـــــ جارج نے پوچھا۔

"اس کا پائلٹ ہے کیسانہ ــ وہ چلاتا ہے" ـــــ عرفہ نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ اس ہیلی کاپٹر۔ اشارم اور پائلٹ کے متعلق تمام تفصیلات معلوم کرو ــ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں خود فون کروں گا" ـــــ جارج نے کہا۔

"جناب مسئلہ کیا ہے۔ آپ مجھے تفصیل بتائیں۔ شاید میں کوئی بہتر حل نکال سکوں" ـــــ عرفہ نے کہا۔

"ہمیں وہ ہیلی کاپٹر چاہئے۔ ہم نے چار آدمیوں کو اس ہیلی کاپٹر پر بھجوانا ہے۔ اس اشارم کو اغوا کر کے ساتھ لے جائیں گے" ـــــ جارج نے کہا۔

"اوہ ــ یہ کہیں وہ چار آدمی تو نہیں ہیں جنہیں وائٹ سٹار تلاش

کر رہی ہے" ۔۔۔ عرفہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! وہی ہیں ۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان" ۔۔۔ جارج نے سرہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ویری گڈ آئیڈیا باس! ۔۔۔ لیکن کیسانہ اسرائیلی انٹیلی جنس کا آدمی ہے اس لئے کیسانہ کو ساتھ مت لے جائیں" ۔۔۔ عرفہ نے کہا۔

"اوہ اچھا ہوا تم نے بتا دیا ۔۔۔ تم فی الحال اشارم کا پتہ کرو" ۔۔۔ جارج نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔

"ہیلی کاپٹر ہم خود اڑا لیں گے ۔۔۔ اس کی فکر مت کرو" ۔۔۔ خاور نے کہا اور جارج نے سرہلا دیا۔

پھر تقریباً دس منٹ بعد جارج نے دوبارہ عرفہ کو فون کیا۔

"باس! ۔۔۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اشارم اس وقت اپنی رہائش گاہ پر موجود ہے۔ اس کا ہیلی کاپٹر بھی وہیں ہے اور پائلٹ چھٹی پر تل ابیب گیا ہوا ہے" ۔۔۔ عرفہ نے جواب دیا۔

"ویری گڈ! ۔۔۔ تو اب ہمیں اس کی رہائش گاہ پر ریڈ کرنا پڑے گا"۔ جارج نے کہا۔

"باس! ایسا نہ کریں۔ کیونکہ اشارم کرنل بلاشر کا دوست ہے اور کرنل بلاشر نے اس خدشے کے پیش نظر کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے اس کی کمپنی یا اس کا ذاتی ہیلی کاپٹر نہ اڑا لیں، وائٹ سٹار کے آدمیوں کو اس کی رہائش گاہ اور کمپنی کی نگرانی پر مامور کر رکھا ہے اور وہاں ریڈ ہوتے ہی کرنل بلاشر کو اطلاع مل جائے گی اور پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے وہ اشارم کی جان کی بھی پرواہ نہ کرے گا" ۔۔۔ عرفہ نے کہا۔

"اوہ تو پھر" ۔۔۔ جارج نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ کرنل بلاشر نے واقعی انتہائی سخت ناکہ بندی کر رکھی تھی۔

"ایک صورت ہو سکتی ہے کہ میں اشارم کو خفیہ طور پر اغوا کر کے آپ کے پاس پہنچا دوں ۔۔۔ اس کے تعلقات جس لڑکی سے ہیں وہ میرے گروپ کی ہے اور اشارم اس کے اشاروں پر چلتا ہے۔ اس کے بعد آپ اشارم کو مجبور کر دیں کہ وہ کرنل بلاشر کو فون کر کے ہیلی کاپٹر پر تل ابیب جانے کی اجازت لے۔ اس طرح کرنل بلاشر مطمئن ہو جائے گا" ۔۔۔ عرفہ نے کہا۔

"تم اغوا کس طرح کرو گے ۔۔۔ وہاں نگرانی تو ہو رہی ہے" ۔۔۔؟ جارج نے کہا۔

"وہاں ایک خفیہ راستہ موجود ہے جہاں سے اس کے محل کے اندر بھی جایا جا سکتا ہے اور واپس نکلا بھی جا سکتا ہے۔ لیکن اس کا علم صرف اس لڑکی شالی کو ہی ہے" ۔۔۔ عرفہ نے جواب دیا۔

"ایک منٹ ۔۔۔ ہم اس لڑکی کی مدد سے اس خفیہ راستے سے اس کے محل میں جائیں گے اور پھر وہاں یہودی اشارم کو مجبور کر کے کرنل بلاشر سے بھی بات ہو جائے گی اور وہیں سے ہم ہیلی کاپٹر پر بھی سوار ہو جائیں گے" ۔۔۔ خاور نے جارج سے کہا اور جارج نے یہی بات عرفہ سے کر دی۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تو میں شالی کو آپ کے پاس بھجوا دیتا ہوں۔ وہ آپ کو وہاں آسانی سے لے جائے گی" ۔۔۔ عرفہ نے کہا۔

"او۔ کے ۔۔۔ اسے یعقوب کالونی والے اڈے پر بھجوا دو۔ میں وہیں

ہوں" ___ جارج نے کہا اور کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا اور ایک طرف کھڑے سلام کو اشارہ کیا کہ وہ جا کر شالی کو لے آئے۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد سلام دوبارہ اندر داخل ہوا تو ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی بھی اس کے ہمراہ تھی۔ اس لڑکی نے چُست لباس پہنا ہوا تھا۔

"یہ مس شالی ہیں" ___ سلام نے کہا اور جارج نے سر ہلاتے ہوئے شالی کو ایک خالی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"آپ نے مجھے بلایا ہے باس! ___ عرفہ نے بتایا ہے کہ کوئی ضروری کام ہے" ___ شالی نے غور سے خاور اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں شالی! ___ ایک اہم مشن کے لئے تمہاری خدمات کی ضرورت ہے" ___ جارج نے کہا۔

"آپ حکم دیجیے باس! ___ شالی کے لئے فلسطین کے کسی بھی مشن پر کام کرنا باعث فخر ہے" ___ شالی نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور جارج نے اُسے تفصیل سے ساری بات بتا دی۔

"اوہ! ___ تو آپ ہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان! ___ مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے ___ میں نے آپ کے کارناموں کی بڑی دھوم سُنی ہوئی ہے۔ آپ کے لئے کام کرنا میرے لئے باعثِ فخر ہوگا" ___ شالی نے خاور اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم آپ کے ان جذبات کی قدر کرتے ہیں مس شالی" ___ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے یہاں سے نکلنے کے لئے اچھی تجویز سوچی ہے ___ لیکن اشارم انتہائی عیار اور چالاک آدمی ہے۔ وہ مشکل سے ہی قابو میں آئے گا۔ میں تو آپ کو اس تک پہنچا دوں گی" ___ شالی نے کہا۔

"تم صرف اتنا ہی کام کرو۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے" ___ خاور نے جواب دیا۔

"او کے ___ آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں ایک ایسے خفیہ راستے سے آپ کو اس تک پہنچاؤں گی کہ کوئی آنکھ بھی آپ کو نہ دیکھ سکے گی۔ لیکن آپ کو پیدل چلنا پڑے گا۔ کیونکہ کار کے ذریعے اس راستے تک نہیں پہنچا جا سکتا" ___ شالی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں" ___ خاور نے کہا اور شالی اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"آئیے! ___ پھر دیر نہیں کرنی چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ اشارم رہائش گاہ سے نکل جائے" ___ شالی نے اٹھتے ہوئے کہا اور خاور اور اس کے ساتھی بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔

کرنل فرنیک جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا، کمرے میں موجود چار افراد اس کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے۔ کرنل فرنیک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا اور اس کے چہرے پر سخت گیری کے آثار نمایاں تھے۔ صدر مملکت کے حکم پر اسے میجر سے کرنل کے عہدے پر ترقی دے کر جی۔ پی فائیو کا نیا چیف بنایا گیا تھا اور اس وقت وہ چیف کی حیثیت سے پہلی بار جی۔ پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں جی۔ پی فائیو کے مرکزی شعبوں کے انچارج حضرات سے میٹنگ کے لئے آیا تھا۔ جی۔ پی فائیو کا تنظیمی ڈھانچہ اس طرح بنایا گیا تھا کہ پورے اسرائیل کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ایسٹ ونگ ویسٹ ونگ، ساؤتھ اور نارتھ ونگ۔ اور ہر ونگ کا ایک ایک انچارج تھا۔ جب کہ تل ابیب کو مرکزی حیثیت حاصل تھی اور کرنل ڈیوڈ مرکز کا انچارج تھا اور اب کرنل ڈیوڈ کی جگہ کرنل فرنیک نے لے لی تھی۔ پورے اسرائیل کی طرح مرکز کو بھی چار حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور یہ چاروں مرکزی حصوں

کے انچارج تھے جب کہ ایکشن گروپ علیحدہ تھا جس کا انچارج پہلے سے ہی کرنل فرنیک تھا۔

"پہلی بات تو یہ سن لو کہ کرنل ڈیوڈ کی جگہ اب کرنل فرنیک جی۔ پی فائیو کا انچارج ہے اور صدر مملکت نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلے کی تمام تر ذمہ داری جی۔ پی فائیو اور وائٹ سٹار پر ڈال دی ہے ــــ ریڈ آرمی کسی لیبارٹری کی حفاظت کرے گی ــــ وائٹ سٹار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک اور گروپ کے ساتھ طرابلس اور اب حیفہ میں نبرد آزما ہے۔ میری ابھی کرنل بلاشر سے بات ہوئی ہے۔ کرنل بلاشر ویسے بھی میرا ذاتی دوست ہے ــــ وہ گروپ حیفہ میں چھپا ہوا ہے اور کرنل بلاشر نے حیفہ کی انتہائی سخت ناکہ بندی کر رکھی ہے اور مجھے یقین ہے کہ کرنل بلاشر حیفہ میں ہی اس گروپ کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا ــــ اب رہ گیا وہ گروپ جس کا انچارج عمران ہے۔ اس کے ساتھ دو افراد ہیں ہم نے اس گروپ کا خاتمہ کرنا ہے اور اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس اور فضائیہ کے مشترکہ مشن کے دوران فتح روڈ پر سے یہ گروپ غائب ہو چکا ہے اور باوجود کوشش کے دستیاب نہیں ہو سکا۔ ہم نے فوری طور پر اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس بھی کرنا ہے اور ان کا خاتمہ بھی کرنا ہے" ــــ کرنل فرنیک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جناب! ــــ فتح روڈ اور اس سے ملحقہ پہاڑیاں میرے علاقے میں آتی ہیں۔ میں نے بھی اس گروپ کی تلاش میں حصہ لیا ہے لیکن واقعی یہ گروپ اس طرح غائب ہو گیا ہے کہ اس کا پتہ نہیں چل سکا" ــــ ایک نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میجر رالنس! ۔۔۔ یہ لوگ گو انتہائی خطرناک ہیں لیکن بہرحال ہیں تو انسان ہی ۔۔۔ اور انسان جن کی طرح نظروں سے غائب نہیں ہو سکتے اور نہ آج کے جدید دور میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کے پاس سلیمانی ٹوپیاں ہوں گی ۔۔۔ اس لئے یہ کہنا کہ وہ غائب ہو گئے ہیں اپنے آپ کو ناکام کہنے کے مترادف ہے اور ناکامی کا لفظ میری لغت میں نہیں ہے اور نہ میں کبھی اس لفظ کو سننے کا قائل ہوں ۔۔۔ اس لئے آئندہ آپ میں سے کوئی اس لفظ کو استعمال نہیں کرے گا۔ ورنہ اب مجھے صدر مملکت نے جو اختیارات دیئے ہیں میں کسی کو فوری طور پر گولی بھی مار سکتا ہوں" ۔۔۔ کرنل فرینک نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور میجر رالنس نے سر جھکا لیا۔

"جناب! ۔۔۔ ان لوگوں کا مقصد تو بہرحال تل ابیب میں داخل ہونا تھا اس لئے وہاں سے ان کے غائب ہونے کا مطلب ہے کہ یہ لازماً پہاڑیوں کو کراس کر کے تل ابیب میں داخل ہونا چاہیں گے اور جس وقت یہ ریڈ ہوا ہے اگر اس وقت سے اب تک کا وقت شمار کیا جائے تو میرا اندازہ ہے کہ وہ لوگ اس وقت پہاڑیوں کے اندر ہوں گے۔ اگر ہم ان پہاڑیوں پر بھرپور ریڈ کریں تو ہم آسانی سے ان کا پتہ چلا سکتے ہیں" ۔۔۔ ایک اور نوجوان نے کہا۔

"ویری گڈ آئیڈیا میجر جوزف! ۔۔۔ آپ نے واقعی انتہائی ذہانت آمیز بات کی ہے" ۔۔۔ کرنل فرینک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب! ۔۔۔ اگر وہ پیدل فتح روڈ سے پہاڑیوں تک پہنچیں گے تو پھر تو ابھی وہ پہاڑیوں تک پہنچ ہی نہ سکے ہوں گے" ۔۔۔ ایک اور نوجوان نے کہا۔

"اوہ ہاں میجر رالنس! ۔۔۔ انہوں نے کار کے ذریعے حملہ کیا تھا اور رپورٹ کے مطابق کار خالی ملی تھی۔ آپ نے خود اس کار کو چیک کیا تھا" کرنل فرینک نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر ۔۔۔ ملٹری انٹیلی جنس والوں نے چیک کیا تھا" ۔۔۔ میجر رالنس نے جواب دیا۔

"ہوں ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ تو فیصلہ ہو گیا کہ ہم نے فوری توجہ پہاڑیوں اور اس کے اردگرد کے علاقے پر دینی ہے۔ اوکے! ۔۔۔ میجر رالنس میرے ساتھ ہوں گے۔ جب کہ میجر جوزف اور میجر پارک دونوں اپنے تمام گروپ سمیت پہاڑیوں پر ریڈ کریں گے ۔۔۔ ہم نے وہاں ایک ایک چٹان اور ایک ایک غار کو چیک کرنا ہے ۔۔۔ اور میجر جم پہاڑیوں کی دوسری طرف تل ابیب کی طرف چیکنگ کریں گے۔ ان پہاڑیوں سے کوئی چڑیا کا بچہ بھی تل ابیب میں داخل نہ ہو سکے ۔۔۔ اور میجر رالنس! آپ اپنے گروپ کو فوراً پہاڑیوں کے اس طرف فتح روڈ والے حصے کی طرف پھیلا دیں تاکہ اگر یہ لوگ ان پہاڑیوں تک نہ پہنچے ہوں تو انہیں کور کیا جا سکے" ۔۔۔ کرنل فرینک نے تیز لہجے میں فوری فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کی فطرت یہی تھی کہ وہ فوری فیصلے اور انتہائی تیز کارکردگی کا عادی تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور باقی چاروں بھی کھڑے ہو گئے۔

"میجر رالنس! ۔۔۔ آپ ہدایات دے کر ہیلی پیڈ پر پہنچ جائیں۔ میں وہاں موجود ہوں گا۔ اور سنیں! کسی قسم کی کوتاہی ناقابلِ برداشت ہو گی"۔

کرنل فرینک نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کا ہیلی کاپٹر فتح روڈ پر پہنچ چکا تھا۔ میجر رالسن اس کے ساتھ بیٹھا تھا جب کہ عقبی نشست پر کرنل فرینک کا اسسٹنٹ اور ایکشن گروپ کا سب سے تیز ایجنٹ ڈومارو بیٹھا ہوا تھا۔ میجر ڈومارو کی صلاحیتوں کا اعتراف کرنل فرینک کو بھی تھا اس لئے وہ اُسے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پائلٹ سیٹ پر کرنل فرینک خود تھا۔

"نیلے رنگ کی کار بتائی گئی تھی"۔۔۔۔ کرنل فرینک نے فتح روڈ کے اوپر ہیلی کاپٹر اڑاتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ میجر رالسن نے جواب دیا۔

اور پھر پورے فتح روڈ کا چکر لگانے کے باوجود نیلے رنگ کی کار کہیں بھی انہیں نظر نہ آئی۔ حالانکہ سڑک ابھی تک ٹریفک کے لئے نہ کھولی گئی تھی اور وہاں تباہ شدہ ٹرک اور دوسری گاڑیاں ابھی تک موجود تھیں البتہ انہیں سڑک سے ہٹا کر ایک طرف کر دیا گیا تھا اور صفائی کا عمل ابھی تک جاری تھا۔

"نیلے رنگ کی کار تو سرے سے موجود ہی نہیں ہے"۔۔۔۔ کرنل فرینک کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کہاں جا سکتی ہے خالی کار۔۔۔۔ کہیں ان صفائی کرنے والوں نے تو اُسے کہیں اور نہیں بھجوا دیا"۔۔۔۔ میجر رالسن نے کہا اور کرنل فرینک نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو ایک جگہ سڑک پر اتار دیا۔ جہاں صفائی کرنے والوں کا عارضی کیمپ تھا۔ صفائی کرنے والوں کا تعلق بری فوج سے ہی تھا۔

"آپ کا انچارج کون ہے۔۔۔۔ میں کرنل فرینک ہوں چیف آف جی پی فائیو"۔۔۔۔ کرنل فرینک نے کیمپ کے باہر کھڑے ہوئے ایک فوجی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر!۔۔۔۔ آپ کے ہیلی کاپٹر پر جی۔ پی فائیو کا مونوگرام ہے۔۔۔۔ انچارج کیپٹن ہرکیمن ہیں۔ وہ آ رہے ہیں جناب"۔۔۔۔ فوجی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

اسی لمحے ایک فوجی جیپ قریب آ کر رکی اور ایک نوجوان اس میں سے اُترا۔ اس کی یونیفارم پر کیپٹن کے سٹار موجود تھے۔

"جی۔ پی فائیو کے چیف کرنل فرینک"۔۔۔۔ سپاہی نے جلدی سے کیپٹن سے کہا اور پھر کیپٹن نے فوراً ایڑیاں جوڑ کر فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ کرنل فرینک نے سیلوٹ کا جواب دیتے ہوئے کیپٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہاں وہ نیلی کار تھی جس سے مجرموں نے گن شپ ہیلی کاپٹروں پر حملہ کیا تھا۔۔۔۔ وہ کار کہاں ہے"۔۔۔۔؟ کرنل فرینک کا لہجہ تحکمانہ تھا۔

"نیلی کار۔۔۔۔ نہیں جناب! اس پوری سڑک پر نیلے رنگ کی کوئی کار موجود نہیں تھی۔۔۔۔ ویسے بھی جو گاڑیاں موجود تھیں ہم نے انہیں سائیڈ پر کھڑا کر دیا ہے۔ صفائی کے بعد انہیں اٹھا کر لے جایا جائے گا"۔۔۔۔ کیپٹن نے جواب دیا۔

"اوہ!۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ مجرم عارضی طور پر کار خالی کر کے کہیں چھپ گئے تھے اور بعد میں وہ کار لے اُڑے"۔۔۔۔ کرنل فرینک نے زیر لب لہجے میں کہا۔

"لیکن سر۔۔۔۔ وہ کار لے کر کہاں جا سکتے تھے۔ یہاں سے پہاڑیوں تک

تو چیکنگ تھی" ــــ میجر رالسن نے کہا۔

"وہ کسی اور راستے سے بھی تو جا سکتے ہیں ــــ ضروری تو نہیں کہ سڑک پر سے ہی جاتے" ــــ کرنل فریک نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف چلنے لگا۔ میجر رالسن اور میجر ڈومارو نے بھی اس کی پیروی کی۔

چند لمحوں بعد ان کا ہیلی کاپٹر دوبارہ فضا میں بلند ہو گیا۔ کرنل فریک نے اب اس کا رُخ سڑک سے ہٹ کر ویران میدان کی طرف کر دیا جو اونچے نیچے ٹیلوں سے بھرا ہوا تھا اور جس کے پار ایک اینٹوں کا بھٹہ نظر آ رہا تھا جس کی چمنی سے دھواں نکل رہا تھا اور وہاں لوگ موجود تھے۔ کرنل فریک نے وہاں جا کر ہیلی کاپٹر اتار دیا۔

"بھٹے کا مالک یا منیجر کون ہے" ــــ کرنل فریک نے نیچے اترتے ہوئے ایک آدمی سے کہا۔

"وہ آ رہا ہے جناب! ــــ اس آدمی نے سہمے ہوئے لہجے میں ایک طرف اشارہ کیا جہاں سے ایک ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے قریب آ کر بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

"میرا نام رُوفی ہے جناب! ــــ اور میں اس بھٹے کا منیجر ہوں جناب! حکم جناب!" ــــ ادھیڑ عمر آدمی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یہاں کوئی نیلے رنگ کی کار تو نہیں آئی ــــ یا آپ کے کسی آدمی نے گرد و نواح میں دیکھی ہو" ــــ کرنل فریک نے کہا۔

"صالح نے دیکھی ہے جناب! ــــ ایک عورت یہاں پانی بھرنے آئی تھی کار کے لئے ــــ اور جناب! یہاں بڑا عجیب واقعہ ہوا ہے

بھٹے کو آگ لگائی گئی تو بعد میں بھٹے کے عقبی حصے کی دیوار ٹوٹی ہوئی ملی حالانکہ وہ پہلے ٹوٹی ہوئی نہ تھی" ــــ رُوفی نے کہا اور کرنل فریک یہ سُن کر بُری طرح چونک پڑا۔

"پوری تفصیل بتائیں" ــــ کرنل فریک نے کہا۔

"جناب! ــــ بھٹے کو آگ لگانے کے بعد یہاں دو گن شپ ہیلی کاپٹر مجرموں کی تلاش کرتے ہوئے آئے ــــ صالح نے انہیں بتایا کہ اس نے تین آدمیوں کو جھک کر ادھر اینٹوں کے پیچھے آتے دیکھا تھا۔ انہوں نے یہاں مکمل تلاشی لی لیکن کوئی آدمی نہ ملا۔ اس صالح نے کہا کہ شاید وہ لوگ آگ لگنے سے پہلے بھٹے میں نہ کُود گئے ہوں۔ لیکن اس وقت چونکہ آگ لگ چکی تھی اس لئے بھٹہ کھولا نہ جا سکتا تھا ــــ ویسے بھی اگر وہ اندر ہوتے تو جل کر راکھ ہو چکے ہوتے۔ جس پر فوجی چلے گئے اور میں صالح اور ایک اور مزدور ابن بدر کے ساتھ یہاں نلکے پر ہاتھ منہ دھو رہے تھے کہ ایک عرب عورت یہاں آئی۔ اس کے ہاتھ میں ڈبہ تھا۔ اس نے کہا کہ اُسے کار میں ڈالنے کے لئے پانی چاہیئے ــــ وہ پانی لے کر چلی گئی ــــ لیکن پھر کافی دیر بعد ہمیں اطلاع ملی کہ بھٹے کا عقبی حصہ ٹوٹا ہوا ہے۔ یوں لگتا تھا جیسے اندر موجود کچھ افراد نے اُسے توڑا ہو۔ اس پر صالح نے کہا کہ اندر واقعی مجرم موجود تھے جو بھٹے کا عقبی حصہ توڑ کر نکل گئے ــــ اس پر میں نے ان کی تلاش کا حکم دیا تو جناب! ہم نے کافی دور پہاڑیوں کی طرف جاتی ہوئی ایک نیلے رنگ کی کار دیکھی۔ لیکن وہ بہت دور تھی اس لئے ہم اس تک نہ پہنچ سکتے تھے" ــــ رُوفی نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ کرنل فرنیک نے کہا اور تیزی سے واپس ہیلی کاپٹر کی طرف مڑ گیا۔ اور چند لمحے بعد وہ ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا انتہائی تیز رفتاری سے پہاڑیوں کی طرف جا رہا تھا۔

"اب ساری بات سمجھ میں آگئی ہے" ۔۔۔ کرنل فرنیک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا باس" ۔۔۔ میجر رالنس نے کہا۔

"تم ابھی تک نہیں سمجھے ۔۔۔ مجرم تین مرد اور ایک عورت کا گروپ تھا۔ مرد پہلے یہاں آئے اور بھٹے میں داخل ہو گئے ۔۔۔ بھٹے کو آگ لگا دی گئی۔ اس دوران یہاں چیکنگ ہوتی ۔۔۔ جب چیکنگ ہوتی تو مجرم اس آگ لگے ہوئے بھٹے کے اندر تھے اس لئے وہ کسی کو نظر نہ آئے۔ چیکنگ ختم ہوئی تو وہ بھٹے کا عقبی حصہ توڑ کر باہر آگئے ۔۔۔ اور عورت علیحدہ کہیں چھپی ہوئی تھی۔ وہ چیکنگ کے بعد خالی کار لے اڑی اور یہاں سے مجرموں کو ساتھ بٹھا کر وہ سڑک کی بجائے اس علاقے سے پہاڑیوں کی طرف بڑھ گئے" ۔۔۔ کرنل فرنیک نے کہا اور میجر رالنس نے سر ہلا دیا۔

ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے پہاڑیوں کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ کرنل فرنیک نے اس کی بلندی جان بوجھ کر اتنی رکھی تھی کہ اسے نیچے سے مشین گن سے نشانہ نہ بنایا جا سکے ۔۔۔ کیونکہ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی یا تو پہاڑیوں کے اندر موجود ہوں گے یا ابھی پہاڑیوں تک پہنچ نہ سکے ہوں گے۔ اس لئے یہ خطرہ بہر حال تھا کہ وہ نیچے سے ہیلی کاپٹر کو ہی ہٹ کر دیں جیسے کہ انہوں نے پہلے فتح پر گن شپ ہیلی کاپٹروں کو ہٹ کر دیا تھا۔

"باس! ۔۔۔ کار مجھے نظر آگئی ہے۔ ادھر پہاڑیوں کے پاس ٹیلے کے پیچھے موجود ہے" ۔۔۔ اچانک پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے ڈومارو نے چیخ کر کہا۔

"کس طرف ۔۔۔؟" کرنل فرنیک اور میجر رالنس دونوں نے ہی چونک کر پوچھا۔

"بائیں طرف باس" ۔۔۔ میجر ڈومارو نے کہا اور کرنل فرنیک نے ہیلی کاپٹر کا رخ بائیں طرف کو موڑ دیا اور پھر واقعی انہیں ایک بڑے سے ٹیلے کی اوٹ میں کھڑی نیلے رنگ کی کار نظر آگئی۔ کار کی گولیوں سے چھلنی چھت انہیں اتنی بلندی سے بھی صاف نظر آ رہی تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ پہاڑیوں میں داخل ہو گئے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ اب یہ مجھ سے بچ کر نہیں جا سکیں گے" ۔۔۔ کرنل فرنیک نے دانت پیستے ہوئے کہا اور اس نے ہیلی کاپٹر کی بلندی اور زیادہ بڑھا دی اور پھر اسے انتہائی بلندی پر معلق کر کے اس نے سپیشل ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ کرنل فرنیک کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ کرنل فرنیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس! ۔۔۔ میجر جوزف اٹنڈنگ یو۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے میجر جوزف کی آواز سنائی دی۔

"تمہارا گروپ پہاڑیوں پر نظر نہیں آ رہا۔ اوور" ۔۔۔ کرنل فرنیک نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ہم چلنے کے لئے تیار ہو چکے ہیں باس! ۔۔۔ دس ہیلی کاپٹروں میں چالیس ممبران ۔۔۔ میجر بارک کا گروپ بھی ساتھ ہی تیار ہو گیا ہے۔ آٹھ

ہیلی کاپٹروں میں پینتیس ممبروں کا گروپ ہے۔ فضائیہ سے ہیلی کاپٹر آنے میں دیر لگ گئی ہے جناب" ___ میجر جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ___ دونوں گروپ فوراً پہاڑیوں پر اتر جائیں ___ مجرم پہاڑیوں میں داخل ہو چکے ہیں ___ تین مرد اور ایک عورت ___ اگر یہ زندہ گرفتار نہ ہوسکیں تو انہیں گولی مار دی جائے۔ ویسے کوشش کی جائے کہ انہیں زندہ گرفتار کیا جاسکے ___ تمام ہیلی کاپٹر پہاڑیوں کے اوپر معلق رہیں گے۔ ہیلی کاپٹروں میں موجود افراد نیچے اترنے والے سپاہیوں کو ان مجرموں کی نقل و حرکت سے آگاہ کرتے رہیں گے۔ ایک ایک چٹان اور ایک ایک غار کی تلاشی لی جانے گی ___ کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہ ہوگی اور جیسے ہی مجرم نظر آئیں مجھے فوری سپیشل ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی جائے گی ___ میں پہاڑیوں کے ساتھ ہی اپنے مخصوص ہیلی کاپٹر پر موجود رہ کر سارے آپریشن کی نگرانی کروں گا۔ ہری اپ۔ اوور اینڈ آل" ___ کرنل فرینک نے چیخ چیخ کر تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر میں موجود ایک اور بٹن دبایا تو پہلے سے ہی ایڈجسٹ شدہ فریکوئنسی بٹن دبتے ہی تبدیل ہوگئی۔

"ہیلو ___ کرنل فرینک کالنگ میجر جم۔ اوور" ___ کرنل فرینک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس ___ میجر جم اٹنڈنگ یو باس۔ اوور" ___ فوراً ہی میجر جم کی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"تم کہاں موجود ہو ___ رپورٹ دو۔ اوور" ___ کرنل فرینک نے

تیز لہجے میں کہا۔

"میں اور میرا گروپ پہاڑیوں کی دوسری طرف تل ابیب جانے والے راستوں پر پہنچ چکا ہے ___ ہم نے ہر راستے پر مکمل پکٹنگ کر رکھی ہے ___ تین ہیلی کاپٹر فضا میں موجود ہیں اور ان راستوں کی فضائی چیکنگ کر رہے ہیں ___ میں خود ایک ہیلی کاپٹر میں موجود ہوں اور اس سارے آپریشن کی نگرانی کر رہا ہوں جناب۔ اوور" ___ میجر جم نے جواب دیا۔

"گڈ ___ اور سنو۔ مجرم پہاڑیوں میں موجود ہیں ___ تین مرد اور ایک عورت ___ میجر جوزف اور میجر مارک کے گروپ بھی ہیلی کاپٹروں پر پہاڑیوں پر پہنچنے والے ہیں ___ وہ پہاڑیوں پر آپریشن کریں گے۔ تم نے انتہائی چوکنا رہنا ہے۔ کسی صورت میں بھی کوئی کوتاہی ناقابل برداشت ہوگی ___ اگر مجرم تمہاری طرف سے نکلنے کی کوشش کریں تو پہلے تو انہیں زندہ گرفتار کرنے کی کوشش کی جائے ___ اور اگر ایسا نہ ہوسکے تو انہیں گولی مار دی جائے اور مجھے فوری طور پر سپیشل ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی جائے ___ میں اپنے مخصوص ہیلی کاپٹر میں پہاڑیوں کے فتح روڈ والی طرف موجود ہوں۔ اوور اینڈ آل" ___ کرنل فرینک نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"میجر رالنن! ___ تمہارا گروپ ابھی تک ادھر نہیں پہنچا ___ ہوسکتا ہے کہ مجرم پکٹنگ سے گھبرا کر واپس پلٹیں" ___ کرنل فرینک نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں اپنے اسسٹنٹ کیپٹن راشل کو مکمل ہدایات دے آیا تھا۔ وہ پہنچنے

ہی والا ہوگا ۔۔۔ میں بات کرتا ہوں" ۔۔۔ میجر رالنسن نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اُسے دور سے آٹھ ہیلی کاپٹر تیزی سے ادھر آتے دکھائی دیتے اور وہ رُک گیا۔

"میرا خیال ہے جناب! ۔۔۔ میرے ساتھی آرہے ہیں" ۔۔۔ میجر رالنسن نے کہا اور کرنل فرینک نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد آٹھ ہیلی کاپٹر پہاڑیوں کے ساتھ آکر نیچے اُتر گئے اور اس میں سے مسلح آدمی اُتر کر اِدھر اُدھر بکھر گئے۔ ہیلی کاپٹر انہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

میجر رالنسن نے اس بار ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ میجر رالنسن کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ میجر رالنسن نے تیز آواز میں کہا۔

"یس باس! ۔۔۔ کیپٹن راشل اٹنڈنگ یو ۔۔۔ ہم پہاڑیوں کے پاس اُتر چکے ہیں باس۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ کیپٹن راشل کی آواز سنائی دی۔

"میں نے دیکھ لیا ہے ۔۔۔ مجرم پہاڑیوں کے اندر پہنچ چکے ہیں۔ ان کی کار یہاں موجود ہے ۔۔۔ مجرموں کا گروپ تین مردوں اور ایک عورت پر مشتمل ہے ۔۔۔ میجر جوزف اور میجر مارک پہاڑیوں پر ریڈ کریں گے۔ جب کہ تم نے اس سارے علاقے کی چیکنگ کرنی ہے تاکہ مجرم ادھر سے واپس نہ پلٹ آئیں ۔۔۔ میں چیف باس کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں موجود ہوں۔ اوور" ۔۔۔ میجر رالنسن نے کہا۔

"یس باس۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میجر رالنسن تمہارے پاس آرہے ہیں کیپٹن راشل! اوور اینڈ آل"۔

اس بار کرنل فرینک، میجر رالنسن سے پہلے بول پڑا۔ اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا۔

میجر رالنسن نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا تھا۔

"یہ بھٹے والا تجربہ میری زندگی کا سب سے خوفناک تجربہ تھا ۔۔۔ خدا کی پناہ ۔ اس قدر خوفناک آگ" ۔۔۔ کار میں بیٹھے ہوئے یعقوب نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"قدرت ہمیں کندن بنانا چاہتی تھی۔ لیکن ہم دوڑ آئے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور یعقوب ہنس پڑا۔

"میں باز آیا ایسے کندن بننے سے ۔۔۔ یہ بھی آپ کی ہمت ہے کہ اس خوفناک بھٹے سے نکل آئے" ۔۔۔ یعقوب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہم خود کہاں نکل آئے ۔ مس صابرہ نے ہمیں نکال لیا ۔۔۔ پہلے جنت سے نکالا تھا اب جہنم سے نکال لیا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار صابرہ بھی کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"ویسے عمران صاحب !۔۔۔ ایک بات بتائیں ! اگر آپ اور آپ کی بیگم جنت میں ہوں تو کیا آپ اپنی بیگم کے کہنے پر جنت سے نکل آئیں گے"۔

صابرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ۔۔۔ جہاں بیگم موجود ہو اُسے جنت کیسے کہا جا سکتا ہے"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور صابرہ کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"آپ اپنی بیگم سے اس قدر الرجک ہیں" ۔۔۔ ؟ صابرہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب نے کیا الرجک ہونا ہے ۔۔۔ بیگم ہو گی تو یہ الرجک بھی ہوں گے" ۔۔۔ اس بار عمران کے بولنے سے پہلے ہی ٹائیگر بول پڑا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"اوہ !۔۔۔ تو آپ نے ابھی تک شادی ہی نہیں کی ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے" ۔۔۔ صابرہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے بات کرتے ہوئے عمران کی طرف اس طرح دیکھا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو۔

"میں نے اکیلے تو بڑی کوشش کی۔ لیکن اب میں اکیلا تو شادی نہیں کر سکتا ۔۔۔ کوئی تیار ہی نہیں ہوتی میرے ساتھ شادی کرنے کے لئے"۔ عمران نے منہ لسورتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ بھی ایک ناممکن بات ہے" ۔۔۔ صابرہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پوچھ لو ٹائیگر سے ۔۔۔ میں نے تو اخبار تک میں اعلان کر دیا تھا کہ مجھے لنگڑی لولی، کانی، بہری، بھینگی، بوڑھی سب منظور ہے۔ لیکن شاید میری ہتھیلی میں قدرت نے شادی کی لکیر ہی نہیں بنائی" ۔۔۔ عمران اب باقاعدہ رو دینے پر اُتر آیا تھا اور پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر کو قہقہہ روکنے کے لئے بڑی جدوجہد کرنی پڑی۔ ویسے وہ بڑی ہمدردانہ نظروں سے صابرہ کو دیکھ رہا تھا۔ اُسے عمران کی اس ایکٹنگ کے بعد صابرہ

کی خیر نظر نہ آ رہی تھی۔

"آپ پاکیشیا سے باہر بھی تو شادی کر سکتے ہیں" ـــــ صابرہ نے کہا۔

"اچھا! ـــــ اس بات پر تو میں نے غور ہی نہیں کیا ـــــ اب میں جاتے ہی ان غیر ملکی قلمی دوستی والے رسالوں کی خریداری کا آرڈر دوں گا۔ جن میں قلمی دوستی کی آڑ میں شادی کے پیغامات درج ہوتے ہیں"۔ عمران نے کہا اور صابرہ کے ہونٹ بھینچ گئے۔

"مس صابرہ! ـــــ کیا یہ کار اس راستے سے بھی پہاڑیوں کے اندر چلی جائے گی" ـــــ اچانک پیچھے بیٹھے ہوئے یعقوب نے موضوع بدلنے کی غرض سے کہا۔ کیونکہ وہ پاس بیٹھے ہوئے ٹائیگر کے چہرے سے اندازہ لگا چکا تھا کہ وہ صابرہ سے شرارت پر آمادہ ہیں۔

"نہیں! ـــــ ادھر سے کوئی راستہ نہیں جاتا ـــــ ہمیں کار چھوڑ کر پیدل چلنا پڑے گا" ـــــ صابرہ نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہو سکتا ہے کہ ہماری کار چیک ہو جائے۔ اس صورت میں تو ہماری پہاڑیوں میں موجودگی کا پتہ چل جائے گا" ـــــ یعقوب نے کہا۔

"وہ اب ہمیں یقیناً تل ابیب میں تلاش کر رہے ہوں گے۔ کیونکہ یہ پورا علاقہ وہ چیک کر کے واپس جا چکے ہیں" ـــــ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا اور یعقوب نے سر ہلا دیا۔

کار بُری طرح ہچکولے کھاتی ہوئی اونچے نیچے ٹیلوں کے گرد چکر کاٹتی تیزی سے پہاڑیوں کے قریب ہوتی جا رہی تھی۔ صابرہ بڑے

ماہرانہ انداز میں کار ڈرائیو کر رہی تھی۔ ورنہ اس قدر ناہموار جگہ پر کسی بھی لمحے کار کے الٹنے کا خطرہ ہو سکتا تھا۔ لیکن صابرہ کا ماہرانہ پن ہر بار کار کو الٹنے سے بچا لیتا تھا۔

اور پھر پہاڑیوں کے قریب پہنچ کر صابرہ نے کار ایک بڑے سے ٹیلے کی اوٹ میں روک دی۔ اور وہ سب نیچے اتر آئے۔ خوفناک، بنجر اور ویران پہاڑیاں ان کے سامنے موجود تھیں۔ یہ پہاڑیاں اس قدر بنجر تھیں کہ وہاں گھاس کا ایک تنکا تک کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔

عمران کار سے باہر نکل کر پہلے تو ادھر اُدھر کا جائزہ لیتا رہا اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوا۔

"آؤ بھئی! ـــــ کافی عرصے سے کوہ نوردی کا موڈ بنا ہوا تھا۔ آج یہ بھی ہو جائے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی ساتھی بھی مسکرا دیئے۔ اس کے بعد وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ ان کے پاس صرف ایک مشین گن تھی جو ٹائیگر نے اٹھائی ہوئی تھی۔

"ان پہاڑیوں میں پانی بھی مسئلہ بن جائے گا" ـــــ یعقوب نے کہا۔

"ہاں! ـــــ اسی لئے ہمیں جلد از جلد ان پہاڑیوں کو عبور کرنا چاہیئے"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑیوں میں داخل ہو گئے۔ پہاڑیاں واقعی انتہائی دشوار گذار تھیں اس لئے ان کے سفر کی رفتار باوجود کوشش کے نہ ہونے کے برابر تھی۔ لیکن وہ مسلسل چلتے رہے۔ اور پھر اچانک ایک پہاڑی پر چڑھتے ہوئے عمران کی نظریں دور سے پہاڑیوں کی طرف آتے ہوئے

ہیلی کاپٹر پر پڑ گئیں۔

"اوہ! — کوئی ہیلی کاپٹر ادھر آرہا ہے — جلدی سے کسی غار میں چھپ جاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان پہاڑیوں کا سروے کرے" — عمران نے کہا۔ اور وہ سب تیزی سے ایک چٹان کے ساتھ بنی ہوئی غار کی طرف دوڑ پڑے۔ باقی ساتھی تو غار میں چلے گئے جب کہ عمران چٹان کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا۔ اس کی نظریں ہیلی کاپٹر پر جمی ہوئی تھیں۔

ہیلی کاپٹر عین اسی مقام کی طرف آرہا تھا جہاں ٹیلے کے پیچھے ان کی کار موجود تھی۔ اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کار نے واقعی ان کے لئے مسئلہ کھڑا کر دیا تھا۔

ہیلی کاپٹر پہاڑیوں کے قریب پہنچ کر آگے بڑھنے کی بجائے اوپر ہونے لگا اور پھر کافی بلندی پر پہنچ کر وہ ہوا میں معلق ہو گیا۔ اس طرح رکنے اور معلق — ہونے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آرہی تھی۔

"یہ ہیلی کاپٹر رک گیا ہے — آؤ آگے بڑھیں۔ ابھی ہم نے بہت فاصلہ طے کرنا ہے" — عمران نے زور سے آواز دے کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کی آواز سن کر غار میں موجود سب ساتھی باہر آ گئے۔ اور ایک بار پھر ان کا سفر شروع ہو گیا۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ ایک بار پھر ٹھٹھک کر رک گئے۔ دور سے بے شمار ہیلی کاپٹر ان پہاڑیوں کی طرف آتے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ سب تل ابیب کی طرف سے آرہے تھے۔ ان کی تعداد اٹھارہ بیس کے قریب تھی۔

"اوہ! — ہمیں گھیرا جارہا ہے" — عمران نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر خوف کے آثار ابھر آئے۔

"جلدی کرو — چھپ جاؤ جلدی" — عمران نے چیخ کر کہا اور تیزی سے ایک اور غار کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کی پیروی کی اور ایک بار پھر وہ ایک غار میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ عمران البتہ ایک بار پھر ایک چٹان کے پیچھے چھپا ان ہیلی کاپٹروں کو آتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور آنکھوں میں تشویش کی پرچھائیاں لہرانے لگی تھیں۔ کیونکہ یہ ہیلی کاپٹر اگر ان پہاڑیوں پر رک گئے تو پھر ان کے لئے نقل و حرکت کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ اور چند لمحوں بعد اس کے بدترین خدشات کی تصدیق ہو گئی۔ ہیلی کاپٹر پہاڑیوں پر پہنچتے ہی پھیل کر پوری پہاڑیوں پر جگہ جگہ اترنے لگے اور ان میں سے مسلح سپاہی اتر اتر کر پہاڑیوں میں گم ہوتے گئے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے عمران صاحب" — ٹائیگر کی تشویش سے پر آواز سنائی دی۔

"ہمیں پکڑنے کی تیاریاں" — عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ان کے سروں کے اوپر بھی ایک ہیلی کاپٹر چکر لگا رہا تھا۔ اسے شاید اترنے کے لئے کسی مناسب جگہ کی تلاش تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ان کے قریب ہی ایک مسطح چٹان پر اترنے لگا۔ گو یہ چٹان ان کے قریب ہی تھی لیکن درمیان میں موجود ایک گہری کھائی کی وجہ سے وہ وہاں تک فوراً نہ پہنچ سکتے تھے۔

ہیلی کاپٹر اترتے ہی اس میں سے چھ مسلح سپاہی نکلے اور تیزی سے چٹانوں میں ادھر ادھر بکھر گئے۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر دوبارہ فضا میں بلند ہو گیا۔

"ہم اسے ہٹ کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں!۔۔۔ اس طرح ہماری موجودگی ظاہر ہو جائے گی"۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

ہیلی کاپٹر مسلح سپاہیوں کو اتار کر فضا میں بلند ہو گئے اس طرح زمینی چیکنگ کے ساتھ فضائی نگرانی کا کام بھی شروع ہو گیا۔

"اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم ان مسلح سپاہیوں پر قابو پا کر ان کی یونیفارم پہن لیں۔ لیکن میک اپ کا کیا ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ دو سپاہی آ رہے ہیں"۔۔۔۔ اچانک ٹائیگر نے کہا اور عمران چونک کر اُدھر دیکھنے لگا جدھر ٹائیگر نے اشارہ کیا تھا واقعی دائیں طرف سے دو مسلح سپاہی تیزی سے اوپر چڑھتے آ رہے تھے اور ان کا رُخ بالکل اسی غار کی طرف تھا جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

"بائیں طرف سے بھی چار سپاہی آ رہے ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"آؤ غار میں۔۔۔ اب یہ جگہ انتہائی خطرناک ہو چکی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے چٹان کے پیچھے سے نکل کر غار کے دہانے کی طرف لپک گیا۔ غار میں یعقوب اور صابرہ دونوں موجود تھے ان کے چہروں سے بھی شدید تشویش نمایاں تھی۔ غار میں بڑے بڑے پتھروں کے ڈھیر سے موجود تھے اور خالی جگہ کافی کم تھی۔

"اوہ! جلدی کرو۔ ان پتھروں کے ڈھیروں کے پیچھے چھپ جاؤ۔ جلدی کرو"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور خود بھی اچھل کر ایک بڑے ڈھیر

کی اوٹ میں ہو گیا۔ ٹائیگر۔ یعقوب اور صابرہ نے بھی بجلی کی سی تیزی سے اس کی پیروی کی۔ اور چند لمحوں بعد غار کے دہانے سے ٹارچ کی روشنی نمودار ہوئی اور پوری غار اس روشنی سے جگمگا اٹھی۔ عمران نے سانس تک روک لیا۔ دوسرے لمحے روشنی اور آگے آئی اور اس کے پیچھے دو ہیولے سے نظر آنے لگے۔ ٹارچ کی روشنی پتھروں کے ان ڈھیروں کے اوپر رینگ رہی تھی۔

"خالی ہے۔ خواہ مخواہ وقت ضائع مت کرو"۔۔۔۔ ایک تیز آواز ابھری۔

"نہیں!۔۔۔ مجھے اس غار سے ایسی بُو آ رہی ہے جیسے یہاں ابھی انسان رہے ہوں"۔۔۔۔ ایک اور آواز ابھری۔

"آدم خور دیو کی نسل سے لگتے ہو جو تمہیں انسانی بُو آنے لگ گئی ہے چلو جلدی کرو۔۔۔ ابھی بہت سا علاقہ دیکھنا ہے"۔۔۔۔ پہلے نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور روشنی لہراتی ہوئی مڑی اور پھر دونوں ہیولے تیزی سے غار سے باہر نکل گئے اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

صورت حال ان کے لئے انتہائی نازک ہو گئی تھی۔ اور ابھی تو یہ دو آدمی تھے۔ لیکن اس کے خیال کے مطابق ہیلی کاپٹروں سے تیس چالیس افراد اُترے تھے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اور بھی ٹولیاں چیک کرنے کے لئے آئیں اور یہ ٹولی تو صرف غار کے دہانے سے ہی واپس چلی گئی تھی دوسری ٹولی نہ جاتی۔ گو ان کے پاس مشین گن تھی اور وہ آنے والوں کا خاتمہ کر سکتے تھے۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ اگر ایک بار بھی فائرنگ کی آواز گونج اٹھی تو پھر پہاڑیوں میں موجود ہر شخص ادھر ہی دوڑ پڑے گا اور وہ یا تو چوہوں کی طرح پکڑ لئے جائیں گے یا پھر پہاڑی خرگوشوں کی طرح

ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ باہر فضا میں موجود ہیلی کاپٹروں کی وجہ سے وہ اور بھی کہیں نہ جا سکتے تھے۔ کچھ عجیب سی صورت حال بن گئی تھی۔

"عمران صاحب" ـــــ ساتھ والے ڈھیر کے پیچھے سے صابرہ کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے ـــــ کیا پتھروں میں سانپ نظر آگیا ہے" ـــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔ اُسے صابرہ کی مداخلت بُری لگی تھی۔

"عمران صاحب! ـــــ اگر آپ کہیں تو میں باہر چلی جاؤں۔ اس طرح وہ مجھے گرفتار کر کے مطمئن ہو جائیں گے" ـــــ صابرہ نے کہا۔

"نہیں! ـــــ تم ان کے تشدد کی تاب نہ لا سکو گی" ـــــ عمران نے روکھے لہجے میں کہا اور غار میں ایک بار پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ ابھی چند ہی لمحے گذرے ہوں گے کہ ایک بار پھر غار کے دہانے سے بھاری قدموں کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی وہ ایک بار پھر پتھروں کے پیچھے دبک گئے۔

دوسرے لمحے ٹارچ کی روشنی نے ایک بار پھر غار کو روشن کر دیا۔ روشنی تیزی سے اندر آئی اور اس کے پیچھے اس بار بھی دو ہیولے نظر آ رہے تھے۔

"ارے ادھر دیکھو! ـــــ نیچے انسانی قدموں کے نشانات" ـــــ اچانک فرش پر روشنی پڑتے ہی ایک ہیولے نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ لیکن غار تو خالی ہے ـــــ نشان باہر جا رہے ہیں" ـــــ دوسرے ہیولے نے کہا۔

"اوہ! ـــــ یہ نشان ڈھیروں کی طرف جا رہے ہیں ـــــ خبردار! جو کوئی ڈھیر کے پیچھے ہے ہاتھ اٹھا کر باہر آ جائے" ـــــ دوسرے نے یکلخت

چیختے ہوئے کہا۔

اب عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ اب ان کا بچ نکلنا محال ہو گیا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور نکلتا، عمران یکلخت ہاتھ اٹھائے ڈھیر کے پیچھے سے نکلا اور ڈھیر کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھ آیا۔

"باس کو اطلاع دو ـــــ مجرم مل گیا" ـــــ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ لیکن اسی لمحے عمران نے یکلخت ٹارچ کے پیچھے موجود دونوں ہیولوں پر چھلانگ لگا دی۔ ٹارچ نیچے گر کر لڑھکنے لگی۔ عمران دونوں کو ایک ساتھ لیتا ہوا نیچے گرا تھا کہ ڈھیر کے پیچھے سے ٹائیگر نے نکل کر چھلانگ لگائی اور اس نے ایک آدمی کے سر پر پوری قوت سے ضرب لگا دی۔ جب کہ دوسرے آدمی کی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز غار میں گونج اٹھی اور چند ہی لمحوں میں وہ دونوں غار کے اندر ٹیڑھے میڑھے ہوئے پڑے تھے۔ طاقتور ٹارچ ویسے ہی غار میں روشن تھی۔

"جلدی کرو۔ ٹائیگر تم اور یعقوب ان کا لباس اتار کر پہن لو۔ ان کا قد و قامت تم دونوں سے ملتا ہے ـــــ جلدی کرو ـــــ میں باہر دہانے پر رکتا ہوں" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر ٹائیگر کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹتا ہوا وہ تیزی سے غار کے دہانے کی طرف دوڑ پڑا۔ دہانے سے سر باہر نکال کر اس نے ادھر اُدھر دیکھا۔ پہاڑیوں پر اب اندھیرا اترنے لگ گیا تھا۔ لیکن پھر بھی روشنی ابھی کافی تھی۔ ہیلی کاپٹر ویسے ہی فضا میں موجود تھے اور پہاڑیاں فوجی بوٹوں کی دھمک سے مسلسل گونج رہی تھیں۔

عمران نے چٹان کی اوٹ لے کر ارد گرد کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اُسے

معلوم تھا کہ وہ اس وقت شدید خطرے میں گھر چکے ہیں۔ کسی بھی لمحے انہیں گولیوں سے بھونا جا سکتا ہے۔ میک اپ کا سامان پاس ہوتا تو پھر شاید بچ نکلنے کے کوئی آثار پیدا ہو جاتے۔ لیکن اب صورت حال مختلف تھی۔ ان دونوں کو بھی اس نے مجبوراً مار گرایا تھا ورنہ ان کی موجودگی کا راز فاش ہو جاتا۔

اسی لمحے صابرہ غار کے دہانے سے رینگتی ہوئی باہر آئی۔

"عمران صاحب! ___ ایک آدمی کی جیب سے یہ ٹرانسمیٹر نکلا ہے"۔ صابرہ نے ٹرانسمیٹر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ٹرانسمیٹر چھوٹے سے ڈبے جتنا تھا اور مخصوص ساخت کا تھا۔ جس سے فکسڈ فریکوینسی پر ہی بات ہو سکتی تھی۔ ابھی عمران نے ٹرانسمیٹر ہاتھ میں پکڑا ہی تھا کہ یکلخت اس پر موجود بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"کس کی جیب سے نکلا ہے۔ ٹارچ والے یا دوسرے کی جیب سے"۔ عمران نے تیزی سے پوچھا۔

"ٹارچ والے کی جیب سے"۔ ___ صابرہ نے جلدی سے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے بلب کے ساتھ موجود بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ___ ہیلو وکی اور جیگر! ___ تم دونوں غار میں داخل ہوتے ہو۔ لیکن باہر نہیں آتے ___ کیا ہو رہا ہے اندر۔ اوور"۔ ___ ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"غار بہت طویل ہے ___ اور میرا خیال ہے کہ یہاں مجرم ضرور چھپے ہوئے ہوں گے۔ لیکن ہمارے پاس سرچنگ لائٹ نہیں ہے ٹارچ میں کوئی خرابی ہو گئی ہے ___ سرچنگ لائٹ دے دیں تاکہ اس غار کو

اچھی طرح چیک کیا جا سکے۔ اوور"۔ ___ عمران نے ٹارچ والے کا لہجہ ذہن میں رکھ کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"او کے! ___ میں ہیلی کاپٹر غار کے اوپر لے آتا ہوں لیکن یہاں اُترنے کی جگہ نہیں ہے۔ اس لیے سرچنگ لائٹ میں نیچے لٹکاؤں گا۔ اوور اینڈ آل"۔ ___ دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ٹائیگر کو بلاؤ۔ جلدی کرو۔ ایک چانس بن گیا ہے"۔ ___ عمران نے کہا اور صابرہ تیزی سے پیچھے رینگ گئی۔

چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر باہر آ گیا۔ اس نے یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ جس میں کیپ بھی شامل تھی۔

اسی لمحے ایک ہیلی کاپٹر تیزی سے غار کے اوپر آ کر رُکا۔ وہ اب کافی نیچے آ گیا تھا اور پھر اس میں سے ایک رسی نیچے گرائی گئی جس کے ساتھ ایک سرچ لائٹ بندھی ہوئی تھی۔

"ٹائیگر! ___ رسی کی مدد سے اوپر چڑھ جاؤ اور ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر کے اُسے نیچے لے آؤ"۔ ___ عمران نے کہا۔ اسی لمحے اس کے ہاتھ میں موجود ٹرانسمیٹر ایک بار پھر سپارک کرنے لگا۔

"یعقوب! ___ تم آگے بڑھ کر سرچ لائٹ کھول لو ___ جلدی کرو"۔ یعقوب کے باہر آتے ہی عمران نے کہا۔ وہ چونکہ ایک چھجے نما چٹان کے نیچے تھے اس لئے اوپر سے نظر نہ آ رہے تھے۔

"ہیلو ___ ہیلو وکی! ___ سرچ لائٹ کھول لو ___ جلدی کرو ___ اوور"۔ ___ ٹرانسمیٹر کا بٹن دبتے ہی آواز سنائی دی۔

"یس سر — جیگر کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ اُسے رسی کی مدد سے اوپر اٹھا لیں — میں سرچ لائٹ کھول لیتا ہوں۔ اوور" — عمران نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ! — سانپ نے۔ اوور" — دوسری طرف سے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں! — خاصا زہریلا سانپ لگتا ہے — جلدی کریں۔ ورنہ وہ مر جائے گا۔ اوور" — عمران نے انتہائی گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا اسی لمحے یعقوب نے آگے بڑھ کر رسی کے ساتھ بندھی ہوئی سرچ لائٹ کھول لی۔ جب کہ ٹائیگر رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھنے لگ گیا۔

"ٹھیک ہے — ٹھیک ہے — ہیلی کاپٹر میں فرسٹ ایڈ باکس موجود ہے — ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں جیگر اوپر آ رہا ہے۔ رسی کو جھٹکے لگ رہے ہیں۔ اوور" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں! — وہ بڑی ہمت سے کام لے رہا ہے۔ اوور" — عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے — اوور اینڈ آل" — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر عمران نے دیکھا کہ رسی تیزی سے اوپر کو سمٹنے لگی اور ٹائیگر کی ہیلی کاپٹر تک پہنچنے کی رفتار پہلے سے زیادہ تیز ہو گئی اور چند ہی لمحوں میں ٹائیگر کے ہاتھ ہیلی کاپٹر کی کھڑکی تک پہنچ گئے اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔

ہیلی کاپٹر فضا میں معلق تھا۔ ٹائیگر کے اندر پہنچتے ہی ایک دو لمحوں کے لئے ہیلی کاپٹر اس طرح ہلا جیسے اُسے ہلکے سے جھکولے آتے ہوں اور پھر

ساکت ہو گیا۔

چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر کا بلب ایک بار پھر سپارک کرنے لگا۔

"ہیلو — ہیلو — میں نے اُسے انجکشن لگا دیا ہے" — ٹائیگر چونکہ ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی آواز سُن چکا تھا اس لئے اسی آواز میں بولا۔ گو اس نے لہجہ اور آواز اپنی طرف سے وہی نکالی تھی لیکن عمران کے کان فوراً فرق کو سمجھ گئے۔ ویسے عمران دل ہی دل میں ٹائیگر کی ذہانت پر مسکرا دیا کیونکہ ٹائیگر نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا تھا۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ اس ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی آواز دوسرے ٹرانسمیٹروں پر بھی سُنی جا رہی ہو اور انجکشن لگا دینے کا مطلب تھا کہ ٹائیگر نے اس پر قابو پا لیا ہے۔

"ٹھیک ہے — ہم نے غار چیک کر لی ہے اور غار خالی ہے — سرچ لائٹ واپس لے لیں۔ اوور" — عمران نے دکی کے لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر پہلے سے زیادہ نیچے آنے لگ گیا اور پھر تقریباً وہ چٹان سے ذرا اوپر آ کر معلق ہو گیا۔ اس میں سے رسی لٹک آئی۔ عمران نے یعقوب کو اشارہ کیا۔ یعقوب نے آگے بڑھ کر رسی پکڑی اور پھر شاید کسی مشین کے ذریعے رسی تیزی سے اوپر کو اٹھی۔ چونکہ اس بار بلندی بے حد کم تھی اس لئے چند لمحوں میں یعقوب ہیلی کاپٹر کے اندر پہنچ گیا۔ دوسرے لمحے رسی ایک بار پھر نیچے لٹک آئی۔ اور عمران نے صابرہ کو اشارہ کیا اور پھر صابرہ بھی اوپر پہنچ گئی۔ اس کے بعد عمران بھی اوپر ہیلی کاپٹر میں پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کو بلند کرنا شروع کر دیا۔

اسی لمحے ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ہیلی کاپٹر نمبر بارہ ۔۔۔ تم نے ہیلی کاپٹر کو اتنی دیر نیچے کیوں کئے رکھا۔ اوور" ۔۔۔ ایک بھاری مگر چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بب ۔۔ بب ۔۔ باس! مجھے ایک چٹان کے پیچھے حرکت نظر آئی تھی۔ میں نے سوچا چیک کروں۔ لیکن وہاں کچھ نہ تھا۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے جلدی سے آگے ہو کر ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کے لہجے میں کہا۔

"نیچے مت لے جاؤ ہیلی کاپٹر کو ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ ہٹ کر دیں۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا اور عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کو اور زیادہ بلند کرنا شروع کر دیا۔ اُسے یقین تھا کہ جس سچوایشن میں ہیلی کاپٹر ایک اونچی چٹان کی سائیڈ میں تھا اس لئے ان کا اوپر اترنا دوسرے ہیلی کاپٹروں کو نظر نہ آیا ہو گا اور واقعی یہی ہوا۔ انہیں صرف ہیلی کاپٹر کے اتنا نیچے جانے کا پتہ چلا اور کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ پائلٹ ہیلی کاپٹر کے فرش پر پڑا ہوا تھا اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی۔ وہ چونکہ عمران کے قد و قامت کا تھا اس لئے عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ اور پھر اپنے لباس کے اوپر ہی اس نے وہ یونیفارم پہن لی۔ اس طرح یونیفارم ذرا سی ٹائٹ تو ضرور ہو گئی لیکن بہرحال گذارہ ہو گیا۔

ہیلی کاپٹر اب کافی بلندی پر پہنچ چکا تھا۔ عمران نے ٹائیگر کو ہٹنے کا اشارہ کیا اور خود اس نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی۔

"تم لوگ نیچے دبک جاؤ ۔۔۔ ہم نے فوراً یہاں سے نکلنا ہے ۔۔ ورنہ

کسی بھی لمحے ان سپاہیوں کی لاشیں دریافت ہو سکتی ہیں" ۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے موڑا اور تل ابیب کی طرف بڑھنے لگا۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر ایک بار پھر جاگ اٹھا۔

"ہیلو۔ ہیلو نمبر بارہ! ۔۔۔ تم کدھر جا رہے ہو۔ اوور" ۔۔۔ وہی بھاری چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جج ۔۔ جج ۔۔ جناب! ہیلی کاپٹر خراب ہو گیا ہے۔ اس کی ڈینجر لائٹ جل اٹھی ہے ۔۔۔ میں اسے پہاڑیوں سے دُور لے جانا چاہتا ہوں۔ ورنہ یہ یہاں پھٹ گیا تو ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے اس طرح دہشت زدہ انداز میں چیخ کر کہا جیسے موت کے انتہائی خوف سے اس کے اعصاب جواب دیتے جا رہے ہوں۔

"اوہ ۔۔ اوہ! جلدی کرو ۔۔ اسے اتار دو جلدی ۔۔ جہاں نزدیک ممکن ہو۔ جلدی کرو۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والا بھی گھبرا گیا اور اب عمران نے واقعی ہیلی کاپٹر کو تیز رفتاری سے اڑانے کے ساتھ ساتھ اس طرح لہرانا شروع کر دیا۔ جیسے وہ کسی بھی لمحے نیچے گرنے والا ہو۔

دوسرے ہیلی کاپٹر تیزی سے سائیڈوں پر ہٹتے گئے اور چند ہی لمحوں میں عمران ہیلی کاپٹر لئے پہاڑیوں کی دوسری طرف پہنچ گیا۔

"ہیلو ۔۔ میجر جیم کالنگ ۔۔۔ یہ ہیلی کاپٹر ادھر کیوں آ رہا ہے۔ اوور" ۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ایک اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ وہ پہلے والی آواز گونج اٹھی۔

"میجر جم! ۔۔۔ میں میجر بارک ہوں ۔۔۔ ہیلی کاپٹر خراب ہو گیا ہے۔ میں نے اسے حکم دے دیا ہے کہ وہ کسی کھلی جگہ پر اسے اتار دے۔ تم راستہ چھوڑ دو۔ ورنہ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ دوسرا کوئی ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہو جائے یا ملبہ کسی سپاہی پر گر جائے۔ اوور" ۔۔۔ میجر بارک نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ پائلٹ! ۔۔۔ اسے سنبھالو ۔۔۔ اور سنو! کوشش کرو کہ ساؤتھ ایسٹ پر موجود فوجی چھاؤنی پر اسے اتار دو۔ وہاں کھلی اور ویران جگہ ہے۔ اوور" ۔۔۔ میجر جم کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کوشش کر رہا ہوں جناب! اوور" ۔۔۔ عمران نے اس طرح بھنچے بھنچے لہجے میں کہا جیسے وہ اپنے ذہن کو دہشت کی وجہ سے بمشکل سنبھالے ہوئے ہو۔ اب اس نے ہیلی کاپٹر کو زیادہ تیزی سے جھٹکے دینے شروع کر دیئے تھے۔ اور پھر وہ پہاڑیوں سے کافی دور کھلی جگہ پر پہنچ گیا۔ وہ ہیلی کاپٹر اب کافی نیچے لے آیا تھا اور اس کے ہیلی کاپٹر اڑانے کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی بھی لمحے ہیلی کاپٹر زمین سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا۔ لیکن ہر بار عمران اسے عین آخری لمحات میں اوپر اٹھا لیتا۔ عمران کے ساتھی دم سادھے یہ خطرناک کھیل دیکھ رہے تھے۔ لیکن ٹائیگر کے چہرے پر یعقوب اور صابرہ کی نسبت زیادہ اطمینان تھا۔ کیونکہ وہ عمران کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور پھر ہیلی کاپٹر تل ابیب شہر کے اوپر پہنچ گیا۔

"تیار ہو جاؤ" ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے اس نے ہیلی کاپٹر کو عمارتوں کے درمیان ایک کھلی جگہ پر اتار دیا۔ ہیلی کاپٹر اتارتے

ہی عمران نے انجن بند کیا اور پھر اس نے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر، یعقوب اور صابرہ بھی نیچے اتر آئے۔

"جلدی آؤ میرے ساتھ" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ بے تحاشا دوڑتا ہوا سامنے موجود ایک بلڈنگ کے برآمدے میں پہنچ گیا۔ برآمدے کی سائیڈ سے ہوتا ہوا وہ اس بلڈنگ کی عقبی طرف جانے والی سائیڈ گلی میں مڑ گیا۔ یہ تنگ سی گلی بلڈنگ کے عقب میں جا کر گھوم گئی تھی۔ ادھر ایک چھوٹا سا دروازہ تھا جو اندر سے بند تھا۔ عمران نے دروازے پر جا کر مخصوص انداز میں دو بار دستک دی تو دروازہ کھل گیا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان دروازے پر نظر آیا۔

"خالد کہاں ہے ۔۔۔ اسے کہو کہ ڈان آیا ہے" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا! ۔۔۔ اندر آ جائیں" ۔۔۔ نوجوان نے جو حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر عمران اور اس کے ساتھ دو فوجیوں کو دیکھ رہا تھا۔ ڈان کا لفظ سنتے ہی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور عمران اپنے ساتھیوں کو اندر آنے کا اشارہ کر کے اس دروازے میں داخل ہو گیا۔

"سیدھے چلے جائیں ۔۔۔ باس اتفاق سے اندر موجود ہے" ۔۔۔ اس نوجوان نے کہا اور مڑ کر دروازہ بند کرنے لگا۔

عمران تیزی سے بھاگتا ہوا دروازے کی دوسری طرف ایک سرنگ نما راستے میں آگے بڑھتا گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ اس سرنگ نما راہداری کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا جس کی دوسری طرف ایک وسیع ہال نما کمرہ تھا۔ اور پھر جیسے ہی وہ دروازے پر پہنچے، ایک نوجوان ہاتھ

میں مشین گن اٹھائے دروازے پر نمودار ہوا۔

"خبردار" ___ اس نوجوان نے چیختے ہوئے کہا۔

"ڈان فرام پاکیشیا" ___ عمران نے چیخ کر کہا۔

"اوہ اچھا! ___ اوہ آئیے اندر" ___ نوجوان نے شدید حیرت سے کہا اور تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

"تم خالد ہو" ___ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی مڑ کر پوچھا۔

"ہاں! ___ میں خالد ہوں ___ آپ ___" اس نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں پرنس آف ڈھمپ ہوں۔ یہ میرے ساتھی ہیں ___ بلڈنگ سے باہر میدان میں ہیلی کاپٹر میں نے اتارا ہے۔ اگر تم اس ہیلی کاپٹر کو یہاں سے اڑا کر کسی اور جگہ چھوڑ سکتے ہو تو فوراً ایسا کرو ___ ورنہ ابھی یہ پورا علاقہ گھیر لیا جائے گا" ___ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ پرنس! ___ میں ابھی بندوبست کرتا ہوں" ___ نوجوان نے کہا اور دوڑتا ہوا راہداری میں آگے بڑھ گیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ہی وہ واپس آ گیا۔

"میں نے شاکر کو بھیج دیا ہے۔ وہ ان کاموں میں ماہر ہے" ___ خالد نے واپس آتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"آپ پرنس! ___ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ آپ یہاں آئیں گے۔ آپ سے ملاقات تو میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی" ___ خالد نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"میں پہلے بھی اس اڈے پر آیا تھا۔ اس وقت یہاں کا انچارج ابو قیس

تھا۔ پھر بعد میں معلوم ہوا کہ ابو قیس کی جگہ تم نے لے لی ہے اس لئے مجھے تمہارا نام یاد رہا تھا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں! ___ اس بات کو تو تقریباً دو سال گزر چکے ہیں ___ یہ اڈا ویسے ہم نے انتہائی ایمرجنسی کے لئے رکھا ہوا ہے اور میں بھی یہاں کافی عرصے بعد آیا ہوں ___ آئیے اندر کمرے میں چلتے ہیں" خالد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہاں میک اپ کا سامان اور لباس مل جائیں گے" ___؟ عمران نے کہا۔

"یہاں تو نہیں ہے ایسا انتظام ___ شاکر آ جائے تو میں منگوا دوں گا۔ یا پھر یہاں سے ہمیں اصل اڈے پر جانا ہو گا چارلی اسٹریٹ پر ___ وہاں ہر قسم کا سامان موجود ہے" ___ خالد نے ایک سائیڈ میں بنے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ___ فی الحال ہم باہر جانے کا رسک نہیں لے سکتے" ___ عمران نے کہا اور پھر خالد کے ساتھ وہ اس دروازے میں داخل ہو کر ایک اور کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ فرنیچر کی سیٹنگ کے مطابق یہ دفتر تھا۔

"تشریف رکھیں" ___ خالد نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"یہ میرا ساتھی ٹائیگر ہے ___ جب کہ یہ آپ کے ساتھی یعقوب اور طاہرہ ہیں" ___ عمران نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور اپنے ساتھیوں کا نام سن کر خالد چونک پڑا۔

"ہمارا تعلق زیرو وَن سے ہے" ــــ یعقوب نے اپنے اور صابرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا! ــــ یہی وجہ ہے کہ میں آپ کو پہچان نہیں سکا ــــ میں یہاں تل ابیب میں تھرڈ تھرٹی کا انچارج ہوں" ــــ خالد نے باقاعدہ یعقوب کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور یعقوب کے ساتھ ہاتھ ملا کر اس نے صابرہ سے بھی باقاعدہ ہاتھ ملایا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور خالد گھنٹی کی آواز سنتے ہی اس طرح حیرت سے اچھلا جیسے اسے گھنٹی بجنے کی توقع نہ تھی۔

"یس" ــــ خالد نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"باس! ــــ میں شعیب بول رہا ہوں ــــ تھرڈ ایونیو کے قریب ایک ہیلی کاپٹر کو زبردستی اتار لیا گیا ہے۔ اس میں شاکر موجود تھا۔ اسے گرفتار کر لیا گیا ہے ــــ جی۔ پی فائیو کا نیا سربراہ کرنل فرینک یہاں موجود ہے۔ اور جناب! ــــ آسمان پر بارہ تیرہ ہیلی کاپٹر اڑ رہے ہیں۔ سارا علاقہ فوجیوں نے گھیر لیا ہے ــــ شاکر کو گرفتار کر کے کرنل فرینک کے ہیلی کاپٹر میں لے جایا گیا ہے" ــــ دوسری طرف سے بولنے والے نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا! ــــ شاکر جیسے ہی باہر آئے، اسے شہید کر دو" ــــ خالد نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور پٹخ دیا۔

"شاکر پکڑا گیا ہے پرنس! ــــ آیئے! کہیں وہ یہاں کا پتہ نہ بتا دے۔ آیئے جلدی کیجئے ــــ یہاں ایک اور خفیہ راستہ ہے" ــــ خالد نے تیز لہجے میں کہا اور کمرے کی عقبی دیوار میں نصب ایک قدآدم الماری کی

طرف دوڑ پڑا۔

اس نے الماری کے پٹ کھول کر اندر ہاتھ ڈال کر کوئی بٹن دبایا تو الماری کا عقبی حصہ سرر کی تیز آواز سے ایک سائیڈ پر غائب ہو گیا۔ اور خالد تیزی سے آگے بڑھ کر اس طرح نیچے اترنے لگا جیسے وہ سیڑھیاں اتر رہا ہو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس کی پیروی کی۔ دوسری طرف واقعی سیڑھیاں تھیں جو نیچے ایک کمرے میں پہنچ کر ختم ہو جاتی تھیں۔

جب عمران اور اس کے ساتھی نیچے اتر آئے تو خالد نے آخری سیڑھی کے کونے پر زور سے پیر مارا تو اوپر دیوار برابر ہو گئی۔ خالد دیوار برابر کر کے اس کمرے کی شمالی دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا اس نے دروازہ کھولا تو آگے ایک طویل راہداری سی تھی جو بتدریج اوپر کی طرف جا رہی تھی۔ خالد کی پیروی میں وہ سب اس راہداری میں دوڑتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔

"شاکر کو اور کون کون سے اڈے کا علم ہے" ــــ؟ عمران نے دوڑتے ہوئے پوچھا۔

"اسے تل ابیب میں صرف اسی اڈے کا علم ہے ــــ وہ چار روز سے ایک ماہ پہلے یہاں آیا تھا اور ابھی نیا نیا تنظیم میں شامل ہوا ہے" خالد نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ وہ فلسطینی تنظیم کے سخت ترین قواعد جانتا تھا۔ تنظیم میں شامل ہونے والوں کو کم از کم ایک سال تک ایک ہی اڈے پر رکھا جاتا تھا اور اس کی سختی سے نگرانی کی جاتی۔ اس کے بعد اسے کسی اور جگہ شفٹ کیا جاتا تھا۔ ایک ماہ کا مطلب ظاہر تھا کہ اسے اس اڈے کے علاوہ اور کسی اڈے کا علم نہ ہو گا۔

راہداری کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا۔ جو بند تھا خالد نے اس دروازے پر زور زور سے دستک دینا شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھل گیا۔ سامنے ایک اور نوجوان کھڑا نظر آیا۔

"اوہ باس آپ! ـــــ اور ایمرجنسی ڈور سے" ـــــ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں" ـــــ خالد نے کہا اور اچھل کر دوسری طرف آگیا۔ اس کے پیچھے عمران اور اس کے ساتھی بھی باہر آگئے۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی کی سائیڈ تھی۔ پورچ میں ایک کار کھڑی نظر آ رہی تھی۔

"آپ لباس بدل لیں ـــــ یہاں لباس موجود ہیں" ـــــ خالد نے کوٹھی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ انہیں ایک کمرے میں لے آیا۔ عمران کو تو لباس بدلنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اس نے تو اپنے لباس کے اوپر ہی یونیفارم پہن رکھی تھی۔ اس نے وہ یونیفارم اتار دی جب کہ یعقوب اور ٹائیگر نے اپنا لباس اتار کر یونیفارم پہنی تھی۔ اس لئے انہوں نے خالد کے اشارے پر کمرے میں موجود ایک الماری سے اپنے اپنے مطلب کا لباس نکالا ـــــ ٹائیگر باتھ روم میں چلا گیا اور یعقوب لباس اٹھائے دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں نئے لباس میں کمرے میں آ گئے۔ اور انہوں نے اتاری ہوئی یونیفارم ایک طرف پھینک دی۔

"یہ یونیفارم بھٹی میں ڈال کر جلا دو ـــــ اور گیٹ بند کر لو ـــــ ہم جا رہے ہیں" ـــــ خالد نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا جس نے دروازہ کھولا تھا۔

"یس باس! ـــــ کار لے جائیں گے آپ" ـــــ نوجوان نے یونیفارم اٹھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ـــــ ہم پیدل ہی جائیں گے ـــــ اس طرح کسی کو شک نہ پڑے گا ـــــ ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ کاریں چیک کر رہے ہوں" ـــــ عمران نے خالد کے بولنے سے پہلے ہی جواب دے دیا۔

"نہیں پرنس! ـــــ کار لے جانی پڑے گی۔ ورنہ ہمیں ٹیکسی یا بس لینی پڑے گی ـــــ میں کار تنگ گلیوں سے نکال کر لے جاؤں گا۔ سڑک پر جاؤں گا ہی نہیں" ـــــ خالد نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب پورچ میں کھڑی کار میں بیٹھے کوٹھی کے گیٹ سے باہر آگئے۔

ڈرائیونگ سیٹ پر خالد خود موجود تھا۔ اور پھر واقعی وہ کار کو انتہائی مہارت سے گلیوں میں سے گذارتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ ایک جگہ اس نے سڑک کو کراس ضرور کیا لیکن یہ بھی مین روڈ نہ تھی۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے ایک سہ منزلہ ہوٹل کی عقبی گلی میں کار لے جا کر روک دی۔ پھر نیچے اتر کر وہ تیزی سے ایک چھوٹے سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔ دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے میں اندھیرا تھا اور وہاں ایک آدمی کھڑا تھا۔

"انہیں سپیشل روم میں لے جاؤ ـــــ میں کار پارکنگ میں چھوڑ کر آتا ہوں ـــــ پرنس! آپ اطمینان سے تشریف لے جائیں۔ یہ انتہائی محفوظ اڈا ہے" ـــــ خالد نے پہلے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور

پھر وہ عمران کی طرف مڑا۔

"او کے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور دروازے میں داخل ہو گیا۔ درو
سے آگے سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ عمران کے ساتھی جب سیڑھیوں
قریب پہنچے تو نوجوان نے جو دروازے کے قریب کھڑا تھا، دروازہ
دیا اور پھر تیزی سے ان کی طرف آنے لگا۔ لیکن جیسے ہی وہ ان کے
پہنچا، عمران اور اس کے ساتھی حیرت کی شدت سے اس طرح اُچھلے
ان کے پیروں میں ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔ عمران جیسے شخص کی آنکھیں بھ
کی شدت سے کانوں تک پھیل چکی تھیں۔

حصہ اول ختم شد

شاملی کے پیچھے ایک طویل راہداری میں خاور اور اس کے ساتھی دبے پاؤں چل رہے تھے۔ انہوں نے اپنی پشت پر بیگ لادے ہوئے تھے اور جیبوں میں سائلنسر لگے ریوالور موجود تھے جارج نے ساتھ چلنے کی پیشکش کی تھی لیکن خاور نے انکار کر دیا تھا کیونکہ ان کا مقصد تو تل ابیب جانا تھا۔ وہ کسی مشن پر تو نہ جا رہے تھے۔

یعقوب کالونی کی کوٹھی سے نکل کر وہ ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ علیحدہ چلتے ہوئے کالونی سے نکل کر شہر میں پہنچے۔ شاملی اور خاور دونوں اکٹھے اس انداز میں چل رہے تھے جیسے وہ دونوں بہت گہرے دوست ہوں۔ باقی سب افراد ان کے پیچھے تھے اور ان کی نظریں ان دونوں پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ چوکوں پر واقعی انتہائی سخت چیکنگ ہو رہی تھی اور چیکنگ کرنے والے کسی کار۔ بس یا دوسری سواری کو اچھی طرح چیک کئے بغیر نہ چھوڑ رہے تھے۔ لیکن ظاہر ہے فٹ پاتھوں پر خاصا رش

تھا اس لئے پیدل چلنے والوں کی چیکنگ نہ ہو رہی تھی۔

وہ سب مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد ایک اور کالونی میں داخل ہو گئے۔ یہ انتہائی امیر لوگوں کی کالونی لگتی تھی کیونکہ یہاں موجود تقریباً ہر کوٹھی کسی محل سے کم نہ تھی اور ان کا درمیانی فاصلہ بھی بہت زیادہ تھا۔ اس کے علاوہ یہاں فٹ پاتھ پر چلنے والوں کی تعداد بھی تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی اور کاریں بھی بہت کم نظر آ رہی تھیں لیکن جو کار بھی نظر آتی وہ انتہائی جدید ترین ماڈل کی اور انتہائی مہنگی کار ہی نظر آتی تھی۔

کالونی کے ایک بائی روڈ سے گذر کر وہ ایک محل نما کوٹھی کے عقب میں پہنچ گئے۔ اس محل نما کوٹھی کے بالکل عقب میں سڑک پار ایک اور کوٹھی تھی جو اس محل سے رقبے اور بلندی سے کم تھی لیکن بہرحال عام کوٹھیوں سے بڑی تھی۔ شالی اس چھوٹی کوٹھی کی سائیڈ پر گئی اور اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ایک دیوار پر ایک مخصوص جگہ پر پیر مارا تو دیوار درمیان سے تیزی سے ہٹ گئی اور وہاں ایک خلا سا نمودار ہو گیا جس کی دوسری طرف سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ شالی کے پیچھے چلتے ہوئے وہ سیڑھیاں اُتر کر ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ شالی نے سیڑھیوں کی سائیڈ پر پیر مار کر وہ خلا بند کیا اور انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتی ہوئی ایک بند دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دروازہ کھول کر وہ دوسری طرف پہنچے تو سامنے ایک طویل راہداری تھی۔

"یہ راہداری سیدھی اشارم کے محل میں واقع اس کے مخصوص حصے تک جاتی ہے جہاں اشارم کسی اور کو نہیں آنے دیتا" —— شالی نے

راہداری میں چلتے ہوئے کہا اور خاور نے سر ہلا دیا۔ شالی چونکہ خود دبے پاؤں چل رہی تھی اس لئے وہ سب بھی شالی کے پیچھے دبے پاؤں چل رہے تھے۔

راہداری خاصی طویل تھی اور پھر ایک جگہ جا کر وہ گھوم گئی گھومنے کے ساتھ ہی اس طویل راہداری کا اختتام ہو گیا۔ آگے ایک دروازہ تھا۔ شالی نے خاور اور اس کے ساتھیوں کو ایک طرف دیوار کے ساتھ لگ جانے کا اشارہ کیا۔ اور خود وہ دروازے کے عین سامنے کھڑی ہو گئی اور پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"یس" —— اچانک دروازے کی سائیڈ سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"شالی ہوں ڈیئر" —— شالی کے لہجے میں بے پناہ مٹھاس تھی۔

"اوہ شالی تم —— ویری گڈ —— میں ابھی سوچ رہا تھا کہ تمہیں کال کروں" —— سائیڈ سے وہی چیختی ہوئی آواز دوبارہ سنائی دی۔ لیکن اب اس میں مسرت کی کپکپاہٹ بھی شامل تھی۔

اسی لمحے دروازے کے عین اوپر دیوار میں ایک چوکھٹا روشن ہوا اور پھر اس میں سے نکلنے والی چمکدار روشنی کسی دھارے کی طرح دروازے کے بالکل سامنے کھڑی ہوئی شالی پر ایک لمحے کے لئے پڑی۔ پھر نہ صرف روشنی غائب ہو گئی بلکہ اس کے بعد دروازہ بھی بے آواز انداز میں خود بخود کھلتا گیا۔ شالی نے خاور اور اس کے ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور خاور نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور ان سب نے سائلنسر لگے ریوالور جیبوں سے نکال لئے۔ شالی کے ساتھ چلنے

سے پہلے ہی ان کے درمیان یہ بات طے ہو چکی تھی کہ اشارم یہودی کے پاس پہنچ کر شالی یہی ظاہر کرے گی کہ اُسے پستول کی نال کے زور پر زبردستی یہاں لایا گیا ہے اس لئے ان سب نے ریوالور نکال لئے تھے۔

دروازے کی دوسری طرف ایک اور راہداری تھی جس کے اختتام پر ساگوان کی لکڑی کا ایک خوبصورت اور منقش دروازہ موجود تھا۔ شالی نے بھاری دروازے کو دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔ خاور ریوالور کی نال اس کی پشت کی طرف کئے اندر داخل ہوا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ یہ ایک انتہائی جدید اور آرام دہ خواب گاہ تھی۔ لیکن کمرہ خالی تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"میں باتھ روم میں ہوں شالی ——— ابھی آتا ہوں۔ تم لباس وغیرہ بدل لو" ——— اسی لمحے ایک سائیڈ پر موجود دروازے سے وہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور خاور اور اس کے ساتھی مسکرا دیئے۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک انتہائی دبلا پتلا اور بکرے جیسے منہ والا بوڑھا باہر نکلا۔ وہ سر سے گنجا تھا۔ صرف سائیڈوں پر سفید بالوں کی جھالر سی لٹکی ہوئی تھی۔

"کک ——— کک ——— کون ہو تم" ——— ؟ بوڑھے نے باہر آتے ہی خاور اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی بُری طرح چونک کر کہا اور تیزی سے پلنگ کی سائیڈ پر پڑی میز کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے چوہان نے آگے بڑھ کر اس کی پسلیوں سے ریوالور کی نال لگا دی۔

"یہ ——— یہ مجھے زبردستی لے آئے ہیں" ——— شالی کی ڈری اور

سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"لل ——— لیکن دروازے پر تو ———" بوڑھے نے بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہ سائیڈوں پر چھپے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے" ——— شالی نے جواب دیا۔

"آل رائٹ ——— کتنی رقم چاہیئے تمہیں" ——— بوڑھے نے اس بار اس طرح منہ بناتے ہوئے خاور اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا جیسے اُسے یقین ہو کہ دنیا کے ہر مسئلے کا حل دولت میں ہے۔

"نمبر تھری! ——— اس بوڑھے خبیث کو اس بستر پر پٹخ کر اس کے حلق پر خنجر پھیر دو" ——— خاور نے انتہائی کرخت لہجے میں بوڑھے کے پاس ریوالور لئے کھڑے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا اور دوسرے لمحے کمرہ بوڑھے یہودی کی چیخ سے گونج اٹھا۔ چوہان کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا تھا اور بوڑھا چیختا ہوا کسی کھلونے کی طرح اچھل کر بستر پر جا گرا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ بستر سے اُٹھتا چوہان نے چھلانگ لگائی اور بستر پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس نے ایک ہاتھ بوڑھے کے سینے پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔ چوہان نے ریوالور بستر پر ہی رکھ دیا تھا۔ اور تیز دھار کا چمکدار خنجر دیکھتے ہی بوڑھے کی حالت غیر ہوتی چلی گئی اس کا پورا جسم اس بُری طرح لرزنے لگا جیسے اس کے جسم کی ایک ایک رگ میں تیزی سے کھلنے اور بند ہونے والے سپرنگ داخل کر دیئے گئے ہوں۔ خوف کی شدت سے اس کا چہرہ بُری طرح مسخ ہو گیا تھا اور

چوہان آہستہ آہستہ تیز دھار خنجر اس کے حلق کی طرف لے جا رہا تھا۔

"مم — مم — مت مارو — سب کچھ لے لو سب کچھ" — اشارم یہودی کے حلق سے غرغراتی ہوئی آواز نکلی۔

"اسے مت مارو — پلیز اسے مت مارو — تم مجھے بتاؤ کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو" — اچانک شاملی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"نمبر تھری! — ایک لمحے کے لئے رک جاؤ" — اچانک خاور نے غراتے ہوئے لہجے میں چوہان سے کہا اور چوہان کا وہ ہاتھ جس میں تیز دھار خنجر موجود تھا یہودی اشارم کے گلے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

"ہاں ہاں — مجھے مت مارو — میرا سب کچھ لے لو — ساری دولت لے لو اور مجھے مت مارو" — اشارم یہودی کی آواز اسی طرح انتہائی خوف میں لپٹی ہوئی تھی۔

"میں تمہارے اس دوست کو صرف ایک چانس دے سکتا ہوں۔ ہمیں دولت کی ضرورت نہیں ہے" — خاور نے کہا۔

"تت — تت — تم جو کہو، میں کرنے کو تیار ہوں — بس مجھے مت مارو" — اشارم نے فوراً ہی کہا۔

"دیکھو لڑکی! — ہم نے فوراً تل ابیب پہنچنا ہے۔ اگر یہ بڈھا ہمیں اپنے ذاتی ہیلی کاپٹر میں تل ابیب پہنچا دے تو ہم اسے زندہ چھوڑ سکتے ہیں ورنہ —" خاور نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم — مم — میں تیار ہوں — بالکل تیار ہوں" — بوڑھے اشارم نے فوراً ہی حامی بھر لی اور خاور کے اشارے پر چوہان اچھل کر بستر سے نیچے آ کھڑا ہوا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اپنا ریوالور اٹھا لیا۔

بوڑھا وہیں بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کا جسم ابھی تک کانپ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ زندہ بچ گیا ہے۔

"تت — تت — تم وہ مجرم تو نہیں ہو، جن کی تلاش کرنل بلاشر کو ہے" — بوڑھے نے حیرت بھرے انداز میں خاور اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وقت ضائع مت کرو بڈھے — ورنہ اس بار تم بچ نہ سکو گے بولو! ہمیں لے جاتے ہو یا —" خاور نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"بالکل بالکل — لے جاؤں گا — میں لے جاؤں گا — مجھے مت مارو — کرنل بلاشر نے مجھے خاص طور پر محل سے نکلنے سے منع کر دیا ہے۔ لیکن میں تمہیں لے جاؤں گا — میں مرنا نہیں چاہتا" — بوڑھے نے کہا۔ اس کی حالت اب کافی سنبھل چکی تھی۔

"سنو اشارم! — یہ ساری دولت تمہیں صرف اس صورت میں کوئی فائدہ دے سکتی ہے جب تک تمہارے جسم میں روح موجود ہے — لاشیں دولت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتیں۔ اور ہمیں زندہ انسانوں کو لاشوں میں بدلنے میں صرف پلک جھپکنے کا وقت چاہیئے۔ اس لئے اگر تم نے کوئی چالبازی، عیاری یا مکاری کے بارے میں سوچا بھی تو اس خیال کو ذہن سے نکال دو — اگر تم نے ایسی کوئی حرکت کی تو پھر پوری دنیا کی دولت بھی تمہاری زندگی کو واپس نہ لا سکے گی — کرنل بلاشر کو ذرا سا شبہ بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ تمہارا کام ہے۔ بولو! کیا جواب ہے تمہارا" — خاور نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو ـــــ تم اگر پوری دولت کے لئے کہتے تو میں تمہیں وہ بھی اپنی جان کے بدلے میں دے دیتا ـــــ لیکن جب تم دولت مانگ ہی نہیں رہے تو میں یہ کام آسانی سے کر سکتا ہوں۔ میں تمہیں تل ابیب پہنچا دونگا ـــــ یہ میرا وعدہ" ـــــ بوڑھے اشارم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔

"ٹھیک ہے ـــــ اگر تم اپنے وعدے میں سچے رہے تو ہم بھی اپنا وعدہ پورا کریں گے کہ تل ابیب پہنچ کر تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے" ـــــ خاور نے جواب دیا۔

"میں کرنل بلاشر سے بات کرتا ہوں ـــــ تم فکر نہ کرو۔ مجھے کرنل بلاشر بلکہ اسرائیل سے زیادہ اپنی جان پیاری ہے" ـــــ بوڑھے اشارم نے کہا اور پھر خاور کے سر ہلانے پر وہ آگے بڑھا اور ایک تپائی پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس" ـــــ رسیور اٹھاتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"کرنل بلاشر سے بات کراؤ" ـــــ بوڑھے نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور بوڑھے نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ بوڑھے نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل بلاشر لائن پر ہیں جناب! ـــــ بات کیجئے" ـــــ آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو کرنل بلاشر ـــــ میں اشارم بول رہا ہوں اپنے محل سے" ـــــ بوڑھے نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے محل سے بول رہے ہو ـــــ کیا بات ہے" ـــــ؟ کرنل بلاشر کی کرخت آواز سنائی دی۔

"یہ تم مجھ سے کس لہجے میں بات کر رہے ہو کرنل بلاشر ـــــ کیا تم نہیں جانتے کہ اشارم کی اسرائیل میں کیا حیثیت ہے۔ میں تمہیں صرف دوست ہونے کے ناطے لفٹ کراتا ہوں ـــــ ورنہ مجھ سے اس لہجے میں تو وزیر اعظم بھی بات کرنے کی جرأت نہیں کرتے" ـــــ بوڑھے اشارم نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری اشارم! ـــــ دراصل مجرموں کے نہ ملنے کی وجہ سے مجھ پر شدید جھنجھلاہٹ طاری ہے ـــــ بتاؤ کس لئے فون کیا ہے" ـــــ؟ کرنل بلاشر نے اس بار معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اپنے ذاتی ہیلی کاپٹر میں تل ابیب جانا چاہتا ہوں۔ اگر میں فوراً تل ابیب نہ پہنچا تو ایک سودے میں مجھے کروڑوں ڈالر کا نقصان ہو جائے گا۔ اور تم جانتے ہو کہ میں ایک ڈالر کا نقصان بھی برداشت نہیں کر سکتا" ـــــ اشارم نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر میں ـــــ اوہ ابھی نہیں ـــــ جب تک مجرم گرفتار نہ ہو جائیں تم ایسا مت کرو ـــــ یہ قومی سلامتی کا مسئلہ ہے" ـــــ کرنل بلاشر ہیلی کاپٹر کا سن کر ہی بدک گیا تھا۔

"احمق تو نہیں ہو گئے ـــــ مجرموں کو پکڑنا تمہارا کام ہے میرا نہیں۔ میں اپنے کروڑوں ڈالر کا نقصان کس خوشی میں کر لوں ـــــ پھر میں اپنے محل سے اپنے ذاتی ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر جاؤں گا اور سیدھا تل ابیب میں اتروں گا تو کیا وہ مجرم مکھیاں ہیں کہ ہوا میں اڑتے ہوئے میرے

ہیلی کاپٹر میں داخل ہو جائیں گے" ــــ اشارم نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ اگر مجبوری ہے تو ٹھیک ہے ــــ تمہارے ہیلی کاپٹر میں ٹرانسمیٹر تو ہو گا" ــــ کرنل بلاشر نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہے ــــ کیوں" ــــ؟ اشارم نے کہا۔

"اگر کوئی خلاف معمول بات ہو تو تم مجھے اطلاع کر سکتے ہو ــــ ارے ہاں! ــــ تمہارا پائلٹ کیسانو تو یہاں موجود نہیں ہے۔ پھر تم کیسے جاؤ گے" ــــ؟ کرنل بلاشر نے کہا۔

"میری دوست لڑکی شالی میرے ساتھ جائے گی۔ اس کے پاس کمرشل پائلٹ کا لائسنس موجود ہے" ــــ اشارم نے کہا۔

"او۔ کے ــــ ٹھیک ہے ــــ تم جا سکتے ہو" ــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"شکریہ! ــــ ویسے میں نے تل ابیب میں وزیر اعظم صاحب سے بھی ملنا ہے ــــ میں ان سے تمہاری مجرموں کو پکڑنے کی زبردست کوششوں کا ضرور ذکر کروں گا" ــــ اشارم نے کہا۔

"شکریہ اشارم! ــــ یہ تمہارا مجھ پر ذاتی احسان ہو گا" ــــ کرنل بلاشر نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور اشارم نے ــــ او۔ کے ــــ کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"تم ٹھیک جا رہے اشارم" ــــ خاور نے اسی طرح سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آؤ میرے ساتھ ــــ ہیلی کاپٹر یہیں اسی خاص حصے میں موجود

ہے" ــــ اشارم نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر اس کمرے سے نکلا اور ایک اور راہداری سے گذرتا ہوا ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گیا جس کے درمیان ایک جدید اور تیز رفتار ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

"شالی! ــــ تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم کمرشل پائلٹ ہو" ــــ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر اشارم نے شالی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ــــ اور اگر نہ بھی ہوتی تو اشارم! تمہاری زندگی کی خاطر میں اسے لازماً چلا لیتی" ــــ مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ تمہاری زندگی پیاری ہے" ــــ شالی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ گڈ شالی! ــــ تمہارے جذبات نے واقعی مجھے دوبارہ زندہ کر دیا ہے ــــ میں آج تک صرف تم سے ایک خوبصورت گڑیا کے طور پر پیش آ رہا ہوں ــــ لیکن اب تل ابیب سے واپسی پر میں تمہارے ساتھ شادی کروں گا اور تم میری تمام دولت کی تنہا مالک ہو گی" ــــ اشارم نے کہا۔

"میں نے پہلے کہا ہے کہ مجھے دولت کی نہیں صرف تمہاری زندگی چاہیئے" ــــ شالی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اچھل کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اشارم ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ہیلی کاپٹر کا پچھلا حصہ بند تھا وہاں خاور اور اس کے ساتھی بیٹھ گئے۔

اشارم کے کہنے پر شالی نے ایک بٹن دبایا تو کمرے کی چھت درمیان سے کھلتی چلی گئی۔ اوپر آسمان نظر آ رہا تھا۔ شالی نے انجن چلایا اور پھر جیسے ہی پنکھے نے مطلوبہ رفتار پکڑی شالی نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھایا

اور اس کھلی چھت سے اُسے نکال کر سیدھا اوپر لیتی چلی گئی۔ کافی بلندی پر پہنچ کر اس نے اس کا رُخ موڑا اور تیزی سے اُسے تل ابیب کی طرف بڑھانے لگی۔

"ہیلو — ہیلو کرنل بلاشر کالنگ۔ اوور" — اچانک ٹرانسمیٹر سے کرنل بلاشر کی تیز آواز نکلی۔

"یس۔ اشارم سپیکنگ۔ اوور" — اشارم نے ایک بٹن دبا کر کہا۔

"اشارم! — تمہارے ہیلی کاپٹر میں کون کون سوار ہے — جلدی جواب دو اوور" — کرنل بلاشر کے لہجے میں ایسی بات تھی کہ خاور اور اس کے ساتھی بُری طرح چونک پڑے۔

"ہیلی کاپٹر میں — بتایا تو ہے شالی اور میں — کیوں۔ اوور" اشارم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن یہاں ہیڈ کوارٹر میں مخصوص ریز مشین تو کچھ اور بتا رہی ہے اسکے مطابق ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے میں چار بڑے دھبے نظر آ رہے ہیں یہ کیا ہیں۔ جلدی بتاؤ۔ اوور" — کرنل بلاشر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں شالی بول رہی ہوں کرنل! — آپ کی ریز مشین واقعی درست بتا رہی ہے — عقبی حصے میں چار بڑے بڑے بیگ موجود ہیں۔ جناب اشارم ان بیگوں میں دولت لے جا رہے ہیں۔ تل ابیب میں کسی کمیشن سودے کی غرض سے آپ کو معلوم تو ہے کہ جناب اشارم اپنے پاس نقد دولت رکھنے کے قائل ہیں۔ اوور" — اس بار شالی نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا! — واقعی اشارم ایسی ہی عادتوں کا مالک ہے۔ ٹھیک

ہے اب میری تسلی ہو گئی ہے۔ میں سمجھا یہ دھبے آدمیوں کے ہیں۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کرنل بلاشر نے ہنستے ہوئے کہا اور اسکے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔

"اوہ شالی! — تم تو بے پناہ ذہین ہو — میں تو واقعی گڑبڑا گیا تھا" — اشارم نے انتہائی تعریف بھرے لہجے میں کہا اور شالی مسکرا دی جبکہ پیچھے بیٹھے ہوئے خاور اور اس کے ساتھی بھی دل ہی دل میں شالی کی ذہانت کے قائل ہو گئے تھے۔ اگر شالی فوری طور پر ذہانت آمیز جواب نہ دیتی تو کرنل بلاشر بھوت کی طرح ان کے پیچھے لگ جاتا اور یقیناً حیفہ میں موجود اسرائیلی فضائیہ انہیں گھیر لیتی۔

ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے تل ابیب کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ حیفہ اب بہت پیچھے رہ گیا تھا اس لئے خاور اور اس کے ساتھی پوری طرح مطمئن ہو چکے تھے۔

"تل ابیب میں تم لوگوں نے کہاں اترنا ہے" — اچانک شالی نے مڑے بغیر پیچھے بیٹھے ہوئے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جو تمہاری نظر میں ہمارے لئے محفوظ جگہ ہو۔ وہاں اتار دینا" — خاور نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ شالی کوئی جواب دیتی، ٹرانسمیٹر ایک بار پھر جاگ اٹھا۔

"ہیلو — ہیلو — یہ کس کا ہیلی کاپٹر آ رہا ہے تل ابیب کی طرف۔ شناخت کراؤ۔ اوور" — ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو — میں اشارم ہوں — یہ میرا ذاتی ہیلی کاپٹر ہے — میں حیفہ سے آ رہا ہوں۔ میں نے وزیر اعظم صاحب سے ملنا ہے۔ اوور" اس بار شالی کی جگہ اشارم نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلی کاپٹر کو پائلٹ کون کر رہا ہے۔ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میری دوست لڑکی ہے شالی۔۔۔۔ اس کے پاس کمرشل پائلٹ کا لائسنس ہے۔ اوور"۔۔۔۔ اشارم نے جواب دیا۔

"اور کیا کیا چیز ہے ہیلی کاپٹر میں۔ اوور"۔۔۔۔ ایک بار پھر پوچھا گیا۔

"چار بڑے بیگ ہیں میری ذاتی دولت سے بھرے ہوئے۔ اوور"۔ اشارم نے کہا۔

"او۔کے۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔ ہمیں چیف کرنل بلاشر نے تفصیل بتا دی ہے اور تم نے درست جواب دیئے ہیں۔۔۔۔ لیکن تم اپنا ہیلی کاپٹر تل ابیب کی شہری حدود سے باہر اتارو گے۔ شہر کے اندر کسی بھی ہیلی کاپٹر کا داخلہ بند ہے۔ یہاں مجرموں کی گرفتاری کے لئے جی۔ پی فائیو کے چیف کرنل فرنیک میجر آپریشن میں مصروف ہیں۔ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو۔ اوور"۔۔۔۔ اشارم نے کہا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اشارم نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب مجبوری ہے جناب!۔۔۔۔ ویسے میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ہر جگہ مجرموں کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ جیسے اسرائیل پر پاکیشیا نے حملہ کر دیا ہو"۔۔۔۔ اشارم نے مڑ کر چاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو۔۔۔۔ بار بار ہمیں مجرم مت کہو، سمجھے۔ ورنہ"۔

خاور نے غراتے ہوئے کہا اور اشارم سہم کر خاموش ہو گیا۔ شالی بھی خاموش بیٹھی تھی۔

تھوڑی دیر بعد شالی نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا اور اسے دور سے تل ابیب کی عمارتیں نظر آنے لگ گئی تھیں لیکن ابھی بہرحال فاصلہ کافی تھا۔ نیچے ہرے بھرے کھیت پھیلے ہوئے تھے۔

"یہاں میرے ایک دوست کا زرعی فارم ہے۔ میں آپ کو اس فارم میں اتار دیتی ہوں۔۔۔۔ میں تو آپ کی یہی مدد کر سکتی ہوں"۔۔۔۔ شالی نے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔۔ خاور نے جواب دیا اور چند لمحوں بعد شالی نے ایک وسیع و عریض فارم کے احاطے میں ہیلی کاپٹر اتار دیا اور پھر خود اچھل کر نیچے اتر آئی۔

"تم بھی نیچے اترو اشارم!۔۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ تمہاری یہ دوست لڑکی ہم سے دھوکہ کر رہی ہو"۔۔۔۔ خاور نے اشارم سے کہا اور اشارم خاموشی سے ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آیا۔ خاور اور اس کے ساتھی بھی نیچے آ گئے۔ شالی اس دوران عمارت کے اندر جا چکی تھی۔

چند لمحوں بعد شالی ایک ادھیڑ عمر آدمی کے ساتھ باہر آ گئی۔ ادھیڑ عمر آدمی کے چہرے پر اشتیاق اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے۔

"خوش آمدید جناب اشارم!۔۔۔۔ یہ تو میری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ آج شالی کی وجہ سے آپ نے میرے غریب خانے کو رونق بخشی ہے"۔۔۔۔ آنے والے نے جلدی سے آگے بڑھ کر اشارم کو سلام کرتے ہوئے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"بہت بہت شکریہ" ـــــــ اشارم نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ میرا دوست ہاشو ہے جناب! ـــــ یہاں کا زمیندار ہے۔ میں نے انہیں جب آپ کے متعلق بتایا تو یہ خوشی سے اچھل پڑا۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ وہ آپ کے دوستوں کو ایک گاڑی دے دے تاکہ آپ کے دوست اس گاڑی میں تل ابیب جا سکیں" ـــــ شاملی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ یہ ضروری ہے" ـــــ اشارم نے کہا۔

"جناب! آپ کا حکم ہو اور تعمیل نہ ہو ـــ آپ یہاں میرے پاس رہیں۔ میں آپ کی خدمت کروں گا" ـــــ ہاشو نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــ میں یہاں سے فوری واپس جانا چاہتا ہوں" ـــ اشارم نے کہا۔

"آپ کے فوری واپس جانے سے وہ حرام خور چونک پڑے گا۔ اس لئے آپ فوری واپس مت جائیں" ـــــ اچانک خاور نے اشارے سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں حیفہ نہیں جاؤں گا بلکہ تل ابیب کے نواحی قصبے مارش چلا جاؤں گا اور واں ایک دو روز رہ کر واپس جاؤں گا" ـــــ اشارم نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــ ٹھیک ہے" ـــــ خاور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آئیے جناب" ـــــ شاملی نے خاور کی طرف دیکھتے ہوئے اشارم سے کہا اور خاور نے آنکھ سے اُسے مخصوص اشارہ کر دیا۔ شاملی اچھل کر

ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئی۔ اشارم بھی جلدی سے سائیڈ سیٹ پر بیٹھا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے ایک طرف بڑھ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

"شاملی نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔ لیکن آپ کے لئے میرے پاس کوئی اچھی خبر نہیں ہے" ـــــ ہیلی کاپٹر کے جانے کے بعد ہاشو نے سنجیدہ لہجے میں خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچھی خبر نہیں ـــ کیا مطلب! ـــ ؟" خاور کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھی بھی چونک پڑے۔

"یہاں آپ کے تین ساتھی آئے تھے ـــ وہ ہمارے ایک عہدیدار خالد سے ملے۔ لیکن ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ خالد کے آدمی شاکر کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور خالد کا اڈا بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ اور جناب! ـــ خالد اور ان کے کئی ساتھی کرنل فرینک کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں اور اب کرنل فرینک بڑے پیمانے پر تل ابیب میں فلسطینیوں کے خلاف کارروائی کرنے میں مصروف ہے" ـــ ہاشو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری بیڈ ـــ ہمارے ساتھی کہاں ہیں" ـــ خاور نے کہا۔

"ظاہر ہے خالد کے ساتھ وہ بھی مارے جا چکے ہوں گے ـــ خالد کی موت فلسطینیوں کے لئے انتہائی عظیم صدمے کا باعث ہے" ہاشو کے لہجے میں گہرا افسوس تھا۔

"تمہیں کیسے اطلاع ملی ہے" ـــــ اچانک صدیقی نے پوچھا۔

"خالد کے اڈے کا ایک آدمی چھپتا چھپاتا یہاں پہنچا ہے۔ اس

نے مجھے بتایا ہے"۔۔۔ ہاشو نے جواب دیا۔

"وہ آدمی کہاں ہے۔ کیا تم اس سے ہمیں ملوا سکتے ہو"۔۔۔ خاور نے جلدی سے کہا۔

"ہیلی کاپٹر اچانک آنے کی وجہ سے میں نے اسے نیچے تہہ خانے میں چھپا دیا ہے۔۔۔ آئیے میرے ساتھ۔۔۔ میں آپ کو تہہ خانے میں لے چلتا ہوں"۔۔۔ ہاشو نے کہا اور پھر وہ خاور اور اس کے ساتھیوں کو لے کر عمارت کے اندر گیا۔ ایک کمرے کے فرش پر بچھا ہوا قالین اس نے ایک کونے سے ہٹا کر وہاں موجود ایک بڑے سے تختے کو صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔ وہاں سے سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ ہاشو کے پیچھے سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ ایک وسیع تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں مختلف اجناس کی بوریوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے اور ایک نوجوان بھی موجود تھا۔

"یہ ولید ہے خالد کا خاص آدمی۔۔۔ اور ولید! ۔۔۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمی ہیں جن کے متعلق ہائی کمان نے جنرل آرڈر دے رکھا ہے کہ ہم ان سے بھرپور تعاون کریں"۔۔۔ ہاشو نے اس نوجوان سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ تو ان کے ساتھی ہیں جن کی وجہ سے پاس خالد اور اس کا اڈا ختم ہو گیا"۔۔۔ ولید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہمیں بے حد افسوس ہے کہ ایسا ہوا۔۔۔ لیکن حق کی خاطر ہمیشہ قربانیاں دی جاتی ہیں۔۔۔ تم تو پھر اپنے ملک میں ہو۔ ہمیں دیکھو! ہم تمہاری خاطر اپنی جانیں ہتھیلیوں پر لئے پھرتے ہیں حالانکہ پاکیشیا

کا اس مشن میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔۔ یقین رکھو! خالد اور اس کے ایک ایک جانباز کا انتقام سارے یہودیوں سے لیا جائے گا"۔۔۔ خاور نے بڑے پُرجوش لہجے میں کہا تو ولید اور ہاشو دونوں کے سُتے ہوئے اور لٹکے ہوئے چہرے یکلخت تمتما اُٹھے۔

"اوہ جناب! ۔۔۔ آپ نے واقعی ہمارے دل جوش سے بھر دیئے۔ ہم آپ کی عظمت کو سلام کرتے ہیں۔۔۔ فلسطین کی خاطر قربانیاں دینا تو ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ آپ حکم فرمائیں ہم اپنی جانیں بھی آپ کے حکم کی تعمیل میں نچھاور کرنے میں کوئی تساہل نہ کریں گے"۔۔۔ ولید نے بڑے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"شکریہ! ۔۔۔ ہمیں صرف یہ بتا دیں کہ وہاں کیا صورت حال پیش آئی ہے"۔۔۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی جذباتی انداز کی باتوں نے ان دونوں کی واقعی کیفیت ہی بدل دی تھی۔

"تفصیل کا تو مجھے علم نہیں ہے۔ اتنا معلوم ہے کہ ایک ہیلی کاپٹر میں تین مرد اور ایک عورت خالد کے ایک پرانے اڈے کے سامنے اترے خالد صاحب اتفاق سے کافی عرصے بعد اس اڈے میں گئے تھے وہاں ان کا آدمی شاکر موجود تھا۔ خالد صاحب ان کو اڈے میں لے گئے اور شاکر کو حکم دیا کہ وہ ہیلی کاپٹر اڑا کر دُور چھوڑ آئے۔۔۔ شاکر ہیلی کاپٹر اڑا کر دُور ایک جگہ اتارنے لگا تو یکلخت آٹھ دس ہیلی کاپٹروں نے اُسے گھیر لیا اور پھر شاکر کو گرفتار کر لیا گیا۔۔۔ شاکر نیا آدمی تھا۔ وہ ان کے تشدد کی تاب نہ لا سکا۔ وہ انہیں اس اڈے پر لے آیا۔ یہاں سے خفیہ راستہ ایک اور کوٹھی میں جاتا تھا۔ کرنل فرنک وہاں پہنچ گیا۔

وہاں موجود خالد کا ایک آدمی ان کے ہاتھ آگیا اور پھر وہ بھی بے پناہ تشدد کی تاب نہ لا سکا۔ اس نے بتا دیا کہ وہ کار کسی خاص اڈے پر گئے ہیں۔ اڈے کے بارے میں وہ نہ جانتا تھا۔ لیکن کار کے بارے میں تفصیلات اس نے بتا دیں ـــــ چنانچہ کرنل فرینک نے وہ کار تلاش کروائی اور وہ کار اسے ایک ہوٹل کی پارکنگ میں کھڑی نظر آگئی اس نے پورے ہوٹل کی تلاشی لی لیکن وہاں اسے کوئی نہ مل سکا تو اس نے غصے کی شدت سے پورے ہوٹل پر بمباری کرا دی اس طرح ہوٹل مکمل طور پر تباہ ہو گیا اور اس کے نیچے تہہ خانوں میں فلسطین کا سب سے بڑا اڈہ بھی تباہ ہو گیا۔ وہاں سے خالد صاحب کی لاش بھی مل گئی اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں سے پچاس کے قریب لاشیں ملیں جو بری طرح تباہی کا شکار ہو چکی تھیں جن کا پہچان لیا جانا بھی مشکل تھا۔ صرف خالد صاحب کی لاش کا چہرہ پہچانا جا سکتا تھا ـــــ اس اڈے سے فلسطینیوں کے خفیہ اڈوں کے بارے میں بھی کچھ ریکارڈ کرنل فرینک کے ہاتھ چڑھ گیا اور پھر اس نے کئی اڈے تباہ کر دیئے ـــــ باقی اڈوں کو فوراً خالی کرایا گیا۔ لیکن وہ ابھی تک اس تباہی کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے ـــــ یقیناً آپ کے ساتھی بھی اس ہوٹل والے بڑے اڈے میں مارے جا چکے ہوں گے۔ کیونکہ وہاں سے کوئی زندہ سلامت نہیں نکل سکا" ـــــ ولید نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور خاور کے ہونٹ بھینچ گئے۔

"یہ کرنل فرینک کون ہے ـــــ پہلے تو جی۔ پی فائیو کا سربراہ کرنل ڈیوڈ تھا" ـــــ خاور نے کہا۔

"جی ہاں! ـــــ آپ کے ساتھیوں نے کرنل ڈیوڈ کی گرفت میں آکر نہ صرف اپنے آپ کو چھڑا لیا بلکہ اسرائیل کے وزیر اعظم کو بھی اغوا کر لیا۔ اس پر صدر مملکت نے کرنل ڈیوڈ کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ جی پی فائیو کے ایکشن گروپ کے میجر فرینک کو کرنل کے عہدے پر ترقی دے کر جی۔ پی فائیو کا سربراہ بنا دیا ـــــ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرینک کی آپس میں سخت دشمنی ہے اور پھر یہ بھی سنا ہے کہ آپ کے ساتھیوں نے پہاڑیوں میں کرنل فرینک کو زبردست شکست دی اور ایک ہیلی کاپٹر اغوا کر کے تل ابیب پہنچ گئے۔ اس لئے کرنل فرینک پاگل ہو رہا ہے۔ ویسے بھی صدر مملکت نے اسے وسیع اختیارات دے دیئے ہیں۔ اس لئے وہ اب پورے تل ابیب میں وحشی سانڈ کی طرح دندناتا پھر رہا ہے جسے چاہتا ہے گولی مروا دیتا ہے ـــــ جس عمارت کو چاہتا ہے بموں سے اڑا دیتا ہے" ـــــ ولید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ـــــ اس کرنل کا فوری خاتمہ ضروری ہے ـــــ کیا تم ہمیں کسی طرح تل ابیب لے جا سکتے ہو" ـــــ خاور نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــــ وہاں ہر طرف جی۔ پی فائیو کا راج ہے ـــــ میں بھی بڑی مشکل سے چھپ چھپا کر یہاں پہنچا ہوں ـــــ وہ لوگ کسی کو بھی نہیں چھوڑ رہے" ـــــ ولید نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"میرے پاس یہاں جیپ موجود ہے۔ آپ وہ لے جا سکتے ہیں۔ لیکن آپ جیپ کو شہر میں داخل ہونے سے پہلے چھوڑ دیں گے۔ ورنہ

اس جیپ کے ذریعے وہ میرا پتہ تلاش کرلیں گے اور پھر میں بے موت مارا جاؤں گا" ـــــ ہاشو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ ہم جیپ اور ولید دونوں کو شہر شروع ہونے سے پہلے فارغ کردیں گے ـــ ہم فوری طور پر شہر پہنچنا چاہتے ہیں" ـــ خاور نے کہا۔

"ہاشو! ـــ میں جیپ کو ابوسلام کے احاطے میں چھوڑ دونگا۔ تم وہاں سے بعد میں لے لینا۔ لیکن میں ان کے ساتھ جاؤنگا۔ اگر یہ ہمارا انتقام لینے کے لئے اس کرنل فرینک سے اس طرح ٹکرانے کا عزم رکھتے ہیں تو میں یہاں عورتوں کی طرح چھپا نہیں رہ سکتا" ـــ ولید نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہارے ساتھ رہنے سے یہ بہت سی پریشانیوں سے بچ جائیں گے۔ ویسے یہاں میرے پاس میک اپ کا جدید ترین سامان بھی موجود ہے اگر آپ میک اپ کرلیں تو زیادہ بہتر ہے" ـــ ہاشو نے کہا۔

"میک اپ کا سامان موجود ہے تو یہ اور بھی اچھا ہے۔ کہاں ہے؟" خاور نے کہا اور ہاشو انہیں ساتھ لے کر واپس اوپر کی طرف چل پڑا۔

خاور اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر عمران اور ٹائیگر کی موت کا سن کر بے پناہ سنجیدگی چھا گئی۔ گو انہیں ایک فیصد بھی ان کی موت کا یقین نہ تھا لیکن پھر بھی جب ان کے ذہن میں یہ خیال آجاتا کہ آخر عمران انسان ہے اور انسان فانی ہے تو ان کے ہونٹ خوامخواہ بھینچ جاتے اور رگوں میں دوڑنے والا خون پارے کی طرح اچھلنے لگتا۔

سیڑھیوں کے پاس خاصی روشنی تھی جب کہ دروازے کی طرف اندھیرا تھا کیونکہ دروازے کے اوپر سیڑھیوں کے تقریباً قریب تک ایک شیڈ سا بنا ہوا تھا جو شاید سامان رکھنے کے لئے بنایا گیا تھا اور اس شیڈ نے اوپر موجود روشنی کو نیچے آنے سے روک رکھا تھا۔ اس لئے دروازہ کھولنے والا دروازہ بند کر کے جیسے ہی سیڑھیوں کے قریب اس کے انتظار میں کھڑے عمران اور اس کے ساتھیوں کے قریب روشنی میں آیا، عمران اور اس کے ساتھی شدید ترین حیرت سے اچھل پڑے۔ عمران جیسے شخص کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئی تھیں کیونکہ آنے والا کرنل ڈیوڈ تھا۔ جی۔ پی فائیو کا سربراہ کرنل ڈیوڈ۔

"تم ـــ" عمران نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"جی میں ـــ میرا نام شامی ہے ـــ آیئے میرے ساتھ۔ میں آپ کو سپیشل روم میں لے چلوں" ـــ اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور

پھر تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔ کیونکہ اس کا قد و قامت۔ جسم۔ چہرہ۔ بالوں کی رنگت اور بناوٹ سب کچھ کرنل ڈیوڈ جیسا تھا۔

"تمہارا چہرہ جی۔ پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ سے ملتا ہے" ـــــ عمران نے اس کے پیچھے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ شاید اسی لئے آپ سب حیران نظر آ رہے تھے۔ جی ہاں! میرے سارے دوست بھی یہی کہتے ہیں۔ لیکن میں تو جناب! ـــ ایک غریب دیہاتی ہوں۔ جب کہ کرنل ڈیوڈ تو جی۔ پی فائیو کا سربراہ ہے" شامی نے مڑ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ واقعی قدرت بعض اوقات ایسے اتفاقات پیدا کر دیتی ہے کہ اچھے بھلے آدمی کے ہوش گم ہو جاتے ہیں۔

شامی انہیں لے کر ایک راہداری سے گذر کر ایک بڑے کمرے میں آیا جہاں ایک میز اور کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ یہ کمرہ اپنی بناوٹ کے لحاظ سے ساؤنڈ پروف لگتا تھا۔ اور جس طرح ایک بڑی میز کے پیچھے کرسیاں موجود تھیں اس سے لگتا تھا کہ اسے میٹنگ روم کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور شاید اسی لئے اسے ساؤنڈ پروف بنایا گیا تھا۔

"کیا بس یہی سارا اڈہ ہے ـــــ خالد تو کہہ رہا تھا کہ بہت بڑا اڈہ ہے" ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کمرہ اڈے سے نیچے ہے۔ اڈا اس سے اوپر ہے اور اس سے اوپر ہوٹل ہے ـــــ یوں سمجھیئے کہ آپ تہہ خانوں سے بھی نیچے ایک اور تہہ خانے میں موجود ہیں" ـــــ شامی نے مسکراتے ہوئے جواب

دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اس کی نظریں بار بار شامی کے چہرے پر پڑ رہی تھیں جو ایک طرف بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔ عمران نے اسے بیٹھنے کے لئے کہا۔

"نہیں جناب! ـــ میں یہاں ٹھیک کھڑا ہوں" ـــــ شامی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد خالد وہاں پہنچ گیا۔

"اب آپ ہر لحاظ سے محفوظ ہیں عمران صاحب! ـــ پورے تل ابیب میں یہ اڈہ سب سے زیادہ محفوظ سمجھا جاتا ہے ـــــ اب آپ بتایئے کہ آپ کھانے میں کیا پسند کریں گے تاکہ میں آپ کے کھانے کا بندوبست کرا دوں" ـــــ خالد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کھانے کا مسئلہ تو بعد میں ہوتا رہے گا ـــــ ویسے تمہارے اس آدمی کو دیکھ کر بے حد حیران ہو رہا ہوں کہ یہ ہر لحاظ سے بالکل کرنل ڈیوڈ سے ملتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے شامی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اوہ ہاں! ـــ گذشتہ ماہ میں ایک دور دراز اڈے پر گیا تو وہاں مجھے شامی نظر آیا۔ میں بھی اس مشابہت پر بے حد حیران ہوا اور پھر میں اسے یہ سوچ کر یہاں لے آیا کہ اسے پوری ٹریننگ دے کر کسی بھی وقت کرنل ڈیوڈ کی جگہ اسے دلا دوں گا اور کرنل ڈیوڈ کو ختم کرا دوں گا پھر شامی کرنل ڈیوڈ کی جگہ جی۔ پی فائیو کا سربراہ بن جائے گا۔ اس طرح ہمیں بے پناہ سہولتیں مل جائیں گی۔ لیکن ظاہر ہے ایسا تب ہی ممکن تھا جب اس کو مکمل ٹریننگ دی جاتی۔ مگر اب تو مسئلہ ہی ختم ہو گیا۔ کرنل ڈیوڈ معزول کر دیا گیا ہے اس کی جگہ ایکشن گروپ کے سربراہ میجر فرینک کو

کرنل بنا کر جی۔ پی فائیو کا سربراہ بنا دیا گیا ہے۔ اس لئے یہ سکوپ بھی ختم ہو گیا ہے" ——— خالد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ کرنل فرینک کیسا آدمی ہے" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"انتہائی تیز، چالاک، ظالم اور سفاک آدمی ہے ——— میرے خیال میں پورے اسرائیل میں اس سے زیادہ سفاک اور ظالم آدمی اور کوئی نہ ہو گا فلسطینی تو اسے خونی بھیڑیا کہتے ہیں ——— پہلے تو یہ صرف ایکشن گروپ کا انچارج تھا اب تو یہ جی۔ پی فائیو کا سربراہ بن گیا ہے اب تو اس نے اور زیادہ قیامت برپا کر رکھی ہے ——— ویسے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ اس کی بہت لگتی ہے اور یہ بھی سُنا ہے کہ صدر مملکت اسے بے حد پسند کرتے ہیں" ——— خالد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا حُلیہ کیا ہے" ——— ؟ عمران نے پوچھا اور جواب میں خالد نے اس کا حُلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

"ٹھیک ہے ——— میں دیکھوں گا کہ یہ کتنے روز اور زندہ رہتا ہے بہرحال یہ بعد کی بات ہے ——— پہلے یہ بتاؤ کہ زیرو لیبارٹری کے بارے میں کچھ جانتے ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زیرو لیبارٹری ——— سوری! میں تو کسی لیبارٹری کے بارے میں کچھ نہیں جانتا" ——— خالد نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ خالد جس ٹائپ کا ایجنٹ ہے اس کا تعلق واقعی کسی لیبارٹری والے چکر سے نہیں پڑا ہو گا۔

"شاکام قصبے میں یہ لیبارٹری ہے اور میں نے وہاں سے ایک فارمولا اُڑانا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"شاکام قصبے میں لیبارٹری ——— نہیں جناب! وہاں تو کوئی لیبارٹری نہیں ہے۔ البتہ اسرائیل نے دو سال سے شاکام میں بین البراعظمی میزائلوں کا ایک بہت بڑا اڈہ تعمیر کیا ہے جس کے گرد بہت بڑی چھاؤنی بھی بنائی ہے۔ اس طرح شاکام قصبہ تو اب اس اڈے اور چھاؤنی کا نام رہ گیا ہے ——— وہاں کے باشندوں کو تل ابیب شفٹ کر دیا گیا ہے۔ اور اب وہ علاقہ اسرائیل کا حساس علاقہ ہے ——— انتہائی حساس۔ اس قدر کہ شاید اس طرف جانے والے کسی پرندے کو بھی دیکھتے ہی گولی سے اڑا دیا جاتا ہے" ——— خالد نے کہا۔

"اوہ! یہ بات ہے ——— لیبارٹری لازماً زیرِ زمین ہو گی۔ اوپر اڈہ اور چھاؤنی بنائی گئی ہو گی ——— کوئی ایسا آدمی بتا سکتے ہو جو اس اڈے یا چھاؤنی کے بارے میں تفصیلات بتا سکے" ——— عمران نے کہا۔

"آدمی" ——— خالد نے سوچتے ہوئے کہا اور پھر وہ یکلخت چونک پڑا۔

"اوہ! ——— ایسا آدمی ہے تو سہی ——— لیکن وہ یہاں نہیں آ سکتا۔ اس کے پاس جانا پڑے گا۔ اس کا نام ڈاکٹر جیک ہے۔ وہ بہت مشہور انجنیئر ہے۔ حالانکہ وہ ایکریمی ہے لیکن انجنیئرنگ میں اس کی مہارت اس قدر ہے کہ اسرائیل والوں نے اُسے اپنایا ہوا ہے۔ اس چھاؤنی اور اڈے کی تعمیر بھی اسکی نگرانی میں ہوئی ہے اور اسکے نقشے بھی اس نے خود بنائے ہیں چند روز پہلے اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور اسکی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے اس لئے وہ اپنی رہائش گاہ میں ہو گا لیکن یہ رہائشگاہ ملٹری آفیسرز کالونی میں ہے۔ وہاں سوائے جیک کے اور کوئی نہیں جا سکتا" ——— خالد نے جواب دیتے ہوئے کہا

"جیک کی کوئی کمزوری" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

" وہ ہے تو عیسائی ۔ لیکن اس کی بیوی یہودن ہے اور وہ اس سے بے حد پیار کرتا ہے ۔ اگر آپ اسے کمزوری سمجھیں تو یہی ہو سکتی ہے ۔ ورنہ تو وہ بے حد سخت مزاج ہے " ۔۔۔ خالد نے کہا ۔

" کیا فون پر بات ہو سکتی ہے اس سے " ۔۔۔ ؟ عمران نے کہا ۔

" جی نہیں ۔۔۔ اس کا فون چیک ہوتا ہے اور ویسے بھی وہ میرا نام سنتے ہی بدک جائے گا ۔ کیونکہ میرا نام اسرائیلی اچھی طرح پہچانتے ہیں ۔ اس وقت تل ابیب میں اسرائیلیوں کا نمبر ون ٹارگٹ میں ہوں " ۔۔۔ خالد نے قدرے فخریہ لہجے میں کہا ۔

" اوکے ۔۔۔ پھر مجھے وہیں جا کر اس سے ملاقات کرنی پڑے گی " ۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن ابھی اتنی بھی جلدی کیا ہے ۔ آپ آرام کریں ۔ کل اطمینان سے جا کر اس سے ملاقات کر لیں گے " ۔۔۔ خالد نے کہا ۔

" چین ہی نہیں آئے گا ۔ اس لئے پہلے ملاقات پھر آرام " ۔۔۔ عمران نے کہا ۔

" لیکن آپ اس سے کس حیثیت سے ملاقات کریں گے ۔۔۔ میں نے بتایا تو ہے کہ وہاں انتہائی سخت چیکنگ ہے " ۔۔۔ خالد نے کہا ۔

" اس کی تم فکر نہ کرو ۔ بس ایکریمین لباس اور میک اپ کا سامان ہمیں لا دو ۔۔۔ میں اور ٹائیگر جائیں گے ۔ ہم دونوں ایکریمیا کے انجینئر ہیں ۔۔۔ میں پروفیسر ہوں بوڑھا انجینئر اور ٹائیگر میرا اسسٹنٹ نوجوان انجینئر " ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ہاں ! ۔۔۔ ترکیب تو واقعی لاجواب ہے ۔ لیکن عمران صاحب ! انجینئرنگ تو باقاعدہ ایک علم ہے سائنس ہے ۔ آپ کے لئے دشواری ہو گی اسے سنبھالنے میں " ۔۔۔ خالد نے کہا ۔

" ارے نہیں ۔۔۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں ۔ میں نے پاکیشیا میں اپنے فلیٹ کا باتھ روم خود تعمیر کرایا ہے " ۔۔۔ عمران نے کہا اور خالد قہقہہ مار کر ہنس پڑا ۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔ میں لباس اور میک اپ کا سامان یہیں منگوا لیتا ہوں تاکہ اوپر اڈے پر کسی کو آپ کے متعلق علم نہ ہو سکے پھر آپ یہیں سے باہر جا سکتے ہیں ۔ اس دوران میں یعقوب اور صابرہ کو اوپر ہوٹل بھجوا دوں گا ۔ یہ آرام کریں گے ۔۔۔ آپ کے لئے میرے خیال میں ہوٹل میں کمرے ریزرو کرا دوں ۔ ایکریمین میک اپ میں آپ وہاں اطمینان سے رہ سکیں گے ۔۔۔ ہوٹل میری ملکیت ہے اس لئے کسی نے پوچھنا تو ہے نہیں " ۔۔۔ خالد نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے بے خیالی میں سر ہلا دیا ۔ کیونکہ اس کے ذہن میں تو شاکام میں میزائلوں کا اڈہ ۔ چھاؤنی اور زیرو لیبارٹری گھوم رہی تھی ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ زیرو لیبارٹری سے فارمولا حاصل کرنے کے بعد اگر اس اڈے اور چھاؤنی کو بھی تباہ کر دیا جائے تو اسرائیل کو اچھا خاصا سبق دیا جا سکتا ہے ۔

تھوڑی دیر بعد خالد لباس اور میک اپ باکس لے آیا اور پھر عمران نے پہلے ٹائیگر کا میک اپ کیا اور پھر اپنا ۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد وہ واقعی ایک تجربہ کار اور بوڑھا پروفیسر لگ رہا تھا ۔ آنکھوں پر باریک فریم کی عینک نے اسے بالکل ہی پروفیسر ٹائپ کی چیز بنا دیا

تھا۔ یہ اور بات ہے کہ عینک کے دونوں شیشے زیرو نمبر کے تھے۔

"آپ ذرا احتیاط ضرور کریں۔ کیونکہ آپ کے پاس کاغذات نہیں ہیں۔ اور فوری طور پر کاغذات بن ہی نہیں سکتے" ____ خالد نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ پھر خالد ان دونوں کو ساتھ لے کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ایک منٹ ____ یہ تمہارے کرنل ڈیوڈ ثانی نے کچھ تو ٹریننگ لے لی ہوگی" ____ اچانک عمران نے رکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! لیکن ____" خالد نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ایسا کرو کہ اسے ذرا اچھا سا سوٹ پہنا دو اور ہمارے ساتھ بھیج دو۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی مشابہت کام دے جائے" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب! ____ کرنل ڈیوڈ کو تو معزول کر دیا گیا ہے۔ اور میں نے سنا ہے کہ اس کا کورٹ مارشل کرنے کا بھی صدر نے حکم دے دیا ہے ____ ایسی صورت میں اگر جی۔ پی فائیو کے کسی رکن کو سڑک پر کرنل ڈیوڈ آپ کے ساتھ نظر آگیا تو آپ کے لئے پرابلم پیدا ہو جائے گا" خالد نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ذرا سا ریڈی میڈ میک اپ بھی کر دو اس کا۔ جو فوری طور پر ہٹایا بھی جا سکے" ____ عمران نے کہا اور خالد نے سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد شامی بڑی بڑی گھنی مونچھیں اور آنکھوں پر چوکور فریم کی عینک لگائے ان کے ساتھ ہی اس ہوٹل سے باہر نکلا۔ وہ سڑک پر آئے اور پھر چند لمحوں بعد انہیں خالی ٹیکسی مل گئی۔

"ملٹری آفیسر کالونی" ____ عمران نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اور شامی کے عقبی سیٹ پر بیٹھنے کے بعد ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

اور پھر مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد ٹیکسی ملٹری آفیسر کالونی کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ وہاں واقعی ایک چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی۔ اور چیکنگ پر باقاعدہ مسلح فوجی تعینات تھے۔

"ڈاکٹر جیک صاحب کی کوٹھی کا نمبر کیا ہے ____ انہوں نے فون پر مجھے صرف کالونی کا نام تو بتا دیا لیکن کوٹھی کا نمبر نہیں بتایا۔ عجیب آدمی ہے یہ ڈاکٹر جیک بھی ____ اُسے یہ خیال بھی نہیں رہا کہ اس کا استاد اب بوڑھا ہو چکا ہے۔ اب وہ پیدل تو پوری کالونی میں مارے مارے پھر نہیں سکتا" ____ عمران نے بڑے جھلائے ہوئے انداز میں ٹیکسی کے قریب آنے والے ایک سارجنٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! ____ تو آپ ڈاکٹر جیک صاحب کے اُستاد ہیں" ____ سارجنٹ نے چونک کر کہا۔ اس کے لہجے میں خود بخود احترام کا عنصر پیدا ہو گیا تھا۔

"اگر میں اس کی ڈاکٹریٹ میں رہنمائی نہ کرتا تو وہ آج ڈاکٹر جیک کی بجائے بلنڈر جیک کہلاتا" ____ عمران کا لہجہ اسی طرح جھلایا ہوا سا تھا اور اس کے اس فقرے سے سارجنٹ کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ تیر گئی اس کے چہرے پر ایسے تاثرات اُبھر آئے تھے جیسے واقعی اس کا پالا کسی جھکی بوڑھے استاد سے پڑ گیا ہو۔

"اوہ! ____ ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی کا نمبر بائیس ہے۔ آپ یہاں سے سیدھے چلے جائیں۔ اگلے چوک سے دائیں ہاتھ مڑ جائیں۔ اس روڈ پر

سب سے آخری کوٹھی ہے ڈاکٹر جیک صاحب کی" ۔۔۔۔ سارجنٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر رکاوٹ ہٹانے کا اشارہ کیا۔

"شکریہ! ۔۔۔ تمہارا استاد بھی یقیناً میرے جیسا قابل ہی ہوگا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور سارجنٹ نے مسکرا کر سلام کر دیا۔

ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھی اور پھر چند لمحوں بعد وہ کوٹھی نمبر بائیس کے گیٹ پر پہنچ گئی۔

"جانسن! اسے کرایہ دے دو" ۔۔۔ عمران نے ٹیکسی سے نیچے اترتے ہوئے مڑ کر پیچھے بیٹھے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے جیب سے نہ صرف کرایہ کی رقم دے دی بلکہ کافی ساری ٹپ بھی ساتھ دے دی اور ٹیکسی ڈرائیور سلام کرتا ہوا ٹیکسی لے کر واپس مڑ گیا۔

"کمال ہے۔ اس سارجنٹ نے کوئی چیکنگ ہی نہیں کی حالانکہ یہاں انتہائی سخت چیکنگ ہوتی ہے" ۔۔۔ شامی نے ٹیکسی کے جانے کے بعد پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"جس کا استاد قابل ہو۔ اس کی نظریں بہت تیز ہو جاتی ہیں اس لئے چیکنگ کی ضرورت ہی نہیں پڑتی" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور شامی ہلکا سا قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ذرا زور سے قہقہہ مارو تاکہ تمہیں مونچھیں اتارنے کا خود تکلف نہ کرنا پڑے ۔۔۔ اب تم جی۔ پی فائیو کے سربراہ کرنل ڈیوڈ ہو۔ اور تم ہمیں ڈاکٹر جیک سے ملوانے لے آئے ہو تاکہ اس لیبارٹری اور اڈے کے متعلق ہمارے اعتراضات کے بارے میں ڈاکٹر جیک کا جواب حاصل کر کے

اپنی حکومت تک پہنچا سکو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور شامی نے چونک کر جلدی سے اپنی مونچھیں اتار کر جیب میں رکھ لیں اور ساتھ ہی اس نے آنکھوں پر موجود چوکور فریم بھی اتار کر جیب میں رکھ لیا۔ اس کا جسم اس طرح تن گیا تھا جیسے وہ واقعی جی۔ پی فائیو کا سربراہ ہو۔ عمران نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ملازم باہر آ گیا۔

"ڈاکٹر جیک سے کہو کہ جی۔ پی فائیو کا چیف کرنل ڈیوڈ آیا ہے" ۔۔۔ شامی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اسے واقعی خالد نے کسی حد تک ٹریننگ دے رکھی تھی۔

"جی۔ پی فائیو ۔۔۔ اوہ جناب! تشریف لے آئیں" ۔۔۔ ملازم جی۔ پی فائیو کا نام سنتے ہی بری طرح بوکھلا کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔

"آئیے پروفیسر" ۔۔۔ شامی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور خود وہ بڑی شان سے قدم بڑھاتا آگے بڑھ گیا۔

ملازم نے جلدی سے گیٹ بند کیا اور پھر وہ ان کی رہنمائی کرتا ہوا برآمدے کی سائیڈ میں موجود ڈرائنگ روم میں انہیں لے آیا۔

"آپ تشریف رکھیں۔ میں صاحب کو اطلاع کرتا ہوں" ۔۔۔ ملازم نے اسی طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور شامی نے سر ہلا دیا۔

"میرا نام پروفیسر آرگن ہے اور اسرائیلی حکومت نے چھاؤنی، اڈے اور زیرو لیبارٹری کے نقشے مجھے حکومت ایکریمیا کی وساطت سے کنفرمیشن کیلئے بھیجے تھے جن پر میں نے اعتراضات کئے تو یہ فیصلہ ہوا کہ میں خود ڈاکٹر جیک سے مل کر ان کے بارے میں گفتگو کروں" ۔۔۔ عمران نے ملازم کے جاتے ہی سرگوشی میں شامی کو بریف

کر دیا۔ اور شامی نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد دروازے کا پردہ ہلا اور ایک لمبا تڑنگا اور بھاری جسم کا اُدھیڑ عمر آدمی ایک خوبصورت عورت کا سہارا لئے اندر داخل ہوا شامی، عمران اور ٹائیگر اس کے اندر آتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"ڈاکٹر جیک! ـــــ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو تکلیف ہوئی۔ لیکن کام ایسا تھا کہ اسے حکومتِ اسرائیل مزید نہ ٹال سکتی تھی ـــــ میں کرنل ڈیوڈ ہوں چیف آف جی۔ پی فائیو ـــــ یہ پروفیسر آرگن ہیں ایکریمیا کے ماہر انجنیئر ـــــ اور یہ ان کے اسسٹنٹ ہیں مسٹر جالنسن" ـــــ شامی نے اپنا عمران اور ٹائیگر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ سے مل کر بے حد مسرت ہو رہی ہے مجھے ـــــ یہ میری مسز ہیں ـــــ تشریف رکھیں" ـــــ ڈاکٹر جیک نے بڑے رسمی سے لہجے میں کہا۔ اور پھر مصافحہ مکمل ہونے کے بعد وہ سب آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے" ـــــ ڈاکٹر جیک کی مسز نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے اس بات پر فخر سا محسوس ہو رہا ہے کہ جی۔ پی فائیو کا سربراہ خود چل کر اس کے خاوند سے ملنے آیا ہے۔

"میں تو صرف کافی پیوں گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم بھی کافی ہی پیئں گے" ـــــ شامی نے کہا اور ڈاکٹر جیک کی بیوی اُٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

"جی فرمایئے! ـــــ آپ نے کیسے تکلیف کی" ـــــ ڈاکٹر جیک نے کہا ویسے عمران نے نوٹ کیا تھا کہ وہ بار بار بڑے غور سے شامی کے چہرے کی

طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے ہلکی سی الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"ڈاکٹر جیک! ـــــ حکومت اسرائیل نے شاکام میں بننے والی زیرو لیبارٹری اور اوپر میزائلوں کا اڈہ اور فوجی چھاؤنی کے تعمیراتی نقشے حکومت ایکریمیا کو کنفرمیشن کے لئے بھجوائے تھے ـــــ پروفیسر آرگن ایسے معاملات میں حکومت ایکریمیا کے چیف مشیر ہیں۔ انہیں آپ کے تیار کردہ نقشہ جات پر کچھ ٹیکنیکل اعتراضات تھے جن کا دُور کیا جانا ضروری تھا ـــــ اگر آپ کا ایکسیڈنٹ نہ ہو جاتا تو پھر حکومت اسرائیل آپ کو ایکریمیا بھیج دیتی۔ لیکن آپ کے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ایسا نہیں ہو سکتا تھا اور اس معاملے میں مزید دیر نہ کی جا سکتی تھی۔ اس لئے حکومتِ اسرائیل نے حکومتِ ایکریمیا سے گفت و شنید کی تو یہ طے ہوا کہ پروفیسر آرگن اسرائیل آ کر آپ سے ملاقات کریں ـــــ پروفیسر آرگن صاحب کی انتہائی مہربانی ہے کہ انہوں نے تکلیف کی اور حکومت اسرائیل نے یہ ڈیوٹی مجھے سونپی ہے کہ میں انہیں آپ کے پاس لے آؤں۔ باقی انجنیئرنگ کے ٹیکنیکل معاملات تو آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں" ـــــ شامی نے کہا۔ وہ واقعی اپنا رول بڑی محنت سے ادا کر رہا تھا۔

"میں بھی پروفیسر آرگن کا مشکور ہوں۔ لیکن پروفیسر! ـــــ آج سے پہلے میں نے آپ کا نام نہیں سُنا۔ حالانکہ ایکریمیا میں جتنے بھی مشہور انجنیئر ہیں میں ان سب سے اچھی طرح واقف ہوں" ـــــ ڈاکٹر جیک نے کہا۔

"کیا آپ پروفیسر البرٹ کو جانتے ہیں ـــــ پروفیسر فرینک کو بھی جانتے ہوں گے ـــــ اور کتنے نام گنواؤں" ـــــ؟ عمران نے قدرے

جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کا مقصد حل ہو گیا۔ ڈاکٹر جیک کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے آثار نمودار ہو گئے۔

"واقعی پروفیسر! ۔۔۔ میں ان صاحبان سے واقف نہیں ہوں۔" ڈاکٹر جیک نے کہا اور ظاہر ہے وہ واقف بھی کیسے ہو سکتا تھا ان اشخاص کا کوئی وجود ہوتا تو وہ ان سے واقف بھی ہو سکتا تھا۔

"ڈاکٹر جیک! ۔۔۔ کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کے ذمے ایسے ...دی معاملات ہوتے ہیں کہ وہ سوائے انتہائی اشد ضرورت کے سامنے نہیں آتے ۔۔۔ اگر آپ کے تیار کردہ نقشوں پر کوئی اعتراض نہ ہوتا تو یقیناً آپ اب بھی میرے نام سے واقف نہ ہو سکتے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پروفیسر! ۔۔۔ لیکن کیا اعتراضات ہیں۔ آپ یہ تو بتائیں" ۔۔۔ ڈاکٹر جیک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو میری یہ بات سن لیں کہ میں کم ہی کسی کی تعریف کیا کرتا ہوں لیکن آپ کے علم۔ تجربے اور مہارت نے واقعی مجھے بے حد متاثر کیا ہے اور میں نے حکومت ایکریمیا کو آپ کے متعلق جو رپورٹ لکھی ہے۔ اس میں میں نے واضح طور پر لکھا ہے کہ اس لائن میں آپ کی مہارت، علم اور تجربے کے حامل کم ہی افراد ہوں گے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ڈاکٹر جیک کا چہرہ عمران کی توقع کے عین مطابق اپنی تعریف سن کر گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"اوہ بہت بہت شکریہ پروفیسر! ۔۔۔ یہ آپ کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ آپ میرے متعلق ایسے خیالات رکھتے ہیں ۔۔۔ میں آپ کا

ممنون ہوں" ۔۔۔ ڈاکٹر جیک نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ڈاکٹر جیک! ۔۔۔ پروفیسر آرگن کے متعلق سب جانتے ہیں کہ وہ کبھی غلط بات نہیں کرتا ۔۔۔ آپ کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا ہے آپ واقعی اس کے حقدار تھے۔ البتہ چند ٹیکنیکل معاملات ایسے ہیں جن کے متعلق میرا خیال ہے کہ آپ سے ڈسکس کرنے کی گنجائش موجود ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا وہ ڈاکٹر جیک کے چہرے کی بناوٹ دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ شخص انتہائی خوشامد پسند واقع ہوا ہے اس لئے وہ مسلسل اس کی تعریف کئے چلا جا رہا تھا۔

"میں تسلیم کرتا ہوں پروفیسر کہ بہر حال میں انسان ہوں۔ مجھ سے بھی غلطی ہو سکتی ہے ۔۔۔ آپ فرمائیں" ۔۔۔ ڈاکٹر جیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے مسز جیک اندر داخل ہوئی۔ ساتھ ہی ملازم تھا جس نے ٹرے میں کافی کے کپ رکھے ہوئے تھے اور مسز جیک نے کافی کے کپ میز پر ان کے سامنے رکھ دیئے۔

"مسٹر جانسن! ۔۔۔ وہ نقشے نکالئے" ۔۔۔ عمران نے مڑ کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نقشے ۔۔۔ مگر پروفیسر! آپ نے ایکریمیا سے چلتے ہوئے مجھے نقشے ساتھ لینے کا حکم تو نہیں دیا تھا" ۔۔۔ ٹائیگر نے فوراً ہی انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ بڑھاپا بھی ایک مصیبت سے کم نہیں ہے۔ میں خود یہاں

آگیا اور نقشے وہیں رہ گئے"۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی پریشان لہجے میں اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ کوئی بات نہیں پروفیسر!۔۔۔ میں نے اپنے ذاتی ریکارڈ کے لئے ان کی ایک کاپی اپنے پاس رکھی ہوئی ہے۔ میں منگواتا ہوں لیکن پلیز کرنل ڈیوڈ!۔۔۔ آپ ان کا ذکر حکومت سے نہ کیجئے گا۔ کیونکہ بہرحال انتہائی اہم دفاعی نقشے کی کاپیاں رکھنا جرم ہے"۔۔۔ ڈاکٹر جیک نے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ڈاکٹر جیک!۔۔۔ آپ نے یہ نقشے ظاہر ہے کسی غیر کے سامنے تو نہیں رکھ دینے"۔۔۔۔ شامی نے کہا۔

"بالکل بالکل!۔۔۔ اگر آپ نہ ہوتے تو شاید میں پروفیسر صاحب سے ان کا ذکر تک نہ کرتا۔۔۔ میں منگواتا ہوں۔۔۔ بیگم!۔۔۔ میرا کانفیڈنشل باکس لے آؤ"۔۔۔۔ ڈاکٹر جیک نے کہا اور اس کی بیوی سر ہلاتی ہوئی واپس دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"بے حد شکریہ ڈاکٹر جیک!۔۔۔ آپ نے مجھے ایک بڑی پریشانی سے بچا لیا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار واقعی یہ اس کے دل کی آرزو تھی کیونکہ اسے آئیڈیا تو تھا کہ ڈاکٹر جیک جیسے ماہر نفسیاتی طور پر اپنے ڈیزائنوں کی کاپیاں فائل میں رکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ لیکن بہرحال جس قدر اہم دفاعی نقشے یہ تھے اس بارے میں یقین سے کچھ نہ کہا جا سکتا تھا۔ اگر واقعی یہ نقشے نہ ہوتے تو پھر عمران کا ارادہ تھا کہ وہ زبانی ڈسکس کر کے کچھ آئیڈیا حاصل کرے گا۔ لیکن اب تو مسئلہ ہی حل ہو گیا تھا اور یہ عمران کے نزدیک اس کی بہت بڑی کامیابی تھی وہ اب اطمینان

سے کافی سپ کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد مسز جیک واپس آئی تو اس نے ایک بڑا سا کانفیڈنشل باکس اٹھایا ہوا تھا جو اس نے میز پر ڈاکٹر جیک کے سامنے رکھ دیا۔

"دروازہ بند کر دو بیگم"۔۔۔۔ ڈاکٹر جیک نے کہا اور مسز جیک نے واپس مڑ کر دروازہ بند کر دیا اور پھر آ کر خاموشی سے ڈاکٹر جیک کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

ڈاکٹر جیک نے کانفیڈنشل باکس کے مخصوص تالے کو مخصوص نمبر پریس کر کے کھولا۔ اس میں واقعی کافی نقشے رول کر کے رکھے گئے تھے۔ ڈاکٹر جیک نے ان میں سے تین نقشے نکالے اور پھر باکس بند کر کے ایک طرف کھسکا دیا۔

"پہلے یہ لیبارٹری کا نقشہ دیکھ لیتے ہیں پروفیسر"۔۔۔۔ ڈاکٹر جیک نے ایک نقشہ کھولتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اب وہ ایک اور بات سوچ رہا تھا کہ اب اس کا آئندہ پلان کیا ہوگا۔ بہرحال وہ چاہتا تھا کہ یہ نقشے اس طرح حاصل کرے کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے اور اس پوزیشن میں وہ ڈاکٹر جیک کی نظروں میں لائے بغیر ان کی فلم بھی نہ بنا سکتا تھا اور اگر ڈاکٹر جیک سے زبردستی نقشے حاصل کئے جاتے تو لازماً ڈاکٹر جیک حکومت اسرائیل کو ان کی اطلاع دے دیتا۔ چنانچہ اس نے ایک فیصلہ کر لیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا۔

"یہ دیکھئے نقشہ اور مجھے بتائیے کہ آپ کس پوائنٹ کو ڈسکس کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر جیک نے نقشہ کھول کر میز کے درمیان رکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ہاں کتنے ملازم ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے نقشہ دیکھنے کی بجائے پوچھا اور اس کے اس سوال پر ڈاکٹر جیک اور اس کی بیوی دونوں بُری طرح چونک پڑے ۔

"ملازم ۔۔۔۔ کیا مطلب ! ۔۔۔۔ ایک ملازم ہے ۔ کیوں ۔۔۔۔ " ڈاکٹر جیک کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی ۔

"جانسن ! ۔۔۔ ذرا دیکھنا دروازے کے باہر ملازم تو موجود نہیں ہے ۔ مجھے ایسے احساس ہوا جیسے دروازے کے باہر کوئی ملازم موجود ہے ۔ اور اگر نہ ہو تو پلیز ذرا چیک کر لو کر وہ کہاں ہے ۔ کیونکہ یہ اسرائیل کا اہم ترین دفاعی مسئلہ ہے" ۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"اوہ ! ۔۔۔ واقعی آپ درست کہہ رہے ہیں ۔ لیکن ملازم تو کچن میں ہو گا" ڈاکٹر جیک نے کہا ۔

"میں دیکھتی ہوں" ۔۔۔۔ مسز جیک نے اٹھتے ہوئے کہا ۔

"آپ بیٹھیں ۔ میں دیکھ لیتا ہوں ۔۔۔ جب تک میں نہ دیکھوں گا پروفیسر صاحب کو وہم ہی رہے گا" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ جب وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تو عمران نقشے کی طرف متوجہ ہو گیا ۔

"ذرا دوسرا نقشہ دکھائیے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر خود ہی ہاتھ بڑھا کر اس نے دوسرا نقشہ اٹھایا اور اسے کھول کر دیکھنے لگا ۔ پھر اس نے اس طرح سر ہلایا جیسے اُسے مطلب کی چیز نظر آ گئی ہو ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اسے رول کر کے رکھا اور تیسرا نقشہ اٹھا کر کھولنے لگا ۔ ڈاکٹر جیک حیرت سے عمران کو ایسا کرتے دیکھ رہا تھا لیکن وہ خاموش رہا ۔

عمران نے تیسرا نقشہ دیکھ کر اُسے بھی رول کیا ۔ اسی لمحے ٹائیگر دروازے میں داخل ہوا ۔

"پروفیسر ! ۔۔۔ ملازم واقعی کچن میں مصروف ہے ۔ آپ اطمینان سے کام کر سکتے ہیں" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے اندر آتے ہی کہا ۔

"اوکے" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سائیلنسر لگا ریوالور باہر نکال لیا ۔ اور اس کے ریوالور نکالتے ہی ٹائیگر اور شامی کی جیبوں سے بھی سائیلنسر لگے ریوالور باہر نکل آئے ۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔۔ ڈاکٹر جیک نے ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا جب کہ اس کی بیوی کا رنگ دہشت کے مارے زرد پڑ گیا تھا ۔

"مطلب ظاہر ہے ڈاکٹر جیک ! ۔۔۔ کہ تم نے اتنے اہم دفاعی نقشے اپنے پاس رکھ کر جرم کا ارتکاب کیا ہے ۔ اور سنو ! ۔۔۔ ہمارا تعلق انتہائی خفیہ محکمے سے ہے اور ہمیں اطلاع ملی تھی کہ تمہارے پاس نقشے موجود ہیں اس لئے ہم نے یہ ڈرامہ کھیلا ۔۔۔۔ اور تم جانتے ہو کہ اس جرم کی سزا موت ہے" ۔۔۔۔ عمران کا لہجہ انتہائی سرد ہو گیا تھا ۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔۔" ڈاکٹر جیک نے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا ۔

"پپ ۔۔۔ پپ ۔۔۔ پلیز معاف کر دو ۔۔۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں پلیز" ۔۔۔۔ ڈاکٹر جیک کی بیوی نے یکلخت گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"کیا خیال ہے کرنل ڈیوڈ ! ۔۔۔ معاف کر دیا جائے ۔۔۔ آخر ڈاکٹر جیک

بے حد قابل آدمی ہیں۔ اور ایسے آدمی کی موت بہرحال اسرائیل کے لئے عظیم نقصان کا باعث بنے گی" ـــــ عمران نے شامی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ تو آپ پر منحصر ہے جناب" ـــــ شامی نے جواب دیا۔

ڈاکٹر جیک بالکل خاموش ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے اس کے پاس بات کرنے کا کوئی جواز ہی باقی نہ رہ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک شرط پر انہیں معاف کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ یقین دلائیں کہ وہ کسی سے ان نقشوں کا ذکر نہ کریں گے ـــــ نقشے ہم ساتھ لے جائیں گے تاکہ انہیں حکومت کی تحویل میں دے دیا جائے" ـــــ عمران نے کہا۔

"م ـــ م ـــ میں وعدہ کرتا ہوں ـــ میں وعدہ کرتا ہوں" ـــــ ڈاکٹر جیک نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ خوف کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

"او کے ـــ اسی لئے ہم نے اپنی آمد بھی خفیہ رکھی تھی ـــ ہم ٹیکسی پر آئے تھے اور کرنل ڈیوڈ کو بڑی بڑی مونچھیں لگانی پڑی تھیں تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے ـــ لیکن اب مسز جیک کو اپنی کار میں ہمیں یہاں سے لے جانا ہو گا تاکہ چیکنگ والوں کے سوالات سے بچا جا سکے ـــ ورنہ اگر کسی کو ہماری یہاں آمد کی بھنک بھی مل گئی تو پھر ڈاکٹر جیک کو موت سے کوئی نہ بچا سکے گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"م ـــ م ـــ میں تیار ہوں" ـــــ مسز جیک نے فوراً ہی اٹھتے ہوئے کہا۔

"جانسن! ـــ یہ نقشے اٹھا لو ـــ او کے ڈاکٹر جیک! مجھے یقین ہے کہ آئندہ تم ایسی حماقت نہ کرو گے" ـــــ عمران نے کہا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ڈاکٹر جیک کو کمرے میں چھوڑ کر باہر برآمدے میں آ گئے۔

"میں گیراج سے کار نکال لاتی ہوں" ـــــ مسز جیک نے کہا اور پھر تیزی سے ایک طرف بنے ہوئے گیراج کی طرف دوڑ پڑی۔

"ملازم کی طرح ڈاکٹر جیک کو بھی مصروف کر دو ٹائیگر" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا واپس ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے سائلنسر لگے ریوالور کی نال سے ابھی تک دھواں نکل رہا تھا۔ اس نے جلدی سے ریوالور جیب میں ڈال لیا۔ شامی نے بھی جلدی سے دوبارہ چوکور فریم والی عینک آنکھوں پر لگائی اور جیب سے مونچھیں نکال کر دوبارہ انہیں بالائی ہونٹ کے اوپر فٹ کرنے لگا۔

اسی لمحے مسز جیک کار لے کر وہاں پہنچ گئی اور عمران تیزی سے اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ ٹائیگر اور شامی دونوں پچھلی نشست پر بیٹھ گئے اور مسز جیک نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ پھاٹک کے قریب اس نے کار روکی اور پھر خود ہی اتر کر اس نے پھاٹک کھولا اور پھر واپس سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار کوٹھی سے باہر نکال کر روکی اور ایک بار پھر خود اتر کر پھاٹک بند کر دیا۔

"آپ کی مہربانی ہے جناب! ـــــ میرے خاوند سے واقعی حماقت ہوئی ہے لیکن اس میں اس کی بدنیتی شامل نہ تھی" ـــــ پھاٹک بند کر کے اس

نے دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ" ـــــ عمران نے اچانک چونکتے ہوئے کہا اور پھر وہ پیچھے بیٹھے ٹائیگر سے مخاطب ہو گیا۔

"جانسن! ـــ تم اندر جا کر ڈاکٹر جیک سے ان کا کانفیڈنشل باکس لے آؤ ـــ ہم اسے چیک کریں گے۔ اگر اس میں کوئی اور اہم نقشہ نہ ہوا تو وہ ہم بعد میں واپس بھجوا دیں گے" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــ ٹائیگر نے کہا اور جلدی سے دروازہ کھول کر نیچے اترا اور پھر پھاٹک کو دھکیلتا ہوا اندر غائب ہو گیا۔

مسز جیک خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ ٹائیگر نے واپس آنے میں واقعی انتہائی پھرتی دکھائی۔ کانفیڈنشل باکس اس کے ہاتھ میں تھا۔

"چلیے" ـــ عمران نے ٹائیگر کے بیٹھتے ہی کہا اور مسز جیک نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"ڈاکٹر جیک نے باکس دینے میں کوئی اعتراض تو نہیں کیا" ـــ مسز جیک نے کار چلاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ اس میں ان کا ہی فائدہ ہے" ـــ پیچھے بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے جواب دیا اور مسز جیک نے سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد ان کی کار چیکنگ پوسٹ پر رک گئی۔ سارجنٹ ان کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ مسز جیک نے کھڑکی سے بازو اور سر باہر نکالتے ہوئے اسے رکاوٹ ہٹانے کا اشارہ کیا اور سارجنٹ مسز جیک کی شکل دیکھتے ہی واپس مڑ گیا۔ ظاہر ہے وہ مسز جیک سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے چیکنگ کا مسئلہ ہی ختم ہو گیا تھا اور اسی لئے عمران بھی اسے اپنے ہمراہ

لے آیا تھا۔ کار چیکنگ پوسٹ سے نکل کر تیزی سے آگے بڑھنے لگی اور پھر شہر جانے والی سڑک پر پہنچتے ہی وہ گھومی۔

"بس کار روک دیجئے" ـــ عمران نے کہا اور مسز جیک نے حیران ہو کر بریک لگائے اور کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔ یہ سڑک آگے جا کر شہر کی مین روڈ سے مل جاتی تھی اور اس درمیانی سڑک پر چونکہ کوئی عمارت نہ تھی اور اس کا تعلق صرف ملٹری آفیسرز کالونی سے ہی تھا اس لئے اور کوئی ٹریفک نہ تھی۔ بلکہ سڑک کے دونوں اطراف میں جھاڑیاں موجود تھیں اونچی اونچی جھاڑیاں۔

"کیا آپ یہاں ـــــ" مسز جیک نے کار روکتے ہوئے حیران ہو کر پوچھا۔

"کرنل ڈیوڈ! ـــ مسز جیک کو لے جا کر پوری بات سمجھا دیں۔ یہ اچھی خاتون ہیں۔ انہیں اپنے شوہر کے معاملات کا پوری طرح علم ہونا چاہیے" عمران نے پیچھے بیٹھے ہوئے شامی سے کہا اور شامی سر ہلاتا ہوا کار سے نیچے اتر آیا۔

"آئیے مسز جیک" ـــ شامی نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"کہاں" ـــ؟ مسز جیک کے چہرے پر شدید حیرت تھی۔

"گھبرائیے نہیں۔ ادھر تشریف لائیے۔ ہم ذمہ دار لوگ ہیں" شامی نے کہا اور مسز جیک خاموشی سے کار سے نیچے اتری اور شامی اس کا بازو تھامے پکڑے ایک طرف اونچی جھاڑیوں کی طرف اس طرح لے گیا جیسے کار سے ہٹ کر کوئی اہم بات کرنا چاہتا ہو۔ چند لمحوں بعد

ہی جھاڑیوں کی اوٹ سے ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی مسز جیک کی ہلکی
سی چیخ سنائی دی اور عمران نے ہونٹ بھینچ لیے۔ گو وہ اس عورت کو
جان سے نہ مارنا چاہتا تھا لیکن مجبوری تھی کیونکہ اس طرح سب کو معلوم
ہو جاتا کہ نقشے لے جائے گئے ہیں اور ظاہر ہے پھر اس لیبارٹری اور
چھاؤنی پر ہنگامی انتظامات کر دیے جاتے جبکہ اب کسی کو بھی اس کا
خیال نہ آتا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی شامی جھاڑیوں کے پیچھے سے نکل آیا اور تیز تیز قدم
اٹھاتا ہوا کار میں آکر بیٹھ گیا۔ عمران اس دوران کھسک کر ڈرائیونگ سیٹ
پر بیٹھ چکا تھا اور شامی کے بیٹھتے ہی اس نے کار ایک جھٹکے سے آگے
بڑھائی اور تیزی سے شہر کی طرف جانے والی سڑک کی طرف بڑھنے لگی۔
اس کی آنکھوں میں اپنی کامیابی کی وجہ سے تیز چمک پیدا ہو گئی تھی
لیبارٹری، میزائلوں کے اڈے اور فوجی چھاؤنی کے تفصیلی نقشے حاصل
کر لینا واقعی ایک بہت بڑی کامیابی تھی۔

"اب آپ لوگوں کا پروگرام کیا ہے مجھے بتاؤ تاکہ میں آپ کی اس
کے متعلق کوئی رہنمائی کر سکوں" ـــــ ولید نے چھوٹے سے کمرے میں
داخل ہوتے ہوتے کہا۔

خاور اور اس کے ساتھی اس وقت مقامی یہودیوں کے میک اپ
میں تھے اور ولید انہیں ہاشو کے فارم سے جیپ میں بٹھا کر تل ابیب
سے بالکل قریب واقع ایک کافی بڑے احاطے میں لے آیا تھا۔ یہ احاطہ
ابوسلام نامی کسی شخص کا تھا اور یہاں ابوسلام کے صرف دو ملازم موجود
تھے۔ ابوسلام کہیں گیا ہوا تھا۔ جس کمرے میں خاور اور اس کے ساتھی
بیٹھے ہوئے تھے یہ کمرہ ابوسلام کے احاطے میں ہی واقع تھا۔ ولید انہیں
یہاں بٹھا کر ابوسلام سے فون پر بات کرنے گیا تھا تاکہ اسے بتا سکے کہ یہ
جیپ ہاشو کی ہے اور اس کا ملازم اسے جا کر ہاشو کے فارم میں چھوڑ آئے
گا۔ خاور اور اس کے ساتھیوں نے اپنے بیگ وہیں ہاشو کے فارم میں ہی

چھوڑ دیئے تھے اور تمام ضروری اسلحہ انہوں نے اپنے لباس کے اندر ہی چھپا لیا تھا۔

"سنو ولید! ـــ کیا تم کسی طرح معلوم کر سکتے ہو کہ جی۔ پی فائیو کا کرنل فرنیک اس وقت کہاں ہے ـــ ہم سب سے پہلے اسی پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہیں" ـــ خاور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کرنل فرنیک پر ہاتھ ـــ اوہ! ایسا تو ناممکن ہے۔ یہ تو صریحاً خودکشی ہے" ـــ ولید نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہم خودکشی کرنے کے لئے ہی یہاں آتے ہیں ولید صاحب!" ـ چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن جناب! صرف جذبات سے تو یہ کام نہیں ہو سکتا ـــ کرنل فرنیک کے گرد جی۔ پی فائیو کے مسلح افراد ہر وقت موجود رہتے ہیں اور وہ بھی ایکشن گروپ کے افراد جو قتل و غارت میں انتہائی طاق ہیں" ـ ولید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر آپ معلوم نہیں کر سکتے تو ہمیں اجازت دیجئے۔ یہاں تک پہنچانے کے لئے ہم آپ کے مشکور ہیں ـــ ہم خود ہی اُسے تلاش کر لیں گے" ـــ خاور نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"تو کیا آپ واقعی سنجیدہ ہیں ـــ ٹھیک ہے میں کوشش کرتا ہوں ـــ ویسے اگر وہ روڈ پر کہیں نہ ہوا تو پھر لازماً وہ اپنے ہیڈ کوارٹر میں ہوگا" ـــ ولید نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر ـــ اوہ! وہی آشلم روڈ والی عمارت۔ جہاں ایک بار پہلے بھی ہم حملہ کر چکے ہیں" ـــ خاور نے کہا۔

"جی نہیں ـــ اب جی۔ پی فائیو کا نیا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہے اور اُسے باقاعدہ جنگی قلعہ کی شکل دی گئی ہے ـــ اب یہ ہیڈ کوارٹر یوسف روڈ پر واقع ہے" ـــ ولید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ معلوم کریں۔ اگر وہ ہیڈ کوارٹر میں ہے تو پھر ہمارا پہلا نشانہ ہیڈ کوارٹر ہی ہوگا" ـــ خاور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ولید خاموشی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ لیکن اس کے چہرے پر شدید اُلجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"میرے خیال میں ہمیں یوں بیٹھے رہ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ ولید ہماری ٹاپ کا آدمی نہیں ہے اس لئے یہاں سے نکل چلو۔ آگے جا کر جو ہوگا دیکھا جائے گا" ـــ صدیقی نے ولید کے جاتے ہی کہا۔

"ہمیں دراصل واردات کرنے کے بعد فوری طور پر چھپنے کے لئے کوئی جگہ چاہیئے۔ کیونکہ ہم مسلسل تو واردات نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہمیں ولید کو ساتھ لے لینا چاہیئے" ـــ نعمانی نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد ولید اندر داخل ہوا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مُسرت کی سُرخی نمایاں تھی۔

"کرنل فرنیک کا پتہ چل گیا ہے۔ وہ ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے" ـــ ولید نے کہا۔

"کس طرح پتہ چلا" ـــ؟ خاور نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"میں نے قریب ہی ایک پبلک فون بوتھ سے ہیڈ کوارٹر فون کیا۔ وہاں میرا ایک واقف موجود ہے ـــ میں نے اُسے کہا کہ میں اس

ہے ایک کام کے سلسلے میں فوری طور پر ملنا چاہتا ہوں تو اس نے جواب دیا کہ ابھی کرنل فرنیک ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے اس کے جانے کے بعد ہی ملاقات ہو سکتی ہے۔ چنانچہ میں اُسے کل ملنے کا کہہ کر واپس آ گیا۔"
ولید نے کہا۔

"او۔ کے ___ ہمارے پاس خاصی مقدار میں خوفناک بم موجود ہیں۔ اس لئے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کیا جا سکتا ہے ___ ٹارگٹ کرنل فرنیک ہو گا لیکن اس کے بعد ہمیں فوری طور پر چھپنے کے لئے کوئی جگہ چاہیئے" ___ خاور نے کہا۔

"جگہ ___ ہاں بالکل۔ ہیڈ کوارٹر سے آگے جو سڑک جاتی ہے وہ آگے جا کر جب گھومتی ہے تو وہاں ہمارا ایک اہم اڈا موجود ہے۔ ہم وہاں پناہ لے سکتے ہیں" ___ ولید نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ اب یہ بتاؤ کہ کم از کم دو کاریں ہم کہاں سے حاصل کر سکتے ہیں" ___ ؟ خاور نے کہا۔

"کاریں مل جائیں گے۔ چیکنگ کا سلسلہ اب سڑکوں پر ختم ہو چکا ہے کیونکہ خالد کے اڈے کی تباہی کے ساتھ ہی آپ کے ساتھی بھی ہلاک ہو گئے ہیں اور خالد کے اڈے سے فلسطینیوں کے جن اڈوں کا پتہ چلا۔ انہیں بھی اڑا دیا گیا ہے اس وجہ سے اب تل ابیب شہر کے حالات نارمل ہو چکے ہیں ___ ہم یہاں سے بس پر سوار ہو کر شہر میں داخل ہوں گے اور ثقیف اڈے پر اتر جائیں گے۔ وہاں سڑک کی سائیڈوں میں ہر وقت بے شمار کاریں کھڑی رہتی ہیں۔ کیونکہ لوگ وہاں کاریں کھڑی کر کے اندر سٹورمیں میں شاپنگ کرنے جاتے ہیں۔ وہاں سے ہم آسانی سے دو کاریں حاصل کر سکتے ہیں" ___ ولید نے جواب دیا۔

"او۔ کے ___ اب سُن لو۔ دو کاریں اڑانے کے بعد ایک کار میں ولید، نعمانی اور میں موجود رہیں گے۔ جب کہ دوسری کار میں صدیقی اور چوہان رہیں گے ___ ہم نے دو مختلف پہلوؤں سے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنا ہے اور پھر وہاں سے نکل کر اس سڑک پر پہنچنا ہے جس کا ذکر ولید نے کیا ہے۔ لیکن حملے کا ایکشن میں وہاں جا کر طے کروں گا" خاور نے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے اور پھر وہ ولید کے ساتھ چلتے ہوئے ابو سلام کے احاطے سے نکل کر ہائی وے کی طرف چل پڑے جہاں تل ابیب سے آنے والی بسوں کا باقاعدہ سٹاپ بنا ہوا تھا۔

اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ ثقیف سے دو کاریں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ خاور والی کار کی ڈرائیونگ ولید کے پاس تھی جب کہ خاور ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ تل ابیب میں صورت حال واقعی معمول پر نظر آ رہی تھی اور کہیں کسی قسم کی چیکنگ محسوس نہ ہو رہی تھی تھوڑی دیر بعد مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد وہ یوسف روڈ پر واقع جی۔ پی فائیو کے نئے ہیڈ کوارٹر کے سامنے پہنچ گئے اور وہاں جا کر خاور کو پہلی بار احساس ہوا کہ واقعی جی۔ پی فائیو کا یہ نیا ہیڈ کوارٹر کسی جنگی قلعے سے کم نہ تھا۔ انتہائی ٹھوس اور بلند دیواریں چاروں طرف موجود تھیں اور پھر چاروں کونوں میں باقاعدہ جنگی مورچوں کے سے انداز میں چھتریاں سی بنی ہوئی تھیں جن میں موجود صرف بڑے بڑے رخنے باہر سے نظر آ رہے تھے۔ ان رخنوں کے اندر سے ریوالونگ ہیوی مشین گنوں کی نالیں باہر جھانک رہی تھیں لیکن ان کے پیچھے موجود افراد

نظر نہ آرہے تھے۔ ایک بہت بڑا سا گیٹ تھا جس کے باہر مسلح افراد کا ایک پورا دستہ پہرے پر تعینات تھا۔

"کمال ہے ــــ یہ تو واقعی جنگی قلعہ لگ رہا ہے" ــــ خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! ــــ اندر بھی انتہائی سخت ترین حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں" ــــ ولید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا وہ آدمی کون ہے جسے تم نے فون کیا تھا" ــــ خاور نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"وہ راجر ہے کسی شعبے کا انچارج ہے کیپٹن راجر ــــ لیکن اس کی ڈیوٹی مستقل طور پر ہیڈ کوارٹر کے اندر ہی ہے ــــ میری اور اس کی دوستی نمائش کی وجہ سے ہوئی ہے۔ وہ نمائش کا جنون کی حد تک شوقین ہے" ــــ ولید نے جواب دیا۔

"اچھا سنو! ــــ اب تم ایسا کرو کہ تم کیپٹن راجر سے ملو اور اس سے کہو کہ تمہیں شک ہے کہ کچھ مشکوک افراد ہیڈ کوارٹر سے ملنے والے پارک میں موجود ہیں جو کرنل فرینک کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ کہانی جو مرضی آئے بنا لینا ــــ بہرحال کسی طرح ہمیں گھیر کر کرنل فرینک کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ اس کے بعد ہم اس سے نپٹ لیں گے" ــــ خاور نے کہا۔

"جی نہیں! ــــ اس طرح وہ آپ کو فوری طور پر گولیوں سے اڑا دیں گے۔ آجکل انہوں نے طریقہ ہی یہی اختیار کر رکھا ہے" ــــ ولید نے دوٹوک انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خاور! ــــ زیادہ تذبذب میں مت پڑو۔ ایسے معاملات میں اندھا اقدام

ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے اگر کچھ کرنا ہے تو پھر سیدھے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جاؤ ــــ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا" ــــ نعمانی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح ــــ" ولید نے اعتراض کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ہیڈ کوارٹر سے کچھ دور واقع ایک کمرشل سنٹر کے سامنے کار روک کر باتوں میں مصروف تھے۔ ان سے کچھ پیچھے صدیقی کی کار بھی رکی ہوئی تھی۔

"کوئی لیکن ویکن نہیں چلے گا ــــ چلو خاور! کار سے نیچے اترو۔ ولید اور صدیقی کاروں میں رہیں گے ــــ میں چوہان اور تم تینوں ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے ہیں ــــ ہم بموں سے گیٹ اڑا دیں گے اور پھر اندر موجود جو بھی نظر آئے اڑا دو۔ جب ہم یہ محسوس کریں کہ ہمیں گھیرے میں لیا جا رہا ہے تو واپس نکلنے کی کریں گے۔ ہمارے لئے اس قدر تباہی ہی کافی ہوگی" ــــ نعمانی نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو نعمانی! ــــ واقعی میں خوامخواہ کے چکروں میں الجھ گیا تھا" ــــ خاور نے کہا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"سنو ولید! ــــ تم کار لے کر ہیڈ کوارٹر کے قریب رہنا" ــــ خاور نے ولید سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ولید کچھ کہتا خاور نعمانی کے ساتھ تیز تیز قدم اٹھاتا صدیقی کی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے صدیقی کو بھی مختصر لفظوں میں بریف کیا اور پھر صدیقی کے اس اصرار کے باوجود کہ وہ بھی حملے میں شریک ہونا چاہتا ہے لیکن نعمانی نے اسے منع کر دیا اور پھر وہ چوہان کو ساتھ لے کر وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ کی طرف

بڑھنے لگے۔

"پہلے میں کوشش کروں گا کہ کسی طرح ہم کرنل فرنیک تک پہنچ جائیں۔ اس لئے جب تک میں کوئی ایکشن نہ لوں آپ دونوں بھی خاموش رہیں گے" ـــــ خاور نے گیٹ کے قریب پہنچتے ہوئے کہا اور نعمانی اور چوہان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ البتہ ان دونوں کے ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں تھے جس میں انتہائی طاقتور بیٹی بم موجود تھے۔

گیٹ پر موجود مسلح سپاہیوں کی تعداد چھ تھی جن میں سے پانچ تو سپاہی تھے جب کہ ایک ان کا آفیسر تھا۔ ان تینوں کو وہاں رکتے دیکھ کر وہ سارے چونک پڑے۔

"کرنل فرنیک کو اطلاع دو کہ سپیشل ایجنسی کا رچرڈ آیا ہے" ـــــ خاور نے بڑے تحکمانہ لہجے میں اس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سپیشل ایجنسی کا رچرڈ ـــ کیا مطلب! ـــ کیسی سپیشل ایجنسی" آفیسر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر دو قدم دور زمین پر جا گرا۔

"الو کے پٹھے! ـــ تمہیں تمیز ہی نہیں ہے بات کرنے کی ـــ جاؤ اپنے باپ کرنل فرنیک سے کہو کہ رچرڈ آیا ہے ـــ اور سنو! میں انتظار کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ ورنہ میں اس کرنل فرنیک کو بھی معزول کرنے کا اختیار رکھتا ہوں" ـــــ خاور نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کا لہجہ، بات کرنے کا انداز اور خاص طور پر اس نے جس دیدہ دلیری سے آفیسر پر ہاتھ اٹھا دیا تھا اس نے واقعی اس آفیسر سمیت اس دستے پر نفسیاتی طور پر رعب ڈال دیا تھا۔ اس

لئے پورا دستہ حیرت اور رعب سے اپنی جگہ ساکت کھڑا رہا۔ آفیسر گال پر ہاتھ رکھے اٹھا اور پھر دانتوں سے ہونٹ کاٹتا ہوا تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا اور پھر چند ہی منٹ بعد اس کی بجائے ایک اور سپاہی باہر آیا۔

"آپ آئیے" ـــــ اس سپاہی نے حیرت بھرے انداز میں خاور اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا اور خاور اور اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے اس چھوٹی کھڑکی کے اندر داخل ہو گئے۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا کھلا حصہ تھا جس کی ایک سائیڈ پر دو کمرے بنے ہوئے تھے اور سامنے ایک فولادی پھاٹک تھا ایسا جیسے بڑے بڑے بینکوں کے خصوصی سیف کا دروازہ ہو۔

"آئیے! ـــ باس سے فون پر بات کر لیجئے" ـــــ سپاہی نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خاور سر ہلاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں وہ تھپڑ کھانے والا آفیسر بھی ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ لیکن خاور اور اس کے ساتھیوں کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے جان بوجھ کر منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک فوجی نے میز پر علیحدہ رکھا ہوا رسیور اٹھا کر خاور کی طرف بڑھا دیا کیونکہ خاور اپنے ساتھیوں سے آگے تھا۔

"ہیلو کرنل! ـــ میں رچرڈ بول رہا ہوں۔ ایکریمین سپیشل ایجنسی کا زیرو زیرو ون" ـــــ خاور نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــ ایکریمین سپیشل ایجنسی کا زیرو زیرو ون" ـــــ دوسری طرف سے ایک حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ہاں! ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ سے میری ملاقات طے تھی۔ لیکن اب یہاں آکر معلوم ہوا ہے کہ کرنل ڈیوڈ کی جگہ تم نے سنبھال لی ہے۔ اس لئے اب تم سے ملاقات ہوگی ۔۔۔ تمہیں کرنل ڈیوڈ نے بتا دیا ہوگا کہ یہ ملاقات تھیس جاٹ پوائنٹ کے بارے میں ہونی ہے اور تم جانتے ہی ہوگے کہ تھیس جاٹ پوائنٹ پر اگر فوری ڈیکس نہ ہوئی تو حکومت اسرائیل کا کتنا بڑا نقصان ہو جائے گا اور یہاں تمہارے دربان ایسے ہیں جنہیں سپیشل ایجنسی کے نام کا ہی علم نہیں۔ کیسے احمق تم نے بھرتی کر رکھے ہیں۔ اگر میں نے آپ کے صدر سے شکایت کر دی تو جانتے ہو کیا نتیجہ نکلے گا ۔۔۔ ایکریمیا کا صدر بھی زیرو زیرو وَن کا نام سن کر کانپ جاتا ہے۔ اور یہ دربان اس طرح بول رہا تھا جیسے میں نے سپیشل ایجنسی کا نام لینے کی بجائے کسی ڈرائی کلینر کا نام لے دیا ہو" ۔۔۔ خاور نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ جناب! ۔۔۔ ویری سوری! ۔۔۔ دراصل یہ لوگ کرنل ڈیوڈ کے رکھے ہوئے ہیں ۔۔۔ ٹھیک ہے آپ تشریف لے آئیں۔ میں آپ کا منتظر ہوں جناب! ۔۔۔ فون میرے آدمی کو دیجئے" ۔۔۔ خاور کی توقع کے عین مطابق اس کی تقریر سے کرنل فرینک بُری طرح بوکھلا گیا تھا اور ویسے اتنا تو خاور بھی جانتا تھا کہ زیرو زیرو وَن ایکریمیا کا سیکرٹ لائن میں سب سے بڑا عہدہ ہے۔ بالکل اسی طرح کا جیسے پاکیشیا میں ایکسٹو ہے۔

"یس سر" ۔۔۔ خاور سے فون لیتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ویسے خاور کی تقریر وہ بھی سن

چکا تھا۔

"احمق آدمی! ۔۔۔ رچرڈ صاحب کو فوراً انتہائی عزت و احترام سے روم نمبر وَن میں لے آؤ ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل فرینک نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ سپاہی نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر وہ اس طرح میز کی سائیڈ سے گھوم کر باہر آیا جیسے ایک لمحہ کی تاخیر سے قیامت اس پر ٹوٹ پڑے گی۔

"آیئے سر" ۔۔۔ سپاہی نے خاور اور اس کے ساتھیوں سے کہا اور کمرے سے نکل کر تیزی سے اس فولادی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"سس ۔۔۔ سر ۔۔۔ کوئی اسلحہ ہو آپ کے پاس تو جناب اندر گیلری میں کمپیوٹر چیکنگ ۔۔۔" سپاہی نے دروازے کے قریب پہنچ کر قدرے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"شٹ اپ! ۔۔۔ زیرو زیرو وَن بغیر اسلحے کے سانس بھی نہیں لے سکتا احمق آدمی" ۔۔۔ خاور نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا اچھا سر ۔۔۔ میں کمپیوٹر آف کر دیتا ہوں سر ۔۔۔ ایک منٹ سر" ۔۔۔ سپاہی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا اس کمرے سے ملحقہ کمرے کی طرف دوڑ گیا جس سے وہ ابھی نکلے تھے چند لمحوں بعد وہ اسی طرح دوڑتا ہوا واپس آیا اور اس نے فولادی گیٹ کے ساتھ لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے فولادی دروازہ بے آواز انداز میں اندر کی طرف کھلتا گیا جس کے اندر ایک طویل راہداری تھی۔

"جناب! ——— میں نے کمپیوٹر آف کر دیا ہے" ——— سپاہی نے کہا اور پھر انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے راہداری میں داخل ہو گیا۔ خاور اور اس کے پیچھے چوہان اور نعمانی بھی اندر داخل ہوئے اور راہداری کراس کر کے وہ اس کے دوسرے طرف موجود دروازے تک پہنچ گئے۔ اس سپاہی نے نجانے اس دروازے کے قریب پہنچ کر کیا کیا کہ وہ دروازہ بھی خود بخود کھل گیا اور اب وہ دوسری طرف پہنچ گئے۔ یہاں درمیان میں انتہائی وسیع اور کھلا صحن تھا۔ جس کے تینوں اطراف میں برآمدہ تھا جس کے پیچھے کمرے بنے ہوئے تھے۔ ایک طرف یہ برآمدہ زیادہ کھلا اور وسیع تھا۔ سپاہی انہیں لے کر اس حصے کی طرف چل پڑا۔ اندر برآمدے میں بھی بیس کے قریب مسلح افراد پھیلے ہوئے تھے جو باقاعدہ گشت کر رہے تھے۔ اس کھلے حصے میں چار مشین گنوں سے مسلح سپاہی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے وہ سپاہی خاور اور اس کے ساتھیوں کو لے کر ایک کمرے میں داخل ہوا اور پھر وہاں اس نے ایک دیوار کے پاس جا کر اس کی جڑ میں پیر مارا تو دیوار درمیان سے ہٹ گئی اور اب سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دیں۔ سیڑھیوں کے اختتام پر وہ ایک خاصے بڑے کمرے میں پہنچ گئے جہاں انتہائی قیمتی فرنیچر موجود تھا۔

"تشریف رکھیں جناب! ——— میں کرنل صاحب کو اطلاع کرتا ہوں۔" سپاہی نے صوفوں کی طرف اشارہ کیا اور خاور اپنے ساتھیوں سمیت سر ہلاتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔ سپاہی کونے میں موجود ایک دروازے پر پڑا پردہ ہٹا کر دوسری طرف غائب ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد پردہ ہٹا اور وہی سپاہی دوبارہ نمودار ہوا۔

"کرنل صاحب آ رہے ہیں جناب" ——— سپاہی نے کہا اور واپس سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر غائب ہو گیا۔

ابھی اُسے گئے ہوئے چند ہی منٹ گذرے ہوں گے کہ اچانک ان کے سامنے ایک دیوار درمیان سے پھٹی اور پھر دو مشین گنوں سے مسلح افراد اندر داخل ہوئے اور ایک ایک کر کے اس خلا کے دونوں اطراف میں کھڑے ہو گئے۔ ان کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا اور بھاری جسامت کا سخت گیر چہرے کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی تیز نظریں خاور اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ خاور چونکہ خاموش بیٹھا رہا تھا اس لئے چوہان اور نعمانی بھی کرنل فرنیک کے استقبال کے لئے نہ اُٹھے تھے۔

"کرنل فرنیک میرا نام ہے اور میں جی۔ پی فائیو کا سربراہ ہوں" ——— آنے والے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو! ——— اور اپنے ان احمقوں کو واپس بھیج دو ——— ہم انتہائی ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کرنے آئے ہیں۔ تمہارے ماتحتوں کی پریڈ کا معائنہ کرنے نہیں آئے" ——— خاور نے وہیں بیٹھے بیٹھے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور کرنل فرنیک نے مڑ کر ان مسلح سپاہیوں کو اشارہ کیا تو وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھے اور کرنل کے ساتھ آ کر کھڑے ہو گئے۔

"اب بتاؤ کہ تم کون ہو" ——— اچانک کرنل فرنیک نے بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں سپاہیوں نے جلدی سے مشین گنیں ان کی طرف تان لیں۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کرنل! —— جو تم زیرو زیرو وَن پر اسلحہ تان رہے ہو" —— خاور نے ایک جھٹکے سے اُٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

لیکن اسی لمحے کرنل فرینک نے زور سے اپنا دایاں پیر زمین پر مارا تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی خاور اور اس کے ساتھیوں کے گرد صرف اسی حصے میں جس میں وہ صوفے رکھے ہوئے تھے شفاف شیشے کی دیواروں کا ایک کمرہ سا بن گیا۔ یہ دیواریں فرش سے نکل کر چھت میں غائب ہو گئی تھیں۔

"ہا —— ہا —— زیرو زیرو وَن! —— تم نے کرنل فرینک کو احمق سمجھ رکھا ہے فلسطینیو! —— کہ میں تمہارے ہاتھوں اس طرح بیوقوف بن جاؤں گا —— یہ ٹھیک ہے کہ تم نے وقتی طور پر مجھے بوکھلا دیا تھا لیکن میں کرنل ڈیوڈ نہیں ہوں، کرنل فرینک ہوں —— میں نے فوراً اعلیٰ حکام سے رابطہ کیا تو مجھے پتہ چلا کہ ایسی کوئی میٹنگ طے نہیں ہے۔ تم یقیناً اپنے ساتھیوں کا انتقام لینے یہاں آئے ہو گے۔ لیکن اب تمہاری روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی" —— کرنل فرینک نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز باقاعدہ خاور اور اس کے ساتھیوں کے کانوں میں پہنچ رہی تھی۔

"تم قطعی احمق ہو کرنل فرینک! —— کس سے بات کی تھی تم نے ہمارے متعلق" —— خاور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں نے ڈیفنس سیکرٹری سے بات کی ہے" —— کرنل فرینک ایک بار پھر خاور کے اطمینان سے بوکھلا گیا۔

"تم واقعی احمق ہو —— تمہیں معلوم ہی نہیں کہ اس قدر ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کا علم صرف صدر مملکت، وزیر اعظم اور کرنل ڈیوڈ کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہو سکتا —— جاؤ جا کر صدر مملکت سے بات کرو۔ اور ساتھ ہی انہیں یہ بھی بتا دینا کہ تم نے ایکریمیا کی سپیشل ایجنسی کے زیرو زیرو وَن اور اس کے دو ساتھیوں کو اس طرح نظر بند کر دیا ہے۔ جاؤ" —— خاور کا لہجہ اس قدر درشت، سرد اور مطمئن تھا کہ کرنل فرینک کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدل گئے۔ وہ ایک لمحے ہونٹ بھینچے غور سے خاور کو دیکھتا رہا اور پھر وہ اپنے سپاہیوں کی طرف مڑا۔

"خیال رکھنا۔ میں آ رہا ہوں —— میں صدر مملکت سے بات کرتا ہوں"۔ کرنل فرینک نے کہا اور تیزی سے دیوار والے خلاء کی طرف مڑ گیا۔

خاور نے اس کے مڑتے ہی اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمحے ان تینوں نے جیب سے ہاتھ نکالے اور پھر سامنے والے شیشے کی دیوار سے بیک وقت ان کے ہاتھوں میں موجود تین چھوٹی چھوٹی پتیاں ٹکرائیں اور انتہائی خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی شیشے کی وہ دیوار بری طرح ٹوٹ پھوٹ کر سامنے کھڑے دونوں سپاہیوں کے چہروں اور جسموں سے ٹکرائی اور وہ بری طرح چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ خاور نے اپنی بغل سے مشین گن کھینچی اور پھر کمرہ مشین گن کی فائرنگ اور ان دونوں سپاہیوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔

اسی لمحے چوہان نے ایک اور بم سامنے والی دیوار کے خلاء میں کھینچ مارا اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں مشین گنیں اٹھائے اس خلا کی طرف دوڑے۔ بم کے خوفناک دھماکے نے خلا کی دوسری طرف موجود دیوار کے پرخچے اڑا

دیئے اور سامنے کمرے میں موجود کرنل فرنیک کی شکل انہیں ایک لمحے کے لئے نظر آئی ۔ وہ دیوار ٹوٹتے وقت ایک لمحے کے لئے کرسی پر بیٹھا نظر آیا لیکن جب ان تینوں نے مشین گنوں کا فائر کھولا تو وہ کرسی سمیت فرش میں غائب ہو چکا تھا ۔

"باہر چلو ـــــ وہ ہاتھ سے نکل گیا ہے ـــــ دھماکے کرتے ہوئے باہر نکلو" ـــــ خاور نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اس کمرے کے ایک بڑے دروازے کی طرف لپکے ۔ یہاں بھی سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں ، سیڑھیوں کے اوپر دروازہ تھا جو چوہان کے بم پھینکتے ہی خوفناک دھماکے سے اُڑ گیا ۔ لیکن جیسے ہی وہ سیڑھیوں تک پہنچے اوپر سے ان پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی ۔ لیکن اسی لمحے نعمانی نے بم پھینکا اور کمرے سے چیخوں اور دھماکے کے ساتھ ہی گولیاں برسنا بند ہو گئیں ۔ وہ اچھل کر دو دو سیڑھیاں چڑھتے اوپر پہنچے تو یہاں کمرے میں چار افراد کی لاشوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے ۔ کمرے کی دوسری طرف کا دروازہ بند تھا ۔ یہاں بھی انہوں نے یہی طریقہ کار استعمال کیا ۔ لیکن بم دروازے کی طرف پھینکتے ہی وہ دروازے کی سائیڈ دیوار کے ساتھ لگ گئے ۔ دروازہ اڑتے ہی دوسرا بم خاور نے باہر پھینکا اور اس کا خوفناک دھماکہ ہوتے ہی وہ تینوں بجلی کی سی تیزی سے باہر لپکے ، اسی لمحے دائیں طرف سے ان پر گولیوں کی بارش ہوئی اور چوہان چیختا ہوا نیچے گرا ۔ خاور اور نعمانی نے لٹو کی طرح گھومتے ہوئے دونوں اطراف میں فائر کھولا اور اس کے ساتھ ہی نعمانی نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر چوہان کو اٹھا کر کاندھے پر لادا ۔ خاور نے فائرنگ کے فوراً بعد

دونوں اطراف میں بم پھینکے اور ساتھ ہی انہوں نے اس دروازے کی طرف دوڑ لگا دی جس کے بعد گیلری سی تھی جو مین گیٹ کی طرف جاتی تھی ۔ نعمانی ، چوہان کو کاندھے پر لادنے کی وجہ سے مشین گن نہ چلا سکتا تھا ۔ اس لئے وہ مسلسل بم پھینکتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا ۔ جب کہ خاور گھوم گھوم کر مشین گن سے مسلسل فائر کرتا چلا جا رہا تھا ۔ گیلری ان کے بموں سے تباہ ہو گئی اور وہ دوڑتے ہوئے مین گیٹ سے پیچھے کھلے حصے میں پہنچے ۔ ان پر وہاں سے فائرنگ ہوئی لیکن وہ گیلری کے ایک تباہ شدہ حصے کی اوٹ میں ہونے کی وجہ سے بچ گئے ۔ یہاں خاور نے بجلی کی سی تیزی سے بیک وقت تین کیپسول نما بم پھینکے اور خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی وہاں گرد کا بادل سا اٹھنے لگا ۔

"میں ٹھیک ہوں ـــــ مجھے اتار دو" ـــــ اسی لمحے چوہان کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی وہ اچھل کر نیچے اُترا ۔ گولی اس کے دائیں کاندھے میں لگی تھی اور گولی نے اُسے وقتی طور پر بیہوش کر دیا تھا لیکن خوفناک دھماکوں کی وجہ سے وہ شاید جلد ہی ہوش میں آ گیا تھا ۔

"دوڑو ۔ مین گیٹ ٹوٹ گیا ہے" ـــــ خاور نے بم پھینکتے ہی کہا ، کیونکہ اب گرد میں سے باہر کی روشنی جھلکنے لگ گئی تھی ۔ اور اُدھر سے گولیاں بھی اب نہ آ رہی تھیں ۔ اس سے ظاہر تھا کہ وہاں موجود تھوڑے سے سپاہی مر چکے ہیں ۔ چنانچہ وہ دوڑتے ہوئے مین گیٹ سے باہر نکلے ۔

اسی لمحے انہیں دونوں اطراف میں ذرا فاصلے پر دو خوفناک دھماکے سنائی دیئے اور پھر دونوں کاریں ان کے سامنے آ کر رُک گئیں ۔ ولید

والی کار میں صرف خاور سوار ہو سکا۔ جب کہ نعمانی اور چوہان صدیقی کی کار میں سوار ہوتے اور اس کے ساتھ ہی دونوں کاریں انتہائی تیز رفتاری سے آگے کی طرف دوڑ پڑیں۔

صدیقی اور ولید نے واقعی عقلمندی کی تھی کہ جیسے ہی مین گیٹ کے قریب دھماکے ہوتے ان دونوں نے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق ہیڈ کوارٹر کی دونوں سائیڈوں پر موجود مورچے نما چھتریوں پر راکٹ گن سے راکٹ برسا کر انہیں تباہ کر دیا تھا۔ ورنہ وہاں موجود ہیوی ریوالونگ مشین گنوں نے ان کی کاروں کو چھلنی کر دینا تھا۔

دونوں کاریں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھیں۔ دھماکوں کی بازگشت ابھی تک انہیں پیچھے سنائی دے رہی تھی۔ جلد ہی وہ ایک موڑ مڑتے ہوئے ایک قدرے مصروف سڑک پر پہنچ گئے اور یہاں ایک دوسرے سے کچھ فاصلہ دیتے ہوئے وہ تیزی سے آگے بڑھتے گئے۔

ولید کار کو اپنے اس مخصوص اڈے کی طرف اڑائے چلا جا رہا تھا جس کا ذکر اس نے پہلے کیا تھا۔

"ادھر شارٹ کٹ ہے۔ ملٹری آفیسرز کالونی کے سامنے سے" ——— ولید نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار تیزی سے بائیں طرف سائیڈ روڈ پر موڑی ہی تھی کہ اچانک سامنے سے ایک اور کار نمودار ہوئی۔ اور سامنے سے آنے والی کار کے ڈرائیور نے واقعی بے پناہ مہارت دکھائی۔ اس نے اتنی تیزی سے کار کو ایک طرف ٹرن کیا تھا کہ اس کی کار سائیڈ کے دو پہیوں پر اٹھ کر گھومی تھی اور اس طرح ایک خوفناک ایکسیڈنٹ بال بال بچا تھا۔ جبکہ ولید

کے ہاتھ پاؤں بری طرح پھول گئے تھے۔

"اوہ نانسنس" ——— سامنے سے آنے والی کار کے ڈرائیور کے منہ سے کار کو بچاتے ہوئے بے اختیار تیز آواز سے فقرہ نکلا تھا۔

"روکو، روکو ——— کار روکو ——— یہ عمران کی آواز تھی" ——— یکلخت سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوتے خاور نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ کیونکہ دوسری کار کا ڈرائیور اسی سائیڈ پر بیٹھا ہوا تھا جس طرح خاور اپنی کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اس لئے اس کا بولا ہوا بے اختیار فقرہ خاور کے کانوں تک پہنچ گیا تھا۔ اور خاور کے چیختے ہی ولید نے تیزی سے کار کو سائیڈ پر کرتے ہوئے موڑ پر ہی بریک لگا دی اسے عقب میں بھی کار کی فل بریکوں کی تیز آواز سنائی دی۔ لیکن دھماکہ نہ ہوا تھا۔ یہ صدیقی کی کار تھی جس نے اچانک ولید والی کار کے بریک لائٹس دیکھ کر پوری قوت سے بریکیں لگا دی تھیں۔ دوسری کار دو پہیوں پر چلتی ہوئی پہلے مین روڈ پر اس رخ کو گئی جس طرف ولید اور صدیقی کی کاروں کا مڑنے سے پہلے رخ تھا پھر کچھ دور جا کر وہ رکی اور ایک بار پھر تیزی سے گھومی اور اب اس کا رخ واپس اس طرف کو ہوا جدھر سے ولید اور صدیقی کی کاریں آ رہی تھیں۔

"عمران صاحب! ——— میں خاور ہوں" ——— خاور نے چیخ کر سامنے سے آتی ہوئی کار کے ڈرائیور کو ہاتھ ہلا کر کہا اور آتی ہوئی کار کی بریکیں بھی چیخ پڑیں۔

"اوہ خاور تم ——— اور یہاں" ——— ڈرائیور جو واقعی عمران تھا چیخ پڑا۔

"ہم جی۔ پی فائیو کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر کے آ رہے ہیں" ——— خاور نے

تیز لہجے میں کہا۔ اب انہیں دور پیچھے سے پولیس کاروں کے تیز سائرنوں کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کار کو ایک بار پھر واپس سائیڈ روڈ کی طرف موڑ دیا۔

خاور دوڑ کر واپس اپنی کار میں بیٹھا اور اس کے اشارے پر ولید نے کار آگے بڑھا دی۔

تینوں کاریں انتہائی تیز رفتاری سے ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئی آفیسرز کالونی کی طرف جانے والی سڑک کو کراس کرتی ہوئی آگے بڑھیں۔ اور پھر تیزی سے دائیں طرف گھوم کر وہ درختوں کے ایک ذخیرے میں پہنچ گئیں۔ ولید نے جس کی کار سب سے آگے تھی پیچھے آنے والی کاروں کو رکنے کا اشارہ کیا اور پھر کار کو اس ذخیرے کے اندرونی طرف موڑ دیا۔

"یہاں سے پیدل جانا ہوگا" ——— ولید نے کار روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا اور باقی دونوں کاروں سے بھی افراد نیچے اتر آئے۔ چوہان نے اپنے کاندھے کے زخم پر رومال رکھ کر اسے سختی سے دبایا ہوا تھا۔

ولید ان کی رہنمائی کرتا ہوا درختوں کے ذخیرے سے نکل کر ایک محلے کی تنگ سی گلی میں داخل ہوا۔ اور پھر گلی کے اختتام پر موجود ایک ٹھوس دیوار کے سامنے رک کر اس نے دیوار کی جڑ میں دو بار مخصوص انداز میں پیر مارا تو دیوار درمیان سے ہٹ گئی اور ولید تیزی سے دیوار میں پیدا ہونے والے خلا کو کراس کر گیا۔ دوسری طرف ایک وسیع قبرستان تھا جس کی سائیڈ کی دیواریں بھی پرانی اور بوسیدہ سی تھیں اور اس کا کوئی گیٹ بھی نہ تھا۔ قبریں بہت پرانی اور بوسیدہ تھیں اور قبروں

کے درمیان بڑی بڑی خاردار جھاڑیاں ہر طرف نظر آ رہی تھیں۔ ولید تیزی سے ایک بوسیدہ سی قبر کے پاس پہنچا۔ اس نے جھک کر قبر کے سرہانے کی طرف ہاتھ بڑھا کر کوئی پتھر دبایا تو قبر درمیان سے شق ہو گئی اور اندر جاتی سیڑھیاں نظر آنے لگیں۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک راہداری میں پہنچے اور پھر اس راہداری کے آخر میں ایک دروازے کے پاس جا کر ولید رک گیا اس نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں تین بار دستک دی تو دروازے میں ایک چھوٹا سا سوراخ جس پر باریک جالی لگی ہوئی تھی نمودار ہوا اور اس میں سے ایک آواز نکلی۔

"کون ہے" ——— ؟ بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"میں ولید ہوں نمبر فور فور ون فور ——— سیکشن سکس زیرو ——— میرے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں" ——— ولید نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے کوڈ" ——— ایک بار پھر اس آواز نے پوچھا۔ لہجہ بدستور کرخت تھا۔

"فلائنگ ہارس" ——— ولید نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ اب دوسری طرف دو مسلح افراد کھڑے نظر آ رہے تھے اور دروازے کی دوسری طرف ایک اور راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ وہ اس راہداری سے گزر کر جیسے ہی اس ہال نما کمرے میں پہنچے وہاں موجود دو افراد ان کی طرف بڑھے۔ ان میں سے ایک سرخ و سپید چہرے والا ادھیڑ عمر تھا۔

ارے ابو قحافہ۔ تم مر چکے ہو۔ اسلئے قبر میں ہو۔ اوہ، مجھے تو کسی نے بتایا ہی نہیں" ——— اچانک عمران جو اب تک خاموشی سے ان کے ساتھ

آ رہا تھا، کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور اس کی آواز سنتے ہی اس سرخ و سپید چہرے والے نے یکلخت چونک کر اس کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے وہ اس طرح عمران کی طرف دوڑا جیسے کوئی وحشی سانڈ اپنے شکار کو ٹکر مارنے کے لئے دوڑ پڑتا ہے۔

"ب — ب — بس — مجھے یقین آگیا کہ تم زندہ ہو اور دوڑ سکتے ہو" — عمران نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں اسے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن وہ سرخ و سپید چہرے والا آدمی اس طرح عمران سے لپٹ گیا جیسے لوہا مقناطیس سے جا چپکتا ہے۔

"پرنس — پرنس تم — اوہ! میں اتنا خوش قسمت بھی ہو سکتا ہوں کہ پرنس سے دوبارہ مل سکوں" — ابوقحافہ نے زور سے عمران کو بھینچتے ہوئے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"ارے ارے میری پسلیاں سٹیل کی نہیں ہیں" — عمران نے بھینچے بھینچے لہجے میں کہا اور ابوقحافہ نے ہنستے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔

"تمہارے متعلق اطلاع تو ملی تھی، لیکن مجھے تصور تک نہ تھا کہ تم اس اڈے پر آؤ گے — آؤ بیٹھو — بے حد شکریہ ولید! تم نے پرنس کو یہاں لا کر میری سب سے بڑی خواہش پوری کر دی ہے" — ابوقحافہ نے ولید سے مخاطب ہو کر کہا اور ولید حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتا رہا جو بوڑھا ایکریمی نظر آ رہا تھا۔

"عمران صاحب! — آپ کے متعلق تو یہی اطلاع ملی تھی کہ آپ خالد والے اڈے میں تھے جب وہاں کرنل فرنیک نے بمباری کی" — خاور نے ہنستے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یعنی تمہارا مطلب ہے کہ خالد کا اڈہ تباہ ہو چکا ہے۔ اوہ" — عمران خاور کی بات سنتے ہی بری طرح چونک پڑا۔

"ہاں! — نہ صرف خالد کا مین اڈہ — بلکہ اس کا ہوٹل اور اس کے شعبے سے منسلک آٹھ دوسرے اڈے بھی کرنل فرنیک نے تباہ کر دیئے ہیں خالد سمیت اس کے گروپ کے اٹھاسی کارکن شہید اور بارہ زخمی ہوئے ہیں" اس بار ابوقحافہ نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! — ویری سیڈ — لیکن کرنل فرنیک کو خالد کے اڈے کا پتہ کیسے چلا" — ؟ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور ابوقحافہ نے اسے جو تفصیل بتائی اس سے اسے پتہ چلا کہ سارا کھیل اس کار کی وجہ سے ہوا۔ اسی لئے عمران کار نہ لے جانا چاہتا تھا لیکن خالد نے کار لے جانے پر اصرار کیا تھا اور پھر اس نے کار بھی ہوٹل کی پارکنگ میں ہی کھڑی کر دی۔

"کرنل فرنیک بس بال بال بچ گیا ہے ورنہ ہم اس سے خالد کا انتقام لے لیتے" — خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے اور خاور جی۔ پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر پر حملے کی تفصیل بتانے لگا۔ اس دوران ابوقحافہ کے آدمی زخمی چوہان کو لے کر ایک اور کمرے میں جا چکے تھے تاکہ اس کی مرہم پٹی کی جا سکے۔

"اوہ! — لیکن تم نے اس وقت بم کیوں نہ پھینکے جب کرنل فرنیک سامنے کھڑا تھا" — عمران نے چونک کر پوچھا۔

"دراصل میرا آئیڈیا تھا کہ جس طرح اس نے فرش پر پیر مار کر وہ شیشے کا کمرہ پیدا کیا تھا اس طرح وہ دوبارہ کچھ کر کے ہمارا خاتمہ نہیں تو ہمیں بے حس یا بیہوش بھی کر سکتا ہے اور شیشے کی دیوار کو دیکھتے ہی میں سمجھ گیا کہ وہ بلٹ

پروف شیشہ ہے۔ اس کے لئے ایک بم سے اس کا ٹوٹنا مشکل ہو جاتا اور تینوں کے بیک وقت حرکت میں آنے سے وہ ہمارے ساتھ کچھ بھی کرسکتا تھا۔ میرا خیال تھا کہ وہ لازماً دوسرے کسی کمرے میں ہوگا۔ ہم اُسے وہاں جالیں گے اور ہم پہنچ بھی گئے تھے لیکن وہ کرسی سمیت کسی تہہ خانے میں غائب ہو چکا تھا"۔۔۔۔ خاور نے سر ہلاتے ہوئے تفصیل بتائی تو عمران نے سر ہلا دیا۔

"جی۔ پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر پر آپ نے حملہ کیا۔ اس جنگی قلعے پر۔ اوہ ویری سٹرینج۔۔۔۔ کمال کر دیا آپ نے"۔۔۔۔ ابو قحافہ نے ایسے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اُسے خاور کی بات پر سرے سے یقین ہی نہ آرہا ہو۔

"ہاں باس!۔۔۔۔ خاور صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے واقعی دلیری کی انتہا کر دی ہے"۔۔۔۔ ولیم نے کہا اور ابو قحافہ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"میں معلوم کرتا ہوں۔۔۔۔ یہ حملہ تو فلسطینیوں کے لئے انتہائی نیک فال ثابت ہوگا۔۔۔۔ خالد کے گروپ کا اس قدر فوری انتقام انہیں لازماً دہشت زدہ کر دے گا"۔۔۔۔ ابو قحافہ نے کہا اور تیزی سے اُٹھ کر ملحقہ کمرے کی طرف چلا گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور کمرے میں موجود صوفوں میں سے ایک پر بیٹھا ہوا کرنل فرینک چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ آنے والا وائٹ سٹار کا چیف کرنل بلاشر تھا۔

"آؤ کرنل!۔۔۔۔ میں تمہارا ہی منتظر تھا"۔۔۔۔ کرنل فرینک نے قدرے ڈھیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے تمہارے ہیڈ کوارٹر پر حملے کی خبر سن کر بے حد افسوس ہوا ہے کرنل فرینک"۔۔۔۔ کرنل بلاشر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کاش!۔۔۔۔ مجھے ایک لمحے کے لئے بھی خیال آجاتا کہ یہ لوگ فلسطینیوں کی بجائے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں تو میں انہیں لازماً ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاتا۔۔۔۔ لیکن میں کسی فلسطینی کے بے بس ہو جانے کے باوجود اس قدر اطمینان اور خود اعتمادی کی توقع نہ کرسکتا تھا اس لئے جب اس نے صدر مملکت سے بات کرنے کے لئے کہا تو میں ذہنی طور پر اس کے اطمینان سے مرعوب ہو گیا۔ اور پھر میرے آدمی سے یہ حماقت ہوئی

کراس نے انہیں اندر لے آتے وقت چیکنگ کمپیوٹر آف کر دیا تھا اس لئے مجھے ذرا برابر بھی خیال نہ تھا کہ ان کے پاس اس قدر خوفناک اسلحہ بھی ہو سکتا ہے" ——— کرنل فریک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ لوگ اسی طرح کام کرتے ہیں۔ لیکن تمہیں کیسے پتہ چلا کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے ——— تمہاری اسی اطلاع کی وجہ سے مجھے فوری طور پر حیفہ سے یہاں آنا پڑا ہے۔ ورنہ میں نے تو حیفہ میں مکمل ناکہ بندی کر رکھی تھی" ——— کرنل بلاشر نے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عجیب و غریب چکر چل پڑا ہے ——— ہیڈ کوارٹر کے حملے کے بعد ہم نے جب سنبھل کر ان کا تعاقب کرنے کی کوشش کی تو ہمیں پتہ چلا کہ دونوں کاریں جن سے میرے ہیڈ کوارٹر کے بیرونی مورچوں پر حملہ کیا گیا تھا اور جس میں یہ مجرم فرار ہوتے تھے ملٹری آفیسرز کالونی کی طرف مڑی ہیں۔ اس لئے ہم نے فوری طور پر ارد گرد کا سارا علاقہ گھیرے میں لے لیا تو وہاں درختوں کے ذخیرے میں دو کی بجائے تین کاریں کھڑی نظر آئیں۔ حالانکہ مجرم دو کاروں میں فرار ہوئے تھے ——— تیسری کار کے متعلق جب تفتیش کی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ کار ملٹری کے چیف انجینئر ڈاکٹر جیک کی ہے اور اسے اس کی بیوی چلاتی ہوئی ملٹری آفیسرز کالونی سے باہر نکلی تھی اور اس کے ساتھ وہ تین ایکریمی تھے جو پہلے ایک ٹیکسی پر بیٹھ کر ڈاکٹر جیک سے ملنے آئے تھے اور جن میں سے ایک نے اپنے آپ کو ڈاکٹر جیک کا استاد کہا تھا۔ اس پر میں نے ڈاکٹر جیک کو چیک کیا تو وہاں ایک اور ہی گل کھلا ہوا نظر آیا۔ ڈاکٹر جیک اور اس کا ملازم مردہ پڑے ہوئے تھے۔ ان دونوں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ ملازم تو کچن میں مرا پڑا تھا جب کہ ڈاکٹر جیک جس کی ایک

ٹانگ پر پلستر تھا اپنے ڈرائینگ روم میں صوفے پر مردہ پڑا ہوا تھا۔ اس کے سینے میں گولی لگی تھی ——— لیکن مرنے سے پہلے ڈاکٹر جیک نے اپنے خون میں انگلی ڈبو کر سامنے موجود میز پر کرنل ڈیوڈ کا نام لکھ دیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ان ایکریمیوں کے ساتھ کرنل ڈیوڈ تھا۔ لیکن کرنل ڈیوڈ تو کورٹ مارشل کی وجہ سے فوجی چھاؤنی میں نظر بند تھا اور چیک کرنے پر وہ وہیں موجود پایا گیا۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ ایکریمیوں کا کوئی ساتھی کرنل ڈیوڈ کے میک اپ میں وہاں گیا ہو گا۔ لیکن پھر جب خالد کے اڈے سے ملنے والے دو زخمیوں سے پوچھ گچھ ہوئی تو ایک نیا انکشاف ہوا کہ خالد کا ایک ساتھی جس کا نام شامی ہے بالکل کرنل ڈیوڈ کا ہم شکل تھا اور وہ اس اڈے کے بالکل نچلے حصے میں موجود رہتا تھا جہاں سے خالد کی لاش ملی تھی اور خالد کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی اس اڈے پر پہنچے تھے۔ اس طرح یہ بات طے ہو گئی کہ ——— خالد کے اڈے سے ڈاکٹر جیک کی کوٹھی میں جانے والے ایکریمی دراصل عمران اور اس کا ساتھی اور وہ کرنل ڈیوڈ کا ہم شکل تھا ——— پھر کرنل جیک کی بیوی کی لاش بھی وہیں سڑک کی سائیڈ پر جھاڑیوں میں پڑی مل گئی اور وہ وہی سڑک تھی جہاں ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے والی کاریں مڑی تھیں۔ اس کے بعد وہ کاریں ڈاکٹر جیک کی کار کے ساتھ ہی درختوں کے ذخیرے میں ملی تو اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے والا گروپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ تھا۔ اس لئے ان کی کاریں ایک ساتھ ملی ہیں۔ اور چونکہ ہیڈ کوارٹر میں آنے والے افراد کی تعداد تین تھی اور ان کے دو ساتھی باہر کاروں میں تھے اس لئے یہ پانچ افراد ہوئے۔ جب کرشا کر کے بیان کے مطابق پہاڑیوں سے نکل کر

آنے والے ایک عورت اور تین مرد تھے۔ اس لئے میں سمجھ گیا کہ ڈاکٹر جیک کی کوٹھی میں جانے والے تو دو افراد وہ تھے جو پہاڑیوں سے نکل کر آئے ہیں ـــــ ایک عورت اور ایک مرد یا تو خالد کے اڈے میں ہی ہلاک ہو گئے یا کہیں اور نکل گئے اور ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے والا گروپ اور تھا اور مجھے معلوم تھا کہ حیفہ میں تم نے اس گروپ کے چار افراد کو گھیرا ہوا ہے۔ ظاہر ہے یہ چاروں وہی ہو سکتے تھے۔ وہ تمہارے گھیرے کے باوجود یہاں پہنچ گئے تھے اور پانچواں ان کا کوئی مقامی ساتھی ہو گا۔ ان سارے حالات کو دیکھتے ہوئے میں نے تم سے بات کی تھی" ـــــ کرنل فرینک نے بڑی وضاحت سے ساری صورت حال کا تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ـــ تمہاری بات درست ہے۔ وہ میرا گھیرا توڑ کر نکل آنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ـــــ لیکن کس طرح۔ یہ بات میری سمجھ میں اب تک نہیں آ رہی" ـــــ کرنل بلاشر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب اس بات پر سوچنے کی ضرورت نہیں ہے ـــــ اب ضرورت ہے ان کے فوری خاتمے کی ـــــ صدر مملکت نے ہیڈ کوارٹر پر حملے کے بعد مجھے جو جھاڑ پلائی ہے اس کا ایک ایک لفظ میرے کانوں میں پگھلے ہوئے سیسے کی طرح اتر گیا ہے ـــــ میرا بس نہیں چل رہا کہ میں ان کا نرخرہ کس طرح چبا ڈالوں۔ لیکن وہ لوگ اس طرح غائب ہو گئے ہیں کہ باوجود زبردست کوششوں کے ان کا کہیں پتہ نہیں چل سکا" ـــــ کرنل فرینک نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

"جہاں سے ان کی کاریں ملی ہیں وہاں سے کچھ پتہ نہیں چلا۔ وہ کاریں

کن کی ہیں" ـــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"دونوں کاریں ثقیفہ سے چوری کی گئی ہیں ان کی چوری کی رپورٹ وہیں ثقیفہ کی پولیس چوکی میں درج ہے اور جس علاقے سے کاریں ملی ہیں اس کے اردگرد کے وسیع علاقے کا ایک ایک چپہ چھان مارا گیا ہے لیکن ان لوگوں کا کہیں پتہ نہیں چل سکا۔ یہی اندازہ ہے کہ وہ لوگ کاجو محلے سے گذر کر تیسری شاہراہ پر پہنچے ہیں اور پھر وہاں سے کہیں دور نکل گئے ہیں۔ کاجو محلے کا ایک ایک گھر چیک کر لیا گیا ہے یہ محلہ فلسطینیوں کا ہے اس لئے ایک ایک گھر کی تلاشی لی گئی ہے لیکن وہاں ہمارے ایجنٹ بھی موجود ہیں وہ بھی ان کے وجود سے لاعلم ہیں" ـــــ کرنل فرینک نے جواب دیا۔

"اچھا ایک بات تو بتاؤ کہ یہ لوگ ڈاکٹر جیک کے پاس کیا کرنے گئے تھے" ـــــ کرنل بلاشر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہی تو سب سے بڑی الجھن ہے۔ اس کا تعلق کسی بھی چیز سے نظر نہیں آتا۔ لیکن وہاں کرنل ڈیوڈ کے ہم شکل کو نے جانا اور پھر وہاں سے اس کی بیوی کو ساتھ لے کر واپس آنا اور پھر وہاں پہنچتے ہوئے ڈاکٹر جیک کی کوٹھی کا حدود اربعہ معلوم کرنا۔ یہ سب الجھی ہوئی باتیں ہیں۔ صرف ایک بات سامنے آئی ہے کہ ڈاکٹر جیک کی نگرانی میں زیرو لیبارٹری بنائی گئی تھی جہاں وہ سارے فساد کی جڑ فارمولے کی فلم موجود ہے" ـــــ کرنل فرینک نے کہا اور اس کی یہ بات سنتے ہی کرنل بلاشر بری طرح اچھل پڑا۔

"اوہ ـــ اوہ ـــ اب میں سمجھ گیا۔ یہ عمران یقیناً ڈاکٹر جیک سے اس لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے گیا ہو گا اور کرنل ڈیوڈ کو ساتھ لے جانے کا مقصد یہی تھا کہ ڈاکٹر جیک ایک سرکاری آدمی کے ساتھ ہونے کی وجہ

سے آسانی سے اُسے ساری تفصیلات بتا دیگا" ـــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"یہاں اعلیٰ حکام بھی اسی نتیجے پر پہنچے ہیں اس لئے انہوں نے وہاں موجود ریڈ آرمی کے چیف کرنل ولسن کو مزید خبردار رہنے کا حکم دے دیا ہے" ـــــ کرنل فرینک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کرنل ولسن ـ مگر ریڈ آرمی کا چیف تو کرنل فرانک ہے" ـــــ کرنل بلاشر نے چونک کر پوچھا۔

"تھا کہو ـ کیونکہ ایک اتفاقی حادثے میں وہ ہلاک ہو گیا ہے۔ اس کے اسسٹنٹ میجر ولسن کو ترقی دے کر انچارج بنا دیا گیا ہے" ـــــ کرنل فرانک نے جواب دیا۔

"اچھا یہ بات ہے ۔ بہرحال میرے خیال میں ہمیں اب بھی ساری توجہ اس طرف مبذول کر دینی چاہیئے وہ لازماً وہاں اٹیک کرینگے" ـــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"ویسے میں نے شاکام قصبے تک پہنچنے والے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دی ہے اور دو مشین گن ہیلی کاپٹروں کی فضائی نگرانی کے ساتھ ساتھ ہنگامی طور پر وہاں آئی ہاک کا بندوبست کر دیا گیا ہے تاکہ یہ لوگ کسی بھی میک اپ میں وہاں پہنچیں تو ان کا پتہ چل جائے" ـــــ کرنل فرینک نے کہا۔

"اوہ! یہ ٹھیک ہے ـ میں وائٹ سٹار کے تمام آدمیوں کو یہاں بلوا لیتا ہوں اور ہم دونوں مل کر پورے شہر میں سخت ترین چیکنگ شروع کرا دیں ـــ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ لازماً پکڑے جائیں گے" ـــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"ایسا کرتے ہیں کہ تل ابیب کو دو حصوں میں تقسیم کر لیتے ہیں ۔ غربی حصہ تم چیک کرو ـ مشرقی حصے کو میں چیک کرتا ہوں ـ اس طرح ہم آسانی سے انہیں پکڑ لینے میں کامیاب ہو جائیں گے" ـــــ کرنل فرینک نے کہا اور کرنل بلاشر

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب ٹائیگر بھی ایکشن گروپ میں شامل ہوگا اور اب اس ایکشن گروپ نے تل ابیب کی صحیح معنوں میں اینٹ سے اینٹ بجا دینی ہے" عمران نے خاور اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب! ـــــ آپ اکیلے کیسے اتنے بڑے پروجیکٹ سے نمٹیں گے ۔ میرے خیال میں ہمیں دو گروپ بنا لینے چاہئیں ۔ ایک زیرو لیبارٹری میں اپنا مشن مکمل کرے ۔ دوسرا ایکشن گروپ کی صورت میں کارروائی کر کے سب کی توجہ اس طرف مبذول کرائے رکھے" ـــــ خاور نے کہا۔

"نہیں ـــــ مجھے معلوم ہے کہ ڈاکٹر جیک کی لاش دستیاب ہوتے ہی انہیں کم از کم اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ یہ ساری کارروائی زیرو لیبارٹری کے سلسلے میں ہوئی ہے ۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہی سوچیں گے کہ میں نے ڈاکٹر جیک سے اس لیبارٹری کی تفصیلات معلوم کی ہونگی ۔ لیکن انہیں یہ

قطعاً معلوم نہ ہوگا کہ میں نے لیبارٹری ۔ میزائلوں کے اڈے اور فوجی چھاؤنی کے مکمل تفصیلی اور بنیادی نقشے حاصل کر لئے ہیں جن کی تفصیلات کا علم زنانی وجود اسرائیلی سیکرٹ ایجنٹوں کو بھی علم نہ ہے۔ اس طرح میں آسانی سے وہاں مشن مکمل کر لوں گا ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، کمرے کا دروازہ کھلا اور ابو تحافہ اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا بات ہے ابو تحافہ! ——— تم پریشان نظر آ رہے ہو" ——— ؟ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"پرنس! ——— ایک اطلاع ایسی ملی ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے" ——— ابو تحافہ نے ایک خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کچھ منہ سے بھی بولو گے یا سسپنس سے بھرپور فلم ہی چلاتے رہو گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر جیک نے مرنے سے پہلے میز پر اپنے خون سے کرنل ڈیوڈ کا نام لکھ دیا تھا اور کرنل فرینک کو معلوم ہو گیا ہے کہ خالد کے پاس ایک ڈیوڈ کا ہمشکل موجود تھا۔ اس طرح حکومت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ ڈاکٹر جیک پر حملہ کرنے والا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ تھا اور چونکہ ڈاکٹر جیک نے زیرو لیبارٹری تعمیر کرائی ہے اس لئے ڈاکٹر جیک سے زیرو لیبارٹری کی تفصیلات معلوم کی گئی ہیں اور اس کے لئے کرنل ڈیوڈ کے ہمشکل کو استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ کرنل فرینک نے کرنل بلاشر کو بھی خیفہ سے بلا لیا ہے ——— زیرو لیبارٹری پر ریڈ آرمی تعینات ہے جس

کا انچارج اب کرنل ولسن ہے کیونکہ کرنل فرانک ایک اتفاقی حادثے میں ہلاک ہو چکا ہے وہاں انتظامات مزید سخت کر دیئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ کوئی خفیہ نگرانی کا بھی بندوبست کیا گیا ہے جیسے وہ آئی ہاک کہہ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کرنل فرینک اور کرنل بلاشر دونوں نے تل ابیب کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے مغربی حصہ کو جی۔ پی فائیو چیک کرے گی اور مشرقی حصے کو وائٹ سٹار۔ اور یہ چیکنگ انتہائی سختی سے کی جائے گی۔ انہوں نے پورٹیبل کمپیوٹر میک اپ چیکنگ مشینیں بھاری تعداد میں حاصل کر لی ہیں۔ اس لئے مشکوک ہونے کی صورت میں موقع پر ہی میک اپ چیک کیا جائے گا اور کاغذات مشکوک ہونے کی صورت میں ٹرانسمیٹر پر فوراً ان کاغذات جاری کرنے والے حکام سے چیکنگ کی جائے گی"۔ ابو تحافہ نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"تو اس میں پریشانی والی کونسی بات ہے" ...... ؟ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ابو تحافہ عمران کی بات سن کر حیرت سے چونک پڑا۔

"کیا مطلب! ——— اس میں کوئی پریشانی والی بات نہیں ——— پتہ ہے اس سخت ترین چیکنگ کی وجہ سے تمام فلسطینی گروپوں کو فوری طور پر انڈر گراؤنڈ رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے ——— ہر قسم کی کارروائیاں بند کر دی گئی ہیں۔ ہمارے اہم ترین مشن بھی تاحکم ثانی ملتوی کر دیئے گئے ہیں اور آئی ھاک کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اس سے کوئی چیونٹی تک نہیں بچ سکتی" ——— ابو تحافہ نے جواب دیا۔

"تم فکر نہ کرو ——— آئی ھاک صرف چیونٹیاں ہی چیک کر سکتی ہے

پرنس آف ڈھمپ کو چیک نہیں کر سکے گی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں!۔۔۔ میرے مخبر نے ایک اور اطلاع بھی دی ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آئی لیکن میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اس نے بتایا ہے کہ آئی ھاک طیارے میں کوئی ایسا جدید بندوبست کیا گیا ہے کہ اب وہ ہربل میک اپ کو بھی چیک کر سکے گا۔۔۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ یہ ھربل میک اپ کیا ہوتا ہے"۔۔۔ ابوقحافہ نے کہا اور اس بار عمران بھی چونک پڑا۔

"ہوں!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ اسرائیلی پرانا سبق یاد رکھتے ہیں ہیکل سلیمانی والے کیس میں ہربل میک اپ کی وجہ سے میں نے آئی ھاک کو شکست دے دی تھی۔۔۔ ہربل میک اپ مخصوص جڑی بوٹیوں سے تیار ہونے والے میک اپ میٹریل کو کہتے ہیں۔ آئی ھاک چیکنگ ریز ان جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ میک اپ کو چیک نہیں کر سکتی تھیں بہرحال اب مجھے اس پوائنٹ پر مزید غور کرنا پڑے گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ میرا خیال ہے اس صورتحال میں ایکشن گروپ کو اندھا دھند اقدام کرنے کی بجائے مخصوص ٹارگٹ پر کام کرنا چاہیے۔ ورنہ اندھا دھند اقدام سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا اور ہم پکڑے بھی جا سکتے ہیں"۔۔۔ چوہان نے کہا۔ اس کے کاندھے پر بینڈیج موجود تھی۔

"ارے ہاں ٹائیگر!۔۔۔ وہ ڈاکٹر جیک والا کانفیڈنشل باکس کہاں ہے"۔۔۔؟ عمران نے اچانک چونک کر ٹائیگر سے پوچھا۔

"موجود ہے۔۔۔ لے آؤں"۔۔۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ لے آؤ"۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر اٹھ کر اس چھوٹے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں وہی کانفیڈنشل باکس موجود تھا جس سے ڈاکٹر جیک نے نقشے نکال کر عمران کو دکھلائے تھے۔

عمران نے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر دو گولیاں چلنے کے بعد کانفیڈنشل باکس کا مخصوص تالا ٹوٹ گیا۔ عمران نے اس کا ڈھکن کھولا اور اس میں موجود رول کئے ہوئے نقشوں کی کاپیاں نکال کر انہیں کھول کھول کر دیکھنے لگا۔ باکس میں چھ رول تھے ان میں سے چار رول عمران نے نکالے اور باقی دو واپس رول کر کے باکس میں ڈال دیئے پھر اس نے باری باری ان چاروں نقشوں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"سنو!۔۔۔ اب ایکشن گروپ دو حصوں میں تقسیم ہوگا تاکہ کرنل بلاشر اور کرنل فرنیک دونوں کو بیک وقت مصروف رکھا جا سکے۔ یہ چار نقشے ہیں۔ ان میں سے ایک نقشہ ایک جدید انداز کے فوجی ائیر کرافٹ ورکشاپ کا ہے جس کا کوڈ نام اس نقشے میں جی۔ جی۔ ون لکھا گیا ہے اس ورکشاپ میں اسرائیل کا انتہائی جدید لڑاکا جہاز تیار ہو رہا ہے اس جہاز کا نام گریٹ جیوش رکھا گیا ہے اس گریٹ جیوش کا فلائنگ ٹسٹ ہو چکا ہے اور اب اسے فائنل طور پر تیار کیا جا رہا ہے۔ جی۔ جی سے مطلب بھی گریٹ جیوش ہی ہوگا۔۔۔ یہ دوسرا نقشہ اس سے ملحقہ ہے رن وے کا ہے جسے خاص طور پر گریٹ جیوش طیارے کے لئے

تیار کیا جا رہا ہے اس کا کوڈ نام جی۔جی ٹو ہے۔ اور یہ تیسرا نقشہ ایک
اور لیبارٹری کا ہے۔ یہ لیبارٹری اسرائیل کی خلاؤں میں پرواز کے لئے
تیاریوں کے سلسلے میں بنائی گئی ہے۔ اس کا کوڈ نام گریٹ سپیشل ہے
اور یہ چوتھا نقشہ اسرائیل کی سب سے بڑی آئل ریفائنری کا ہے۔
یہ آئل ریفائنری ایکریمیا کی سب سے بڑی آئل ریفائنری کے برابر ہے
اس طرح یہ چار اہم ٹارگٹ ہمارے سامنے موجود ہیں اگر یہ چاروں
ٹارگٹس ہٹ کر دیئے جائیں تو اسرائیل کو کم از کم ایک سو سال پیچھے
تک دھکیلا جا سکتا ہے اور یہ اسرائیل کے لئے اتنا بڑا نقصان ہو گا
کہ یقیناً سو سال تک اس کے زخم مندمل نہ ہو سکیں گے"۔۔۔ عمران
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ پرنس!۔۔۔ یہ تو واقعی انتہائی اہم ٹارگٹس ہیں اور یہاں
کے حفاظتی انتظامات بھی انتہائی سخت ہوں گے"۔۔۔ ابوقحافہ
نے کہا۔

"ایکشن گروپ ایسے انتظامات کے خاتمے کے لئے تو بنایا گیا ہے
ان میں سے دو ٹارگٹس اسرائیل کے مشرقی حصے میں ہیں اور دو ٹارگٹس
اسرائیل کے مغربی حصے میں۔۔۔ ایکشن گروپ کے بھی دو حصے
ہوں گے۔ ایک حصے میں خاور اور نعمانی ہوں گے خاور انچارج ہو گا،
جب کہ دوسرے حصے میں صدیقی اور ٹائیگر ہوں گے۔ اس گروپ کا
انچارج صدیقی ہو گا۔۔۔ چوہان چونکہ زخمی ہے اس لئے فی الحال
وہ آرام کرے گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب!۔۔۔ اب میں مکمل طور پر کام کر سکتا ہوں"۔

چوہان نے فوراً ہی احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں چوہان!۔۔۔ یہ مشن جیٹ سے بھی زیادہ رفتار سے مکمل
ہوں گے اس لئے تم ساتھ نہ دے سکو گے۔۔۔ تم یہاں ہیڈ کوارٹر انچارج
ہو گے۔ دونوں گروپ الیون سکس ٹرانسمیٹر اپنے ساتھ رکھیں گے جس
کی مدد سے وہ تم سے رابطہ قائم رکھیں گے۔۔۔ ابوقحافہ صاحب
چوہان کے ساتھ موجود رہیں گے اور فوری امداد کے سلسلے میں اپنے
گروپ کو ان کی مدد کے لئے بھیجیں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں تیار ہوں"۔۔۔ ابوقحافہ نے فوراً ہی اثبات
میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور چوہان بھی خاموش ہو گیا۔

"اب طریقہ یہ استعمال ہو گا کہ کسی ذریعے سے کرنل فرنیک اور کرنل
بلاشر تک یہ اطلاع بھجوا دی جائے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے ان
میں سے کسی ایک ٹارگٹ پر حملہ کرنے والے ہیں لیکن اصل حملہ دوسرے
ٹارگٹ پر کیا جائے۔ اس طرح انہیں مسلسل چکر میں رکھا جائے اور
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اس مسلسل ایکشن کی وجہ سے لازماً اسرائیلی
حکام کی توجہ زیرو لیبارٹری سے ہٹ جائے گی اور میں وہاں اطمینان
سے کام کر سکوں گا"۔۔۔ عمران نے پوری تفصیل سے منصوبہ بندی
کرتے ہوئے کہا۔

"یہ اطلاع میں پہنچا دوں گا۔۔۔ آپ بے فکر رہیں"۔۔۔ ابوقحافہ
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب!۔۔۔ میں پہلے اس ورکشاپ کو تباہ
کروں گا"۔۔۔ خاور نے کہا۔

"میں نے آئل ریفائنری کا ٹارگٹ منتخب کیا ہے" ____ صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"تم اس سلسلے میں تمام تفصیلات ابو قحافہ سے بیٹھ کر طے کر لو۔ اس کے لئے ضروری سامان بھی ابو قحافہ ہی سپلائی کرے گا" ____ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"آپ کا اپنا اب کیا پروگرام ہے" ____ خاور نے کہا۔
"میرے حصے میں تو ظاہر ہے زیرو ہی آئے گا" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

رات کا وقت تھا اور آئل ریفائنری کی وسیع رقبے میں پھیلی ہوئی تنصیبات ہر طرف موجود سرچ لائٹس کی وجہ سے جگمگا رہی تھیں آئل ریفائنری ابھی حال ہی میں تعمیر ہوئی تھی اور اس کا افتتاح بھی گذشتہ ماہ اسرائیل کے صدر نے کیا تھا۔
اس آئل ریفائنری پر اٹھنے والے بھاری اخراجات کے لئے اسرائیل نے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مالدار یہودیوں سے بھاری عطیات اکٹھے کئے تھے اور یہودیوں نے بھی اس ریفائنری کی تعمیر میں اس لئے دل کھول کر عطیات دیئے تھے کہ سب کو یہ معلوم تھا کہ یہ آئل ریفائنری اسرائیل کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ اختیار کر جائے گی۔ اسرائیلیوں کو صحرائے سینا سے تیل کی بھاری مقدار دستیاب ہوئی تھی اور وہ وہاں سے اس تیل کو یہاں تل ابیب میں لا کر صاف کر کے پوری دنیا میں فروخت کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے

یہ آئل ریفائنری اس نقطہ نظر سے بنائی تھی کہ اس کی مدد سے وہ عربوں
کے سب سے بڑے ہتھیار تیل کو عبرت ناک شکست دینے میں کامیاب
ہو جائیں گے اور یہودیوں کو یقین تھا کہ اس آئل ریفائنری کی تعمیر کے
بعد جب اس کا فل یونٹ کام کرنا شروع کر دے گا تو پھر وہ اس میں
صاف ہونے والے تیل کو پوری دنیا کی منڈی میں پھیلا کر عربوں کے تیل
کی آمدنی کو یکسر ختم کر دینے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ اس طرح وہ
عربوں کو معاشی طور پر شکست دے کر ان کی اس میدان میں برتری کا
ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دینا چاہتے تھے ۔ یہی وجہ تھی کہ پوری دنیا کے یہودیوں
نے اس کی تعمیر میں بے حد دلچسپی لی تھی اور اس کی اہمیت کے پیش نظر
اسرائیل نے اس کی حفاظت کے بھی ایسے خصوصی انتظامات کئے تھے کہ
دشمن اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے ۔ ویسے تو اس آئل ریفائنری کا
کو انتہائی خفیہ طور پر تعمیر کیا گیا تھا لیکن بہرحال وہ ایک وسیع ریفائنری
تھی ۔ اس کی موجودگی کو چھپایا تو نہ جا سکتا تھا لیکن اس کی تعمیر اس انداز
میں کی گئی تھی کہ عرب چاہے لاکھ کوشش کیوں نہ کریں اس ریفائنری
کو تباہ نہ کر سکیں ۔

اس وسیع آئل ریفائنری کا اصل ورکنگ پلانٹ انڈر گراؤنڈ بنایا گیا تھا
اور باہر صرف ایسی تنصیبات تھیں کہ اگر ہوائی حملے سے انہیں تباہ بھی کر
دیا جائے تب بھی ریفائنری کے اصل ورکنگ پلانٹ کو کوئی بڑا نقصان
نہ پہنچ سکے ۔ اصل ورکنگ پلانٹ کو اس انداز میں تعمیر کیا گیا تھا کہ اس
کے اندر کوئی آدمی کسی بھی صورت میں نہ پہنچ سکتا تھا ۔ اس ورکنگ پلانٹ
میں ایسی خودکار مشینیں نصب کی گئی تھیں کہ اگر وہاں کوئی تخریبی مادہ پہنچ

بھی جاتا تو وہ خودبخود بے کار ہو کر رہ جاتا ۔ اس کی چھت اس میٹریل سے
بنائی گئی تھی ــــ کہ ایٹم بم تو کجا ہائیڈروجن بم بھی اسے نقصان نہ
پہنچا سکتا تھا ۔ اس ورکنگ پلانٹ کے اندر کوئی انسان کام نہ کرتا تھا ۔ یہ
مکمل طور پر بند اور ہر لحاظ سے خودکار تھا ۔ اس پلانٹ کی تمام مشینیں
خودکار تھیں ۔ اگر ان میں کوئی نقص پیدا ہو جاتا تو بھی وہاں موجود خودکار
مشین ہی نقص کو دور کر سکتی تھی ۔ اس کے علاوہ ایک انتہائی جدید
روبوٹ اس سارے ورکنگ پلانٹ کا انچارج تھا ۔ یہ روبوٹ اسرائیل
اور ایکریمیا کے انتہائی شہرت یافتہ سائنسدانوں کی بیس سالہ مسلسل تحقیق
کا نچوڑ تھا اور کہا جاتا تھا کہ یہ روبوٹ مستقبل کا انسان ہے ۔ اس پلانٹ
کی مشینوں کو ایٹمک بیٹریاں مہیا کی گئی تھیں جن کی وجہ سے یہ پلانٹ
مسلسل ایک ہزار سال تک بغیر کسی رکاوٹ کے کام کر سکتا تھا ۔ یہ پلانٹ
مکمل طور پر بند تھا ۔ اور اس کے اندر ایک ہزار سال تک کسی انسان کے
جانے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور یہی ورکنگ پلانٹ ہی اس ریفائنری
کا دل تھا ۔ باقی شعبے اس کے مددگار تھے لیکن وہ اس قدر اہم نہ تھے
ان شعبوں میں بھی خودکار مشینیں تھیں لیکن بہرحال وہاں کافی تعداد میں
انجینئر اور سائنسدان بھی کام کرتے تھے ۔

آئل ریفائنری کے وسیع علاقے کے باہر ایک ایسی چار دیواری تیار کی
گئی تھی جس کے اوپر ہر دس فٹ کے فاصلے پر حفاظتی چوکیاں بنی ہوئی
تھیں ۔ اس کا صرف ایک گیٹ تھا جہاں لیبارٹری کی اصل حدود میں
داخلے کے لئے انتہائی جدید کمپیوٹر نصب تھے جو اندر داخل ہونے والے
کے جسم کے ایک ایک ریشے کو چیک کرتے تھے اور ان کمپیوٹرز کو ایسا

بااختیار بنایا گیا تھا کہ جو شخص بھی مشکوک ہوتا اُسے فوراً ایک زہریلی گیس کے ذریعے ہلاک کر دیا جاتا۔ بعد میں اس کے بارے میں تحقیقات کی جاتی۔ یہی وجہ تھی کہ اس ریفائنری کو انتہائی فول پروف سمجھا جاتا تھا اور اسرائیلی حکام مطمئن تھے کہ اس ریفائنری کو دشمن کسی بھی طریقے سے تباہ نہیں کر سکتے۔

ریفائنری کا چیف سکیورٹی آفیسر میجر زارک اسرائیل کی ملٹری انٹیلی جنس سے منتخب کیا گیا تھا اور یہاں سکیورٹی کا تمام عملہ بھی ملٹری انٹیلی جنس سے لیا گیا تھا۔ لیکن اس عملے کا یہاں کام تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا کیونکہ یہ سارا کام کمپیوٹر خود بخود کر لیتے تھے لیکن بہرحال وہ ڈیوٹی پر موجود رہتے تھے اس وقت بھی میجر زارک اپنے خوبصورت دفتر میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا اس کی خوبصورت لیڈی سیکرٹری مارتینا ملحقہ کمرے میں اس کے لئے کافی بنانے میں مصروف تھی کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ میجر زارک نے چونک کر رسیور اٹھایا۔

"یس میجر زارک چیف سکیورٹی آفیسر" —— میجر زارک نے کرخت لہجے میں کہا۔ وہ نوجوان تھا لیکن فطری طور پر اُجڈ اور سخت مزاج واقع ہوا تھا۔

"کرنل بلاشر چیف آف وائٹ سٹار سپیکنگ" —— دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور کرنل بلاشر کا نام سن کر میجر زارک بُری طرح چونک پڑا۔

"اوہ آپ —— یس سر" —— میجر زارک نے حیرت بھرے لہجے کو

دانستہ مؤدبانہ بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"میجر زارک! —— انتہائی خفیہ طور پر ہمیں اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کا ایک گروپ آئل ریفائنری کو تباہ کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں وائٹ سٹار کے دو اہم ارکان کی ٹیم کو آئل ریفائنری میں آپ کے پاس بھیجوں تاکہ یہاں کے حفاظتی انتظامات کا مکمل جائزہ لیا جا سکے" —— کرنل بلاشر نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر! —— ویسے یہاں کے حفاظتی انتظامات ایسے ہیں کہ یہاں فوج بھی داخل نہیں ہو سکتی" —— میجر زارک نے جواب دیا۔

"تم ان لوگوں سے واقف نہیں ہو —— یہ لوگ انتہائی عیار، شاطر اور چالاک ہیں —— اس لئے حفاظتی انتظامات کا جائزہ لیا جانا ضروری ہے —— آئل ریفائنری کی حفاظت صدر مملکت نے وائٹ سٹار کے ذمہ لگائی ہوئی ہے۔ اس لئے ایسا کیا جانا ضروری ہے" —— کرنل بلاشر نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! —— آپ بھیج دیں سر —— میں انہیں حفاظتی انتظامات کی پوری تفصیل بتا دوں گا" —— میجر زارک نے کہا۔

"او۔ کے! —— اب سنو! ان کے نام میجر رچرڈ اور میجر جانک ہیں۔ کوڈ گولڈن سکائی ہوگا اور ایک اور خاص بات یہ ہوگی کہ ان دونوں کے کوٹ کالرز کے پیچھے وائٹ سٹار کا مخصوص مونوگرام بھی موجود ہوگا۔ یہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے تک پہنچ جائیں گے" —— کرنل بلاشر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر! — میں ان کا مین گیٹ پر خود استقبال کروں گا" — میجر زارک نے جواب دیا اور دوسری طرف سے "او۔کے" کے الفاظ سنتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کس کا فون تھا میجر! — جو آپ اس قدر نرم لہجے میں بات کر رہے تھے" — مارتینا نے کافی کا کپ اس کے سامنے رکھتے ہوئے بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔ وہ میجر زارک سے بے حد فرینک تھی اور یہ صرف اسی کی ذات تھی جس کے ساتھ میجر زارک ہنس کر بھی بات کر لیتا تھا۔ ورنہ پوری لیبارٹری میں وہ اپنی سخت گیری اور درشت مزاجی کی وجہ سے کوبرے کے نام سے مشہور تھا۔

"اوہ مارتینا! — وائٹ سٹار کے چیف کرنل بلاشر کا فون آیا ہے جب سے صدر مملکت نے انہیں ریڈ کارڈ دیا ہے یہ ہر ایک پر رعب جمانا اپنا پہلا فرض سمجھتے ہیں — میں بھی ریڈ کارڈ کی وجہ سے مجبور تھا ورنہ اس سے بڑا احمقانہ پن اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس ریفائنری کے حفاظتی انتظامات پر شک کیا جائے" — میجر زارک نے کافی کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"حفاظتی انتظامات پر شک — کیا مطلب — کیا کرنل بلاشر کو شک ہے کہ یہاں حفاظتی انتظامات درست نہیں ہیں" — مارتینا نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں — اس کے اور کرنل فرینک دونوں کے سروں پر پاکیشیا سیکرٹ سروس بھوت کی طرح قابض ہو گئی ہے — وہ کہہ رہا ہے کہ اسے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے آئل ریفائنری

کو تباہ کرنا چاہتے ہیں" — میجر زارک نے کہا۔

"اوہ! — اگر اطلاع ملی ہے تو پھر واقعی ایسا ہو گا۔ کرنل بلاشر کو میں ذاتی طور پر جانتی ہوں۔ وہ انتہائی ذمہ دار آدمی ہے" — مارتینا نے جواب دیا۔

"ذاتی طور پر — وہ کیسے۔ تم کیسے جانتی ہو" — میجر زارک نے چونک کر پوچھا۔

"ان کے والد اور میرے والد گہرے دوست تھے اور ہمارے گھر ان کا آنا جانا تھا" — مارتینا نے جواب دیا اور میجر زارک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میرا تو دل چاہتا ہے کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے یہاں آ جائیں تاکہ انہیں کم از کم میجر زارک کی صلاحیتوں کا صحیح علم ہو سکے" — میجر زارک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور مارتینا نے سر ہلا دیا۔

"او۔کے — میں مین گیٹ پر جا رہا ہوں تاکہ وائٹ سٹار والوں کو ساتھ لے آ سکوں۔ تم ایسا کرو اس دوران آفس سے مین سیکورٹی فائل نکلوا لو — مجھے یقین ہے کہ اس فائل کو دیکھنے کے بعد وہ واپس جا کر کرنل بلاشر کو بھی رپورٹ دیں گے کہ لیبارٹری ناقابل تسخیر ہے" — میجر زارک نے کافی کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے کہا اور پھر کپ ایک طرف رکھ کر وہ اٹھا۔ اس نے سائیڈ سٹینڈ سے اپنی مخصوص کیپ اٹھا کر سر پر جمائی اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ابو قحافہ نے جو اطلاعات وصول کی ہیں ان کے مطابق تو یہ آئل ریفائنری واقعی ناقابل تسخیر ہے" —— جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے صدیقی نے سائیڈ پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس وقت وائٹ سٹار کی مخصوص یونیفارم میں تھے۔ یہ یونیفارمز اور جیپ بھی ابو قحافہ نے انہیں مہیا کر دی تھیں۔

"ہاں! —— لیکن میرا خیال ہے کہ وہاں جا کر جب ہم خود جائزہ لیں گے تو یقیناً ان کا کوئی نہ کوئی کمزور پہلو سامنے آ ہی جائے گا" —— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اسی لئے تو میں نے یہ پروگرام مرتب کیا ہے —— کرنل بلاشر کو تو یہی اطلاع دی گئی ہے کہ ہم نے آج رات گریٹ سپشل پر حملہ کرنا ہے۔ اس لئے وہ تو وہاں انتظامات کرنے اور ہمیں پکڑنے کے لئے اندھا دھند انتظامات کرنے میں مصروف رہے گا۔ آئل ریفائنری کا

تو اسے خیال تک نہ آئے گا۔ اور ویسے بھی ابو قحافہ کے مطابق چونکہ آئل ریفائنری کو ہر لحاظ سے فول پروف سمجھا جاتا ہے اس لئے اس طرف کسی کی توجہ نہ ہو گی" —— صدیقی نے کہا۔

"ویسے آپ نے کرنل بلاشر کی آواز کی بڑی کامیاب نقل کی ہے۔ ورنہ وہ میجر زارک لازماً چونک پڑتا" —— ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے بس یہی خطرہ تھا کہ کہیں میجر زارک، کرنل بلاشر سے ذاتی طور پر واقف نہ ہو۔ لیکن شکر ہے کہ اسے میری آواز پر کوئی شک نہیں پڑا اور اب ہم میجر رچرڈ اور میجر جانک کے روپ میں بڑے اطمینان سے آئل ریفائنری کا مکمل جائزہ لے سکیں گے" —— صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو یہی دعا کی جا سکتی ہے کہ میجر زارک کا قدوقامت ہم میں سے کسی سے ملتا جلتا ہو —— تبھی کام آگے بڑھ سکے گا" —— ٹائیگر نے کہا اور صدیقی نے سر ہلا دیا۔

جیپ انتہائی تیز رفتاری سے ایک ویران سی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ چونکہ یہ سڑک صرف آئل ریفائنری تک جانے کے لئے بنائی گئی تھی اس لئے اس سڑک پر صرف وہی ٹریفک چلتی تھی جس کا تعلق آئل ریفائنری سے ہوتا تھا اور چونکہ آئل ریفائنری میں تین شفٹوں میں کام ہوتا تھا اس لئے صبح سات بجے۔ دوپہر ایک بجے اور رات آٹھ بجے اس سڑک پر رش رہتا تھا۔ باقی وقت یہ سڑک ویران ہی رہتی تھی۔ اس وقت چونکہ رات کے دس بجنے والے تھے اس لئے سڑک پر کوئی سواری نظر نہ آ رہی تھی۔ ان دونوں نے

آئل ریفائنری کو تباہ کرنے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی تھی۔ ورنہ ابو قحافہ نے اس ریفائنری سے متعلق جو معلومات اکٹھی کی تھیں اس کے مطابق تو اس ریفائنری کو تباہ کرنا قطعی طور پر ناممکن تھا اور اس منصوبہ کے مطابق انہوں نے پہلے ریفائنری کے سکیورٹی آفیسر میجر زارک کو کرنل بلاشر کی آواز میں ٹیلیفون کر کے اپنی آمد کی اطلاع دی تھی۔ ان کا پروگرام یہ تھا کہ وہاں پہنچنے کے بعد اس روپ میں وہ حفاظتی انتظامات کا تفصیلی جائزہ لے سکیں گے۔ اور پھر اس کے مطابق کسی بھی کمزور پہلو پر وار کیا جاسکے گا۔ لیکن اتنی بڑی ریفائنری کی تباہی کا ذہن میں رکھنے کے باوجود ان کی جیبوں میں کسی قسم کا کوئی اسلحہ موجود نہ تھا اور ایسا انہوں نے جان بوجھ کر کیا تھا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ وہاں انتہائی حساس چیکنگ کمپیوٹر نصب ہیں اور کوئی خطرناک اسلحہ اگر ان کے پاس ہوا تو ہو سکتا ہے وہ حساس کمپیوٹر ان کے خلاف شک کا اظہار کر دیں۔

ایک موڑ مڑتے ہی انہیں دور سے ریفائنری کی روشنیاں نظر آنے لگ گئیں۔ ریفائنری واقعی بے حد وسیع رقبے میں پھیلی ہوئی تھی اور اس میں جگہ جگہ سرچ لائٹیں نصب تھیں جن کی وجہ سے اس کی تمام تنصیبات اس طرح روشن نظر آ رہی تھیں جیسے وہاں چراغاں کا اہتمام کیا گیا ہو۔ چار دیواری پر ہر دس فٹ پر حفاظتی چوکیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان دونوں کی نظریں اس وسیع اور شاندار آئل ریفائنری کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

"یہ تو واقعی بے حد وسیع آئل ریفائنری ہے" ——— ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور صدیقی نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ

ایک بڑے سے گیٹ کے سامنے پہنچ گئی۔ گیٹ کی سائیڈوں میں دو کمرے بنے ہوئے تھے جن کے اختتام پر چار دیواری شروع ہو جاتی تھی گیٹ لوہے کا تھا اور اس کے باہر چار مسلح افراد کھڑے تھے۔ جیسے ہی ان کی جیپ گیٹ کے سامنے جا کر رکی۔ ایک مسلح آدمی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"میجر زارک سے ملنا ہے" ——— صدیقی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔ آئیے! ——— جیپ سائیڈ پر روک دیجئے۔ یہ اندر نہیں جاسکے گی" ——— اس مسلح سپاہی نے کہا اور صدیقی نے ٹائیگر کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا اور خود وہ جیپ کو چلاتا ہوا ایک سائیڈ پر لے گیا۔

ان دونوں کو پھاٹک کی کھڑکی سے گذار کر اندر لے جایا گیا۔ یہاں کچھ فاصلے پر ایک بہت بڑا گیٹ نظر آ رہا تھا جس کی سائیڈوں میں دونوں اطراف کی چار دیواری تک کمروں کی طویل قطاریں تھیں۔

"یس ——— میرا نام میجر زارک ہے اور میں چیف سکیورٹی آفیسر ہوں"۔ اسی لمحے سائیڈ کمرے سے ایک لمبے تڑنگے باوردی نوجوان نے باہر آتے ہوئے کہا۔

"میجر رچرڈ ——— اور یہ میرے ساتھی ہیں میجر چانگ فرام واٹش سٹار"۔ صدیقی نے اپنا اور ٹائیگر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یس ——— گوڈ پلیز" ——— میجر زارک نے ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"گولڈن سکائی" ——— صدیقی نے بڑے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب مخصوص نشانی بھی دکھادیں" ——— میجر زارک نے کہا اور ان دونوں نے اپنے کوٹ کے کالر پلٹ دیئے۔ ان کے پیچھے وائٹ سٹار کا مخصوص نشان موجود تھا۔

"او۔ کے! ——— میں آپ کو آئل ریفائنری میں خوش آمدید کہتا ہوں آیئے میرا دفتر سامنے ہے" ——— میجر زارک نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا اور بڑی گرم جوشی سے ان دونوں سے مصافحہ کیا۔

"چلیئے" ——— صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ میجر زارک کے ساتھ چلتے ہوئے سامنے موجود بڑے گیٹ کے ساتھ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ کمرہ واقعی بے حد خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ وہاں ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی موجود تھی۔

"یہ میری لیڈی سیکرٹری کیپٹن مارتینا ہے ——— اور یہ ہیں میجر رچرڈ اور میجر چانگ فرام وائٹ سٹار" ——— میجر زارک نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس لڑکی کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر ان دونوں نے یہودی رواج کے مطابق مارتینا سے باقاعدہ مصافحہ کیا۔

"تشریف رکھیں کیپٹن مارتینا! کافی تو ہم ضرور پئیں گے" ——— میجر زارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس سر! ——— ابھی لے آتی ہوں" ——— مارتینا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شکریہ مارتینا! ——— آپ کے ہاتھ کی کافی یقیناً اتنی تلخ نہ ہو گی"۔ صدیقی نے ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا اور مارتینا مسکراتی ہوئی ایک دروازے کی طرف بڑھ گئی اور میجر زارک اپنی

دفتری میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے وہاں سے سرخ رنگ کی ایک فائل اٹھائی اور لا کر صدیقی کے ہاتھ میں دے دی۔

"یہ ریفائنری کے حفاظتی انتظامات کی مکمل فائل ہے۔ آپ اسے دیکھ لیں پھر مجھے بتائیں کہ یہاں کسی کے حملے کا کیا سکوپ بنتا ہے" میجر زارک نے ایسے فاتحانہ لہجے میں کہا جیسے یہ سارے انتظامات اس نے خود کر رکھے ہوں۔

صدیقی اور ٹائیگر بڑے غور سے اس فائل کا مطالعہ کرتے رہے مارتینا نے کافی کے کپ بھی اس دوران لا دیئے اور وہ کافی سپ کرتے کے ساتھ ساتھ فائل میں درج ایک ایک تفصیل کا مطالعہ کرتے رہے۔ خاص طور پر ورکنگ پلانٹ کی تفصیلات کا انہوں نے ایک ایک لفظ پڑھا۔ اس فائل میں ورکنگ پلانٹ کا اندرونی نقشہ بھی دیا گیا تھا اور بیرونی نقشہ بھی۔ وہ دونوں کافی دیر تک اس نقشے کو دیکھتے رہے اور پھر انہوں نے آگے دیکھنا شروع کر دیا۔ انہیں فائل کا مکمل مطالعہ کرنے میں تقریباً ایک گھنٹہ لگ گیا۔

"ٹھیک ہے ——— میرا خیال ہے کہ ان سے بہتر حفاظتی انتظامات ممکن ہی نہیں" ——— صدیقی نے فائل بند کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل جناب! ——— اب کوئی احمق ہی ہو گا جو یہاں آ پھنسے گا"۔ میجر زارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہم اس ورکنگ پلانٹ کو اندر جا کر دیکھ سکتے ہیں" ——— ٹائیگر نے پوچھا۔

"اوہ نہیں میجر چانگ! ——— ایسا تو کسی صورت بھی ممکن نہیں ——

میں بھی اس دوسرے گیٹ سے باہر تک ہی محدود رہتا ہوں۔ اندر تو میں بھی نہیں جا سکتا" ——— میجر زارک نے کہا۔

"لیکن یہ دیواروں پر جو حفاظتی چوکیاں موجود ہیں ان میں موجود عملہ تو بہرحال اندر سے ہی ان چوکیوں پر پہنچتا ہو گا" ——— صدیقی نے کہا۔

"ہاں! ——— یہ یہاں کا مستقل عملہ ہے اور کمپیوٹر میں ان کی فیڈنگ موجود ہے۔ البتہ میں صرف اتنا کرتا ہوں کہ ضرورت کے وقت ہیلی کاپٹر کے ذریعے اوپر سے ریفائنری کا سروے کر لیتا ہوں لیکن ریفائنری کی سطح سے پچاس فٹ اوپر تک مجھے لازماً رہنا پڑتا ہے کیونکہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ بظاہر تو ریفائنری کھلی ہوئی ہے۔ لیکن اس کی سطح سے پچاس فٹ اوپر آر۔ ایس۔ بی ریز کا جال پھیلا ہوا ہے جو نظر نہیں آتا۔ لیکن اس سے ٹکرانے والا فوراً جل کر بھسم ہو جاتا ہے اس لئے نہ نیچے سے کوئی اوپر جا سکتا ہے اور نہ اوپر سے کوئی نیچے آسکتا ہے" ——— میجر زارک نے کہا۔ اور ٹائیگر نے میز پر پڑی ہوئی فائل اٹھائی اور پھر اسے کھول کر اس نے ورکنگ پلانٹ والا نقشہ دوبارہ دیکھنا شروع کر دیا۔

"اس ورکنگ پلانٹ میں سے یہ چمنی باہر جا رہی ہے اور اس کی بلندی پچاس فٹ ہے ——— اور اس چمنی کا ڈیزائن بتا رہا ہے کہ یہ اوپر سے خاصی کھلی ہے۔ اب اگر اس چمنی کے اندر سے کوئی بم پھینک دیا جائے تو کیا وہ ورکنگ پلانٹ کے اندر پہنچ کر اسے نقصان نہیں پہنچائے گا" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ ——— آپ کا آئیڈیا بظاہر درست ہے لیکن آپ نے شاید

جدول نمبر بارہ کو غور سے نہیں پڑھا۔ اس چمنی کے اندر دو جگہوں پر ایسی پلیٹیں نصب ہیں جن میں انتہائی باریک سوراخ ہیں۔ ان سوراخوں سے گیس تو باہر نکل سکتی ہے لیکن کوئی ٹھوس چیز اندر نہیں جا سکتی۔ پھر ان پلیٹوں پر ریز مستقل قائم رہتی ہیں جو ہر قسم کے اسلحے کو فوری طور پر ناکارہ کر دیتی ہیں اور ان کی طاقت اس قدر ہے کہ ایٹم بم بھی اگر اس پلیٹ سے جا کر ٹکرائے تو بے کار ہو جائے گا" ——— میجر زارک نے جواب دیا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

"آپ نے یہاں اسلحے کا بھی تو کوئی سٹور بنایا ہوا ہو گا تاکہ بوقت ضرورت آپ وہاں سے ضروری اسلحہ حاصل کر سکیں" ——— صدیقی نے پوچھا۔

"جی ہاں ——— ہے تو سہی۔ گو بہت بڑا نہیں ہے لیکن بہرحال وہاں خاصا جدید اسلحہ موجود ہے ——— گو اس کے استعمال کی کبھی ضرورت تو نہیں پڑی لیکن قانون کے مطابق اس کی موجودگی بہرحال ضروری ہے" ——— میجر زارک نے کہا۔

"آپ ہمیں یہ سٹور دکھا سکیں گے" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"آپ کیا کریں گے اسے دیکھ کر" ——— میجر زارک نے چونک کر کہا۔

"ہم صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہنگامی صورت حال کیلئے یہاں کیسا اسلحہ رکھا گیا ہے" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ آیئے" ——— میجر زارک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک دیوار پر لگا ہوا ہینڈل کھینچا تو دیوار درمیان سے پھٹ گئی اور اب دوسری طرف نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آنے لگ گئیں۔ سیڑھیاں

اتر کر وہ ایک بڑے سے کمرے میں پہنچے تو واقعی وہاں انتہائی جدید اسلحہ موجود تھا۔ صدیقی اور ٹائیگر دونوں غور سے ریکوں میں موجود اس اسلحے کو دیکھتے رہے۔ اور پھر ٹائیگر کو ایک الماری کے ایک ریک میں پڑے ہوئے چھوٹے سے سرخ رنگ کے دو کیپسول نظر آئے تو وہ بری طرح چونک پڑا۔

"میجر زارک! — یہ کیپسول تو میرے خیال میں الفاک ریز بم ہیں ان کا یہاں کیا کام" — ٹائیگر نے کہا۔

"آپ نے درست پہچانا ہے میجر چانک! — اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو انتہائی جدید ترین اسلحے سے گہری واقفیت ہے۔ دراصل یہ دونوں کیپسول بم میری درخواست پر یہاں رکھے گئے ہیں۔ میں ملٹری انٹیلی جنس میں آنے سے پہلے چار سال تک ایکریمیا کی دفاعی جنگی لیبارٹری میں کام کرتا رہا ہوں اور مجھے فخر ہے کہ یہ کیپسول میرے استاد پروفیسر نیلسن کی ایجاد ہیں" — میجر زارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — اسی لئے میں نے انہیں کئی بین الاقوامی جنگی ہتھیاروں کی نمائشوں میں دیکھا ہے" — ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! — ویسے تو اب یہ دنیا کی تقریباً ساری ہی سپر پاورز بنانے لگ گئی ہیں۔ لیکن مجھے یہ اس لئے عزیز ہیں کہ یہ میرے استاد کی ایجاد ہے" — میجر زارک نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے آگے قدم بڑھا دیئے۔ آگے بڑھتے ہوئے ٹائیگر نے صدیقی کو مخصوص انداز میں کہنی ماری تو صدیقی سر ہلاتا ہوا میجر زارک سے مخاطب ہوا۔

"میجر زارک! — آپ کب سے یہاں تعینات ہیں" — صدیقی نے کہا۔

"میجر رچرڈ! — میری تعیناتی کو ابھی تین چار ماہ ہی ہوتے ہیں۔ جب سے صدر صاحب نے ریفائنری کا افتتاح کیا ہے" — میجر زارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے جبکہ ٹائیگر ایک اسلحے کے ریک کو بغور دیکھتے ہوئے پیچھے رک گیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ دونوں ایک الماری کے ساتھ دائیں طرف گھومے، ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر انتہائی پھرتی سے دونوں کیپسول والی ڈبیہ اٹھا کر جیب میں ڈال لی اور پھر قدم بڑھاتا ہوا ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔

"آیئے جناب! — میرے خیال میں کرنل بلاشر کو اس ریفائنری کی حد تک تو قطعی بے فکر ہو جانا چاہئے" — ٹائیگر نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"بالکل! — آپ نے تو دیکھ ہی لیا ہے کہ یہ ریفائنری تو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہے۔ — کرنل صاحب کو تو خواہ مخواہ وہم ہو گیا ہے" میجر زارک نے فاتحانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دراصل وہ پاکیشیا کے سیکرٹ ایجنٹ اس قدر ہوشیار ہیں کہ کرنل بلاشر سمجھتے ہیں کہ اگر وہ یہاں پہنچ گئے تو ریفائنری کو تباہ کرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ سوچ لیں گے" — ٹائیگر نے کہا۔

"یہاں ان کا کوئی طریقہ نہیں چل سکتا — ویسے سچی بات پوچھیں تو میرا تو جی چاہتا ہے کہ وہ یہاں آئیں تاکہ میں ان کی بے بسی کا تماشہ دیکھوں" — میجر زارک نے واپس اپنے دفتر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے آپ تماشہ ہی دیکھ سکتے ہیں۔ باقی کام تو لیبارٹری کے حفاظتی سسٹم نے خود ہی کر لینا ہے" ——— صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میجر زارک! ——— یہ ریفائنری دیکھ کر میرے دل میں یہ زبردست خواہش پیدا ہو گئی ہے کہ میں اسے اوپر سے دیکھوں۔ کیونکہ اس کے بعد تو ادھر آنا نہیں ہو گا ——— کیا آپ میری یہ خواہش پوری کر دیں گے۔" ٹائیگر نے دفتر میں پہنچتے ہی بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

"کیوں نہیں میجر چانگ! ——— آئیے" ——— میجر زارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خود ہی اس عظیم الشان ریفائنری کا مالک ہو۔

دفتر سے نکل کر وہ ایک سائیڈ پر بڑھتے گئے۔ یہاں ایک طرف ایک بڑا سا ہینگر بنا ہوا تھا جس کے درمیان ایک تیز رفتار فور سیٹر ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ میجر زارک نے پائلٹ سیٹ سنبھالی جب کہ صدیقی اس کے ساتھ والی سیٹ پر اور ٹائیگر عقبی سیٹ پر سوار ہو گیا۔

میجر زارک نے انجن سٹارٹ کیا اور پھر اس نے ایک سائیڈ پر نصب ایک خصوصی ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ـ ہیلو ——— بی ون ایئر بیس میجر زارک چیف سکیورٹی آفیسر آئل ریفائنری کالنگ اوور" ——— میجر زارک نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔ صدیقی اور ٹائیگر دونوں کے اعصاب میجر زارک کے اس طرح اچانک کال کرنے کی وجہ سے تن گئے تھے۔

"یس بی ون ایئر بیس کمانڈر مائیکل اٹنڈنگ اوور" ——— دوسری

طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"کمانڈر مائیکل! ——— وائٹ سٹار کے دو میجر رچرڈ اور چانگ کے ہمراہ میں آئل ریفائنری کا فضائی سروے کرنے جا رہا ہوں۔ آپ مطلع رہیں۔ اوور" میجر زارک نے کہا اور صدیقی اور ٹائیگر دونوں کے ہونٹ بھنچ گئے۔ واقعی اسرائیل والوں نے اس آئل ریفائنری کی حفاظت کے سلسلے میں کوئی پہلو نظر انداز نہ کیا تھا۔

"کوئی خصوصی مشن ہے جو رات کے وقت سروے پر جا رہے ہیں آپ۔ اوور" ——— ؟ دوسری طرف سے قدرے مشکوک لہجے میں پوچھا گیا۔

"کوئی خصوصی مشن نہیں ہے ——— وائٹ سٹار کے چیف کرنل بلاشر نے حفاظتی انتظامات کی رپورٹ کے لئے میجر صاحبان کو بھیجا ہے اور اس سلسلے میں فضائی سروے ہو رہا ہے۔ اوور" ——— میجر زارک نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور میجر زارک نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ہینگر کی چھت کھولی اور پھر ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوا اور پہلے تو سیدھا بلندی پر چلا گیا جب وہ کافی بلندی پر پہنچ گیا تو میجر زارک نے اُسے ریفائنری کے اوپر اُڑانا شروع کر دیا۔

"میجر زارک! ——— آپ اس کی بلندی کم کر کے مین ورکنگ پلانٹ کے عین اوپر موجود سب سے بلند چمنی کے اوپر معلق کر دیں۔ میں اس چمنی کے سوراخ کو خاص طور پر چیک کرنا چاہتا ہوں ——— میرا ذہن اس چمنی کی طرف سے پوری طرح مطمئن نہیں ہو رہا" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"آپ کیا دیکھنا چاہتے ہیں ——؟" میجر زارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

صدیقی بھی حیرت بھری نظروں سے ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا کیونکہ بظاہر ایسی کوئی بات نظر نہ آرہی تھی کہ اس چمنی سے کوئی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

"میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس چمنی کے سوراخ کا قطر کیا ہے —— کیا اس کے اندر کود کر کوئی آدمی نیچے جاسکتا ہے یا نہیں۔ میرے نقطہ نظر سے یہ انتہائی اہم بات ہے" —— ٹائیگر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ میجر چانگ! —— اس کے اندر آدمی تو ایک طرف، بندر بھی نہیں جاسکتا —— اور میں نے آپ کو بتایا ہے کہ اس کے اندر دو جگہوں پر پلیٹیں نصب ہیں جو ——" میجر زارک نے کہا۔

"میں نے پہلے سن لیا ہے۔ بہرحال میں اپنی تسلی کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میرا خیال ہے اس کا قطر اتنا ہے کہ ایک دبلا پتلا آدمی اس کے اندر جاسکتا ہے" —— ٹائیگر نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ! —— آپ شاید اس کے اوپر والے سرے کی وجہ سے ایسا کہہ رہے ہیں۔ لیکن نیچے جاکر اس کا سوراخ تنگ ہوگیا ہے" —— میجر زارک نے کہا۔

"آپ میجر چانگ کی تسلی کرا دیجئے۔ آخر اس میں حرج ہی کیا ہے"۔ صدیقی نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"حرج تو کوئی نہیں۔ صرف کمانڈر مائیکل چونک پڑے گا۔ کیونکہ

ایئربیس پر ہمارے ہیلی کاپٹر کو پوری طرح چیک کیا جارہا ہوگا" —— میجر زارک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اس کے چونکنے کی وجہ سے ہم اپنا فرض تو ادھورا نہیں چھوڑ سکتے۔ کرنل بلاشر کے متعلق تو آپ جانتے ہی ہیں" —— ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے —— مجھے کیا اعتراض ہے۔ آپ یہ بھی دیکھ لیجئے"۔ میجر زارک نے کہا اور اس نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرنا شروع کردی۔ سب سے بڑی چمنی تیزی سے نزدیک آتی جارہی تھی۔ اس کے اوپر لگی ہوئی لائٹ کی وجہ سے یہ سب سے نمایاں نظر آرہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد میجر زارک نے عین اس چمنی کے اوپر لے جاکر ہیلی کاپٹر کو معلق کردیا۔

"ایک منٹ —— میں پیڈز پر بیٹھ کر اسے دیکھ لوں" —— ٹائیگر نے کہا اور جلدی سے اٹھ کر وہ دروازے کے نیچے لٹکا۔ اس نے سائیڈ کو پکڑ کر پیڈز پر پیر رکھے اور اس کے بعد پیڈز کی سائیڈ راڈ کو پکڑ کر وہ نیچے بیٹھتا گیا۔ اب وہ اس چمنی کے کھلے سرے کے عین اوپر موجود تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے راڈ کو مضبوطی سے پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے جیب میں موجود دونوں سرخ کیپسولوں کو مٹھی میں بند کیا اور پھر وہ مٹھی عین اس چمنی کے سرے پر لے جاکر اس نے کھول دی۔ اس نے مٹھی اس چمنی کے عین درمیان میں کھولنے کی بجائے اس کی انتہائی سائیڈ پر رکھ کر کھولی تھی اور دونوں کیپسول اس کی مٹھی سے نکل کر پہلے چمنی کی اندرونی سائیڈ سے ٹکرائے اور پھر

اندر کہیں غائب ہو گئے اور ٹائیگر کا چہرہ کھل اٹھا۔ کیونکہ یہ مرحلہ اس کے لئے سب سے خطرناک تھا۔

چمنی میں سے گیس نکل رہی تھی اور اگر وہ مٹھی درمیان میں کھول دیتا تو نیچے سے نکلتی ہوئی مسلسل گیس کی وجہ سے دونوں کیپسول ہوا میں بلند ہو کر چمنی سے باہر جا گرتے۔ اس لئے اس نے سائیڈ پر مٹھی رکھ کر کھولی تھی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ گیس کا سارا زور درمیان میں ہوتا ہے سائیڈیں خود بخود خالی ہو جاتی ہیں۔ اس لئے کیپسول لازماً نیچے چلے جائیں گے لیکن اس میں یہ خطرہ تھا کہ اگر اس سے اندازے کی ذرا برابر بھی غلطی ہو جاتی تو دونوں کیپسول چمنی کے اندر جانے کی بجائے باہر ہی جا گرتے اور نیچے ریز سے ٹکرا کر بے کار ہو جاتے۔ لیکن باوجود ایک ہاتھ سے ہیلی کاپٹر سے لٹکے ہوئے وہ کیپسول اندر ڈالنے میں کامیاب ہو گیا۔ کیپسول اندر جاتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور پھر لپک کر واپس ہیلی کاپٹر میں آ گیا۔

"بہت بہت شکریہ میجر زارک! — اب میں پوری طرح مطمئن ہو گیا ہوں۔ واقعی آپ کی بات درست ہے۔ آئی ایم سوری" — ٹائیگر نے واپس ہیلی کاپٹر میں پہنچتے ہی کہا اور میجر زارک فاتحانہ انداز میں ہنس پڑا۔

"آپ نے خوامخواہ تکلیف کی — بہرحال آپ کی تسلی ہو گئی مجھے اس بات کی خوشی ہے" — میجر زارک نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

صدیقی نے سوالیہ نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھا۔ کیونکہ اُسے واقعی ٹائیگر کے اس ڈرامے کا کوئی سر پیر ہی سمجھ نہ آ رہا تھا۔ ٹائیگر نے

مسکراتے ہوئے آنکھیں جھپکائیں تو صدیقی خاموش ہو گیا۔

"اب واپس چلیں — یہ تو اچھا ہوا کہ کمانڈر مائیکل نے آپ کو نیچے جاتے چیک نہیں کیا۔ ورنہ اُسے مطمئن کرنا بے حد مشکل ہو جاتا" — میجر زارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلیں — آپ کو تکلیف ہوئی۔ اس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں" — صدیقی نے کہا اور میجر زارک نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو واپس موڑ دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس ہینگر میں پہنچ گئے۔

"آیئے کافی کا ایک دور اور ہو جائے" — ہینگر کی چھت بند کر کے ہیلی کاپٹر سے نیچے اترتے ہوئے میجر زارک نے کہا۔

"ارے نہیں — ہم نے واپس جا کر کرنل صاحب کو رپورٹ بھی دینی ہے۔ وہ بے چینی سے ہمارے منتظر ہوں گے" — ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا! جیسے آپ کی مرضی — آیئے! میں آپ کو آپ کی جیپ تک چھوڑ آؤں" — میجر زارک نے ہینگر سے باہر نکلتے ہوئے کہا اور پھر اس کے ساتھ چلتے ہوئے وہ دونوں گیٹ کراس کر کے جیپ تک پہنچ گئے۔ ٹائیگر نے بڑے گرمجوش انداز میں میجر زارک سے مصافحہ کیا اور پھر چند لمحوں بعد ان کی جیپ تیزی سے واپس دوڑنے لگی۔

"کیا چکر تھا — مجھے بھی تو سمجھاؤ" — صدیقی نے ذرا سا آگے بڑھتے ہی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں — آپ ذرا اور آگے تو چلیں" — ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بہرحال یہ آئل ریفائنری کسی طور پر بھی تباہ نہیں ہو سکتی ــــ میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں" ــــ صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صدیقی صاحب! ــــ میں عمران کا شاگرد ہوں اور عمران جب قدم آگے بڑھانے کے بعد پیچھے ہٹنا نہیں جانتا تو میں اپنے قدم پیچھے کیسے ہٹا سکتا ہوں" ــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ــــ کیا کہنا چاہتے ہو تم" ــــ ؟ صدیقی نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میرا مطلب واضح ہے ــــ آئل ریفائنری تباہ ہو گی اور ضرور ہو گی" ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا اور صدیقی اُسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے اُسے ٹائیگر کی دماغی کیفیت مشکوک لگنے لگ گئی ہو۔

"وہ کس طرح ــــ میرے خیال میں تم نے وہ سُرخ کیپسول اُڑا کر وہی اس چمنی میں ڈالے ہیں۔ لیکن وہ کیپسول تو کسی ریز بم پر مشتمل ہیں اور ایسے بم تو باقاعدہ مخصوص آپریٹنگ مشین سے ہی آپریٹ ہو سکتے ہیں اس کے علاوہ فائل کے مطابق ورکنگ پلانٹ میں ایسے انتظامات ہیں کہ کوئی بھی تخریبی مادہ وہاں جا کر خود بخود بے کار ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ چمنی کے اندر دو جگہ پر ایسی پلیٹیں نصب ہیں جن کے باریک سوراخوں سے کوئی چیز اندر نہیں جا سکتی اور پھر ان پلیٹوں پر کوئی مخصوص ریز بھی مستقل کام کرتی رہتی ہیں جو ہر قسم کے اسلحے کو فوری طور پر ناکارہ کر دیتی ہیں اور میجر زارک بتا رہا تھا کہ ان ریز کی طاقت اس قدر ہے کہ ایٹم بم بھی اگر اس پلیٹ سے جا کر ٹکرائے تو بے کار ہو جائے گا" ــــ صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس نے بالکل درست کہا ہے ــــ آپ ذرا اگلے چوک کے پاس موجود پبلک بوتھ کے پاس جیپ روک دیں۔ میں ذرا ایک کال کر لوں۔ پھر آپ کو تفصیل بتاتا ہوں" ــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کسے کال کرنی ہے" ــــ صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"اسرائیل کے صدر کو" ــــ ٹائیگر نے اس طرح کہا جیسے صدر سے بات کرنے کی بجائے وہ کسی ہوٹل کے ویٹر سے بات کرنے کے متعلق کہہ رہا ہو۔

"لیکن اس وقت رات کے ڈیڑھ بجے صدر کہاں کال سُنے گا" ــــ صدیقی نے کہا۔

"زیادہ سے زیادہ سویا ہوا ہو گا۔ لیکن میں نے کال ہی ایسی کرنی ہے کہ اگر وہ قبر میں بھی ہوا تو کفن پھاڑ کر چلاتا ہوا باہر نکل آئے گا" ــــ ٹائیگر نے جواب دیا اور صدیقی بھی اس بار بے اختیار ہنس پڑا۔

اگلے چوک کے پاس اس نے فون بوتھ کے قریب جا کر کار روک دی۔ ساری سڑک اور چوک سنسان پڑا ہوا تھا۔ کیونکہ ابھی شہر کی مصروف اور مین روڈ یہاں سے کافی دور تھی۔

"اوہ! ــــ لیکن سکے تو ہیں نہیں۔ اب کیا ہو گا ــــ ویری بیڈ ویری بیڈ ــــ یہ تو سب کچھ ختم ہو گیا" ــــ ٹائیگر نے نیچے اُترتے اُترتے رُک کر کہا اور اس کا کامیابی سے چمکتا ہوا چہرہ یکلخت بجھ گیا۔

"اگر تم آئل ریفائنری تباہ کر سکتے ہو تو ایک کام تو میں بھی کر سکتا ہوں کہ تمہیں سکے مہیا کر دوں" ــــ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیپ کے سامنے والے حصے کا ایک خانہ کھولا اور اس کے اندر ہاتھ

ڈال کر کافی تعداد میں بڑے سکے نکال کر ٹائیگر کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

"اوہ!— اس وقت آپ نے یہ سکے مہیا کر کے سمجھ لیں آئل ریفائنری کو تباہ کر دیا ہے۔ ورنہ میری ساری محنت رائیگاں چلی جاتی — مجھ سے واقعی زبردست حماقت ہوئی ہے۔ مجھے ان سکوں کا خیال تک نہ آیا تھا"— ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ ہتھیلی پر موجود کم قیمت کے عام سے سکوں کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے وہ سکے نہ ہوں بلکہ ایٹم بم ہوں۔

"لیکن ان سکوں کا آئل ریفائنری کی تباہی سے کیا تعلق — کیا واقعی تمہارے ذہن پر کوئی اثر ہو گیا ہے"— صدیقی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ ابھی دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے"— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر نیچے اتر کر وہ فون بوتھ میں داخل ہو گیا۔ فون بوتھ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور جیپ بوتھ کے بالکل قریب موجود تھی۔

ٹائیگر نے دو سکے فون پیس میں ڈالے اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس میجر زارک چیف سکیورٹی آفیسر"— دوسری طرف سے میجر زارک کی آواز سنائی دی۔

"کرنل بلاشر بول رہا ہوں چیف آف وائٹ سٹار — میجر رچرڈ اور میجر جانک کیا کر رہے ہیں"— ٹائیگر نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا

"اوہ سر!— وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے واپس گئے ہیں پوری طرح مطمئن ہو کر — وہ آپ کے پاس پہنچنے ہی والے ہوں گے"—

میجر زارک کی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا — ٹھیک ہے سنو — آئل ریفائنری کی ایکسچینج کا کیا نمبر ہے اور وہاں کون ڈیوٹی پر ہوتا ہے"— ٹائیگر نے کہا۔

"سر — نمبر ٹرپل تھری ٹرپل تھری ہے اور آپریٹر موجود ہے جناب نام تو مجھے معلوم نہیں"— میجر زارک نے کہا۔

"او۔کے — تم ایسا کرو کہ اس آپریٹر کو فون کر کے میرے متعلق بتا دو کہ وہ مجھ سے پوری طرح تعاون کرے۔ میں نے اسے ایک مخصوص نمبر بتانا ہے اور میں خود اسے فون کر کے پہلے وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ میں ابھی اسے فون کروں گا"— ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر — میں کہہ دیتا ہوں سر"— میجر زارک نے کہا اور ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے دوبارہ سکے ڈالے اور میجر زارک کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"آئل ریفائنری"— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"چیف آف وائٹ سٹار کرنل بلاشر سپیکنگ — میجر زارک نے تمہیں کوئی ہدایت دی ہے"— ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر — فرمایئے سر — میں ہر خدمت کے لئے تیار ہوں سر"— دوسری طرف سے بولنے والی لڑکی نے بری طرح گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایکسچینج کتنی لائنوں کی ہے"— ٹائیگر نے پوچھا۔

"پچیس لائنوں کی جناب"— آپریٹر نے جواب دیا۔

"ورکنگ پلانٹ کے روبوٹ کو ایمرجنسی کال کے لئے کیا خصوصی لائن رکھی گئی ہے" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"اوہ یس سر ۔۔۔۔ سپیشل لائن ہے سر" ۔۔۔۔ آپریٹر نے چونک کر جواب دیا۔

"لائن ملواؤ ۔۔۔۔ میں نے اسے سپیشل ایمرجنسی کال دینی ہے ۔ کوڈ وغیرہ خود ہی پہلے بول دینا ۔۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے اس بار غراتے ہوئے کہا۔

"مم ۔۔۔۔ مم ۔۔۔۔ میں سر ۔۔۔۔ ٹھیک ہے سر ۔ ہولڈ آن سر" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے بری طرح بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر چند لمحوں تک رسیور پر خاموشی طاری رہی۔

"یس سر ۔۔۔۔ لائن مل گئی ہے کال دیں" ۔۔۔۔ آپریٹر نے ایسی آواز سے کہا جیسے اسے کسی نے جیتے جی جہنم کے اندر دھکیل دیا ہو۔

"ہیلو ۔۔۔۔ ورکنگ پلانٹ روبوٹ سپیشل ایمرجنسی کال ون ڈاؤن فار ون سیکنڈ" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سپیشل ایمرجنسی کال اٹنڈ ون ڈاؤن فار ون سیکنڈ" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مشینی آواز ابھری اور ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبا دیا۔ اب اس کے چہرے پر انوکھی چمک ابھر آئی تھی۔ اس نے دو اور سکے فون پیس میں ڈالے اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس ایکس چینج" ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"چیف آف وائٹ سٹار کرنل بلاشر سپیکنگ ۔۔۔۔ آئل ریفائنری کے بارے میں ایک ٹاپ ایمرجنسی بات کرنی ہے صدر صاحب سے ۔۔۔۔ فوراً ان سے بات کراؤ ۔ ورنہ آئل ریفائنری تباہ ہو جائے گی ۔ جلدی کرو فوراً ۔۔۔۔ اٹ از ٹاپ ایمرجنسی" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم ۔۔۔۔ مم ۔۔۔۔ مگر سر ۔۔۔۔ پریذیڈنٹ صاحب تو خوابگاہ میں ہیں سر ۔۔۔۔ اس وقت سر" ۔۔۔۔ آپریٹر بری طرح گھبرا گیا۔

"اوہ یو نانسنس ۔۔۔۔ فوراً ملواؤ ۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے ۔۔۔۔ ورنہ اسرائیل تباہ ہو جائے گا ۔۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے گلا پھاڑ کر چیختے ہوئے کہا۔

"ب ۔۔۔۔ ب ۔۔۔۔ بہتر سر" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد رسیور پر ایک خوابیدہ لیکن انتہائی کرخت آواز ابھری۔

"ہیلو ۔۔۔۔ کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے کرنل بلاشر" ۔۔۔۔ صدر کے لہجے میں بے پناہ جھنجھلاہٹ تھی۔

"جب آپ کا دعا گو علی عمران تل ابیب میں موجود ہو تو پھر قیامت تو ٹوٹنی ہی ہے ۔۔۔۔ جناب صدر صاحب! نوٹ کر لیں ۔ اب سے ٹھیک ایک گھنٹے بعد آپ کی آئل ریفائنری مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی اپنے ورکنگ پلانٹ سمیت ۔۔۔۔ اور یہ علی عمران کی طرف سے اسرائیل کے لئے پہلا تحفہ ہو گا ۔۔۔۔ خدا حافظ" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے اس بار عمران

کے لہجے میں کہا اور پھر رسیور کریڈل پر پھینک کر وہ بجلی کی سی تیزی سے باہر نکلا اور اچھل کر جیپ پر سوار ہو گیا۔

"چلیں صدیقی صاحب جلدی ۔۔۔ ورنہ ابھی یہاں گارڈ پہنچ جائے گی" ۔۔۔ ٹائیگر نے سیٹ پر بیٹھتے ہی کہا اور صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے انتہائی تیز رفتاری سے جیپ دوڑا دی اور پھر مختلف اور ویران راستوں سے جیپ دوڑاتے ہوئے اس نے ایک احاطے کے پھاٹک پر جا کر جیپ روک دی اور دو بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو پھاٹک کھل گیا۔ اور صدیقی کار اندر لے گیا۔

یہ ایک بڑا سا احاطہ تھا جس کی سائیڈوں میں چند کچے سے کمرے بنے ہوئے تھے۔ جیپ کو پھاٹک کے اندر کرتے ہی صدیقی نے روک دیا اور پھر وہ دونوں ہی اچھل کر نیچے اتر آئے۔

"کیموفلاج کر دو اسے" ۔۔۔ صدیقی نے پھاٹک بند کر کے آنے والے نوجوان سے کہا اور اس کے سر ہلاتے ہی وہ دونوں دوڑتے ہوئے ایک کچے کمرے میں پہنچ گئے۔ کچے کمرے میں ہر جگہ اجناس کی بھری ہوئی بوریاں رکھی ہوئی تھیں۔ صدیقی نے ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی بوری اٹھا کر ایک اور بوری کے اوپر مخصوص انداز میں رکھی تو کمرے کے ایک کونے کا فرش ایک طرف ہٹ گیا اور وہ دونوں اس کھلنے والی جگہ پر موجود سیڑھیاں اتر کر ایک سرنگ نما راہداری میں پہنچ گئے۔

"اب بتاؤ کہ یہ سارا چکر کیا ہے ۔۔۔ تم تو اس طرح کی کاروائی کرتے رہے ہو جیسے تم آئل ریفائنری کے سب سے بڑے سائنسدان ہو" ۔۔۔ صدیقی نے سرنگ میں پہنچتے ہی ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

ہے تو یہ سارا کھیل سائنسی۔ لیکن تفصیل طلب ہے۔ اس لئے اڈے پر پہنچ جائیں پھر بتاتا ہوں" ۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

راہداری کے اختتام پر وہ ایک کمرے میں پہنچے اور پھر وہاں سے سیڑھیاں چڑھ کر جب وہ اوپر پہنچے تو ابوقحافہ ان کا منتظر تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ آپ ناکام لوٹے ہوں گے ۔۔۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ آئل ریفائنری ناقابل تسخیر ہے" ۔۔۔ ابوقحافہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب سے ٹھیک پچیس منٹ بعد یہ ناقابل تسخیر ریفائنری تسخیر ہو جائے گی" ۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے ایک صوفے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور ابوقحافہ کے چہرے پر ایسے تاثرات پیدا ہوتے جیسے وہ ٹائیگر کی اس بات کو کوئی اچھا سا مذاق سمجھ رہا ہو۔

"آپ واقعی مذاق اچھا کر لیتے ہیں مسٹر ٹائیگر" ۔۔۔ ابوقحافہ نے بھی سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ایسے معاملات مذاق نہیں ہوتے جناب ابوقحافہ صاحب! ۔۔۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ ایک منٹ مزید گذر چکا ہے اور اب چوبیس منٹ رہ گئے ہیں اس وسیع اور زبردست آئل ریفائنری کی تباہی میں" ۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ابوقحافہ کا منہ حیرت کی شدت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا واقعی ۔۔۔ کک کیسے ۔۔۔ وہ تو ۔۔۔" ابوقحافہ نے کہا اور اس بار ٹائیگر مسکرا دیا۔

"میں نے اسرائیل کے صدر کو اطلاع دے دی ہے اور اس وقت آئل ریفائنری پر بیچارے میجر زارک کی کم بختی آئی ہوئی ہوگی ـــــ وہ پاگل کتوں کی طرح اِدھر اُدھر دوڑ رہے ہوں گے" ـــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب مجھے تفصیل بھی بتاؤ گے یا عمران کی طرح سسپنس ہی پھیلاتے رہو گے" ـــــ صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ٹائیگر ہنس پڑا۔

"صدیقی صاحب! ـــــ میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ میں عمران کا شاگرد ہوں ـــــ بہرحال اب میں آپ کو تفصیل بتا دیتا ہوں ـــــ فائل میں ورکنگ پلانٹ کے جو حفاظتی انتظامات کی تفصیل لکھی گئی تھی اس میں چند ایسے اشارے موجود تھے جسے صرف گیسز کے ماہر سائنسدان ہی سمجھ سکتے ہیں ـــــ بہرحال مختصر طور پر یہ بتا دوں کہ ورکنگ پلانٹ میں اٹیمک مشینوں کی وجہ سے آرکسم گیس پیدا ہوتی ہے اور اس آرکسم گیس کو نکالنے کے لئے مجبوراً انہیں یہ بلند ترین چمنی لگانی پڑی ـــــ پھر میجر زارک نے جب چمنی کے درمیان موجود پلیٹوں کے متعلق بتایا تو میں سمجھ گیا کہ ان پلیٹوں پر زرکان اوک ریز کی ہائی پاور کوٹنگ کی گئی ہوگی کیونکہ آرکسم گیس کے مسلسل نکلنے کے دوران صرف زرکان اوک ریز ہی کام کر سکتی ہیں اور کوئی ریز آرکسم گیس کے اندر رہ کر کام نہیں کر سکتیں ـــــ جب میں اسلحہ خانہ گیا تو اس وقت تک میرے ذہن میں یہ آئیڈیا تھا کہ میں میجر زارک کو ختم کر کے اس کا روپ دھار لونگا اور پھر ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس چمنی پر کوئی بم پھینک کر اسے تباہ کر دونگا۔ اس طرح آرکسم گیس ریفائنری میں پھیل جائے گی۔

کیونکہ سطح زمین سے چالیس فٹ تک فضا میں ایتھر اتنی تعداد میں موجود نہیں ہوتا جتنی تعداد میں پچاسی یا نوے فٹ کی بلندی پر موجود ہوتا ہے اور آرکسم کو ضائع کرنے کے لئے ایتھر کی خاص شرح کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اس چمنی کو پچاس فٹ بلند رکھا گیا کیونکہ وہاں ایتھر کی مخصوص مقدار فضا میں موجود ہوتی ہے اور اس کے ساتھ مل کر آرکسم ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن جب یہ چمنی توڑ دی جائے تو ظاہر ہے آرکسم نیچے پھیلے گی۔ وہاں ایتھر کی مخصوص مقدار اسے نہ ملے گی بلکہ اس کی جگہ آکسیجن کی مقدار زیادہ ہوگی اس لئے وہ کسی شعلے کی طرح بھڑک اٹھے گی اس کا رنگ تیز نارنجی ہوگا اور جب آکسیجن کے ساتھ مل کر یہ بھڑکے گی تو پوری ریفائنری کے اوپر موجود مشینری اور انسان اور تمام تر تنصیبات اس کی خوفناک آگ میں جل کر راکھ ہو جائیں گے اس تیز نارنجی رنگ کی آگ کے بڑے شعلے میں آسمانی بجلی سے بھی زیادہ طاقت ہوتی ہے لیکن اس طرح آئل ریفائنری کا اوپر والا حصہ تو تباہ ہو جائے گا لیکن اصل ورکنگ پلانٹ ویسے ہی قائم رہتا اور یہی ورکنگ پلانٹ ہی اس ریفائنری کا دل ہے۔ باقی تنصیبات تو بنائی جا سکتی ہیں لیکن یہ ورکنگ پلانٹ شائد دوبارہ نہ بن سکے اور اگر بنایا بھی گیا تو میرے خیال میں دنیا بھر میں موجود یہودیوں کو مل کر اپنی آدھی سے زیادہ دولت خرچ کرنی پڑے گی لیکن کچھ نہ ہونے سے یہی ہو جاتا تو بہرحال بہتر تھا۔ لیکن پھر مجھے اسلحہ خانے میں وہ الفاک ریز کے دو کیپسول نظر آ گئے۔ چنانچہ میں نے فوراً ہی ایک اور فیصلہ کر لیا۔ الفاک ریز ایک مخصوص ریز ہوتی ہے جنہیں جب ڈی چارج کیا جاتا ہے تو

وہ خوفناک تباہی پھیلا دیتی ہیں. لیکن یہ ان کا عام استعمال ہے اور میجر زارک بتا رہا تھا کہ یہ اس کے استاد کی ایجاد ہے اس لئے اس نے انہیں وہاں تبرک کے طور پر رکھا ہوا تھا۔ اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس کا استاد میرا بھی استاد رہ چکا ہے اور الفاک ریز پر میں نے ان کے ساتھ مل کر چھ سال تک مسلسل ریسرچ کی تھی اور یہ الفاک ریز بم بھی میرے ہی تخلیق کردہ آئیڈیے پر مبنی ہے ——— بہرحال مجھے الفاک ریز کے دیگر استعمال کا بخوبی علم ہے. چنانچہ میں نے الفاک ریز بم پر مشتمل دونوں کیپسول اس چمنی میں ڈال دیئے۔ یہ دونوں بم زرکان اوک ریز والی پلیٹ پر جا کر اس طرح چپک جائیں گے جس طرح لوہا مقناطیس سے چمٹتا ہے اور پھر مسلسل آرکسم گیس اس کے چاروں طرف سے گذرتی رہے گی ——— اب صورت حال یہ ہے کہ اگر ڈیڑھ گھنٹے تک یہ گیس اس سے گذرتی رہے اور ساتھ ہی زرکان اوک ریز بھی اس کا احاطہ کئے رکھیں تو انہیں خصوصی طور پر ڈی چارج کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ الفاک ریز زرکان اوک ریز اور آرکسم گیس تینوں اگر بیک وقت مل جائیں تو ان تینوں کے ملنے سے جو ریز پیدا ہوں گی وہ بیک وقت عموداً نیچے اور دائیں بائیں پلک جھپکنے میں پھیلیں گی اور یہ ریز اس قدر طاقت ور ہونگی کہ یوں سمجھیں کہ جیسے ایک سو ہائیڈروجن بم بیک وقت پھٹ جائیں چنانچہ میں نے فوراً اس آئیڈیے پر کام کیا۔ صدیقی صاحب فوراً ہی میرے اشارے کو سمجھ کر میجر زارک کو آگے لے گئے اور میں نے دونوں کیپسول جس ڈبی میں بند تھے وہ اٹھا کر جیب میں ڈال لی۔ پھر میں نے جیب کے اندر ہی ڈبی کھول کر دونوں کیپسول مٹھی میں بند کر لئے اور ہیلی کاپٹر

پر سوار ہو کر میں نے یہ کیپسول چمنی کے اندر اس کی سائیڈوں سے اندر پھینک دیئے اس طرح دونوں کیپسول درمیان میں موجود پلیٹ سے چپک گئے اور ان کے گرد آرکسم گیس ٹکراتی ہوئی اوپر کو نکلنے لگ گئی لیکن ابھی ایک اہم پوائنٹ اور تھا اور وہ یہ کہ تینوں گیسیں کیسے ملیں اس کا آئیڈیا بھی میرے ذہن میں تھا۔ اگر ورکنگ پلانٹ سے نکلنے والی گیس کو صرف ایک سیکنڈ کے لئے روک دیا جائے تو دونوں کیپسول ڈی چارج ہو جائیں گے. ایک سیکنڈ بعد جیسے ہی گیس دوبارہ اوپر جائے گی اور ان سے ٹکرائے گی تینوں مل جائیں گی. اس کے لئے بھی فائل میں ایک اشارہ موجود تھا کہ کسی بھی لمحے انتہائی ایمرجنسی میں ایک خصوصی نمبر کے تحت مین ورکنگ پلانٹ کے روبوٹ کو ہدایت دی جا سکتی ہے کہ وہ کسی مخصوص وقت میں مخصوص وقت کے لئے گیس کو روک سکتا ہے۔ یہ گیس روکنے کا زیادہ سے زیادہ وقت صرف پانچ سیکنڈ ہو سکتا ہے۔ یہ بھی اس لئے رکھا گیا ہے کہ کسی بھی مشین کی خرابی کو پانچ سیکنڈ کے اندر اندر ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ میں نے یہی سوچا تھا کہ ریفائنری سے باہر جا کر پبلک فون بوتھ سے ریفائنری کی ایکس چینج سے یہ خصوصی نمبر حاصل کر کے براہ راست روبوٹ کو کال کر کے ہدایت دے دوں گا۔ لیکن یہاں وقت کا بھی مسئلہ موجود تھا کیونکہ روبوٹ کو یہ ہدایت زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پہلے دی جا سکتی ہے کہ وہ ایک گھنٹے بعد کتنے سیکنڈز کے لئے گیس کو روکے۔ چنانچہ میرے ذہن میں یہ تھا کہ میں لیبارٹری سے آدھے گھنٹے کے اندر اندر اس چوک تک جہاں پبلک فون بوتھ ہے پہنچ بھی جاؤں گا اور مجھے اتنا وقت بھی مل جائے گا کہ میں ایکس چینج آپریٹر سے نمبر ملوا کر روبوٹ کو ایک گھنٹے کی

ہدایت دے سکوں گا۔ یہ سارا کچھ تو ہو گیا لیکن جب میں فون بوتھ پر پہنچا تو پہلی بار مجھے احساس ہوا کہ معاملہ ختم ہو گیا ہے۔ آئل ریفائنری اس سب کچھ کے باوجود تباہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ فون کے لئے سکے درکار تھے اور سکے میری جیب میں نہ تھے اور سکوں والی بات میرے ذہن میں بھی نہ آئی تھی۔ لیکن اس وقت صدیقی صاحب نے کام دکھایا۔ انہوں نے شاید ایمرجنسی میٹ کرنے کے لئے پہلے سے ہی کافی سارے سکے جیب کے خانے میں رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ سکے انہوں نے مجھے دیئے اور پھر ان کی وجہ سے کال بھی ہو گئی اور روبوٹ کو ہدایت بھی مل گئی۔ روبوٹ کے کوڈ میں ون ڈاؤن کا مطلب ایک گھنٹہ ہے۔ چنانچہ کال سے ٹھیک ایک گھنٹے بعد وہ ایک سیکنڈ کے لئے گیس روک دے گا اور ایک سیکنڈ کے بعد جب دوبارہ گیس چلے گی تو اس کے ساتھ ہی پوری ریفائنری مع ورکنگ پلانٹ کے بھک سے اڑ جائے گی۔۔۔ صدر کو میں نے اس لئے عمران صاحب کے لہجے میں بات کر کے پیغام دیا ہے کہ صدر، عمران صاحب کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف ہیں اس لئے وہ لازماً وہاں موجود افراد سے ریفائنری ضرور خالی کرا لیں گے اس طرح بے گناہ افراد ہلاکت سے بچ جائیں گے"۔۔۔ ٹائیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور صدیقی اور ابو قحافہ دونوں ٹائیگر کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے انہیں ٹائیگر کی باتوں پر کسی طرح یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

"مجھے یقین ہے کہ آپ حضرات کو یقین نہ آ رہا ہو گا۔ کیونکہ کوئی تصور ہی نہیں کر سکتا کہ اس طرح بھی یہ ناقابل تسخیر ریفائنری تسخیر ہو سکتی ہے۔

لیکن اب صرف دس منٹ باقی رہ گئے ہیں۔۔۔ دس منٹ بعد آپ کو یقین آ جائے گا"۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں معلوم کرتا ہوں۔ اگر واقعی ایسا ہو جاتا ہے تو میرے خیال میں یہ اس صدی کا سب سے بڑا واقعہ ہو گا"۔۔۔ ابو قحافہ نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے ملحقہ کمرے کی طرف دوڑتا گیا۔

"جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر واقعی ایسا ہے تو پھر سائنس میں تم تو عمران سے بھی دو قدم آگے ہو۔۔۔ حالانکہ جہاں تک میں تمہیں جانتا ہوں، تم صرف لڑنا بھڑنا جانتے ہو اور بس۔۔۔ لیکن یہ ریز۔ یہ گیسیں۔ پھر الفاک ریزم پر تجربے۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔۔۔ صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔۔۔ آپ سمیت پاکیشیا میں سارے لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ میں بس ایک اچھا لڑنے والا مجرم ٹائپ آدمی ہوں لیکن صرف عمران صاحب جانتے ہیں کہ میں کیا تھا اور اب کیا بن گیا ہوں۔ اصل بات میں بتاتا ہوں۔۔۔ میں نے واقعی گیس اور ریز کے مضمون میں سپیشلائز کیا ہوا ہے اور میں ایکریمیا کی دفاعی اور جنگی لیبارٹریوں میں ایک سائنسدان کے طور پر کام کرتا رہا ہوں اور میرا یہ شوق اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ایکریمیا کے اس مضمون کے سارے بڑے سے بڑے سائنسدان اس فیلڈ میں میری ذہانت اور قابلیت کے معترف تھے۔ لیکن پھر میرے ساتھ ایک حادثہ ہو گیا۔۔۔ مخصوص ریز کے ایک تجربے کے دوران اچانک ایک غلطی کی وجہ سے ریز ڈی چارج ہو گئیں اور میں ان کی زد میں آ گیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ میرے پورے اعصاب

درہم برہم ہو گئے ۔ مجھے اس طرح مسلسل جھٹکے لگنے لگ گئے جیسے تشنج کا دورہ پڑتا ہے ۔ پوری دنیا کے ماہر ترین ڈاکٹروں نے میرا علاج کیا ۔ لیکن کوئی بھی مجھے درست نہ کر سکا ۔ کسی کے پاس کوئی علاج ہی نہ تھا ۔ چنانچہ میں ایک لحاظ سے زندہ لاش بن کر رہ گیا ——— میرا جسم مسلسل جھٹکے لیتا رہتا ۔ ایسے جیسے میرے اعصاب میں لاکھوں وولٹیج کا کرنٹ مسلسل دوڑ رہا ہو ۔ لیکن میرا ذہن کام کرتا تھا ۔ چنانچہ میں صرف سائنس کی باتیں کرنے تک ہی محدود رہ گیا ——— پھر میری قسمت کی یاوری کہ ایکریمیا میں سائنس کی ایک بین الاقوامی نمائش کے دوران میں نے اپنے ایک دوست کے ساتھ ایک تھیوری پر بحث شروع کر دی ۔ وہاں عمران صاحب بھی اتفاق سے موجود تھے ۔ انہوں نے میری تھیوری کو غلط کہہ دیا ۔ یہ میرے لئے ایسی بات تھی کہ جیسے کسی پی ۔ ایچ ۔ ڈی کو کوئی پرائمری پاس لڑکا ٹوک دے کر آپ غلط کہہ رہے ہیں ۔ چنانچہ میں نے اس تھیوری کے بارے میں عمران صاحب کو چیلنج کر دیا ——— عمران صاحب ٹالنے لگے ۔ لیکن میں نے انہیں گھیر لیا اور پھر مجبوراً عمران صاحب نے وضاحت سے بات شروع کی اور یقین کیجئے انہوں نے میری تھیوری کے بخیئے اُدھیڑ کر رکھ دیئے ——— یہ میرے لئے اتنا بڑا صدمہ تھا کہ میں حقیقتاً بیہوش ہو گیا اور جب مجھے ہوش آیا تو میں ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھا ۔ یہ عمران صاحب کا کمرہ تھا ۔ انہیں شاید میرے بیہوش ہو جانے سے میرے صدمے کا احساس ہو گیا تھا اور اس طرح وہ یہ سمجھ گئے کہ میں اس معاملے میں کس قدر جنونی واقع ہوا ہوں ۔ اس لئے وہ مجھے اپنے کمرے میں لے آئے تاکہ ہوش میں آنے کے بعد وہ اس تھیوری کے بارے میں مزید وضاحت کر کے مجھے

صحیح راستے پر لگا دیں اور انہوں نے ایسا ہی کیا ۔ انہوں نے مجھے جو لائنیں بتائیں ان پر کام کر کے میں واقعی اس تھیوری کو درست کر سکتا تھا ۔ لیکن جب میں نے انہیں بتایا کہ ان ریز کی وجہ سے میں اب کام کرنے سے معذور ہو گیا ہوں اور دنیا بھر کے ڈاکٹر میرا علاج نہیں کر سکے تو عمران صاحب بے اختیار ہنس پڑے اور پھر پتہ ہے انہوں نے کیا کیا ——— انہوں نے ایک ہاتھ سے میری ناک کی جڑ کو چٹکی سے پکڑا اور دوسرے ہاتھ کی انگلی کو موڑ کر میری گردن کی پشت پر زور سے تین بار مارا اور پھر ہاتھ چھوڑ دیئے ——— صدیقی صاحب ! آپ یقین کریں جس مرض کا علاج پوری دنیا کے قابل ترین ڈاکٹر نہ کر سکے تھے عمران صاحب نے صرف تین بار انگلی کا ہک مار کر مجھے ٹھیک کر دیا ۔ میں بالکل ٹھیک ہو گیا تھا اور پھر میں نے عمران صاحب کے پیر پکڑ لئے ——— عمران صاحب نے مجھے بتایا کہ ان ریز کا اثر حرام مغز کی ایک مخصوص رگ کو بلاک کر دیتا ہے اور اس بلاکنگ کی وجہ سے میرے اعصاب کو مسلسل جھٹکے لگتے تھے انہوں نے یہ بلاکنگ ختم کر دی ہے اور میں ٹھیک ہو گیا ہوں ۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے مجھے یہ بتا دیا کہ طویل عرصے تک بلاکنگ کی وجہ سے یہ رگ خاصی کمزور ہو گئی ہے اس لئے اگر دوبارہ اس پر کسی زہریلی گیس یا شعاع کا اثر ہوا تو پھر میں ہمیشہ کے لئے قطعی معذور ہو کر رہ جاؤں گا ۔ البتہ اعصاب کو تقویت دینے کے لئے انہوں نے مجھے مخصوص ورزشیں کرنے کی ہدایت کی اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب میں اس میدان کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دوں گا ۔ کیونکہ میں قطعی معذور نہ ہونا چاہتا تھا ۔ چنانچہ میں عمران صاحب کے پیچھے پاکیشیا آ گیا ۔ یہاں آ کر مجھے عمران صاحب

کی اصل حیثیت کا علم ہوا تو میں نے ان کی منت شروع کر دی کہ وہ مجھے بھی اپنی والی فیلڈ میں رکھ لیں ——— میری بے پناہ منت وزاری کے بعد قدرت نے عمران صاحب کے دل میں میرے لئے رحم ڈال دیا اور عمران صاحب مجھے مارشل آرٹ کی تربیت دینے پر رضامند ہو گئے کیونکہ اس طرح میرے اعصاب بھی مکمل طور پر درست ہو سکتے تھے۔ انہوں نے مجھے تین سال تک مسلسل تربیت دی اور ان کی تربیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرے اعصاب نہ صرف انتہائی طاقتور ہو گئے بلکہ میں مارشل آرٹ، نشانہ بازی اور اس طرح کے دوسرے کاموں میں بے پناہ ماہر ہو گیا ——— عمران صاحب چونکہ خود بھی سیکرٹ سروس کے ممبر نہ تھے اور سیکرٹ سروس کے چیف کو بھی مجبور نہ کر سکتے تھے کہ وہ مجھے سیکرٹ سروس میں شامل کر لیں۔ اس لئے انہوں نے مجھے ذاتی اسسٹنٹ بنا لیا۔ اس طرح میری زندگی کا یہ نیا دور شروع ہوا جو آپ کے سامنے ہے" ——— ٹائیگر نے اپنے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ——— حیرت ہے ——— ہم تو آج تک یہی سمجھتے آتے تھے کہ تم کوئی بگڑے ہوئے مجرم تھے جسے عمران نے ٹھونک پیٹ کر سیدھا کر لیا۔ کیونکہ وہ اکثر ایسے کام کرتا رہتا ہے۔ بے شمار لوگوں کو اس نے بری راہ سے نکال کر صحیح لائنوں پر لگانے میں مدد کی ہے۔ لیکن کم از کم میرے تو یہ تصور میں بھی نہ تھا کہ تم اتنے بڑے سائنسدان بھی ہو سکتے ہو ——— یہ ٹائیگر نام عمران نے رکھا ہو گا ——— تمہارا اصل نام کیا ہے" ——— صدیقی نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"جب میں نے سائنس کا فیلڈ چھوڑا تو ساتھ ہی اس فیلڈ سے

منسلک نام بھی چھوڑ دیا۔ کیونکہ آج بھی اس نام کی اس فیلڈ میں شہرت موجود ہے ——— آج بھی گیس اور ریز فیلڈ کی کتابوں میں عبدالعلی کا نام ریفرنس کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ میں نے اس فیلڈ کو چھوڑنے کے بعد بظاہر سب کچھ بھلا دیا ہے" ——— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا نام عبدالعلی ہے" ——— صدیقی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تھا کہیے ——— اب تو ٹائیگر ہے" ——— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور صدیقی نے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے ملحقہ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ابو محافہ کسی جن کی طرح نمودار ہوا۔ اس کا چہرہ شدتِ جذبات سے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔

"ویل ڈن ——— ویل ڈن ——— تباہ ہو گئی آئل ریفائنری تباہ ہو گئی۔ اسرائیل کی ناقابلِ تسخیر ریفائنری تباہ ہو گئی ——— اوہ ——— اوہ! ——— میں سوچ بھی نہ سکتا تھا ——— اوہ! ——— پوری دنیا کے یہودی اس تباہی پر صدیوں ماتم کرتے رہیں گے ——— ویل ڈن" ——— ابو محافہ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ اس طرح ٹائیگر سے لپٹ گیا جیسے کسی بچے کو اس کا سب سے پسندیدہ کھلونا مل جائے تو وہ اپنے باپ سے انتہائی مسرت کے عالم میں لپٹ جاتا ہے۔

"ارے ارے ——— یہ کارنامہ صدیقی صاحب نے انجام دیا ہے" ——— ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خواہ مخواہ میں نے سرانجام دیا ہے ——— مجھے تو الف ب کا بھی علم

نہ ہوا تھا"۔۔۔۔۔ صدیقی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر بھی ریفائنری کی تباہی کی خبر سن مسرت تمتما اٹھی تھی اور آنکھوں میں ٹائیگر کے لئے انتہائی تحسین کے آثار اُبھر آئے تھے۔

"ارے آپ اگر اس وقت وہ سکے نہ دے دیتے تو کچھ بھی نہ ہوتا"۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صدیقی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

عمران بڑے اطمینان سے جیپ چلاتا ہوا قصبہ شاکام سے تقریباً پانچ میل دُور مشرق کی طرف موجود ایک اور قصبے یوسفیہ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ یوسفیہ کی طرف جانے والی سڑک ناپختہ اور انتہائی غیر ہموار تھی اس لئے جیپ بار بار اس طرح اچھل رہی تھی جیسے وہ جیپ کی بجائے ربڑ کی کوئی گیند ہو جسے بچے زمین پر مارتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے ہوں لیکن جیپ کے اس بُری طرح اچھلنے کے باوجود عمران اس طرح اطمینان سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جیسے وہ اس بُری طرح اچھلتی ہوئی جیپ کی بجائے کسی جیٹ جہاز میں بیٹھا سفر کر رہا ہو۔ اس کا جسم جیپ کے ساتھ ساتھ ضرور اچھلتا لیکن اس کے چہرے اور حرکات سے قطعی اطمینان کا اظہار ہو رہا تھا۔

اس وقت عمران کے چہرے پر سُرخ رنگ کی بڑی بڑی مونچھیں موجود تھیں۔ مونچھوں کے ساتھ ساتھ اس کی بھنویں اور پلکیں بھی گہرے سرخ

رنگ میں رنگی ہوئی تھیں۔ سر کے بال تو ایک طرف اس کے ہاتھوں کی پشت پر موجود روئیں تک بھی گہری سرخ تھیں اور ان گہرے سرخ بالوں کی وجہ سے اس کی شخصیت میں ایک عجیب سا تاثر پیدا ہو گیا تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ انتہائی تیز سرخ رنگ کے ڈھیر میں سے ابھی ابھی نکل کر آ رہا ہو۔ اس کے جسم پر براؤن رنگ کا سوٹ تھا اور سوٹ کی حالت دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ شاید یہ سوٹ کئی صدیوں سے کسی مشکے میں رکھا رہا ہے اور اب عمران نے اسے مشکے سے نکال کر پہن لیا ہے۔ بری طرح تڑے مڑے ہوئے اس سوٹ پر اتنی سلوٹیں تھیں کہ شاید اتنی سلوٹیں ایک ہزار انتہائی بوڑھے افراد کے چہروں کو ملا کر بھی پوری نہ ہو سکیں۔

جیپ اسی طرح اچھلتی کودتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی کہ دور سے کھجوروں کے جھنڈ نظر آنے لگ گئے اور عمران سمجھ گیا کہ یہی قصبہ یوسفیہ ہے۔ اس نے رفتار اور بڑھا دی اور اس کے ساتھ ہی جیپ بھی اور زیادہ رفتار سے اچھلنے لگی اور اب عمران جیپ کے ساتھ ساتھ اس طرح اچھل رہا تھا جیسے وہ سپین کے اس مشہور کھیل میں حصہ لے رہا ہو جس میں کھلاڑی انتہائی وحشی سانڈ کی کمر پر بیٹھ کر اسے دوڑانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس وحشی سانڈ کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ اچھل اچھل کر اپنے سوار کو نیچے گرا دے۔ لیکن پھر ایک موڑ مڑتے ہی یکلخت وہ سڑک ایک اور راستے سے جا کر مل گئی اور اس راستے پر چڑھتے ہی جیپ اس طرح دوڑنے لگی جیسے کبھی اچھلی ہی نہ ہو۔ تھوڑی دیر بعد قصبے کی حدود شروع ہو گئی۔ یہاں کچے پکے مکانات ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔

درمیان میں ایک بازار تھا۔

عمران سیدھا جیپ اس بازار کی طرف لے گیا اور اس نے جب جیپ اس بازار میں جا کر روکی تو وہاں موجود تقریباً ہر شخص رک کر اس کے سرخ و سفید چہرے۔ بالوں اور اس کے انتہائی رٹ زدہ سوٹ کو دلچسپی سے دیکھنے لگا۔

عمران نے جیپ سے اترتے ہی اپنے جسم کو اس طرح تروڑنا مروڑنا شروع کر دیا جیسے بڑ ہیپر کا بنا ہوا میجک مین انسانی ہتھیلی پر آتے ہی بری طرح تڑنا مڑنا شروع ہو جاتا ہے۔

"کون ہیں آپ ___ اور یہ کیا کر رہے ہیں" ___ ایک نوجوان سے نہ رہا گیا تو اس نے آخر کار آگے بڑھ کر عمران سے پوچھ لیا۔

"سپرنگ سیدھے کر رہا ہوں" ___ عمران نے اسی طرح مڑتے تڑتے ہوئے جواب دیا۔

"سپرنگ ___ کہاں ہیں سپرنگ" ___؟ اس نوجوان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس نوجوان کو باتیں کرتے دیکھ کر باقی افراد بھی اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ وہ سب اس طرح دلچسپی سے دیکھ رہے تھے جیسے بچے کسی شعبدہ باز کے کمالات دیکھتے ہیں۔

"تمہیں میرے جسم کے اندر دکھائی دیتا ہے" ___؟ عمران نے اس بار سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جسم کے اندر ___ نہیں" ___ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر تمہیں سپرنگ کیسے دکھائی دے سکتے ہیں ___ ویسے حکیم ابوالخیر

کا مشورہ ہے کہ تم سُرمہ نورِ نظر جانِ پدر آنکھوں میں لگایا کرو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس بار نوجوان کے ساتھ ساتھ وہاں پر موجود کئی افراد بے اختیار ہنس پڑے۔

"تو آپ کا نام حکیم ابوالخیر ہے اور آپ کے جسم میں سپرنگ ہیں"۔ اس بار نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس بات کا اندازہ بھی مجھے یہاں آکر ہوا ہے۔ اگر سپرنگ نہ ہوتے تو آصفیہ سے یوسفیہ کی سڑک تک سفر کرتے ہوئے مجھے شاید ایک سو پچپن بار ہڈیاں جوڑنے والے کسی ماہر کو تلاش کرنا پڑتا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس بار واقعی قصبے کی فضا زوردار قہقہوں سے گونج اٹھی اور اس بار نوجوان اس کی بات سُن کر چونک پڑا۔

"اوہ اچھا ——— واقعی یہ تو انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ آپ آصفیہ سے یہاں تک بغیر ٹوٹ پھوٹ کے پہنچ گئے ہیں" ——— اس نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"حیرت انگیز ہے ناں ——— بس ٹھیک ہے کھیل ختم پیسہ ہضم۔ ویسے یہ میری ہی دوا کا اثر ہے کہ ہمیشہ پیسہ ہضم ہو جاتا ہے۔ ورنہ تم خود سوچو کہ پیسہ بھلا کیسے ہضم ہو سکتا ہے" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اچھا ——— واہ! پھر تو بہت اچھی دوا ہوئی ——— میرا نام واصف ہے اور میں سردار ابوالحکیم کا بیٹا ہوں" ——— اس نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ابوالحکیم ——— یعنی حکیم کا باپ اور تم اس کے بیٹے ——— اوہ! پھر تو تم حکیم ہوتے یعنی حکیم واصف ——— یہ ہوئی ناں بات ——— لیکن تم حکیم ابوالخیر کے پائے کے حکیم نہیں ہو سکتے ——— ہاں! البتہ پائے کی بجائے پھیپھڑے، جگر کے بن جاؤ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ——— عمران نے کہا اور واصف ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"آپ بے حد دلچسپ آدمی ہیں حکیم ابوالخیر صاحب! ——— آیئے میرے ساتھ۔ ڈیرے پر چلتے ہیں" ——— واصف نے اس بار پوری دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کروں گا ڈیرے پر جا کر، جہاں حکیم کے ساتھ ساتھ حکیم کا باپ بھی موجود ہو تو وہاں کوئی مریض کہاں موجود ہو گا ——— اور جہاں مریض ہی موجود نہ ہو تو وہاں حکیم ابوالخیر کی پڑیا کون خریدے گا" ——— عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے فکر مت کریں ——— آپ جیسے حکیم کے لئے یہاں بڑا سکوپ ہے۔ آیئے" ——— واصف نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس طرح عمران کا ہاتھ پکڑ کر ڈیرے کی طرف چل پڑا جیسے بڑے کسی بچے کو کھینچ کر اسکول لے جاتے ہیں۔ باقی افراد ہنستے مسکراتے ہوئے اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

ڈیرہ اس بازار سے ذرا ہٹ کر ایک پختہ اور خاصا وسیع مکان تھا۔ وہاں صحن میں بہت سی کرسیاں موجود تھیں لیکن وہاں آدمی کوئی موجود نہ تھا۔

"ارے ——— میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہاں کوئی مریض نہیں ہو سکتا۔

بھلا حکیم کے باپ کے ہوتے ہوئے مریض اصلی گھر یعنی قبرستان ہی جا سکتا ہے“ ــــ عمران نے ڈیرے میں داخل ہوتے ہی منہ بناتے ہوئے کہا۔

”پہلے بیٹھ تو جائیے“ ــــ واصف نے اس بار قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اگر میں بیٹھ گیا تو پھر کوئی بھی کھڑا نہ رہ سکے گا ــــ یہ سوچ لو“ ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اطمینان سے ایک کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس نے اس قدر طویل اور تھکا دینے والا سفر صرف یہاں بیٹھنے کے لئے ہی طے کیا ہو۔

”اب بتائیے کہ کس مرض کی پڑیا ہے آپ کے پاس! ــــ تاکہ میں اس مرض کا مریض ڈھونڈ لاؤں“ ــــ واصف نے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ایک مرض ہوتا ہے سنگر ہنی ــــ طب کی کتابوں میں تو اس مرض کے بارے میں کچھ اور لکھا ہوا ہے۔ لیکن میری تحقیق کے مطابق یہ ہنی یعنی شہد زبان پر لگا کر گانے والے کو کہتے ہیں“ ــــ عمران نے سنگر ہنی کو انگریزی الفاظ میں تبدیل کر کے اس کا معنی بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ! اچھا ایک منٹ ــــ میں معلوم کرتا ہوں“ ــــ واصف نے جھٹکے لے کر اٹھتے ہوئے کہا اور وہ تیزی سے اس مکان کے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا اور عمران مزے سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر اسے اس طرح ہلانے لگا جیسے نشست کا صحیح لطف لے رہا ہو۔

تھوڑی دیر بعد واصف واپس آیا اور آکر عمران کے سامنے بیٹھ گیا۔

”آپ کی حالت دیکھ کر تو مجھے یقین ہی نہیں آ رہا کہ ابو قحافہ نے واقعی آپ کو بھیجا ہے۔ اس نے مجھے آپ کے متعلق اتنی سخت ہدایات دی تھیں کہ میں سمجھ رہا تھا کہ نجانے کون آ رہا ہے“ ــــ واصف نے کرسی پر بیٹھتے ہی ایک بار پھر غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”مجھے ابو قحافہ نے بتایا تھا کہ واصف ایک بھولے بھالے سیدھے سادھے معصوم اور سادہ لوح بچے کا نام ہے جس کے ابھی دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے۔ لیکن تم تو ماشاءاللہ عقل بند سوری عقل مند۔ گھڑ سیانے گرگ باراں دیدہ ــ دیدہ کے بود مانند شنیدہ قسم کے بوڑھے ہو“ عمران کی زبان چل پڑی تو ظاہر ہے آسانی سے کہاں رکتی تھی اور واصف کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

”میں سمجھ گیا۔ آپ مجھ پر طنز کر رہے ہیں۔ لیکن میری سمجھ میں واقعی یہ سارا چکر نہیں آیا ــــ یوسفیہ میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے جس کے لئے آپ کو اتنے لمبے چوڑے قسم کے کوڈ استعمال کرنے پڑیں۔ ویسے بھی لوگ یہاں اکثر آتے جاتے رہتے ہیں اور کوئی ان پر شک نہیں کرتا۔ لیکن آپ کے سلسلے میں جو کوڈ بتائے گئے تھے اور جو پُراسرار انداز اختیار کیا گیا تھا وہ واقعی میرے لئے انتہائی حیرت انگیز ہے“ ــــ واصف نے ہنستے ہوئے کہا۔

”وہ شہد لگا کر گانے والے کا گانا ختم ہوا ہے یا ابھی مجھے مزید انتظار کرنا پڑے گا“ ــــ عمران نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

”میں نے اسے کہہ دیا ہے۔ وہ آ رہا ہو گا“ ــــ واصف نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، ڈیرے کا بیرونی دروازہ کھلا اور

ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ بوڑھا ضرور تھا لیکن اس کے چہرے پر موجود سرخی اور اس کے جسم کی بناوٹ جوانوں کو بھی مات کرتی تھی اس نے مخصوص قسم کا لباس پہنا ہوا تھا۔

"حکیم نشطور ——— اس پورے علاقے کے سب سے معروف حکیم ——— اور حکیم نشطور! ——— یہ میرے دوست ہیں حکیم ابوالخیر ——— آصفیہ سے خاص طور پر آپ سے ملنے یہاں آئے ہیں" ——— اس نوجوان بوڑھے کے اندر داخل ہوتے ہی واصف نے کرسی سے اٹھتے ہوئے عمران اور اس آنے والے کا ایک دوسرے سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"حکیم ابوالخیر ——— آپ کا نام تو میں نے پہلے کبھی نہیں سنا" ——— حکیم نشطور نے حیرت بھرے انداز میں کہا اور عمران نے مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"حکیم لقمان کا تو نام سنا ہوگا جس کے پاس وہم کی دوا نہیں ہوتی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حکیم لقمان ——— وہم کی دوا ——— اوہ اچھا! خاصے خوش مذاق آدمی ہیں آپ" ——— حکیم نشطور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ میرا شاگرد ہے اور جس طرح بلی نے شیر کو سارے داؤ تو بتا دیئے لیکن ایک داؤ اپنے پاس محفوظ رکھا تھا۔ اس طرح میں نے حکیم لقمان کو تو ساری حکمت سکھا دی تھی لیکن وہم کا علاج اپنے پاس محفوظ رکھا تھا اور مجھے واصف نے بتایا تھا کہ آجکل حکیم نشطور صاحب وہم کا علاج ڈھونڈتے پھر رہے ہیں کسی پروفیسر پامیل کی اکلوتی صاحبزادی کے لئے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور حکیم نشطور عمران کا یہ فقرہ سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ! ——— آپ کو کیسے علم ہوا کہ پروفیسر پامیل کی صاحبزادی کو وہم کی بیماری ہے" ——— حکیم نشطور نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو کیا آپ نے اس کی یہی بیماری تشخیص نہیں کی تھی" ——— عمران نے کہا۔

"بالکل کی تھی اور اب بھی میں یہی کہتا ہوں کہ پروفیسر پامیل کی بیٹی کوئین کو کوئی بیماری نہیں ہے صرف وہم ہے" ——— حکیم نشطور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر وہم کا علاج آپ نے کیوں نہیں کیا" ——— عمران نے کہا۔

وہم کا علاج ——— وہم کا علاج تو ——— "حکیم نشطور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

حکیم لقمان کے پاس بھی نہیں ہے ——— یہی کہہ رہے تھے آپ۔ لیکن میرے پاس ہے۔ چٹکی بجانے کی بھی نوبت نہ آئے گی۔ بلکہ چٹکی بجانے سے بھی پہلے بیماری دور ہو جائے گی" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ———" حکیم نشطور نے ایسی نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کچھ کہنا چاہا جیسے اسے شک ہی نہ ہو بلکہ یقین ہو گیا ہو کہ عمران کا دماغی توازن درست نہیں ہے۔

"آزمائش شرط ہے" ——— عمران نے اس کا فقرہ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ ویسے ہی کوئین سے ملنا چاہتے ہیں تو اور بات ہے لیکن اسے واقعی کوئی بیماری نہیں ہے صرف وہم ہے" ——— حکیم نشطور

نے اس بار جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کومین سے مل کر کیا کروں گا ——— ہاں! اگر وہ غیر شادی شدہ ہوتی یعنی کومین کی بجائے پرنسز ہوتی تو پھر شاید میں واصف کی سفارش کر دیتا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار خاموش بیٹھا واصف بھی ہنس پڑا۔

"وہ غیر شادی شدہ ہی ہے لیکن اس کا باپ پروفیسر پامیل بیٹی کی حفاظت اس طرح کرتا ہے جیسے مرغی اپنے چوزوں کی کرتی ہے اسے قطعاً کسی سے ملنے کی اجازت نہیں ہے" ——— حکیم نشطور نے کہا۔

"بغیر نبض دیکھے تو حکیم ابوالخیر بھی کوئی علاج تجویز نہیں کر سکتا۔ مجبوری ہے۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ کومین بیشک نہ ملے اور آپ اس کی نبض لے آئیں تو پھر البتہ دوسری بات ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو سیدھی طرح بات کریں کہ آپ پروفیسر پامیل کی بیٹی کا علاج کرنا چاہتے ہیں ——— آپ بے شک اسے دیکھ لیں لیکن آپ کو مایوسی ہوگی اور آپ بھی یقیناً اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ کوئی بیماری نہیں ہے —— لیکن ایک بات پہلے بتا دوں کہ پروفیسر پامیل انتہائی کنجوس آدمی ہے دوسرے لفظوں میں کٹر یہودی ہے۔ وہ ایک دھیلا بھی نہ دے گا۔ اس لئے اگر آپ یہ سمجھ کر آتے ہیں کہ اس طرح آپ پروفیسر پامیل سے فیس حاصل کر سکیں گے تو پھر بہتر یہی ہے کہ آپ یہیں سے واپس چلے جائیں" ——— حکیم نشطور نے قدرے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حکیم نشطور صاحب! ——— میں نے آپ کی بہت تعریفیں سنی ہیں۔

آپ ماہر نبض شناس اور بڑے قابل حکیم ہیں اور تل ابیب میں مشہور ہیں کہ حکیم نشطور اگر صرف نبض پر بھی ہاتھ رکھ دے تو بیماری جان بچا کر فرار ہو جاتی ہے اور شاید آپ کی اسی شہرت کو دیکھ کر پروفیسر پامیل نے اپنی بیٹی کے سلسلے میں آپ سے رجوع کیا۔ لیکن آپ نے جب اسے وہم بتایا تو پروفیسر پامیل نے سارے تل ابیب میں یہ مشہور کر دیا کہ حکیم نشطور کو طب کی الف ب بھی نہیں آتی ——— اور اس کی یہ بات کم از کم میں برداشت نہ کر سکتا تھا کیونکہ طب مسلمانوں کی ایجاد ہے اور کوئی یہودی اگر مسلمانوں کو جاہل کہے تو کم از کم یہ بات میری برداشت سے باہر ہے — پروفیسر پامیل کے مطابق کومین کا سارا جسم یکلخت سرد پڑ جاتا ہے حتیٰ کہ آنکھیں تک ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ اس کا پورا جسم لکڑی کے تختے کی طرح اکڑ جاتا ہے ——— یہی بیماری بتاتا ہے ناں پروفیسر پامیل" ——— عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ——— اور واقعی اس نے کومین کا علاج تل ابیب کے بڑے ماہر ڈاکٹروں اور حکیموں سے کرایا ہے حتیٰ کہ وہ اسے ایکریمیا تک لے گیا ہے اور اس کی بیماری کے چرچے پورے تل ابیب میں پھیلے ہوئے ہیں لیکن اسے آج تک آرام نہیں آیا ——— پھر آخر اس نے مجھے علاج کے لئے کہا۔ لیکن میری تشخیص واقعی یہی ہے کہ اسے کوئی بیماری نہیں ہے ——— دراصل کومین ذہنی طور پر انتہائی تخیل پرست لڑکی ہے۔ اس لئے جیسے ہی اس کے ذہن میں کوئی خوفزدہ کرنے والا خیال آتا ہے اس کا جسم خود بخود سرد پڑ جاتا ہے" —— حکیم نشطور نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ لیکن اب اس کا لہجہ بے حد نرم تھا شاید یہ

عمران کی تعریف کا اثر تھا۔
"آپ کی بات درست ہے حکیم صاحب! ــــ لیکن حکیم الوالخیر کی حکمت کہتی ہے کہ یہ واقعی بیماری ہے اور حکیم الوالخیر اس بیماری کو ٹھیک کر سکتا ہے" ــــ عمران نے بڑے چیلنج بھرے انداز میں کہا۔
"ٹھیک ہے ــــ آپ بھی اپنی تسلی کر لیں۔ لیکن ایک بار میں پھر کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ پروفیسر پامیل سے کوئی رقم مل سکتی ہے تو یہ بات ذہن سے نکال دیں" ــــ حکیم نشطور نے کہا۔
"مجھے رقم کی ضرورت تو بہرحال ہے اس سے تو میں انکار نہیں کر سکتا ــــ لیکن میرا وعدہ ہے کہ پروفیسر پامیل سے جو فیس مجھے ملے گی وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"پروفیسر پامیل آپ کو فیس دے گا ــــ وہ تو آپ کو دیکھتے ہی بپھر جائے گا ــــ آپ کو کوئین سے ملانے کے لئے نجانے مجھے آپ کے کتنے قصیدے پڑھنے پڑیں گے" ــــ حکیم نشطور نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔
"چلیں یہ بھی تجربہ کر لیں کہ حکیم الوالخیر پروفیسر پامیل سے فیس کی صورت میں ایک ہزار دینار وصول کرتا ہے یا نہیں۔ اور یہ ایک ہزار دینار آپ کی ملکیت" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"واصف! ــــ ایک بات بتاؤ۔ یہ حکیم صاحب ویسے تو ٹھیک ہیں۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ لیبارٹری میں جانے کے لئے کس قدر خوفناک حفاظتی

انتظامات ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے وہاں جاتے ہی کوئی اور چکر چل پڑے"۔
حکیم نشطور نے عمران کو کوئی جواب دینے کی بجائے واصف سے مخاطب ہو کر کہا۔
"اوہ! ــــ ایسی کوئی بات نہیں حکیم نشطور! ــــ میں انہیں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ بالکل ٹھیک آدمی ہیں اور حکیم نشطور! ایک بات بتا دوں کہ حکیم الوالخیر کو آپ نہیں جانتے۔ لیکن طب کی لائن میں انہیں جادوگر کہا جاتا ہے" ــــ واصف نے عمران کو بڑے انداز میں آنکھوں کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"میں نے بڑے بڑے جادوگر دیکھ رکھے ہیں ــــ بہرحال ٹھیک ہے۔ میں جا کر پروفیسر پامیل سے فون پر بات کرتا ہوں" ــــ حکیم نشطور نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ڈیرے کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔
"یہ چکر کیا ہے حکیم صاحب! ــــ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا" حکیم نشطور کے جانے کے بعد واصف نے کہا۔
"ساری حکمت ہی چکر پر مبنی ہے ــــ سونا بناتے وقت پارے کو چکر دینا پڑتا ہے اور جب تک پارے کو چکر نہ دیا جائے، پارہ قائم نہیں ہوتا ــــ اور جب تک پارہ قائم نہ ہو سونا نہیں بنتا ــــ اور جب تک سونا نہ بنایا جائے حکمت چلتی نہیں ہے" ــــ عمران نے کہا اور واصف کھل کھلا کر ہنس پڑا۔
"پارہ تو چکر لگاتا رہے گا ــــ فی الحال تو آپ نے مجھے چکر میں ڈال دیا ہے۔ بہرحال میں نے تو آپ کی گارنٹی ابو قحافہ کی وجہ سے

دے دی ہے۔ ورنہ میں اتنی بڑی ذمہ داری کبھی نہ اٹھاتا"۔۔۔۔۔ واصف نے کہا۔

"ایک بات بتاؤ۔۔۔۔ کوئین کو دیکھا ہے کبھی تم نے"۔۔۔۔ عمران نے یکلخت سرگوشیانہ لہجے میں پوچھا۔

"کوئین کو۔۔۔ ہاں! کئی بار دیکھا ہے پروفیسر پامیل کے ساتھ۔ کیوں"۔۔۔۔؟ واصف نے چونک کر پوچھا۔

"خوبصورت ہے نا۔۔۔؟" عمران کا لہجہ اسی طرح پُراسرار تھا۔

"خالی خولی خوبصورت ہی نہیں۔۔۔ بلکہ بے حد خوبصورت ہے۔ تو کیا واقعی آپ۔۔۔۔" واصف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میری تو شادی ہو چکی ہے حکمت بی بی کے ساتھ۔۔۔۔ میں تو تمہارے متعلق سوچ رہا تھا۔ اگر تم چاہو تو یقین کرو پروفیسر پامیل خود اپنی بیٹی کا رشتہ لے کر تمہارے والد کے پاس آسکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واصف پھیکی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

"آپ ابھی پروفیسر پامیل سے ملے نہیں ہیں۔ ایک نمبر سنکی اور پاگل ہے"۔۔۔۔ واصف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"حکیم ابوالخیر پاگلوں اور سنکیوں کا علاج کرنا جانتا ہے۔ تم اس بات کی فکر نہ کرو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے حکیم نشطور ڈیرے کے اندرونی حصے سے نکل کر باہر آگیا۔

"میری بات ہو گئی ہے۔ پہلے تو اس نے یکسر انکار کر دیا کیونکہ آجکل کسی خطرے کے پیش نظر حفاظتی انتظامات بے حد سخت کر دیئے گئے ہیں۔۔۔ ریڈ آرمی کا کرنل ولسن پوری ریڈ آرمی سمیت یہاں موجود ہے

لیکن جب میں نے مسلسل تمہاری شان میں قصیدے پڑھے تو آخر کار وہ رضامند ہو گیا ہے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں مزید آدھا گھنٹہ انتظار کرنا پڑے گا کیونکہ پروفیسر پامیل کسی انتہائی خفیہ راستے سے ہمیں اندر لے جانا چاہتا ہے جس کا علم سوائے پروفیسر پامیل کے اور کسی کو نہیں ہے۔ اس کے آدمی آدھے گھنٹے بعد یہاں واصف کے ڈیرے پر پہنچ جائیں گے"۔۔۔۔ حکیم نشطور نے کہا۔

"گڈ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ واقعی کوئین کی طرف سے بے حد پریشان ہے لیکن اب اس کی پریشانی ختم ہو جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کے لئے کافی منگواتا ہوں"۔۔۔۔ واصف نے کہا اور اٹھ کر اندر ڈیرے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ آصفیہ میں رہتے ہیں"۔۔۔۔ حکیم نشطور نے کہا۔

"نہیں!۔۔۔ آصفیہ میں تو ویسے آیا ہوا ہوں۔ وہاں مجھے دراصل معلوم ہوا کہ پروفیسر پامیل نے آپ کے متعلق یہ کہا ہے کہ آپ کو حکمت ہی نہیں آتی۔۔۔۔ بس مجھے غصہ آگیا۔ میں نے فوراً یہاں آنے کا فیصلہ کر لیا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"آپ کے خیال میں کوئین کو کیا بیماری ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ حکیم نشطور نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"طب قدیم میں بتاؤں یا طب جدید میں۔۔۔۔ ویسے طب درمیانہ میں بھی بتا سکتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کبھی تو آپ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ میں آپ کو پاگل سمجھنے پر مجبور

ہو جاتا ہوں۔ لیکن آپ کی آنکھوں کی چمک مجھے اس بات پر مجبور کر دیتی ہے کہ میں آپ کو انتہائی ذہین سمجھوں"۔۔۔۔ حکیم نشطور نے کہا۔

"آنکھوں کی چمک کی تو آپ فکر نہ کریں۔ میں سُرمہ فاسفورس لگاتا ہوں آنکھوں میں ۔۔۔ یہ میری اپنی ایجاد ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور حکیم نشطور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کر رہا ہو۔

"ارے ارے یہ سُرمہ بیٹھ کر بھی لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے۔ میں پروفیسر ابامیل سے معذرت کر لونگا۔ لیکن میں آپ کو وہاں نہیں لے جا سکتا ۔۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ پروفیسر ابامیل آپ کے ساتھ ساتھ مجھے بھی گولی سے اڑا دے گا"۔۔۔۔ حکیم نشطور نے تلخ لہجے میں کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"ارے ارے حکیم صاحب !۔۔۔۔ آپ کہاں چل دیئے ۔۔۔۔ میں کافی لے آیا ہوں آپ کے لئے"۔۔۔۔ اسی لمحے ڈیرے کے برآمدے سے واصف کی آواز سنائی دی۔

"حکیم صاحب چہل قدمی فرما رہے ہیں ۔۔۔۔ ویسے یہ چہل قدمی بھی بڑا پُراسرار سا لفظ ہے ۔۔۔ چہل چالیس کو کہتے ہیں اور چہل قدمی کا مطلب ہوا چالیس قدم ۔۔۔ اور چلہ بھی چالیس دنوں کا ہوتا ہے اور چہلم بھی چالیسویں دن ہی ہوتا ہے"۔۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

"واصف !۔۔۔۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ صاحب آخر ہیں کیا چیز۔

میں واقعی بے حد پریشان ہو گیا ہوں"۔۔۔۔ حکیم نشطور نے اس بار ہنستے ہوئے کہا۔ اُسے شائد عمران کی اس چالیس کی گردان نے ہنسنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"ابھی تک یہ اپنے آپ کو نہیں سمجھ سکے ۔۔۔۔ آپ انہیں کیا سمجھیں گے"۔۔۔۔ واصف نے فلسفیانہ انداز میں جواب دے کر بات ٹالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرے میں رکھے ہوئے کافی کے کپ حکیم نشطور اور عمران کی طرف بڑھا دیئے۔

ابھی انہوں نے کافی ختم نہ کی تھی کہ ایک فوجی جیپ ڈیرے کے بیرونی دروازے کے سامنے آکر رُکی اور پھر دو مسلح فوجی اندر داخل ہوئے۔

"حکیم نشطور اور حکیم ابوالخیر صاحب"۔۔۔۔ ایک فوجی نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"میرا نام حکیم نشطور ہے اور یہ ہیں حکیم ابوالخیر"۔۔۔۔ حکیم نشطور نے اُٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلیئے !۔۔۔ پروفیسر صاحب آپ کے منتظر ہیں۔ لیکن آپ کو تلاشی دینا ہو گی ۔۔۔ یہ بھی پروفیسر صاحب کا حکم ہے"۔۔۔۔ اس فوجی نے حکیم نشطور اور عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو تلاشی پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن ایک چیز میں آپ کو نکالنے نہ دوں گا۔ یہ پہلے بتا دوں"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کونسی چیز"۔۔۔۔ ؟ دونوں فوجیوں کے ساتھ ساتھ عمران کی بات سن کر حکیم نشطور اور واصف بھی چونک پڑے۔

"حکمت ۔۔۔۔ یہی میرا سرمایہ ہے۔ کہیں آپ تلاشی کے دوران میرے

دماغ سے حکمت ہی نکال لیں اور میں ابوالخیر کی بجائے ابوالخالی بن کر رہ جاؤں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر فوجی بھی ہنس پڑے۔

"فکر نہ کریں ۔۔ پروفیسر صاحب حکمت نکالنے کے ماہر ہیں"۔۔۔۔ فوجی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے یونیفارم کی جیب سے ایک چپٹا سا آلہ نکالا اور آگے بڑھ کر اس نے اس آلے کو عمران کے سر سے لے کر پیروں تک جسم کے ساتھ گھمانا شروع کر دیا۔ آلے میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکل رہی تھی۔ فوجی نے کافی دیر تک اس آلے کی مدد سے عمران کی تلاشی لی۔ حتیٰ کہ پیر اٹھوا کر جوتے کے تلوے تک کو بھی چیک کیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔ کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے"۔۔۔۔ فوجی نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر وہ حکیم نشطور کی طرف بڑھ گیا۔

"او کے ۔۔ آئیے"۔۔۔۔ فوجی نے حکیم نشطور کی بھی اسی طرح مکمل تلاشی لینے کے بعد آلے کا بٹن آف کر کے اُسے واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"او کے واصف صاحب! ۔۔۔ میرے لئے کھانا تیار کرا رکھیں۔ پروفیسر صاحب تو شاید کھانے کو نہ پوچھیں۔ لیکن کھانا تو بہر حال میں نے کھانا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے واصف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بے فکر رہیں ۔۔ آپ کی واپسی تک کھانا تیار ہوگا"۔۔۔۔ واصف نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران حکیم نشطور کے ساتھ چلتا ہوا ڈیرے سے باہر آیا اور پھر فوجیوں کی جیپ کے عقبی حصے میں اطمینان سے

بیٹھ گیا۔

جیپ تیزی سے مڑی اور پھر پُرسفینہ کی حدود سے نکل کر شمال مشرق کی طرف بڑھنے لگی۔ اس طرف صحرا کا ایک وسیع ٹکڑہ موجود تھا۔ جیپ اس صحرا میں چلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ پھر تقریباً درمیان میں جا کر جیپ ایک ٹیلے کے پاس رک گئی اور ایک فوجی نے نیچے اُتر کر اس ٹیلے کے اندر ہاتھ اس طرح مارا جیسے ریت چیک کر رہا ہو۔ لیکن دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ٹیلے کے ساتھ والی زمین کسی ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی۔ اب اندر جاتی ہوئی سڑک صاف نظر آ رہی تھی۔ فوجی راستہ کھول کر دوبارہ جیپ میں بیٹھ گیا اور جیپ تیزی سے اس سرنگ نما راستے میں داخل ہو کر آگے بڑھتی چلی گئی۔

سرنگ بے حد طویل ثابت ہوئی اور انہیں سرنگ کے اختتام تک پہنچتے پہنچتے دس پندرہ منٹ لگ گئے۔ حکیم نشطور کے چہرے پر بے پناہ حیرت تھی۔ لیکن عمران اس طرح مطمئن بیٹھا ہوا تھا جیسے اُسے اس سرنگ سے کسی قسم کی کوئی دلچسپی ہی نہ ہو۔

سرنگ کے اختتام پر ایک وسیع کمرہ سا تھا۔ وہاں پہنچ کر جیپ رک گئی اور ایک فوجی نیچے اُتر آیا۔

"آئیے حکیم صاحبان"۔۔۔۔ اس فوجی نے کہا اور حکیم نشطور اور عمران دونوں جیپ سے نیچے اُتر آئے۔

وہ فوجی عمران اور حکیم نشطور کو لے کر ایک دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ کراس کر کے وہ جب دوسری طرف پہنچے تو وہاں سے سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک بند راہداری تھی جس کی

سائیڈوں میں کمروں کے دروازے تھے۔ یہ راہداری کراس کر کے وہ ایک اور حصے میں پہنچ گئے۔ یہ حصہ رہائشی فلیٹ کے انداز میں بنا ہوا تھا۔ عمران اور حکیم نشٹلور کو ایک ڈرائینگ روم کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بٹھا دیا گیا۔

"آپ یہاں بیٹھیں!۔۔۔ پروفیسر صاحب ابھی تشریف لاتے ہیں"۔ ایک فوجی نے ان سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ دوسرا فوجی وہیں دروازے کے قریب ہی رک گیا۔

"یہ کیسی لیبارٹری ہے حکیم صاحب!۔۔۔ یہاں تو نہ بوتلیں نظر آتی ہیں نہ عرق نکالنے والا آلہ قرنبیق ۔۔۔ نہ جڑی بوٹیوں کے ڈھیر ۔۔۔ نہ کوئی کھرل نہ کوئی رگڑنے والا۔۔۔ نہ کہیں گائے کے گوبر کے دہکتے ہوتے اُپلے"۔۔۔ عمران نے بڑی حیرت بھری نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا اور اس کی اس بات پر حکیم نشٹلور کے ہونٹ بُری طرح بھینچ گئے جب کہ دروازے کے قریب کھڑا ہوا فوجی بے اختیار ہنس پڑا۔

"حکیم صاحب!۔۔۔ یہ حکمت کی لیبارٹری نہیں ہے۔ سائنسی لیبارٹری ہے۔۔۔ اور جہاں آپ بیٹھے ہیں اس کے عین اوپر یہ لیبارٹری موجود ہے۔ یہ تو پروفیسر صاحب جو اس لیبارٹری کے انچارج ہیں، کا رہائشی حصہ ہے"۔۔۔ فوجی نے اس طرح عمران کو سمجھانا شروع کر دیا جیسے استاد کسی کند ذہن بچے کو سمجھاتا ہے۔

"احمقوں کی سی باتیں مت کرو۔ اس سے بہتر ہے کہ خاموش رہو"۔

حکیم نشٹلور نے دانت پیستے ہوئے انداز میں عمران نے کہا اس کا انداز ایسا تھا۔ جیسے اب اُسے اپنے آپ پر شدید غصہ آ رہا ہو کہ آخر وہ عمران کو یہاں لایا ہی کیوں۔

"سائنسی لیبارٹری!۔۔۔ اوہ پھر تو اس میں سائنس کا عرق نکالا جاتا ہوگا یا پھر سائنس کا ماءاللحم۔۔۔ اوہ! یہ کیسے ممکن ہے۔ ماءاللحم تو گوشت کے پانی کو کہتے ہیں۔۔۔ سائنس کے پانی کو کیا کہتے ہیں حکیم نشٹلور صاحب"۔۔۔ عمران نے دچنے والے انداز میں کہا۔

"تم خاموش نہیں بیٹھ سکتے"۔۔۔ حکیم نشٹلور نے اُسے بری طرح جھاڑ دیا۔

"ارے ہاں!۔۔۔ ٹھیک ہے یاد آگیا۔ سائنس اللحم۔۔۔ ویسے حکیم نشٹلور صاحب!۔۔۔ جب کسی کو کسی سوال کا جواب نہ آتا ہو تو وہ ہمیشہ پوچھنے والے کو اسی طرح جھاڑ کر اپنی کم علمی کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔ اس فوجی صاحب نے اب باہر جا کر یہ تو نہیں بتانا کہ حکیم نشٹلور جیسے فاضل اجل کو سائنس کے پانی کا نام ہی نہیں آتا"۔۔۔ عمران نے حکیم نشٹلور کو اور زیادہ چڑاتے ہوئے کہا۔ اور حکیم نشٹلور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ غصے سے اس کا چہرہ اور بھی زیادہ سُرخ ہو گیا تھا۔ لیکن اسی لمحے دروازے سے ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر بال تو خیر تھے ہی نہیں۔ البتہ سائیڈوں پر موجود چند بال، پلکیں، بھنویں بالکل سفید تھیں۔ چہرے پر اس قدر جھریاں تھیں کہ جیسے چہرہ نہ ہو کوئی گراموفون ریکارڈ ہو۔ لیکن اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ اس کے پیچھے اندر آنے والی خاتون واقعی شعلہ جوالہ تھی۔ انتہائی حسین اور ساتھ

ہی اس نے لباس بھی ایسا پہن رکھا تھا کہ اُسے دیکھ کر واقعی بھڑکتے ہوئے شعلے کا ہی خیال آتا تھا۔

"کہاں ہے وہ حکیم —— کیا نام ہے وہ خیر شر وغیرہ" —— اس بوڑھے نے جو یقیناً اسرائیل کی اس اہم ترین لیبارٹری کا انچارج اور شاید اسرائیل کا سب سے بڑا سائنسدان پروفیسر پامیل تھا۔

"یہ ہیں جناب حکیم ابوالخیر صاحب! —— جس کو مَن کے علاج کے لئے میں نے انہیں یہاں آنے کی تکلیف دی ہے" —— حکیم لشطور نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا۔

"اوہ! —— یہ سُرخ رنگ کا حکیم —— کیا مطلب! —— کیا انسان بھی سُرخ رنگ کے ہو سکتے ہیں" —— پروفیسر نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے عمران کی پلکوں، بھنووں اور مونچھوں کو دیکھتے ہوئے کہا جو اس کے اندر آتے ہی اُٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

"اگر سائنسدان سفید رنگ کے ہو سکتے ہیں جناب! —— تو حکیم سُرخ رنگ کے کیوں نہیں ہو سکتے" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا

"اوہ! —— اوہ! —— لُطف آگیا —— بہت خوب۔ واہ" —— پروفیسر پامیل اس ترکی بہ ترکی اور خوبصورت جواب پر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت تحسین کے چراغ سے جل اٹھے اور حکیم لشطور اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پروفیسر کو دیکھنے لگا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ وہی سنکی اور پاگل بوڑھا ہے جس کی طرف سے ہنسنا تو ایک طرف کبھی ہلکی سی مسکراہٹ کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔

"لُطف آگیا ہے تو پھر نکالیے فیس" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فیس —— کس چیز کی فیس" —— فیس کا نام سنتے ہی کنجوس پروفیسر کا مسکراتا ہوا چہرہ یکلخت بگڑ گیا۔

"تو آپ کا خیال ہے کہ لُطف صرف آپ ہی لیتے رہیں گے اس لطف کا کچھ حصہ مجھے بھی تو ملنا چاہیئے" —— عمران نے کہا۔

"اوہ سوری! —— میں فیس نہیں دیا کرتا۔ یہ میرے اصول کے خلاف ہے —— آپ کے لئے یہی کم ہے کہ اگر آپ میری بیٹی کا علاج کرنے میں کامیاب ہو گئے تو آپ کی شہرت پوری دنیا میں پھیل جائے گی"۔ پروفیسر نے اس بار تلخ لہجے میں کہا۔

"آپ کی بیٹی کسی اخبار کی رپورٹر ہیں" —— عمران نے چونک کر پروفیسر کے پیچھے کھڑی ہوئی اس شعلہ جوالہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"رپورٹر —— کیا مطلب —— یہ کیوں کرے گی یہ کام —— میری بیٹی میرے ساتھ لیبارٹری میں کام کرتی ہے۔ ریکارڈ سیکشن کی چیف ہے" —— پروفیسر نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! —— پھر تو میری شہرت ریکارڈ روم سے باہر ہی نہ جا سکے گی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر پروفیسر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تمہاری شکل تو حکیموں والی نہیں ہے۔ لیکن تم باتیں بڑی خوبصورت اور کاٹ دار کرتے ہو —— بہرحال اس سے ملو۔ یہ میری بیٹی کومَن ہے"۔ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر اس شعلہ جوالہ کی طرف اشارہ کر دیا جو آہستہ سے مسکرا دی۔

"ان کا علاج کرنا ہے۔ ان کا علاج تو صرف میں یعنی حکیم ابوالخیر ہی

کر سکتا ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ــــ تو کرو علاج ۔ ابھی دیکھ لیتے ہیں ــــ پہلے بتاؤ کہ اسے بیماری کیا ہے ــــ یہ تو تمہیں حکیم نشطور نے بتا دیا ہو گا کہ اس کی کیا حالت ہو جاتی ہے" ــــ پروفیسر نے کہا۔

"بالکل بتا دیا ہے ــــ ان کو غب غب کی بیماری ہے اور اس بیماری کا علاج صرف حکیم الوالخیر ہی کر سکتا ہے" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"غب غب ــــ یہ کیا نام ہوا" ــــ پروفیسر نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ حکیم نشطور بھی حیران ہو کر عمران کو دیکھنے لگا۔

"یہ عام بیماری نہیں ہے ۔ کئی صدیوں پہلے یہ مصر کی ملکہ قلوپطرہ کو ہوئی تھی ۔ اس کے بعد یہ مونالیزا کو ہوئی ــــ سب سے پہلے یونان کی حسن کی دیوی وینس اس کا شکار ہوئی تھی اور اب مس کوئین کو یہ ہوئی ہے ــــ وینس ۔ قلوپطرہ اور مونالیزا کا علاج بھی حکیم الوالخیر نے ہی کیا تھا اور اب مس کوئین کا علاج بھی حکیم الوالخیر ہی کرے گا" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو ــــ کیا تم پاگل ہو ــــ کیا عمر ہے تمہاری ۔ وینس تو لاکھوں سال پہلے کی بات ہے" ــــ پروفیسر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پاگل ہوتا تو کسی لیبارٹری کا انچارج بنا ہوا ہوتا ــــ بہرحال میرا مطلب اور تھا ۔ میں نے کب کہا ہے کہ میں نے وینس ۔ قلوپطرہ اور مونالیزا کا علاج کیا ہے ــــ میں تو مس کوئین کا علاج کروں گا ۔ حکیم نشطور نے

شاید میرا پورا تعارف نہیں کرایا ــــ حکمت گذشتہ ایک کروڑ سال سے ہمارے خاندان میں چلی آ رہی ہے اور حکیم الوالخیر ہی ہمارا خاندانی نام ہے چنانچہ میرے آباؤ اجداد میں سے جس نے بھی وینس کا علاج کیا وہ بھی حکیم الوالخیر ہی تھا" ــــ عمران نے پوری طرح وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــ کمال ہے ۔ حیرت ہے ــــ اگر یہ بات ہے تو پھر مجھے یقین آ رہا ہے کہ تم میری بیٹی کا علاج کر لو گے ــــ ٹھیک ہے کرو علاج ــــ کیا نام بتایا تھا تم نے غب غب" ــــ پروفیسر پامیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"علاج تو ہو جائے گا اور ابھی ہو جائے گا ۔ لیکن ــــ" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن کیا" ــــ؟ پروفیسر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"لیکن ہمارے خاندان کی ایک روایت ہے کہ جب تک فیس ادا نہ کی جائے آرام نہیں آتا ــــ اور کوئی ہوتا تو میں اس بیماری کے علاج کے لئے اس سے ایک کروڑ درہم طلب کرتا اور اُسے دینے پڑتے ــــ آپ خود سوچیں ۔ اس مرض کا مریض ہزاروں سال بعد نظر آتا ہے اور علاج ہمارے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا ۔ تو پھر فیس بھی تو گذشتہ اور موجودہ مریض کے درمیان موجود وقفے کے مطابق ہونی چاہیئے ۔ لیکن ــــ" عمران بات کرتے کرتے رُک گیا ۔ کیونکہ پروفیسر کی حالت ایک کروڑ درہم سن کر ہی بُری طرح غیر ہوتی جا رہی تھی ۔ مگر عمران کے لیکن کہنے پر اس کا تیزی سے لٹکتا ہوا چہرہ دوبارہ بحال ہونے لگا۔

"لیکن کیا ــــ" پروفیسر نے اُمید بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ سے صرف ٹوکن فیس لی جائے گی۔ صرف ایک ہزار درہم — اور وہ میں نہیں لونگا۔ مجھ پر فیس حرام۔ لیکن چونکہ خاندانی روایت کی مجبوری ہے اور اس کے بغیر آرام بھی نہیں آسکتا۔ اس لئے آپ ایسا کریں کہ ایک ہزار درہم بطور فیس حکیم نشطور کو ادا کر دیں۔ ورنہ مجبوری ہے ہمیں اجازت دیں — آپ جائیں اور آپ کی مس کوئین" — عمران نے بڑے روکھے سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ — اوہ — ایک ہزار درہم — اوہ! نہیں ہرگز نہیں — ایک ہزار درہم تو بڑی بات ہے۔ میں تو ایک درہم بھی دینے کا روادار نہیں ہوں" — پروفیسر نے بالکل قطعی فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ وہ واقعی دنیا کا سب سے بڑا کنجوس تھا۔

"ایسی صورت میں مجھے مس کوئین سے ہمدردی ہے۔ اس بیماری کا انجام بڑا المناک ہوتا ہے اور مس کوئین کی آنکھیں بتا رہی ہیں کہ یہ انجام اب بالکل قریب آچکا ہے — اچھا اجازت! — آیئے حکیم نشطور"۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"پاپا — اتنی دولت ہے آپ کے پاس — آپ اس میں سے ایک ہزار درہم دے دیں — میں المناک موت نہیں مرنا چاہتی" — مس کوئین نے جو اب تک بالکل خاموش بیٹھی تھی یکلخت جھرجھری لے کر چیختے ہوئے کہا۔

"مگر بیٹی — ایک ہزار درہم اکھٹے —" پروفیسر کو غش آنے والا تھا۔

"پاپا! — کیا میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہے یہ رقم آپ کو — کاش! میں کسی غریب کی بیٹی ہوتی تو کم از کم اس طرح تو نہ مرتی — وہ کہیں سے قرض مانگ کر بھی میرا علاج کرا لیتا" — مس کوئین نے بھرائے ہوتے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے میں تو — دیکھو حکیم ابوالخیر — کم فیس لے لو۔ ایک درہم لے لو" — پروفیسر نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ آپ نے پہلی بار کہا ہے اور ہماری خاندانی روایت ہے کہ جب فیس بتا دی جائے اور اس میں کمی کا کہا جائے تو پہلی بار تو معاف کیا جاسکتا ہے۔ مگر آئندہ ہر بار ایسا کہنے پر فیس ڈبل ہوتی جاتی ہے اس لئے اب اگر آپ نے فیس میں کمی کا کہا تو پھر دو ہزار درہم دینے پڑیں گے۔ سوچ لیں" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا — ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے — میں دے دونگا ایک ہزار درہم اکھٹے — اوہ اس قدر رقم — لیکن اب کیا کروں — اچھا ٹھیک ہے اُدھار ہی لے لینا — چلو علاج تو شروع کرو —" پروفیسر کی حالت ایسی تھی جیسے وہ نہ مر رہا ہو اور نہ زندہ ہو رہا ہو۔

"سوری! — پہلے فیس پھر علاج — اور آپ کو گھبراہٹ تو ہونی ہی نہیں چاہیئے۔ میں خود تو کچھ نہیں لے رہا۔ آپ کی فیس حکیم نشطور لے رہا ہے — اگر آپ سمجھیں کہ آپ کی دختر نیک اختر صحت مند نہیں ہوئی تو آپ حکیم نشطور سے فیس واپس لے سکتے ہیں" — عمران نے جواب دیا۔

"فیس واپس — اوہ ہاں! ٹھیک ہے۔ میں دے دیتا ہوں۔ ہاں!

بالکل ٹھیک ہے" ـــــ پروفیسر کے لٹکے ہوئے چہرے پر یکلخت چمک سی پیدا ہو گئی اور عمران دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ وہ اس چمک کی وجہ سمجھ گیا تھا کہ پروفیسر کو خیال آ گیا تھا کہ وہ بعد میں رعب ڈال کر بھی حکیم نشطور سے رقم لے لے گا۔ ظاہر ہے حکیم نشطور پروفیسر کو تو انکار کرنے کی ہمت نہ کر سکتا تھا لیکن وہ خاموش رہا۔

پروفیسر نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر کافی دیر تک اندر ہاتھ ڈالے نوٹ گنتا رہا۔ پھر اس نے نوٹ گن کر باہر نکالے اور حکیم نشطور کی طرف بڑھا دیئے۔ حکیم نشطور نوٹوں پر اس طرح جھپٹا جیسے چیل گوشت پر جھپٹتی ہے۔

"چلو اب دے دی ہے فیس ـــــ شروع کرو علاج" ـــــ پروفیسر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ایک بات پہلے بتا دوں کہ اگر مس کوئین تندرست ہو گئیں اور آپ نے بعد میں حکیم نشطور سے فیس کی رقم واپس لے لی تو پھر سارا علاج ختم اور ساتھ ہی مس کوئین کی زندگی ختم" ـــــ عمران نے بڑے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــ اوہ! یہ بات تم نے پہلے کیوں نہیں بتائی ـــــ اوہ! تم بے حد چالاک اور شاطر آدمی ہو" ـــــ پروفیسر کی حالت عمران کا فقرہ سنتے ہی ایک بار پھر غیر ہونے لگ گئی۔

"چھوڑیں پاپا ـــ آپ کو تو بس رقم کی فکر لگی رہتی ہے۔ میرے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہونے لگ گئے ہیں ـــــ اوہ! میں مر رہی ہوں" ـــــ اچانک مس کوئین نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر لیٹنے سی لگ گئی۔

"اوہ! ـــ دورہ پڑ گیا ـــ جلدی کرو۔ اس کے ہاتھ پیر کی مالش کرو" ـــــ بوڑھے پروفیسر نے بری طرح بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ ـــ یہ ابھی ٹھیک ہو جائے گی" ـــــ عمران نے جھپٹ کر مس کوئین کی کلائی پکڑ لی۔ واقعی اس کی کلائی برف کی طرح سرد ہوتی جا رہی تھی۔

"مس کوئین ـــ میری آنکھوں میں دیکھیں" ـــــ عمران نے انتہائی سخت تحکمانہ لہجے میں کہا اور مس کوئین نے بڑی مشکل سے آنکھیں کھول کر عمران کی طرف دیکھا جو اس پر تقریباً جھکا ہوا تھا اور عمران نے یکلخت اپنی تمام تر ذہنی قوت کو ایک نقطے پر مرتکز کرتے ہوئے مس کوئین کے ذہن کو گرپ میں لے لیا۔ چونکہ مس کوئین ذہنی طور پر دہشت زدہ تھی اس لئے عمران کی بھرپور ذہنی قوت کے ارتکاز کی وجہ سے اس کے طاقتور خیالات کی لہروں نے ایک لمحے میں مس کوئین کے ذہن کو کنٹرول کر لیا۔ عمران کے خیالات کی یہ طاقتور لہریں مس کوئین کی آنکھوں کے ذریعے اس کے ذہن میں منتقل ہو رہی تھیں۔ یہ ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی سے ہٹ کر اکلٹ سائنس کا ایک اور علم تھا جسے معروف زبان میں آئٹی کہا جاتا ہے۔ اس علم میں ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی کے اصول ایک جگہ اکٹھے کر دیئے گئے ہیں۔ آئٹی انگریزی زبان کے چند الفاظ کا مخفف ہے یعنی آئیڈ از ٹرانسفر تھرو آئیز ـــــ جس کا مطلب بنتا ہے آنکھوں کے ذریعے خیالات کی منتقلی۔ آئٹی ہپناٹزم سے اس لئے مختلف ہے کہ اس میں ہپناٹزم کے اصول کے مطابق زبان سے پاسز نہیں دیئے جاتے اور ٹیلی پیتھی سے اس لئے مختلف سمجھا جاتا ہے کہ ٹیلی پیتھی میں دو ذہنوں کا تعلق صرف خیالات کی بنا پر ہوتا ہے لیکن اس میں ضروری ہے کہ ایک ذہن دوسرے ذہن

سے انتہائی کمزور واقع ہوا ہو۔ جب کہ آنٹی میں ہپناٹزم کی طرح آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ذہن کو کنٹرول میں کیا جاتا ہے اور اس طرح جو رابطہ قائم ہوتا ہے اس ربط کی مدد سے خیالات کو دوسرے ذہن میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ دوسرا ذہن چاہے کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ آنٹی کا ماہر آنکھوں کے رابطے کی وجہ سے اُسے فوراً کنٹرول میں کر لیتا ہے لیکن ٹیلی پیتھی کی نسبت اس میں بس یہ کمی ہے کہ اس میں دونوں کا ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہونا ضروری ہوتا ہے اس کے بعد چاہے وہاں لاکھ افراد کا مجمع کیوں نہ ہو انہیں صرف اس قدر ہی دکھائی دیتا ہے کہ دو آدمی ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوتے ہیں اور بس۔ انہیں قطعاً یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ ایک ذہن دوسرے ذہن کو کیا ہدایات دے رہا ہے۔ عمران نے ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی آنٹی پر ایک کتاب پڑھی تھی اور اس کتاب میں آنٹی کا ماہر بننے کے لئے انتہائی لمبی چوڑی مشقیں تجویز کی گئی تھیں کیونکہ اس کا ماہر ہونے کے لئے دونوں علوم ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی کا بھی ماہر ہونا پڑتا تھا۔ اس لئے یہ ان دونوں سے کہیں زیادہ مشکل علم تھا لیکن عمران نے چند ماہ تک مشقیں کر کے آنٹی میں خاصی پیش رفت حاصل کر لی تھی۔

مس کوئین چونکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکی تھی اس لئے ایسا ذہن اچھے بھلے ٹیلی پیتھسٹ کے کنٹرول میں مشکل سے آ سکتا تھا لیکن آنٹی کے ذریعے ایسے ذہن کو بڑی آسانی سے کنٹرول کیا جا سکتا تھا اور عمران نے اب تک ہونے والا سارا ڈرامہ مس کوئین سے ملاقات اور اس پر آنٹی استعمال

کر کے اپنا مقصد حل کرنے کے لئے کھیلا تھا۔ اس نے بڑی بھاگ دوڑ کر کے لیبارٹری کے انچارج پروفیسر پامیس اور اس کی بیٹی کے بارے میں معلومات اکٹھی کی تھیں۔ اُسے معلوم تھا کہ پروفیسر پامیل کی بیٹی مس کوئین لیبارٹری کے ریکارڈ روم کی انچارج ہے اور وہ فارمولا جسے وہ لیبارٹری سے اڑانا چاہتا تھا لازماً ریکارڈ روم میں ہی محفوظ ہو گا لیکن اس لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات اس انداز میں کئے گئے تھے کہ اس لیبارٹری سے فارمولا حاصل کرنا تو ایک طرف اس میں داخل ہونا ناممکن تھا۔ اس نقشے کی وجہ سے اسے یہ تو معلوم تھا کہ لیبارٹری کے رہائشی اور دفتری حصے تک ایک ایسا خفیہ راستہ بھی موجود ہے جس کا بیرونی دہانہ قصبہ یوسفیہ کے کہیں قریب موجود ہے لیکن ظاہر ہے وہ وہاں کھلے عام یہ دہانہ بھی تلاش نہ کر سکتا تھا اور نہ ہی اسے اندر سے کھول سکتا تھا اور اگر کھول بھی لیتا تو پھر لیبارٹری تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ اس حصے میں دھر لیا جاتا اور اگر وہ یہاں سے بھی بچ جاتا تو پھر بھی وہ کسی طرح بھی لیبارٹری کے اصل حصے میں داخل نہ ہو سکتا تھا کیونکہ وہاں سوائے چند مخصوص افراد کے اور کوئی آدمی کسی بھی صورت میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ انتہائی طاقتور کمپیوٹر چیکنگ کنٹرول کی وجہ سے ہر آدمی کا ریشہ ریشہ چیک ہوتا تھا۔ چنانچہ عمران نے کافی سوچ بچار کے بعد ایک انوکھا منصوبہ ترتیب دیا۔ مس کوئین کی بیماری اور اس کے علاج کی روئیداد چونکہ پورے تل ابیب میں مشہور تھی اس لئے اُسے اس بیماری کی تفصیلات کا بھی علم ہو گیا اس بیماری کی تفصیلات سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکی انتہائی متخیلہ ذہن رکھتی ہے اور یہ خیالات ہی ہیں جس کی وجہ سے اس کے اعصاب پر دباؤ پڑ جاتا ہے اور پھر

ابوقحافہ نے اس سلسلے میں جب یوسفیہ میں رہنے والے حکیم نشطور کے مس کوین کے علاج کے بارے میں بتایا تو عمران کے ذہن میں منصوبے کی ساری کڑیاں جڑ گئیں۔ ابوقحافہ کا ایک خاص آدمی یوسفیہ میں موجود تھا اور یہ واصف تھا جو کہ یوسفیہ کے سردار کا بیٹا تھا اور عمران ایسے قصبوں کے سرداروں کے اختیارات اور ان کے اثر سے بخوبی واقف تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ اگر واصف مجبور کرے تو یہ حکیم نشطور لازماً اس کی مرضی کے مطابق کام کرے گا۔

اب عمران کے سامنے صرف ایک رکاوٹ رہ گئی تھی کہ تل ابیب سے یوسفیہ جانے کے لئے جتنی سڑکیں بھی تھیں ان پر میک اپ چیکنگ مشینیں فٹ تھیں اس لئے ابوقحافہ کی مدد سے اس نے یہ متروک اور انتہائی غیر ہموار راستہ تلاش کیا تھا۔ اس طرح وہ میک اپ چیکنگ مشینوں کی زد سے بچ جاتا۔ البتہ آسمان پر موجود آئی ہاک کا مسئلہ رہ جاتا تھا اور پھر اسے یہ رپورٹ بھی مل چکی تھی کہ گذشتہ تجربات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بار آئی ہاک کے چیکنگ سسٹم میں خصوصی طور پر ہر قسم میک اپ کی چیکنگ کو بھی شامل کیا گیا تھا اس لئے اب وہ ہر قسم میک اپ بھی استعمال نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے اس بار ایک نیا ہی میک اپ استعمال کیا۔ اس نے میک اپ کرنے کے بعد گیرو پانی میں گھول کر اپنے پورے جسم پر اچھی طرح مل لیا تھا۔ گیرو ایک قسم کی سرخ مٹی کو کہتے ہیں جو گرم علاقوں میں عام پائی جاتی ہے۔ اس لئے وہ تل ابیب میں بھی آسانی سے میسر ہو گئی تھی۔ پاکیشیا میں عام طور پر لوگ گیرو سے اپنے باغیچوں میں رکھے ہوئے پھولوں کے گملوں کو رنگتے ہیں۔ اس مٹی کی خاصیت عمران جانتا تھا کہ اس مٹی کے

ذرات آپس میں اس طرح مل جاتے ہیں کہ اسے چیکنگ ریز کسی طرح بھی کراس نہ کر سکتی تھیں اس طرح وہ آئی ہاک کی چیکنگ سے بچ گیا تھا لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ اس کے سر، بھنووں، پلکوں، مونچھوں اور جسم کے تمام بال گیروے رنگ کے ہو گئے تھے اور جسم پر بھی یہی رنگ نظر آنے لگ گیا تھا جو دیکھنے میں انتہائی عجیب لگتا تھا لیکن اتنے بڑے مشن کے مقابلے میں عمران کو کسی کے عجیب نظروں سے دیکھنے کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی چنانچہ گیرو میک اپ کے بعد وہ ابوقحافہ کے ایک آدمی کی رہنمائی میں اونٹ پر سفر کرتا ہوا صحرائی راستے سے آصفیہ پہنچا اور پھر اس نے وہاں اس کے آدمی کو چھوڑا اور ابوقحافہ کے مخصوص اڈے سے جیپ لے کر اس متروک اور انتہائی ناہموار راستے پر جیپ چلاتا یوسفیہ پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ ابوقحافہ نے عمران کے کہنے پر واصف کو پہلے سے کوڈ بھی بتا رکھے تھے اور اسے خبردار بھی کر رکھا تھا۔ عمران جانتا تھا کہ یوسفیہ میں بھی اسرائیل کے حامی مخبر لازماً موجود ہوں گے اور وہ گیروے رنگ کے اجنبی کو دیکھ کر لازماً رپورٹ پہنچائیں گے اس لئے عمران کو وہاں بازار میں واصف کے ساتھ پہلے سے طے شدہ ڈرامہ کھیلنا پڑا تاکہ لوگ اسے کوئی سنکی سمجھ کر نظر انداز کر دیں اور انہیں یہ بھی احساس نہ ہو کہ عمران خاص طور پر واصف سے ملنے آیا ہے اور اس کے بعد کام اس کی مرضی کے مطابق ہوتا گیا اور وہ حکیم نشطور کے ساتھ خفیہ راستے سے پروفیسر پامیل اور اس کی بیٹی مس کوین تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے پروفیسر کو جان بوجھ کر اکسا کر یہ کنفرم کر لیا تھا کہ مس کوین واقعی لیبارٹری کے ریکارڈ روم کی انچارج ہے اور چونکہ یہاں حکیم نشطور کے علاوہ خود پروفیسر

پامیل اور دروازے کے ساتھ کھڑا ہوا فوجی بھی موجود تھا اس لئے وہ ہپناٹزم کی مدد بھی نہ لے سکتا تھا۔ چونکہ وہ ٹیلی پیتھی کی ٹرانس میں بھی نہ آسکتی تھی اس لئے یہاں عمران نے اپنے نئے سیکھے ہوئے علم آتی کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور اب نتیجہ اس کی توقع کے عین مطابق برآمد ہوا تھا۔ آتی کی مدد سے اس نے مس کوین کا ذہن کنٹرول میں کر لیا تھا اور پھر خیال کی طاقت سے اس نے اس کے ذہن کے اس حصے کو جو جسم کے درجہ حرارت کو کنٹرول کرتا تھا مس کوین کے جسم کو گرم کرنے کی ہدایات جاری کر دیں اور چند لمحوں بعد ہی اسے محسوس ہونے لگا کہ مس کوین کی کلائی گرم ہوتی جا رہی ہے۔

"مس کوین!۔۔۔ ریکارڈ روم میں ایک فارمولے کی فلم ایکس زیڈ موجود ہے۔ وہ تم نے ابھی میرے حوالے کرنی ہے۔۔۔ تم پہلے ریکارڈ روم میں جاؤ گی۔ ایکس زیڈ کی فلم لو گی اور پھر یہاں آکر تم اسے اس طرح میرے حوالے کرو گی کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے اور فلم میرے حوالے کرنے کے بعد تم اس بات کو بھول جاؤ گی کہ تم نے فلم میرے حوالے کی ہے۔ اگر ریکارڈ روم میں کوئی حفاظتی انتظامات ہیں تو ان سے بچنے کی راہ تم خود نکالو گی اور یہاں سے جانے کا کوئی بھی بہانہ کرو گی جو تمہیں مناسب محسوس ہو۔۔۔ عمران نے ذہنی قوت کی بنا پر مس کوین کو احکامات دینے شروع کر دیئے اور چند لمحوں بعد اسے مس کوین کی طرف سے ہاں کا مخصوص سگنل مل گیا تو اس نے ایک جھٹکے سے نظریں ہٹا لیں۔ اس کی آنکھوں میں قوت لگانے کی وجہ سے ہلکی سی سرخی تیرنے لگ گئی تھی۔

"میں نے مس کوین کا علاج کر دیا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے

ہوئے پروفیسر پامیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں پاپا!۔۔۔ میرا جسم گرم ہو گیا ہے اور میں اب اپنے آپ کو بالکل ٹھیک محسوس کر رہی ہوں"۔۔۔ مس کوین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حیرت انگیز۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز۔۔۔ یہ علاج تو نہیں۔۔۔ یہ تو جادوگری ہے"۔۔۔ بوڑھے پروفیسر پامیل کی آنکھوں میں شدید حیرت تھی۔ اس نے جھپٹ کر مس کوین کا ہاتھ پکڑا اور حیرت کی جھلکیاں اور زیادہ نمایاں ہونے لگ گئیں۔ حکیم نشطور بھی اس طرح عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے عمران انسان نہ ہو بلکہ کوئی مافوق الفطرت آدمی ہو۔

"یہ وقتی علاج ہے۔ کچھ دیر بعد پھر علاج کروں گا اور پھر یہ مستقل طور پر ٹھیک ہو جائے گی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب!۔۔۔ یہ وقتی اور مستقل کا کیا مطلب"۔۔۔؟ پروفیسر پامیل نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"اس علاج کے دو مرحلے ہوتے ہیں پروفیسر صاحب!۔۔۔ یہ پہلا مرحلہ تھا۔ اب کچھ دیر بعد دوسرا مرحلہ شروع ہو گا۔ کم از کم ایک گھنٹے بعد۔۔۔ ویسے مس کوین چاہیں تو اس ایک گھنٹے میں جا کر آرام کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پاپا!۔۔۔ اگر ایک گھنٹے کا وقفہ ہے تو میں ریکارڈ روم میں جا کر کچھ کام کر لوں۔۔۔ انتہائی ضروری کام ہے"۔۔۔ مس کوین نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔۔۔ ہاں! ضرور ضرور۔۔۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ تم وہاں جا کر کام میں گم ہی ہو جاؤ"۔۔۔ پروفیسر پامیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور مس کوین

مسکراتی ہوئی اٹھی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"تم کہاں کے رہنے والے ہو حکیم ابوالخیر۔۔۔ میں تم سے ذہنی طور پر بے حد مرعوب ہو گیا ہوں"۔۔۔ پروفیسر پامیل نے مس کوئین کے جاتے ہی کہا۔

"میرا ٹھکانہ وادی چشمہ میں ہے۔۔۔ ویسے پروفیسر صاحب اگر میں آپ کو بلغر فیس کے ایک مشورہ دوں تو آپ قبول کریں گے"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بلغر فیس کے مشورہ۔۔۔ اوہ ضرور۔۔۔ پھر بھلا مجھے مشورہ ماننے میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے"۔۔۔ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی باقی زندگی صرف آٹھ گھنٹے رہ گئی ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو پروفیسر پامیل اور حکیم نشطلور دونوں ہی عمران کی یہ بات سن کر بے اختیار اچھل پڑے۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا بکواس کر رہے ہو"۔۔۔ پروفیسر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ بکواس نہیں ہے۔ بیشک آزما کر دیکھ لیں۔۔۔ آپ کے ذہن کے چوتھے بطن کے تیسرے حصے کے خلیات کام کرنا چھوڑ رہے ہیں اور جب یہ خلیات کام کرنا چھوڑ دیں تو انسان کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تیرنے لگ جاتی ہے اور ان خلیات کے کام کرنا ختم کر دینے کے بعد آدمی کی موت میں صرف بارہ گھنٹوں کا وقفہ رہ جاتا ہے اور آپ کی آنکھیں بتا رہی ہیں کہ ان خلیات کو کام چھوڑے چار گھنٹے گذر چکے ہیں۔۔۔ اگر انہیں فوری طور پر دوبارہ کام پر نہ لگایا گیا تو پھر واقعی آٹھ گھنٹے کے بعد آپ کا خاتمہ بالخیر ہو جائے

گا"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"دد۔۔۔ دوبارہ کیسے کام پر۔۔۔ کیا مطلب!۔۔۔ میں سائنس کا پروفیسر ہوں۔ تم مجھے ان باتوں سے احمق نہیں بنا سکتے"۔۔۔ پروفیسر پامیل نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ان خلیات کو ایک مخصوص عمل کے ذریعے صرف چھ گھنٹوں کے اندر دوبارہ بحال کیا جا سکتا ہے اور چار گھنٹے گذر چکے ہیں۔۔۔ باقی رہی سائنس کے پروفیسر والی بات۔۔۔ تو آپ نے خود دیکھا ہے کہ مس کوئین کس طرح ٹھیک ہو گئی ہیں۔۔۔ طب صرف جڑی بوٹیوں کے عرق اور کشتوں تک ہی محدود نہیں ہے۔ طب بہت وسیع مضمون ہے۔ آپ کی پوری سائنس بھی اس طب کا صرف ایک حصہ ہے۔ اسے حکمت کہا جاتا ہے یعنی دانائی۔۔۔ ویسے میں تجربے سے بھی اپنی بات ثابت کر سکتا ہوں جب خلیوں کو کام چھوڑے چار گھنٹے گذر چکے ہوں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تجربہ۔۔۔ کیسا تجربہ"۔۔۔؟ پروفیسر اب پوری طرح بوکھلا گیا تھا۔ کیونکہ بات اب اس کی اپنی جان پر آ گئی تھی۔

"جیب سے اپنا قلم نکالیں۔۔۔ نکالیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"قلم کیوں"۔۔۔؟ پروفیسر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن ساتھ ہی اس نے جیب میں موجود قلم بھی نکال لیا۔

"اس کی کیپ ہٹائیں"۔۔۔ عمران نے واقعی شعبدہ بازوں کے سے انداز میں کہا۔

"کیپ۔۔۔ کیا مطلب!۔۔۔ آخر یہ چکر کیا ہے"۔۔۔؟ پروفیسر کی

سمجھ میں کچھ نہ آرہا تھا۔ لیکن اس نے کیپ ہٹالی۔

"اب آنکھیں بند کر کے اس کیپ کو دوبارہ قلم پر فٹ کر دیں۔ اس طرح کہ یہ نب سے نہ ٹکرائے ـــــ اگر آپ کیپ کو بغیر نب سے ٹکرائے بند کر لیں تو سمجھیں کہ میں غلط کہہ رہا ہوں۔ لیکن اگر آپ ایسا نہ کر سکیں تو پھر اس کا مطلب ہوگا کہ آپ کے دماغ کے چوتھے بطن کے تیسرے حصے کے خلیات کام چھوڑ چکے ہیں" ـــــ عمران کا لہجہ بے حد پُراسرار اور بھاری سا ہو گیا تھا۔

"یہ کیا بات ہوئی ـــــ یہ کیسا تجربہ ہے" ـــــ پروفیسر کی ذہنی حالت واقعی شدید بوکھلاہٹ کا شکار لگنے لگ گئی تھی۔

"تجربہ کر کے دیکھ لیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ! ـــ یہ کونسی مشکل بات ہے" ـــــ پروفیسر نے کہا اور ایک نظر قلم کے نچلے حصے کو جو اس کے بائیں ہاتھ میں تھا اور دوسری نظر کیپ پر جو اس کے دائیں ہاتھ میں تھی ڈال کر اس نے آنکھیں بند کیں اور پھر اس کے ہاتھ آہستہ آہستہ نزدیک ہونے لگ گئے۔ مگر جیسے ہی کیپ قلم کے نچلے حصے کے قریب آئی اس کے ہاتھ نے آہستہ سے جھٹکا کھایا اور قلم کی نب سے کیپ ٹکرا گئی اور پروفیسر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔

"نہیں نہیں ـــ یہ غلط ہے۔ ایسا تو سب سے ہو سکتا ہے" ـــــ پروفیسر نے قدرے چیخ کر کہا۔ لیکن اس کی چیخ بتا رہی تھی کہ وہ ذہنی طور پر انتہائی بوکھلاہٹ کا شکار ہو چکا ہے۔

"لائیے! ـــ یہ قلم مجھے دیجئیے اور دیکھیئے" ـــــ عمران نے سر

ہلاتے ہوئے کہا اور پروفیسر کے ہاتھ سے قلم اور اس کی کیپ لے لی۔ دوسرے لمحے اس نے آنکھیں بند کیں اور اس کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور کیپ نب سے ٹکرائے بغیر قلم پر فٹ ہو گئی جب کہ عمران کی آنکھیں اس دوران بند تھیں۔

"آپ نے دیکھ لیا ـــــ اگر کہیں تو حکیم نشطور سے بھی تجربہ کرا کر دکھا دوں" ـــــ عمران نے آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے کہا اور سنکی پروفیسر پاسل کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔ ظاہر ہے ہر کنجوس آدمی کی طرح اُسے بھی اپنی زندگی بے حد عزیز تھی۔

"مم ـــ مم ـــ مگر یہ کیسے ممکن ہے ـــ کیوں ـــ مگر کیوں کام کرنا بند کر گئے خلیئے" ـــــ پروفیسر اب پوری طرح عمران کے شاطرانہ چکر میں آگیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے اب شدید ہراس نمایاں تھا اور چہرہ موت کے خوف سے تقریباً مسخ ہو گیا تھا۔

"حکمت میں اس کی تین سو وجوہات ہیں۔ ویسے ایک وجہ سب سے بڑی ہے ـــــ آپ یاد کریں۔ آپ کو اچانک کوئی نوکدار چیز دائیں کلائی سے ذرا اوپر اچانک چُبھ گئی ہو اور اگر اس نوکدار چیز پر ڈاشمان لگا ہوا ہو تو پھر کلائی کی اس رگ کی وجہ سے اس کا اثر فوراً دماغ کے چوتھے بطن کے تیسرے حصے تک پہنچا ہوگا اور ڈاشمان کی یہ صفت ہے کہ اگر وہ اس مخصوص رگ میں پہنچ جائے تو فوراً خلیوں کو کام کرنے سے روک دیتی ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ڈاشمان ـــ اوہ ـ اوہ! ـــ مم ـــ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا ـــ؟ میں تمہارے آنے سے پہلے ڈاشمان کو زکیم کے ساتھ مکس کر رہا تھا کہ

زیرو دن ہی میرے ہاتھ سے چھوٹ کر کلائی پر لگ گئی تھی۔ یہ دیکھو — یہ نشان"۔ —— پروفیسر نے بوکھلا کر کوٹ کا بازو کلائی سے ہٹاتے ہوئے کہا یہاں کلائی سے ذرا اوپر ایک جگہ ہلکے سنہرے رنگ کا دھبّہ نظر آ رہا تھا جس کے درمیان تیز سُرخی تھی۔

"مجھے غیب کا علم نہیں ہے۔ صرف حکمت ہی جانتا ہوں اور میں نے آپ کو ان خلیات کے مُردہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ بتائی ہے دوسری بھی وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن یہ وجہ سب سے اہم ہے"۔ —— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس بار واقعی پروفیسر ہامیل کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔ اب اُسے کیا معلوم تھا کہ شاطر ترین آدمی سے اس کا سابقہ پڑ گیا ہے۔

پروفیسر کی عادت تھی کہ وہ باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ ہاتھوں سے بھی باقاعدہ اشارے کرتا تھا اور اس کے انہی اشاروں کے درمیان ہی عمران کو اس کے کوٹ کے بازو اوپر چڑھ جانے اور قمیض کا کھُلے بازو ہونے کی وجہ سے وہ نشان پہلے ہی نظر آ گیا تھا۔ عمران جانتا تھا کہ پروفیسر ہامیل دفاعی لیبارٹری کا سائنسدان ہے اور دفاعی لیبارٹریوں میں ڈاشمان نامی سائنسی محلول عام استعمال ہوتا ہے۔ یہ محلول اگر جسم پر لگ جائے تو جسم کے اس حصّے کا رنگ کئی گھنٹوں تک سنہرا رہتا ہے اس لئے وہ اس سنہری دھبّے کو دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہاں ڈاشمان محلول لگا ہے اور اس محلول کے درمیان موجود تیز سُرخی صاف بتا رہی تھی کہ یہ محلول لگتے وقت خراش آئی ہے اور اس سے خون کے دو تین قطرے نکل کر جم گئے ہیں۔ باقی ساری کہانی عمران کے شاطرانہ ذہن نے ایک لمحے میں تیار کر لی تھی۔ اس کہانی کے پیچھے

بھی ایک اہم مقصد تھا۔ عمران اس فلم کے حصول کے ساتھ ساتھ اس لیبارٹری کو بھی تباہ کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر اس سنکی اور بوڑھے پروفیسر کو جان کے خوف میں مبتلا کر دیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس جیسے کنجوس بوڑھوں کو اگر موت کا یقینی خوف دلا دیا جائے تو ان کی ساری ذہنی غلمیت بھاپ بن کر اُڑ جاتی ہے اور ذہن کی کیفیت ایک خوفزدہ بچے جیسی ہو جاتی ہے جسے ہپناٹزم یا آئی ٹی کے تحت آسانی سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ پروفیسر ہامیل جیسی شخصیت کے ذہن کو کنٹرول میں کرنا ماہر سے ماہر آدمی کے لئے بھی ناممکن تھا۔

"اب کیا ہو گا۔ — اوہ! کیا ہو گا۔ — کیا واقعی میں آٹھ گھنٹوں بعد مر جاؤں گا"۔ پروفیسر ہامیل پر اب یقینی موت کا خوف پوری طرح سوار ہو گیا تھا۔

"آٹھ گھنٹے تو نہیں بلکہ پندرہ منٹ کم آٹھ گھنٹے۔ — اس وقت آٹھ گھنٹے تھے۔ اب تو پندرہ منٹ مزید گذر چکے ہیں"۔ — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ — اوہ — تم کچھ کر سکتے ہو — ان خلیات کو بحال کر سکتے ہو۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتا"۔ —— پروفیسر نے کہا۔

"بالکل کر سکتا ہوں لیکن ——"۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"لیکن کیا" —— ؟ پروفیسر نے چونک کر کہا۔

"ٹوکن فیس ضرور لوں گا۔ — آپ انتہائی قابل آدمی ہیں اور آپ کی وفات اسرائیل کے لئے انتہائی نقصان دہ ہو گی۔ اس لئے صرف ایک دینار ٹوکن فیس ہو گی"۔ —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر زیادہ

رقم نہ بتائی تھی کہ کہیں کنجوس پروفیسر کا ذہن کھٹک نہ جائے کہ صرف فیس بٹورنے کے لئے چکر چلایا جا رہا ہے۔

"اوہ! بالکل بالکل ــــ میں ابھی دیتا ہوں" ــــ پروفیسر نے عمران کی توقع کے عین مطابق کہا اور ساتھ ہی اس نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جلدی سے ایک دینار کا نوٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ بھی آپ لے لیجئے حکیم نشطور صاحب! ــــ اور پروفیسر صاحب! کسی علیحدہ کمرے میں چلئے جہاں بالکل کوئی ڈسٹربنس نہ ہو۔ کیونکہ دماغ کے چوتھے بطن کے تیسرے حصے کے خلیات کو دوبارہ چالو کرنا انتہائی سخت کام ہے۔ ذرا سی ڈسٹربنس سے معاملہ بالکل ہی بگڑ جائے گا"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ آؤ ــــ یہاں میرا اسٹڈی روم ہے۔ وہ ساؤنڈ پروف ہے۔ آؤ"۔ پروفیسر نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"حکیم صاحب! ــــ آپ ذرا ان دیناروں کی گنتی کریں۔ تب تک میں پروفیسر صاحب کے خلیات درست کر لوں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے حکیم نشطور سے کہا اور حکیم نشطور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پروفیسر عمران کو ساتھ لئے کمرے سے نکلا اور ایک راہداری میں سے گذر کر ایک اور دروازے پر پہنچا۔ اس نے جیب سے ایک مخصوص مقناطیسی پتی نکال کر دروازے کے مقناطیسی تالے کو لگائی تو دروازہ سلائیڈ کی طرح ہٹتا ہوا ایک طرف دیوار میں چلا گیا۔ یہ کمرہ واقعی ساؤنڈ پروف تھا اندر کتابوں سے بھری ہوئی الماریاں تھیں۔ اندر داخل ہو کر پروفیسر نے دوبارہ اس مقناطیسی پتی کی مدد سے دروازہ بند کیا اور پھر سائیڈ پر موجود

ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا تو دروازے کے اوپر لگا ہوا سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

"اب یہ کمرہ ہر لحاظ سے ساؤنڈ پروف بن چکا ہے ــــ جلدی کرو۔ وقت گذرتا جا رہا ہے" ــــ پروفیسر نے ساؤنڈ پروف سسٹم آن کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں بالکل ــــ وقت بڑا ظالم ہے۔ ادھر کرسی پر بیٹھ جائیں اور سنیں! اگر آپ واقعی اپنی موت کو ٹالنا چاہتے ہیں تو اپنے ذہن کو میری حکمت کے کنٹرول میں دے دیں تاکہ میں ان خلیات کو سیٹ کر دوں ــــ اگر آپ نے ذرا سی بھی جھجک یا تذبذب ظاہر کیا تو پھر میری کوئی ذمہ داری نہ ہو گی۔ مجھے ایک دینار ہی واپس کرنا ہو گا لیکن آپ کو بہرحال قبر کے کیڑوں سے واسطہ پڑ جائے گا"۔ ــــ عمران نے اسے اور زیادہ خوفزدہ کرتے ہوئے کہا۔

"تت ــــ تم بالکل کنٹرول میں لے لو۔ میں وعدہ کرتا ہوں" ــــ پروفیسر اور بھی زیادہ خوفزدہ ہو گیا اور عمران اسے کرسی پر بٹھا کر خود اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"میری آنکھوں میں دیکھو" ــــ عمران کا لہجہ یکلخت بدل گیا اور پھر جیسے ہی پروفیسر نے عمران کی نظروں سے نظریں ملائیں۔

"تمہارا ذہن میرے کنٹرول میں آتا جا رہا ہے" ــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے اور تحکمانہ انداز میں کہا۔

"ہاں! ــــ میں محسوس کر رہا ہوں کہ میرے ذہن پر کوئی دھند سی چھاتی جا رہی ہے" ــــ پروفیسر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر دو تین

ہپناٹزم کی تنویمی ہدایات (سجیشن) دینے کے بعد عمران کو مکمل یقین ہو گیا کہ وہ پروفیسر ہاپمل جیسے سائنسدان کے ذہن کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ تب عمران نے اس سے لیبارٹری، اس کے حفاظتی انتظامات۔ اوپر موجود میزائلوں کے اڈے اور فوجی چھاؤنی کی تفصیلات کرید کرید کر پوچھنا شروع کر دیں اور اب چونکہ پروفیسر ہاپمل کا لاشعور اور تحت الشعور مکمل طور پر اس کی گرفت میں آچکا تھا اس لئے وہ بڑی آسانی سے تمام تفاصیل بتاتا چلا گیا۔

عمران نے پروفیسر پر آنٹی کی بجائے ہپناٹزم کا استعمال اس لئے کیا تھا کہ آنٹی کے دوران وہ صرف ہدایات (سجیشن) دے سکتا تھا۔ جواب میں کچھ پوچھ نہ سکتا تھا جبکہ پروفیسر سے وہ تفصیلات پوچھ کر کوئی لائحہ عمل سوچنا چاہتا تھا۔

"پروفیسر!۔۔۔ کیا تم اینٹی سوفٹنگ روم میں جا سکتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں! میں جا سکتا ہوں۔۔۔ میں انچارج ہوں۔ مجھے کون روک سکتا ہے"۔۔۔ پروفیسر نے جواب دیا۔

"تو سنو!۔۔۔ کل صبح دس بجے تم اینٹی سوفٹنگ روم میں جاؤ گے اور وہاں مین بلو پائپ کے تھرڈ بیم میٹر کو اس کی پوری قوت پر ایڈجسٹ کرو گے۔ بولو! کیا ایسا کرو گے تم"۔۔۔۔ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"م۔۔۔ م۔۔۔ مگر اس طرح تو اینٹی سوفٹنگ بلو پائپ تباہ ہو جائے گا۔ اور سوفٹنگ گیس نکلنے لگ جائے گی"۔۔۔۔ پروفیسر کے لہجے میں شدید خوف نمایاں تھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں تم نے وہ کرنا ہے ہر قیمت پر۔۔۔۔ ہر صورت میں"۔۔۔۔ عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سخت اور تحکمانہ ہو گیا۔

"ہاں ہاں!۔۔۔ میں ایسا ہی کروں گا جیسا تم حکم دے رہے ہو۔۔۔ میں ایسا ہی کروں گا"۔۔۔۔ پروفیسر کے ذہن میں اٹھنے والی مزاحمت کی ہلکی سی لہر عمران کے سخت اور تحکمانہ لہجے کی وجہ سے فوراً ہی دم توڑ گئی۔

"ٹھیک دس بجے تم اینٹی سوفٹنگ کے مین بلو پائپ کے تھرڈ بیم میٹر کو پوری قوت پر ایڈجسٹ کرو گے"۔۔۔۔ عمران نے اسی لہجے میں اپنی بات دہراتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ میں ٹھیک دس بجے اینٹی سوفٹنگ روم میں جا کر مین بلو پائپ کے تھرڈ بیم میٹر کو پوری قوت پر ایڈجسٹ کرونگا"۔۔۔۔ اس بار پروفیسر نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرنے کے بعد جب واپس دفتر میں آؤ گے تو بھول جاؤ گے کہ تم نے کچھ کیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے ایک اور حکم دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ میں بھول جاؤں گا"۔۔۔۔ پروفیسر نے کہا۔

"اب میں تین تک گنوں گا اور اس کے ساتھ ہی تمہارا شعور بیدار ہو جائے گا۔ لیکن شعور بیدار ہوتے ہی تمہارے ذہن سے موت کا خوف نکل چکا ہو گا اور تم یہی سمجھو گے کہ حکیم ابوالخیر نے تمہارے ذہن کے خلیات دوبارہ چالو کر دیئے ہیں اور کل دس بجے سے پہلے تمہارا ذہن بالکل نارمل رہے گا اور دس بجے سے پہلے تمہیں کوئی ہدایات یاد نہ ہونگی اور ٹھیک دس بجے تم نارمل انداز میں میرے حکم کی تعمیل کے لئے حرکت میں آؤ گے لیکن تمہارے ذہن میں اس بارے میں کوئی خیال پیدا نہ ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے اسے طویل سجیشن دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ میں ایسا ہی کروں گا"۔۔۔۔ پروفیسر نے جواب دیا۔

"ایک دو تین" ——— عمران نے رُک رُک کر گنا اور پھر اپنے چہرے کو جھٹکے سے ایک طرف کر دیا۔

"اوہ ——— اوہ! واقعی میں اپنے ذہن کو درست محسوس کر رہا ہوں۔ بالکل ٹھیک ٹھاک ——— تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو" ——— ایک لمحے بعد پروفیسر کی شعور سے بھرپور آواز سنائی دی اور عمران مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"دیکھ لیں پروفیسر صاحب! ——— میں نے صرف ایک دینار سے تمہاری موت کو ٹال دیا ہے ——— بولو! اب تمہیں موت کا خوف تو محسوس نہیں ہو رہا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل نہیں ——— بالکل نہیں ——— اوہ حکیم ابوالخیر! ——— تم بے حد عظیم آدمی ہو۔ یہ میری اور میری بیٹی کی خوش قسمتی ہے کہ ہماری ملاقات تم سے ہو گئی ہے" ——— پروفیسر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ اب وہ پروفیسر کو کیا بتاتا کہ کل جب دس بجے وہ میٹر کو پوری قوت پر ایڈجسٹ کرے گا تو ٹھیک ایک گھنٹے بعد اس لیبارٹری اور اس کے اوپر موجود میزائلوں کے اڈے اور فوجی چھاؤنی کا کیا حشر ہو گا جس لیبارٹری، میزائلوں کے اڈے اور فوجی چھاؤنی کے حفاظتی انتظامات کے لئے اسرائیل نے اپنے پورے وسائل جھونک دیئے تھے عمران نے صرف اپنی ذہانت سے اُسے کُلی طور پر تباہ کرنے کا مشن مکمل کر لیا تھا۔

"اوہ! ——— مس کوین کے علاج کے دوسرے مرحلے کا وقت ہونے والا ہے" ——— عمران نے کہا اور پروفیسر چونک پڑا۔

"آ ——— آں ——— آؤ" ——— پروفیسر نے چونک کر کہا اور پھر وہ تیزی سے

دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ساؤنڈ پروف سسٹم والا بٹن آف کیا اور مقناطیسی پٹی سے دروازہ کھولا تو عمران باہر آ گیا۔ پروفیسر نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ دونوں واپس اسی کمرے میں آ گئے جہاں حکیم لشطور بیٹھا ہوا تھا اور دروازے کے پاس وہ فوجی اسی طرح اٹن شن کھڑا تھا۔

ابھی وہ دونوں جا کر کرسیوں پر بیٹھے ہی تھے کہ دروازہ کھلا اور مس کوین اندر داخل ہوئی۔ اس کی مٹھی بند تھی۔

"اوہ! ——— آؤ مس کوین! ——— میں تمہارا ہی منتظر تھا۔ اِدھر آؤ۔ کرسی پر بیٹھ جاؤ ——— جلدی کرو" ——— عمران نے جلدی سے اُٹھ کر اس کا نہ صرف باقاعدہ استقبال کیا بلکہ اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں اس کی بند مٹھی کے اوپر اپنا ہاتھ رکھ کر اُسے ایک طرف رکھی ہوئی کرسی کی طرف لے جاتے ہوئے کہا اور جب مس کوین اس کرسی تک پہنچی تو اس کی بند مٹھی میں موجود چھوٹی سی مائیکرو فلم عمران کی مٹھی میں اس طرح منتقل ہو چکی تھی کہ کمرے میں موجود کسی کو بھی اس کا علم نہ ہو سکا۔ عمران نے بند مٹھی اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال کر ہاتھ باہر نکال لیا۔ مس کوین کے چہرے پر اب بشاشت کے آثار نمودار ہو گئے تھے کیونکہ آ سی ٹی کے تحت دیا ہوا حکم وہ پورا کر چکی تھی۔

"میری آنکھوں میں دیکھو مس کوین" ——— عمران نے اس کے سامنے قدرے جھکتے ہوئے تیز لہجے میں کہا اور جیسے ہی مس کوین نے اس کی آنکھوں میں دیکھا، عمران نے ایک بار پھر آ سی ٹی کا عمل شروع کر دیا اور پھر اس کے ذہن کے کنٹرول میں آتے ہی اس نے ذہنی طور پر اُسے سجیشن دے دیا کہ اب اس کے ذہن میں کبھی کوئی بھیانک اور خوفناک

خیال نہ ابھرے گا اور نہ ہی اس کا جسم سرد پڑے گا جب اسے جواب
میں ہاں کا مخصوص سگنل مل گیا تو اس نے جھٹکے سے اپنا چہرہ ایک طرف
کر لیا اور پھر ایک طویل سانس لے کر وہ سیدھا ہو گیا۔

"لیجئے پروفیسر صاحب! ــــ مس کوین کا علاج مکمل ہو گیا ہے ــــ
اب انہیں کبھی غب غب کی بیماری نہ ہو گی" ــــ عمران نے پروفیسر
کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ! بہت بہت شکریہ حکیم ابوالخیر ــــ اور حکیم نشطور میں
تمہارا بھی مشکور ہوں کہ تم نے اس قدر دانا حکیم سے ہماری ملاقات کرا
دی" ــــ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واصف نے کھانا پکا رکھا ہو گا اور مجھے شدید بھوک لگنے لگ گئی
ہے اس لئے اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو" ــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"کھانا... مم... مگر ہمارا تو باورچی چھٹی پر گیا ہوا ہے" ــــ پروفیسر
پامیں کی فطری کنجوسی کی حس جاگ اٹھی۔

"کوئی بات نہیں ــــ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیئے۔ آپ کو بھی کھانا مل
جائے گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری! ــــ میں لیبارٹری سے باہر نہیں جا سکتا ــــ او کے! میں
آپ کو واپس بھیجنے کا انتظام کراتا ہوں" ــــ پروفیسر نے سر ہلاتے ہوئے
کہا اور پھر اس نے دروازے کے قریب کھڑے فوجی کو کسی کو بلانے کا
حکم دیا اور فوجی سر ہلاتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران اور حکیم نشطور اسی جیپ میں بیٹھے اسی خفیہ

راستے سے باہر نکل کر قصبہ یوسفیہ کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔

"تم کمال کے آدمی ہو حکیم ابوالخیر ــــ میں زندگی میں اس قدر حیران
کبھی نہیں ہوا جتنا تم نے آج کر دیا ہے" ــــ حکیم نشطور نے اس
بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ابھی میرے پاس حیرت کا بہت بڑا سٹاک موجود ہے" ــــ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور حکیم نشطور نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد فوجی انہیں واصف کے دروازے پر پہنچا کر واپس
چلے گئے۔

خاور اور نعمانی کے جسموں پر ورکشاپ مکینکوں کی مخصوص یونیفارم تھیں اور وہ بڑے اطمینان سے ایک بڑی سڑک پر بنے ہوئے مخصوص بس شاپ پر کھڑے تھے۔ ان کے ساتھ قریباً دس اور آدمی بھی اسی یونیفارمز میں ملبوس موجود تھے۔

خاور اور نعمانی نے ابوقحافہ کی مدد سے جی۔پی۔وَن کے دو ایسے مکینک ڈھونڈھ نکالے تھے جن کا قد و قامت بھی ان جیسا تھا اور جو تھے بھی غیر شادی شدہ۔ وہ دونوں دن کی شفٹ میں کام کرتے تھے ان کی شفٹ صبح دس بجے سے شروع ہو کر رات کے آٹھ بجے تک تھی اور وہ دونوں شہر کی سنٹرل لیبر کالونی کے ایک فلیٹ میں رہتے تھے۔ چنانچہ انہیں ابوقحافہ نے اپنے آدمیوں کی معرفت رات کو ہی اغوا کر لیا اور پھر خاور اور نعمانی نے ان سے مکمل پوچھ گچھ کر لینے کے بعد ان کا میک اپ کیا اور رات کو ہی وہ ان کے فلیٹس میں پہنچ گئے۔ یہ

دونوں جی۔بی۔وَن کے سنٹرل شعبے میں کام کرتے تھے لیکن چونکہ وہاں حفاظتی انتظامات انتہائی سخت تھے۔ آتے جاتے ہوئے سب افراد کی جدید ترین کمپیوٹرز کی مدد سے مکمل تلاشی لی جاتی تھی اس لئے انہوں نے سوچا کہ فی الحال وہ ایک شفٹ میں جا کر کام کریں تاکہ وہاں کے حفاظتی انتظامات اور ماحول کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں اس کے بعد اس کی تباہی کا کوئی منصوبہ سوچا جا سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ شفٹ وین کے انتظار میں مخصوص بس سٹاپ پر کھڑے ہوئے تھے۔ چونکہ خاور اور نعمانی کو یہ معلوم تھا کہ جن کے میک اپ میں وہ موجود ہیں وہ دونوں ہی کم آمیز اور لئے دیئے رکھنے والی فطرت کے مالک ہیں۔ اس لئے وہ دونوں بھی بس یونیفارم کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے خاموش کھڑے تھے جب کہ باقی لوگ کبھی کبھی آپس میں بات بھی کر لیتے تھے لیکن ان دونوں سے نہ ہی کوئی مخاطب ہوا تھا اور نہ انہوں نے خود کسی سے بات کی تھی۔ اس میک اپ میں خاور کا نام جیکب اور نعمانی کا نام جیفرے تھا۔ جیکب اسسٹنٹ فورمین تھا جب کہ جیفرے صرف مکینک تھا۔

تھوڑی دیر بعد شفٹ وین پہنچ گئی اور وہ دونوں اس میں سوار ہو گئے۔ شفٹ وین اس طرح مختلف سٹاپس سے لیبر کو اٹھاتی ہوئی آخر کار جی۔بی۔وَن کے عظیم الشان گیٹ پر پہنچ کر رک گئی اور وہ دونوں بھی باقی افراد کے ساتھ نیچے اتر آئے۔ وہاں تمام افراد باقاعدہ قطار لگا کر کھڑے تھے اور صرف ایک آدمی گیٹ کی مخصوص کھڑکی میں داخل ہوتا اور کھڑکی بند ہو جاتی۔ پھر چند لمحوں بعد کھڑکی دوبارہ

کھلتی تو دوسرا آدمی اندر داخل ہو جاتا تھا۔ خاور اور نعمانی بھی خاموشی سے قطار میں کھڑے ہو گئے اور قطار آہستہ آہستہ آگے بڑھتی گئی تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بھی پھاٹک کے پاس پہنچ گئے۔ آگے خاور تھا اور اس کے پیچھے نعمانی۔ اس بار کھڑکی کھلی تو خاور اندر داخل ہو گیا۔ دوسری طرف ایک کمرہ تھا جس میں دو مسلح فوجی مشین گنیں اٹھائے کھڑے تھے جب کہ ایک فوجی آفیسر ہاتھ میں ایک جدید قسم کا گائیگر اٹھائے کھڑا تھا۔

"نام" —— اس فوجی آفیسر نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جیکب سنٹرل شعبہ اسسٹنٹ فورمین" —— خاور نے تیزی سے نہ صرف نام بلکہ شعبہ اور عہدہ بھی بتا دیا۔ کیونکہ جیکب نے اسے یہی بتایا تھا کہ پوچھا صرف نام جاتا ہے لیکن جواب میں نام کے ساتھ شعبہ اور آخر میں عہدہ بتایا جاتا ہے۔ یہی ترتیب ہی کوڈ ہوتی ہے۔ اگر یہ ترتیب غلط ہو جائے یا صرف نام بتایا جائے تو پھر وہ آدمی مشکوک ہو جاتا ہے اور پھر اس کی مکمل چیکنگ ہوتی ہے۔ اس لئے خاور نے اس فوجی آفیسر کے نام پوچھتے ہی خود ہی سب کچھ بتا دیا۔

فوجی آفیسر نے گائیگر سے اس کو مکمل طور پر چیک کیا اور پھر او کے کہہ کر اندرونی دروازے کی طرف اشارہ کیا اور خاور اطمینان سے چلتا ہوا اس دروازے کو کراس کر کے دوسری طرف آ گیا۔ یہاں سے ایک طویل راہداری سے گذر کر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچا۔ یہاں کمرے کے آدھے حصے میں چار لفٹیں تھیں جن پر مختلف شعبوں کے نام لکھے ہوئے تھے اور ہر لفٹ لیبر کو لے کر اپنے اپنے مخصوص شعبے میں پہنچاتی تھی۔ سنٹرل شعبے والی لفٹ نیچے گئی ہوئی تھی اس لئے خاور باقی آدمیوں کے

ساتھ وہاں کھڑا ہو گیا جو لفٹ کے سامنے قطار بنائے خاموش کھڑے تھے۔ چند لمحوں بعد نعمانی بھی اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور پھر چند لمحوں بعد لفٹ اوپر آئی اور اس کا دروازہ کھل گیا۔ دس آدمی لفٹ میں داخل ہو گئے جن میں نعمانی اور خاور بھی شامل تھے اور لفٹ تیزی سے نیچے جانے لگی۔ کچھ دیر بعد لفٹ کی حرکت رکی اور اس کا دروازہ کھل گیا۔ خاور اور نعمانی خاموشی سے لفٹ سے باہر آ گئے آگے ایک بند دروازہ تھا۔ لفٹ سے باہر نکلنے والوں نے ایک بار پھر دروازے کے سامنے قطار بنائی۔ شاید یہاں ڈسپلن ہی قطار کا تھا ہر جگہ بڑی خاموشی سے قطار بنا لی جاتی تھی۔ دروازے کی سائیڈ میں ایک بڑی سی مشین موجود تھی۔ یہ کارڈ پنچنگ مشین تھی اور جس کا کارڈ او کے ہوتا تھا اس کے لئے دروازہ کھلتا تھا۔ دروازہ کھلتا اور بند ہوتا رہا اور لوگ اندر جاتے رہے۔

خاور اور نعمانی جان بوجھ کر آخر میں کھڑے تھے اس بار نعمانی آگے اور خاور اس کے پیچھے تھا۔ نعمانی کی باری آئی تو اس نے جیب سے کارڈ نکال کر مشین میں ڈال دیا۔ جیکب اور جیفرے کے فلیٹس سے وہ کارڈ ہمراہ لائے تھے۔ مشین سے کھٹ کھٹ کی آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ نعمانی تیزی سے اندر داخل ہو گیا یہاں ایک اور چھوٹا کمرہ تھا جس کا اندرونی دروازہ کھلا ہوا تھا اور دوسری طرف مشینوں کا شور سنائی دے رہا تھا۔ نعمانی خاموشی سے اس دروازے کو کراس کرتا ہوا دوسری طرف آیا تو وہ ایک بہت بڑے ہال میں پہنچ گیا جس کے درمیان ایک بالکل جدید قسم کا لڑاکا بمبار جہاز کھڑا

تھا۔ سائیڈوں پر عجیب وغریب قسم کی مشینیں فٹ تھیں جن پر مختلف لوگ کام کر رہے تھے۔ پندرہ کے قریب آدمی جہاز کے اندر گھس کر کام کر رہے تھے۔

نعمانی تیز تیز قدم اٹھاتا ایک کونے میں موجود چھوٹی سی مشین کی طرف بڑھ گیا۔ بطور جیفرے اس کی ڈیوٹی اسی مشین پر ہی تھی یہ مشین انتہائی حساس مائیکرو پیشنگ چپس کی پالش کرتی تھی۔ نعمانی خاموشی سے اس مشین کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور اس نے اُسے آن کر کے اس کی باقاعدہ چیکنگ شروع کر دی۔ اُسے اصل جیفرے سے ساری صورت حال کا علم ہو گیا تھا کہ بوقت ضرورت ہی اس مشین پر کام ہوتا تھا ورنہ جیفرے کا کام صرف اس مشین کو ہر وقت درست اور کام کے لئے تیار رکھنا ہوتا تھا۔ خاور چونکہ اسسٹنٹ فورمین تھا اس لئے اس کے ذمہ چار مشینوں کی کارکردگی کا خیال رکھنا تھا جس میں نعمانی والی مشین بھی شامل تھی۔

طیارہ واقعی بہت بڑا اور انتہائی جدید تھا اور طیارے کی ساخت کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا تھا کہ اس کا نام گریٹ جیوش درست رکھا گیا تھا۔

ابھی نعمانی کو مشین کے پاس پہنچے ہوئے دس منٹ ہی گذرے ہوں گے کہ اچانک ایک سائیڈ کا دروازہ کھلا اور چار مسلح فوجی اندر داخل ہوئے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے سیدھے نعمانی کے پاس پہنچ گئے۔

"چلو چیف کے پاس" ——— ایک فوجی نے انتہائی کرخت لہجے میں نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر ———" نعمانی نے کچھ کہنا چاہا لیکن دوسرے لمحے اس کے چہرے پر زوردار تھپڑ پڑا اور نعمانی لڑکھڑا کر دو قدم ایک طرف ہو گیا۔

"چلو" ——— تھپڑ مارنے والے فوجی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور نعمانی نے اپنے گال پر ہاتھ رکھتے ہونٹ بھینچ لئے۔ اسی لمحے خاور تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"کیا بات ہے ——— تم نے کیوں جیفرے کو تھپڑ مارا ہے" ——— ؟ خاور نے اس تھپڑ مارنے والے فوجی آفیسر کے قریب جا کر انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"تم ——— تم مجھ سے ایسے لہجے میں بات کر رہے ہو ——— کون ہو تم؟" اس فوجی آفیسر نے اس طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اُسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا ہو کہ ان سے یہاں کا کوئی ملازم ایسے لہجے میں بھی بات کر سکتا ہے۔

"تم میری بات چھوڑو۔ میں اس سیکشن کا انچارج ہوں ——— مجھے بتاؤ بات کیا ہے۔ ورنہ جانتے ہو اگر میں اسے یہ مشین نہ چھوڑنے کے لئے کہوں تو صدر مملکت بھی اسے یہاں سے نہیں ہٹا سکتے" ——— خاور کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ تلخ ہو گیا۔ دراصل نعمانی کو تھپڑ لگتا دیکھ کر اس کے ذہن میں غصے کی چنگاریاں سی پھوٹنے لگی تھیں اور انہی پھوٹتی ہوئی چنگاریوں کی وجہ سے اس نے ہر قسم کی احتیاط کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔

"ہونہہ! ——— اسے چیف نے بلایا ہے اور اب تم بھی ساتھ چلو گے"۔ فوجی آفیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ساتھ ہی چلوں گا تا کہ چیف سے کہوں وہ تمہیں

تمہارے اختیارات کی حد بھی بتا دیا کرے" ــــ خاور نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا اور فوجی آفیسر کی آنکھوں میں اب شدید الجھن نمایاں ہوگئی تھی۔ ان کا تعلق جی۔ بی۔ ون کے سیکورٹی سٹاف سے تھا اور جیسے وہ چیف کہہ رہے تھے وہ سیکورٹی کا چیف آفیسر تھا اور یہاں سیکورٹی کو اس قدر وسیع اختیارات حاصل تھے کہ کوئی بڑے سے بڑا افسر بھی سیکورٹی کے ایک عام سپاہی کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہ کرسکتا تھا کجا یہ اسسٹنٹ فورمین اس طرح باتیں کر رہا تھا جیسے وہ خود صدر مملکت ہو۔ اسی وجہ سے وہ الجھ بھی گیا تھا اور شاید اسی بنا پر اس نے خاور کو بھی ساتھ چلنے کے لئے کہہ دیا تھا تاکہ چیف سے اس بارے میں بھی بات کرسکے۔

"چلئے! ــــ آؤ جیفرے" ــــ خاور نے اس فوجی سے مخاطب ہونے کے ساتھ ساتھ نعمانی سے کہا اور پھر وہ ان فوجیوں کے گھیرے میں چلتے ہوئے ایک دروازے سے گذر کر ایک بند راہداری میں پہنچ گئے راہداری کے آخری سرے پر ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور درمیان میں موجود پردہ لہرا رہا تھا۔ دروازے کے باہر مشین گنوں سے مسلح دو فوجی بڑے مستعد انداز میں پہرہ دے رہے تھے جب کہ ایک سائیڈ پر چیف سیکورٹی آفیسر کی پلیٹ بھی نصب تھی۔

"چلو تم دونوں اندر ــــ اور تم یہیں رکو" ــــ اس فوجی آفیسر نے پہلے خاور اور نعمانی سے کہا اور پھر وہ اپنے پیچھے آنے والے سپاہیوں سے مخاطب ہوگیا اور خاور اور نعمانی پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوئے ــــ وہ ایک خاصا وسیع کمرہ تھا اور اسے دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک

بڑی میز کے پیچھے ایک اُدھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے کاندھوں پر میجر کے رینک کے سٹار موجود تھے۔ ان دونوں کے پیچھے آنے والے فوجی آفیسر نے جو رینک میں کیپٹن تھا اندر داخل ہوتے ہی سلیوٹ کیا۔

"میں نے تمہیں کیا ہدایات دی تھیں" ــــ چیف نے اپنے سامنے دو افراد کو کھڑے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کیپٹن سے مخاطب ہوکر کہا۔ اور جواب میں کیپٹن نے ساری بات تفصیل سے بتا دی اور ساتھ ہی اس نے خاور کی طرف اشارہ بھی کر دیا۔

"ہوں! ــــ آپ نے ہمارے کام میں نہ صرف مداخلت کی ہے بلکہ ہمارے آفیسر کو دھمکیاں بھی دیں" ــــ چیف کے لہجے میں یکلخت کرختگی سی اُبھر آئی اور وہ میز کے پیچھے سے نکل کر میز کے آگے آکر میز سے ٹک کر کھڑا ہوگیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کے آثار بھی نمایاں تھے۔

"آپ کے آفیسر نے میرے ماتحت کو دہیں تھپڑ مار دیا ہے اس سے ورکرز میں اشتعال بھی پھیل سکتا ہے اور آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ ایسا ہونے کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے ــــ معمولی سی غلطی بھی اس قدر عظیم پراجیکٹ کو تباہ کرسکتی ہے اور ظاہر ہے اس کی تمام تر ذمہ داری آپ پر آتی" ــــ خاور نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ورکرز میں اشتعال ــــ یہ کیسے ممکن ہے" ــــ؟ میجر کے لہجے میں بے پناہ حیرت اُمڈ آئی جیسے خاور نے کوئی ناممکن بات کر دی ہو۔ اس کی آنکھوں سے بھی شدید حیرت کے آثار نمودار ہوگئے تھے۔

"جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ آپ کو معلوم نہیں ہے ــــ بہرحال میں نے

پراجیکٹ کی بھلائی کے لئے یہ اقدام کیا ہے۔ آپ فرمائیں کہ آپ نے جیفرے کو کس لئے طلب کیا ہے۔ کیونکہ جیفرے جس مشین پر کام کر رہا ہے اُسے زیادہ دیر تک خالی نہیں چھوڑا جا سکتا" —— خاور نے جواب دیا۔

"آپ دونوں یہاں بیٹھ جائیں۔ اب مجھے تفصیل سے سب کچھ چیک کرنا پڑے گا —— کیپٹن مارکر! —— تم ریکارڈ روم سے ان دونوں کی مین فائلیں لے کر آؤ —— اور سنو! ماسٹر کمپیوٹر آپریٹر کو بھی ہمارا حکم دے دو کہ وہ کمپیوٹر کو ریڈی رکھے۔ ہم فائلیں پڑھنے کے بعد ان دونوں کو ماسٹر کمپیوٹر سے چیک کرائیں گے" —— میجر نے سخت لہجے میں تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا اور کیپٹن سیلوٹ کر کے واپس مڑا اور پھر پردہ ہٹا کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

"میں آپ کو اگر ایک خاص بات بتاؤں میجر —— تو کیا آپ یقین کریں گے" —— اچانک خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاص بات —— کیا مطلب" —— میجر نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ایک ایسی بات کہ جس کے بعد آپ کے کاندھوں پر موجود سٹارز میں ایک کا نہیں بلکہ بیک وقت تین سٹارز کا اضافہ ہو جائے گا —— جیفرے! تم یہیں رکو۔ میں نے میجر صاحب سے ایک خاص بات کرنی ہے"۔ خاور نے اس طرح نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا جیسے وہ میجر کا بے حد گہرا دوست ہو۔

"ہونہہ —— آؤ میرے ساتھ" —— میجر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ خاور کے اس انداز سے ذہنی طور پر بری طرح اُلجھ گیا ہو اور پھر خاور اس کے ساتھ چلتا ہوا ایک ملحقہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہاں! اب بتاؤ کیا بات ہے" —— میجر نے دروازہ اپنے عقب میں بند کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تم سے بڑا احمق اسرائیل والوں کو نہیں ملا تھا چیف آفیسر بنانے کے لئے" —— خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کک —— کک —— کیا مطلب" —— چیف آفیسر واقعی اس غیر متوقع اور عجیب و غریب سچویشن پر مکمل طور پر احمق نظر آ رہا تھا۔ لیکن اسی لمحے خاور کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور اس نے میجر کو کسی لٹو کی طرح گھما کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ اس کا ایک بازو میجر کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کی کمر میں پہنچ گیا تھا۔

"خبردار! —— اگر آواز نکالی تو گردن توڑ دونگا" —— خاور نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے بازو کو ایک زوردار جھٹکا دیا تو میجر کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر خاور کو اپنے اوپر سے اچھالنا چاہا لیکن اسی لمحے خاور نے ایک اور زوردار جھٹکا اس کی گردن کے گرد بازو کو دیا اور میجر کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑتا گیا۔ اس کے منہ سے اب خرخراہٹ کی آواز نکلنے لگی تھی۔

"سنو! —— میں صرف ایک جھٹکا دے کر تمہاری گردن توڑ سکتا ہوں —— بتاؤ یہاں اسلحے کا سٹور کہاں ہے" —— خاور نے بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے بازو

کو ذرا سا ڈھیلا چھوڑ دیا۔ لیکن اس کا یہ بازو ڈھیلا کرنا اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوا۔ کیونکہ میجر نے یکلخت دونوں کہنیاں پوری قوت سے خاور کی پسلیوں میں ماریں اور خاور چیختا ہوا بے اختیار پیچھے ہٹا۔ جوجٹسو کے اس خوفناک داؤ نے اس کی نہ صرف گرفت ختم کر دی تھی بلکہ اس کے جسم میں اس قدر تکلیف پیدا ہوئی کہ ایک لمحے کے لئے اس کے ذہن میں اندھیرا سا چھا گیا۔ اور اسی لمحے اس کی کنپٹی پر ایک زوردار ضرب لگی لیکن اس ضرب کا نتیجہ الٹا نکلا۔ بجائے اس ضرب سے خاور بے ہوش ہوتا بلکہ اس ضرب نے اس کے ڈوبتے ہوئے ذہن کو ایک زوردار جھٹکے سے بیدار کر دیا تھا۔

جب اس کا ذہن بیدار ہوا تو وہ فرش پر سیدھا پڑا ہوا تھا اور میجر کے ہاتھ میں ریوالور تھا جس کا رخ خاور کی طرف تھا۔ میجر کا چہرہ ٹماٹر سے بھی زیادہ سرخ ہو رہا تھا۔

"اب بتاؤ تم کون ہو ـــــ ورنہ میں تمہارا جسم چھلنی کر دوں گا" ـــــ میجر نے انتہائی غصیلے انداز میں کہا۔ لیکن وہ چیف سکیورٹی آفیسر ہونے کے باوجود یا تو واقعی احمق تھا یا پھر انتہائی خلافِ توقع سچویشن نے وقتی طور پر اس کے ذہن کو سوچنے سمجھنے سے عاری کر دیا تھا۔ کیونکہ صرف ریوالور ہاتھ میں پکڑ لینے سے وہ خاور کو بے بس نہ کر سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جیسے ہی اس کا فقرہ ختم ہوا۔ خاور کی جڑی ہوئی ٹانگیں ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھیں اور میجر چیختا ہوا قوس کی طرح اچھل کر پیچھے رکھے ہوئے صوفے پر سر کے بل گرا اور پھر صوفے سمیت الٹ کر پیچھے جا گرا۔ خاور اُسے اُچھلتے ہی بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہوا تو اسی

لمحے میجر بھی چیختا ہوا اٹھا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے خاور کا بازو پوری قوت سے گھوما اور میجر کی گردن پر اس کی انگلی کا ہک اتنی قوت سے لگا کہ میجر سائیڈ پر پڑے ہوئے دوسرے صوفے پر ایک دھماکے سے گرا۔ خاور نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے اس کے جڑے ہوئے گھٹنے پوری قوت سے صوفے پر پڑے میجر کی ناف سے ذرا اوپر پڑے اور میجر کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اور وہ بری طرح پھڑکنے لگا۔ خاور اب اس کے جسم کے اوپر چڑھا ہوا تھا۔ میجر کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو چکا تھا۔

خاور نے یکلخت اس کے نتھنوں میں انگلیاں ڈالیں اور پھر انہیں اندر اس طرح لے جاتا گیا کہ اس کی موٹی انگلیوں نے میجر کے نتھنوں کو چیرنا شروع کر دیا۔

"بتاؤ اسلحہ کہاں ہے" ـــــ؟ خاور نے انگلیاں روکتے ہوئے کہا۔ میجر کے نتھنے ذرا سے چر گئے تھے۔ اس کا جسم بری طرح پھڑکنے لگا تھا لیکن خاور نے اپنے جسم کی مدد سے اُسے بے بس کیا ہوا تھا۔ پیچھے گرتے وقت اس کے دونوں ہاتھ چونکہ اس کے اپنے جسم کے نیچے دب گئے تھے اس لئے خاور کو اس کے ہاتھوں کی طرف سے کوئی فکر نہ تھی۔

"اس ـــ اس ـــ اسی کمرے میں دائیں الماری میں" ـــــ میجر کے حلق سے غرغراتی ہوئی آواز نکلی اور خاور نے اس کے نتھنوں میں گھسی ہوئی انگلیاں ایک جھٹکے سے کھینچیں اور اچھل کر اس کے جسم سے نیچے زمین پر کھڑا ہو گیا۔

میجر ابھی ویسے ہی پڑا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا کہ خاور کا ایک ہاتھ

اس کے سر اور دوسرا گردن کے نیچے پہنچا اور ساتھ ہی خاور نے سر والے ہاتھ کو دبا کر تیزی سے مخالف سے فرش والی سائیڈ کی طرف جھٹکے سے کیا تو میجر کا سر آدھے سے زیادہ گھوم گیا جب کہ اس کا جسم ویسے ہی ساکت رہا۔ ایک اور جھٹکا خاور نے دیا اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی میجر کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ خاور آواز سنتے ہی اچھلا اور تیر کی طرح اڑتا ہوا اس الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کے پٹ کھولے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ قدآدم الماری واقعی انتہائی جدید اسلحے سے بھری ہوئی تھی۔ لیکن اس کی تعداد کم تھی۔ خاور نے جلدی سے اس میں سے میگنٹ بم اٹھائے اور پھر دو مشین گنیں اٹھا کر اس نے اس میں فل میگزین فٹ کیا اور الماری بند کر کے ایک مشین گن تو اس نے کاندھے سے لٹکائی جب کہ دوسری ہاتھ میں لئے وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور بجلی کی سی تیزی سے دفتر میں آیا تو اس نے وہاں اکیلے نعمانی کو ہی کھڑے دیکھا۔ وہاں اور کوئی نہ تھا۔

"بڑی دیر لگا دی۔ ورنہ اس کیپٹن کو ——" نعمانی نے خاور کو دیکھتے ہی کہا۔

"وہ نہیں آیا ابھی —— چلو اچھا ہے۔ آؤ اب ہمیں فوری اس سنٹر کو تباہ کر کے یہاں سے نکلنا ہے —— چلو فائر شروع کر دو —— ارے ایک منٹ —— اوہ" —— خاور نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور پھر خود ہی بات کرتے ہوئے وہ چونکا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی تیزی سے واپس اسی کمرے کی طرف دوڑ پڑا جس میں میجر کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

کمرے میں داخل ہو کر وہ دوڑتا ہوا واپس اس الماری کی طرف گیا اور اس نے ایک باکس اٹھا کر اسے پھرتی سے کھولا۔ اس کے اندر ایک جدید قسم کا ٹائم بم موجود تھا یہ بے آواز ٹائم بم تھا اس میں ٹک ٹک کی آوازیں نہ نکلتی تھیں۔ خاور نے پندرہ منٹ کا وقت فٹ کیا اور اسے آن کر کے اس نے الماری کے سب سے نچلے خانے کے کونے میں اس طرح رکھ دیا کہ جب تک اسے خاص طور پر چیک نہ کیا جائے وہ نظر نہ آسکتا تھا۔ الماری کے پٹ بند کر کے وہ جیسے ہی مڑا اسے کھلے دروازے کے بالکل مقابل دفتر کے بیرونی دروازے کا پردہ ہٹا کر وہ کیپٹن اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں دو عجیب ساخت کی مشینیں تھیں۔ خاور دوڑتا ہوا آگے بڑھا تو کیپٹن جو ایک لمحے کے لئے اسے دیکھ کر حیرت سے گنگ ہوا تھا یکلخت بے اختیار اچھلا لیکن اسی لمحے نعمانی کا بازو گھوما اور کیپٹن چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور خاور نے دوسری چھلانگ لگائی اور بیرونی دروازے پر پہنچ گیا باہر چھ مسلح فوجی ابھی تک موجود تھے اور پھر خاور کے ہاتھ میں موجود مشین گن تڑتڑائی اور بند راہداری میں چھ انسانی چیخیں گونج اٹھیں۔ دوسرے لمحے وہ چھ مسلح فوجی دھماکوں سے نیچے گرے اسی لمحے اندر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور خاور سمجھ گیا کہ نعمانی نے اس کے فائر کھولتے ہی کیپٹن پر بھی فائر کھول دیا ہے۔

"آؤ نعمانی۔ جلدی" —— خاور نے واپس اس سنٹرل شعبے کی طرف دوڑنا شروع کر دیا جہاں سے انہیں یہاں لایا گیا تھا۔ نعمانی بھی ہاتھ میں مشین گن پکڑے ساتھ دوڑ رہا تھا۔

"میں نے پندرہ منٹ کا وقت لگا دیا ہے —— پندرہ منٹ بعد

ٹائم بم پھٹ جائے گا اور اس الماری میں موجود خوفناک اور جدید اسلحہ بھی تباہ ہو جائے گا۔ اس طرح اس زیر زمین ورکشاپ کا کافی حصہ ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ اب ہم نے اس سنٹرل شعبے کے آدمیوں کو ختم کر کے اس طیارے کو تباہ کرنا ہے اور پھر نقشے کے مطابق رائٹ سائیڈ والے راستے سے باہر نکلنا ہے"۔۔۔ دوڑتے ہوئے خاور نے تیز تیز لہجے میں کہا اور نعمانی نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد وہ ساؤنڈ پروف سنٹرل شعبے کے اس دروازے تک پہنچ گئے جس کے ذریعے وہ اس راہداری میں داخل ہوئے تھے۔

"تم نے اندر جاتے ہی فائر کھولنا ہے ۔۔۔ میں میگنٹ بم اس طیارے میں لگاؤں گا"۔۔۔ دروازے کے قریب پہنچتے ہی خاور نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے مخصوص ہینڈل پریس کر کے دروازہ کھولا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ ال میں مسلسل کام جاری تھا۔

"فائر"۔۔۔ خاور نے چیختے ہوئے کہا اور پھر خاور اور نعمانی دونوں کی مشین گنوں نے گولیاں اگلنی شروع کر دیں۔ ہال مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ مشینوں کے دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہاں موجود سب افراد چونکہ کاریگر ٹائپ افراد تھے اس لئے ان میں سے کسی کے پاس بھی اسلحہ نہ تھا۔ اس لئے چند ہی لمحوں میں ان دونوں نے ان سب کو ختم کر دیا۔ نعمانی نے طیارے کے کھلے حصوں میں بھی گولیاں برسائی تھیں اس لئے دیو ہیکل طیارے کے اندر موجود آٹھ دس افراد بھی ختم ہو گئے۔

خاور نے جیب سے میگنٹ بم نکالے اور دوڑ کر اس نے دونوں بم طیارے کے مختلف حصوں سے چپکا کر ان کی ایک سائیڈ کو اوپر کی طرف

موڑ دیا۔ مڑی ہوئی سائیڈ آہستہ آہستہ سیدھی ہونے لگی اور یہی ان مخصوص بموں کی چارجنگ تھی۔ مڑنے کے بعد جیسے ہی وہ سائیڈ دوبارہ سیدھی ہوتی دونوں خوفناک بم پھٹ پڑتے۔

بم چپکاتے ہی وہ دونوں دوڑتے ہوئے اسی ہال کے ایک اور دروازے کی طرف بڑھے جو نہ صرف بند تھا بلکہ اس کے اوپر سرخ رنگ کا ایک بلب بھی جل رہا تھا۔ خاور نے دروازے کی سائیڈوں پر مشین گن سے گولیاں برسائیں تو چپ چپاک کی آوازیں سنائی دیں اور نہ صرف بلب بجھ گیا بلکہ وہ دروازہ بھی کسی سلائیڈ کی طرح ایک طرف کو ہٹ گیا۔ دوسری طرف بالکل اسی طرح کی راہداری تھی جس طرح کی راہداری اس چیف آفیسر کے کمرے کی طرف جاتی تھی۔ اس راہداری میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ دونوں دوڑتے ہوئے آگے بڑھے۔ راہداری کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا جو عام سا دروازہ تھا۔ خاور نے ایک جھٹکے سے اسے ایک سائیڈ پر کیا تو دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ خاور اور نعمانی بجلی کی سی تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوئے اور خاور نے پہلے کی طرح دروازے کو سائیڈ سے کھینچ کر دوبارہ بند کر دیا اور ساتھ ہی اس سائیڈ دیوار پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کیا تو کمرہ کسی لفٹ کی طرح اوپر کو اٹھتا گیا۔

"اس لفٹ سے ہم زیرو پوائنٹ پر پہنچ جائیں گے"۔۔۔ خاور نے کہا اور نعمانی نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ جی۔ پی۔ ون کا نقشہ وہ بھی دیکھ چکا تھا۔ لفٹ کی حرکت رکی تو خاور نے خود ہی لفٹ کا دروازہ کھولا اور اب وہ ایک اور راہداری میں تھے۔ وہ دونوں اس راہداری میں دوڑتے

ہوئے جب اس کے اختتام پر موجود دروازے کی طرف بڑھنے لگے تو یکلخت دروازہ کھلا اور مشین گنوں سے مسلح چار فوجی تیزی سے اندر داخل ہوئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، نعمانی کی مشین گن سے شعلے نکلے اور وہ چاروں ہی چیختے ہوئے نیچے گرے۔

"ان کی مشین گنیں لے لو —— ہماری گنوں کے میگزین ختم ہونے والے ہوں گے" —— خاور نے اپنی مشین گن ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جھپٹ کر ایک سپاہی کے ہاتھ سے نکلی ہوئی مشین گن اٹھائی اور کھلے دروازے کی طرف دوڑ لگا دی۔ دروازے کی دوسری طرف ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک میز تھی جس پر ایک انٹر کام سٹائل کا فون رکھا ہوا تھا۔ ساتھ ہی کرسی پڑی تھی لیکن اس وقت کمرے میں کوئی موجود نہ تھا۔ اس کمرے کا ایک دروازہ بائیں طرف تھا۔ وہ جب اس دروازے سے باہر آئے تو کھلی جگہ تھی جس کے گرد خاردار تاروں کی باڑھ تھی اور باڑ کے اندر ہی خاردار تاروں سے بنا ہوا ایک بڑا سا پھاٹک بھی موجود تھا۔ ایک طرف ایک فوجی جیپ کھڑی تھی۔

"جیپ لے آؤ —— میں پھاٹک کھولتا ہوں" —— خاور نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے گیٹ کی طرف دوڑ لگا دی۔

نعمانی جھپٹ کر جیپ کی طرف بڑھا۔ وہ اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا لیکن ظاہر ہے اگنیشن میں چابیاں تو موجود نہ تھیں اس لئے وہ اسی طرح اچھل کر نیچے اترا اور پھر دوڑتا ہوا واپس اس کمرے میں آیا جہاں میز پر وہ انٹر کام فون پڑا تھا۔ اس نے میز کی دراز کھینچی تو اس کی توقع کے عین مطابق وہاں جیپ کی چابیاں موجود تھیں۔ چابیاں لے کر وہ جب دوڑتا ہوا واپس

جیپ تک پہنچا تو اس دوران خاور پھاٹک کھول کر واپس جیپ تک پہنچ چکا تھا۔

"چابیاں لینے گیا تھا" —— نعمانی نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیسے ہی چابی اگنیشن میں ڈال کر گھمائی اچانک خوفناک دھماکوں سے پوری فضا گونج اٹھی۔ اور ان دونوں کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے ان کی جیپ کے پرزے اڑ گئے ہوں لیکن یہ احساس صرف ایک لمحے کے لئے تھا دوسرے لمحے انہیں احساس ہو گیا کہ دھماکے ان کے عقب میں کہیں نیچے ہوئے ہیں۔ جیپ کا انجن جاگ پڑا تھا اس لئے نعمانی نے گیئر بدلا اور جیپ توپ سے نکلے گولے کی طرح خاردار تاروں والے پھاٹک سے نکل کر باہر سائیڈ روڈ پر دوڑنے لگی۔ یہ سڑک کافی آگے جا کر مڑی اور پھر گھومتی ہوئی اس روڈ سے جا کر مل گئی جس روڈ سے جی۔ پی ون کا مین گیٹ آتا تھا۔ چونکہ اس وقت شفٹ کا وقت نہ تھا اس لئے یہ سڑک بھی ویران پڑی ہوئی تھی ابھی وہ اس روڈ پر آگے بڑھے ہی تھے کہ انہیں دور سے گڑگڑاہٹ کے ساتھ ساتھ انتہائی خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور اس کے ساتھ ہی بھیانک آوازوں والے سائرنوں سے پورا ماحول گونج اٹھا۔

"جلدی کرو —— دائیں طرف کھیتوں کے درمیان جیپ اتار دو —— ابھی یہاں پولیس یا جی۔ پی فائیو پہنچ جائے گی" —— خاور نے چیخ کر کہا اور نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے جیپ سائیڈ پر موجود کھیتوں کے درمیان ایک ناہموار سی پگڈنڈی پر ڈال دی اور پھر پورا ایکسیلیٹر دبا دیا۔ جیپ تیزی سے اچھلتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ کافی آگے جا کر ایک درختوں کا جھنڈ آتا

تھا۔ نعمانی جیپ اس جھنڈ کی طرف لے گیا اور پھر جیسے ہی جیپ اس جھنڈ کے اندر پہنچی، نعمانی نے جیپ روک دی اور انجن بند کر کے وہ نیچے اُتر آیا۔ انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے جسم پر موجود مخصوص یونیفارمز اتارنی شروع کر دیں۔ اس یونیفارم کے نیچے انہوں نے عام سے چُست لباس پہنے ہوئے تھے۔ یونیفارمز اتار کر انہوں نے اُسے جیپ میں پھینکا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے وہ جھنڈ سے نکلے اور فصل کے درمیان پگڈنڈی پر چلتے ہوئے اس شاہراہ کی طرف بڑھنے لگے جہاں سے وہ کسی بھی بس میں بیٹھ کر اطمینان سے ابو قحافہ کے مخصوص اڈے تک پہنچ سکتے تھے۔

"یہ زیرو پوائنٹ والا راستہ اچھا کام آیا"۔۔۔۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ یہ مخصوص مشینری کو جی۔ بی۔ ون کے اندر پہنچانے کے لئے بنایا گیا ہے اور چونکہ سپلائی کبھی کبھار ہی آتی ہوگی اس لئے یہاں پہرے کا کوئی انتظام نہ تھا وہ سپاہی بھی شاید لفٹ کی آواز سن کر اندر آتے تھے بہرحال وہ گریٹ جیوش طیارہ اور ورکشاپ کے اہم حصے تو مکمل طور پر تباہ ہو گئے ہیں۔ اب یہ اسرائیلی زخم چاٹتے پھریں گے"۔۔۔۔ خاور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس چیف کو مجھ پر نجانے کس بات پر شک پڑ گیا تھا"۔۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"کوئی شک پڑا ہوگا۔ بہرحال اچھا ہوا۔ اس طرح ہمیں فوری ایکشن میں آنے کا بہانہ مل گیا ورنہ ہمارا پروگرام تو آج صرف جائزہ لینے کا تھا۔ ویسے اصل کام اس کیپٹن نے وہ فائلیں لانے میں دیر لگانے سے سرانجام دیا ہے۔ اگر وہ فوراً واپس آجاتا تو پھر یقیناً مشکل ہو جاتی"۔۔۔۔ خاور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ عام فائلیں نہ تھیں۔ الیکٹرونک کمپیوٹرڈ سک فائلیں تھیں اور لازماً کسی کمپیوٹر سٹور میں ہونگی۔ وہاں سے انہیں نکلانے اور ڈلیوری لینے میں وقت تو

لگنا تھا"۔۔۔۔ نعمانی نے جواب دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ جب سڑک پر پہنچے تو انہیں دُور سے ایک بس آتی دکھائی دی۔ خاور نے آگے بڑھ کر اُسے رُکنے کا اشارہ کیا تو بس ان کے قریب آکر رُک گئی اور وہ دونوں اطمینان سے بس میں سوار ہو گئے بس میں بیٹھے ہوئے مسافروں نے انہیں ایک نظر دیکھا اور پھر اپنے اپنے خیالوں میں گم ہو گئے۔ بس تقریباً آدھی سے زیادہ خالی تھی اس لئے وہ اطمینان سے ایک خالی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

خاور نے اس وقت لباس میں موجود ایک جیب میں تہہ کر کے رکھے ہوئے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اس میں سے ایک نوٹ نکال کر اس نے قریب آنے والے کنڈیکٹر کو دیتے ہوئے اُسے جاروش اڈے کی ٹکٹیں دینے کا کہا۔ اور کنڈیکٹر انہیں ٹکٹیں اور بقایا رقم دے کر جب واپس چلا گیا تو ان دونوں نے اطمینان بھرے انداز میں نشستوں کے ساتھ سر ٹکا دیئے وہ اپنے مشن میں واقعی کامیاب ہو کر لوٹ رہے تھے۔

خوبصورت اور قیمتی انداز میں سجے ہوئے پریذیڈنٹ ہاؤس کے میٹنگ ہال میں اس وقت دس افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے لیکن ان سب کے چہرے بُری طرح لٹکے ہوئے تھے۔ ان کے انداز سے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ سب کسی قومی سوگ کے سلسلے میں اکٹھے ہوئے ہوں ان میں وائٹ سٹار کے کرنل بلاشر۔ جی۔ پی فائیو کے کرنل فرینک کے علاوہ اسرائیل کے باقی اعلیٰ ترین حکام شامل تھے۔

کرنل بلاشر اور کرنل فرینک دونوں دائیں طرف سے سب سے پہلی کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک بھاری جسم اور لمبے قد کے ایک آدمی کو بار بار دیکھ رہے تھے جس کے چہرے پر بے پناہ وقار اور تمکنت تھی۔ اس کے چہرے کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ انتہائی سخت کوش اور اصول پسند ہونے کے ساتھ آخری لمحوں تک جدوجہد کرنے والا انسان ہے اس کی فراخ پیشانی اور آنکھوں میں موجود تیز چمک اس کی اعلیٰ ترین ذہانت کا پتہ دیتی تھی۔

لیکن وہ دونوں اس آدمی کو نہ جانتے تھے اور دائیں طرف پہلی کرسی پر اس کا بیٹھنا بتا رہا تھا کہ وہ اسرائیل کی کوئی اہم ترین شخصیت ہے لیکن ان دونوں کے لئے وہ یکسر ایک نئی شخصیت تھی حالانکہ وہ اسرائیل کی اہم اور غیر اہم تقریباً تمام شخصیات سے اچھی طرح واقف تھے۔ ایک طرف دو اونچی نشست کی کرسیاں موجود تھیں جو خالی تھیں۔

چند لمحوں بعد میٹنگ ہال کا دروازہ کھلا اور صدر اور وزیر اعظم اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے چہروں پر بھی شدید پریشانی اور الجھاؤ موجود تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ذہنی طور پر سخت پریشان اور دباؤ کا شکار ہوں۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے سب افراد اٹھ کھڑے ہوئے۔ صدر نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا اور پھر ایک اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گئے۔ وزیر اعظم صاحب نے دوسری کرسی سنبھال لی۔

"آپ سب کو اس ہنگامی اور خصوصی میٹنگ بلانے کا مقصد تو معلوم ہوگا"۔۔۔ صدر مملکت نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ صدر کے بائیں طرف پہلی کرسی پر بیٹھے ہوئے وزیر دفاع نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں صورت حال کا شروع سے مختصر طور پر تجزیہ کرنا چاہتا ہوں۔ ایک انتہائی اہم فارمولے کی فلم لے کر ایک سائنسدان نے فرار ہونے کی کوشش کی تو اسے ٹریس کر لیا گیا اور پھر وہ سائنسدان مارا گیا مگر وہ فارمولا دستیاب نہ ہو سکا۔۔۔ یہ فارمولا جس کا نام ایکس زیڈ ہے اسرائیل کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا تھا۔ اس لئے اس کی تلاش کے لئے ہر ممکن

کوششیں کی گئیں لیکن وہ قطعی دستیاب نہ ہو سکا۔ لیکن میں ہر قیمت پر
اس فارمولے کی دستیابی چاہتا تھا ۔ چنانچہ میرے ذہن میں ایک اور
پروگرام آیا۔ اس سے قبل پاکیشیا کا ایک آدمی علی عمران جس کا تعلق پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے ہے کئی بار یہاں آکر انتہائی حیرت انگیز کام کر چکا ہے
اور اس اکیلے شخص نے اپنے ان کاموں کی وجہ سے اسرائیل کو جتنا نقصان
پہنچایا ہے اتنا شاید پوری دنیا کے مسلمان مل کر بھی نہ پہنچا سکتے۔ ہر بار وہ
نکل جانے میں بھی کامیاب ہو گیا ـــــ گو وہ اسرائیل کا بدترین دشمن ہے
لیکن میں اس کی بے پناہ ذہانت کا دل سے قائل ہوں۔ چنانچہ اس فارمولے
کی دستیابی کے لئے میں نے ایک منصوبہ سوچا کہ کسی طرح اس علی عمران کو
اس فارمولے کی تلاش پر لگایا جائے ـــــ مجھے یقین تھا کہ یہ شخص
ہر صورت میں اس فارمولے کو تلاش کر لے گا۔ لیکن ہم یہ فارمولا اس کے
ہاتھ بھی نہ جانے دے سکتے تھے۔ چنانچہ بہت سوچ بچار کے بعد ایک
منصوبہ تیار کیا گیا اور ہمسایہ ملک گاربیا کی سیکرٹ سروس کے چیف کے
ذریعے ایک فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو پہنچائی گئی کہ پاکیشیا
کے نئے ایٹمی مرکز کی تفصیلات پر مبنی ایک خفیہ فلم اسرائیل کے پاس موجود
ہے جسے ایک روسیاہی ایجنٹ اسرائیل سے نکال کر روسیاہ پہنچانا چاہتا تھا
اس نے اس فلم کو اسرائیل سے نکالنے کے لئے گاربیا کے ایک ایجنٹ
سے بات کی لیکن وہ روسیاہی ایجنٹ ہلاک کر دیا گیا اور گاربیا کے اس ایجنٹ
نے اطلاع اپنی سیکرٹ سروس کے چیف کو دی جہاں سے یہ اطلاع پاکیشیا
کی ہمدردی میں دی جا رہی ہے ـــــ اس سارے منصوبے کا مقصد
صرف اتنا تھا کہ پاکیشیا کے نئے ایٹمی مرکز کا حوالہ آتے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس

لازماً حرکت میں آجائے گی اور وہ یہاں آکر اس فارمولے کو تلاش کرے گی۔
اس وقت تک ہماری کوئی ایجنسی حرکت میں نہ آئے گی۔ صرف نگرانی کی
جائے گی ـــــ پھر جیسے ہی علی عمران یا اس کا کوئی ساتھی وہ فلم تلاش
کر لے گا اسرائیلی ایجنٹ ان پر بھوکے عقابوں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے اور
نتیجہ یہ کہ فلم بھی مل جائے گی اور اسرائیل کے بدترین دشمن بھی ہلاک ہو جائیں
گے ـــــ چنانچہ یہ فائل بھیج دی گئی۔ لیکن پھر اچانک انٹیلی جنس کے ایک
آفیسر نے وہ فلم ٹریس کر لی۔ چنانچہ وہ فلم تو اسرائیل کی سب سے محفوظ ترین
لیبارٹری زیرو لیبارٹری کے ریکارڈ روم میں پہنچا دی گئی۔ چونکہ پاکیشیا
تک اطلاع پہنچ چکی تھی اس لئے یہ فیصلہ ہوا کہ اب ان کے اسرائیل میں
داخل ہوتے ہی انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ چنانچہ اسرائیل کی تین ٹاپ
ایجنسیاں جی۔ پی۔ فائیو ـ ریڈ آرمی اور نئی ایجنسی وائٹ سٹار تینوں کو یہ فرض
سونپ دیا گیا۔ اس کے بعد اطلاعات ملیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان دو
گروپوں کی صورت میں اسرائیل میں داخل ہوئے ہیں۔ ایک گروپ کا ٹکراؤ
جی۔ پی۔ فائیو اور ریڈ آرمی سے ہوا جب کہ دوسرے گروپ کا ٹکراؤ وائٹ سٹار
سے ہوا ـــــ ظاہر ہے یہ دونوں گروپ تل ابیب پہنچنا چاہتے تھے اس
کے بعد ان دونوں گروپوں کو ختم کرنے اور تل ابیب تک نہ پہنچنے دینے کے
لئے تینوں ایجنسیوں نے سرتوڑ کوششیں کیں۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا کہ اسرائیل کا
اہم ترین ٹاور تباہ ہو گیا۔ بے شمار فوجی مارے گئے۔ ہیلی کاپٹر تباہ ہوئے۔
وزیراعظم کو اغوا کیا گیا۔ لیکن ان دونوں گروپوں کو تل ابیب پہنچنے سے کوئی
نہ روک سکا اور وہ یہاں پہنچ گئے ـــــ جی۔ پی۔ فائیو ـ ریڈ آرمی اور
وائٹ سٹار تینوں ایجنسیاں مکمل طور پر انہیں روکنے میں ناکام رہیں۔ میں نے

جی۔ پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کو برطرف کر کے اس کی جگہ کرنل فرینک کو دی
میرا خیال تھا کہ شاید کرنل فرینک انہیں روک لے گا یا ختم کر دے گا لیکن
میری یہ امید بھی ختم ہو گئی ——— اب ظاہر ہے یہاں ان کا ٹارگٹ وہی
فلم ہونی چاہیئے تھی اور فلم زیرو لیبارٹری میں ہے اس لئے میں نے
ریڈ آرمی کو خصوصی طور پر اس لیبارٹری۔ اس کے اوپر موجود میزائلوں کے
اڈے اور فوجی چھاؤنی کی حفاظت پر مستقل تعینات کر دیا۔ گو زیرو لیبارٹری
اور اس کے اوپر میزائلوں کے اڈے اور فوجی چھاؤنی کی حفاظت کے لئے
پہلے سے انتہائی سخت ترین انتظامات تھے۔ لیکن اس کے باوجود اُسے
مکمل طور پر فول پروف کرنے کے لئے مزید حفاظتی انتظامات کئے گئے
یہ لوگ کرنل فرینک کو ڈاج دے کر پہاڑیوں سے اس کا بھی ایک ہیلی کاپٹر
اغوا کر کے تل ابیب پہنچے ——— کرنل بلاشر نے یہاں انہیں ٹریس کیا
اور اس ٹریسنگ کے دوران فلسطینیوں کے ایک بڑے گروپ اور اس
کے اڈے بھی تباہ ہو گئے۔ لیکن وہ لوگ پھر بھی ہتھے نہ چڑھے اس دوران
خفیہ اطلاعات ملیں کہ یہ لوگ گریٹ جیوشس کے رَن وے جی۔ بی۔ ٹو اور خلائی
لیبارٹری گریٹ سپیشل کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ فوری طور پر ان
دونوں پوائنٹس پر حفاظتی انتظامات انتہائی سخت کر دیئے گئے۔ گریٹ
سپیشل والے پوائنٹ کی نگرانی کرنل بلاشر اور جی۔ بی۔ ٹو کی نگرانی کرنل فرینک
کے ذمے ڈالی گئی۔ پھر اچانک رات کو مجھے نیند سے اٹھا کر ایک فون کال
سنائی گئی۔ یہ فون کال اس علی عمران کی طرف سے تھی جس میں اس نے
مجھے آگاہ کیا کہ اسرائیل کی سب سے بڑی آئل ریفائنری تباہ ہونے والی
ہے۔ اس پر میں نے فوری طور پر ہنگامی حالات کا اعلان کیا یہ آئل ریفائنری

بھی زیرو لیبارٹری کی طرح ناقابل تسخیر بنا دی گئی تھی۔ خاص طور پر اس
کا ورکنگ پلانٹ ——— اس کی تباہی اسرائیل کے لئے اتنا بڑا دھچکا تھا
کہ اسرائیل تو ایک طرف پوری دنیا میں پھیلے ہوئے یہودیوں کے لئے
اس کے زخم صدیوں تک مندمل نہ ہو سکیں گے۔ اسرائیل اور پوری دنیا میں
پھیلے ہوئے یہودیوں کے تمام وسائل اس آئل ریفائنری پر خرچ کئے
گئے تھے ——— گو مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ آئل ریفائنری کسی صورت بھی
تباہ نہیں ہو سکتی۔ لیکن وہاں سے پتہ چلا کہ دو آدمی کرنل بلاشر کی طرف
سے ریفائنری کے چیف سکیورٹی آفیسر کے پاس بھیجے گئے۔ جنہوں نے
حفاظتی انتظامات چیک کئے اور ہیلی کاپٹر پر انہوں نے ریفائنری کا فضائی
سروے بھی کیا۔ حالانکہ کرنل بلاشر نے انہیں نہ بھیجا تھا۔ بہرحال اطمینان یہ
تھا کہ انتہائی سخت ترین حفاظتی انتظامات کی وجہ سے وہ دونوں آدمی
اصل ریفائنری کے اندر بھی نہ جا سکے تھے اور فضائی سروے سے بھی
انہیں کوئی فائدہ حاصل نہ ہو سکتا تھا لیکن مجھے علی عمران کے ذہن سے
خوف آتا تھا۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر وہاں موجود ورکرز کو نکالنے کے
احکامات دے دیئے۔ اس طرح وہاں موجود تین ہزار افراد کو فوری طور
پر نکال لیا گیا۔ اس طرح انسان تو بچ گئے لیکن یہ آئل ریفائنری نہ بچ سکی۔
انتہائی پُراسرار انداز میں پوری آئل ریفائنری پلک جھپکنے میں مکمل طور پر
تباہ ہو گئی۔ اس ورکنگ پلانٹ سمیت جسے ہر لحاظ سے ناقابلِ تسخیر سمجھا
جاتا تھا۔ یہ اتنا بڑا نقصان ہے کہ اسرائیل کی آئندہ دو نسلیں بھی اس تباہی
کے بھیانک خواب سے ڈرتی رہیں گی ——— اسرائیلی معیشت کو اس قدر
خوفناک دھچکا لگا ہے کہ شاید ہم آئندہ دس سالوں تک نہ سنبھل سکیں۔

یہ ریفائنری کس طرح تباہ ہوئی اس کا ابھی تک پتہ نہیں چل سکا۔ ابھی ہم اس دھچکے سے ذہنی طور پر نہ سنبھلے تھے کہ اسرائیل کو ایک اور خوفناک صدمے کا سامنا کرنا پڑا۔ اسرائیل کے مستقبل کا اہم ترین طیارہ گریٹ جیوش اور اس کی ورکشاپ انتہائی پُراسرار انداز میں تباہ ہو گئے۔ طیارہ تو مکمل طور پر تباہ ہو گیا جبکہ ورکشاپ جزوی طور پر تباہ ہو گئی۔ یہ صدمہ بھی آئل ریفائنری سے کسی صورت کم نہیں ہے کیونکہ اس طیارے اور ورکشاپ پر بھی اسرائیل اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے یہودیوں نے بے پناہ وسائل خرچ کئے تھے اور یہ طیارہ اس وقت تباہ ہوا جب یہ تکمیل کے آخری مراحل میں تھا اور سب سے زیادہ ظلم یہ ہوا کہ اس کی پوری پلاننگ جس کمپیوٹر میں موجود تھی وہ کمپیوٹر بھی مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ اس طرح یہ نقصان اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔ ان سب نقصانات کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک آدمی بھی ہلاک نہیں ہو سکا ——— میں تسلیم کرتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو خود دعوت دے کر بلانا میری زندگی کی سب سے بڑی حماقت تھی۔ لیکن کیا اسرائیل اب اس قدر بے بس۔ کمزور اور بے سہارا ہو گیا ہے کہ اسرائیل میں موجود چار پانچ افراد اس طرح اسرائیل کو کھلے عام عظیم ترین نقصانات پہنچاتے چلے جا رہے ہیں۔ اسرائیل کے سینکڑوں فوجی۔ سپاہی اور عام افراد مرتے جا رہے ہیں۔ تیل کا پٹرتباہ ہوتے جا رہے ہیں۔ وزیر اعظم کو اسرائیل کے اہم ترین خفیہ اڈے سے انتہائی دیدہ دلیری سے اغوا کر لیا جاتا ہے اور ہم سب سوائے بے بسی سے ہاتھ ملنے کے۔ اپنے نقصانات پر آنسو بہانے اور اس طرح کی میٹنگیں کرنے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتے" ——— صدر مملکت نے بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"جناب! ——— اس میں اسرائیل کا کوئی قصور نہیں ہے ——— یہ سب کچھ ہماری ایجنسیوں کی نااہلی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ہم نے چار پانچ افراد کو روکنے کے لئے تین ایجنسیاں مقابلے میں جھونک رکھی ہیں۔ ان ایجنسیوں کے پاس بے پناہ وسائل ہیں۔ یہ اپنے ملک میں کام کر رہی ہیں۔ سینکڑوں مسلح اور تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اور ان ایجنسیوں کے مقابلے میں چند افراد ہیں جو غیر ملک میں کام کر رہے ہیں جن کے پاس بظاہر کوئی وسائل نہیں ہیں لیکن اسرائیل لمحہ بہ لمحہ اس قدر بھیانک نقصانات کا شکار ہوتا جا رہا ہے کہ یوں لگتا ہے کہ اگر یہ سلسلہ کچھ روز اور جاری رہا تو اسرائیل کا وجود ہی ختم ہو جائے گا۔ یہ سب کچھ ان ایجنسیوں کی وجہ سے ہو رہا ہے ——— میرا خیال ہے کہ ان ایجنسیوں کو ختم کر کے ان کے اہم عہدیداروں کو سرعام گولیوں سے اڑا دیا جانے۔ اگر ہم چار افراد کو نہیں روک سکتے تو ہم پوری دنیا کے مسلمانوں کو کس طرح روک سکیں گے" ——— وزیر اعظم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور وزیر اعظم کی بات سن کر کرنل بلاشر اور کرنل فرنیک دونوں کے چہرے زرد پڑ گئے۔

"جناب! ——— نہ ہم نااہل ہیں اور نہ ہم نے کوئی کوتاہی کی ہے۔ اس بات کی گواہ ہماری جدوجہد ہے۔ لیکن یہ اتفاق ہے کہ ہم اب تک کامیاب نہیں ہو سکے ——— چار پانچ افراد اکیلے نہیں ہیں۔ ان کے پیچھے فلسطینی گوریلوں کی انتہائی طاقتور تنظیمیں موجود ہیں۔ یہ ان کے اڈے استعمال کرتے ہیں۔ ان کی خفیہ پناہ گاہوں میں پناہ لے لیتے ہیں۔ ان کے ذریعے مخبری کراتے ہیں اور پھر اچانک ایک ٹارگٹ مقرر کر کے اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں جبکہ ہم اندھیرے میں رہتے ہیں ——— ہمیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ان کا آئندہ اقدام

کیا ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اب تک ہمارے ہاتھوں سے بچے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم پیچھے ہٹنے والے نہیں۔ ہم ان کا خاتمہ کر کے ہی دم لیں گے"۔ کرنل بلاشر نے یکلخت تیز تیز لہجے میں بولنا شروع کر دیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ جب اسرائیل کا ہر پراجیکٹ تباہ ہو جائے گا تب تم ان کا خاتمہ کرو گے ——— جب اسرائیل عملی طور پر ختم ہو جائے گا اس وقت ان کا خاتمہ کرو گے۔ اسے تم اپنی اہلیت بتا رہے ہو۔ کم از کم میں اس خوفناک اہلیت کی ایک لمحے کے لئے بھی مزید اجازت نہیں دے سکتا۔ کسی صورت میں بھی نہیں ——— کسی قیمت پر بھی نہیں" ———

وزیر اعظم نے انتہائی غصیلے انداز میں میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔ ان کا چہرہ غصے کی شدت سے مسخ سا ہو گیا تھا اور آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے تھے۔

"جناب! ——— میں کچھ بول سکتا ہوں" ——— اچانک دائیں طرف پہلی کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے بھاری لہجے میں کہا۔

"یس" ——— صدر مملکت نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ باقی افراد بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"میں نے یہاں آ کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گذشتہ تمام کارناموں کی فائلوں کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ گو آرک لینڈ میں رہتے ہوئے میرا کبھی ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے واسطہ نہیں پڑا۔ لیکن میں نے جس قسم کی تربیت لی ہے اور جس انداز سے میں نے زندگی گذاری ہے۔ دوسرے لفظوں میں بطور سیکرٹ ایجنٹ اور چیف آف سیکرٹ سروس کے طور پر مجھے جس قدر تجربہ حاصل ہے اس کے بعد ان فائلوں کے مطالعے اور جناب محترم صدر صاحب کی بتائی ہوئی تفصیل کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ کوئی مافوق الفطرت

لوگ نہیں ہیں۔ یہ ہماری آپ کی طرح عام انسان ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ ان کی اور ہماری ایجنسیوں کے ایجنٹوں کی تربیت میں بنیادی فرق موجود ہے ——— سیکرٹ ایجنٹوں کی تربیت، ان کی کارکردگی اور ان کے کام کرنے کا انداز اور ہوتا ہے۔ جب کہ ہماری یہ ایجنسیاں جو بنیادی طور پر فلسطینی گوریلوں کے خاتمے کے لئے قائم کی گئی ہیں ان کی تربیت، ذہنی رجحان اور کام کرنے کا انداز یکسر مختلف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ جو بے حد منجھے ہوئے سیکرٹ ایجنٹ ہیں مسلسل اور پے در پے اسرائیل کو عظیم نقصانات پہنچاتے چلے جا رہے ہیں اور یہ ایجنسیاں ان کے مقابلے میں مکمل طور پر بے بس ہو چکی ہیں اور اگر یہی صورت حال رہی تو نتیجہ ہمیشہ یہی نکلے گا۔ ہم اس نتیجے کو بدل نہیں سکیں گے" ——— اس آدمی نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"جناب صدر! ——— آپ نے ان صاحب کا تعارف نہیں کرایا۔ پہلے میں نے بھی خیال نہیں کیا" ——— وزیر اعظم نے اس کی بات ختم ہوتے ہی صدر مملکت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ——— دراصل میں چاہتا تھا کہ آخر میں ان کا تعارف کراؤں لیکن اب چونکہ انہوں نے پہلے ہی بات کر دی ہے تو ان کا تعارف ضروری ہے ان کا اصل نام جم مارکر ہے۔ یہ بنیادی طور پر اسرائیلی علاقے کے رہنے والے یہودی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان کے والد یہاں سے کافی عرصہ پہلے جب کہ جم مارکر کالج کے طالبعلم تھے کاروبار کے سلسلے میں آرک لینڈ شفٹ ہو گئے تھے ——— جم مارکر نے ایکریمیا میں سائنس کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی لیکن ان کا فطری اور ذہنی رجحان چونکہ کرمنالوجی

کی طرف تھا اس لئے اعلیٰ سائنسی تعلیم حاصل کرنے کے باوجود یہ ایکریمیا کی کمانڈو فورس میں بھرتی ہو گئے ۔ وہاں انہوں نے کمانڈو کی انتہائی سخت ترین تربیت حاصل کی اور اس تربیت کا اے لیول بھی اعلیٰ اعزاز کے ساتھ پاس کر لیا ـــــ اے لیول تربیت کا ایسا مرحلہ ہے کہ جسے آج تک صرف چند افراد ہی پاس کر سکے ہیں ۔ بہرحال اے لیول پاس کرنے کے بعد ایکریمیا نے انہیں اپنی ٹاپ ایجنسی میں بطور ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ بھرتی کرنے کی آفر کی ۔ لیکن ان کے والد چونکہ آرک لینڈ میں تھے اور ان کے آرک لینڈ کے شاہی خاندان سے انتہائی قریبی تعلقات تھے ۔ جم مارکر کے اے لیول پاس کرنے کی خبر آرک لینڈ کے بادشاہ تک بھی پہنچ گئی تھی انہوں نے جم مارکر کے والد کو مجبور کیا کہ جم مارکر کی خدمات آرک لینڈ کے سپرد کی جائیں تاکہ جم مارکر آرک لینڈ میں سیکرٹ سروس کو قائم کر سکیں ۔ چنانچہ جم مارکر آرک لینڈ چلے گئے ۔ انہوں نے وہاں باقاعدہ سیکرٹ سروس قائم کی اور خود یہ سیکرٹ سروس کے چیف بن گئے ۔ وہاں ان کی کارکردگی انتہائی شاندار رہی اور انہوں نے انتہائی شاندار اور ناقابل یقین کارنامے سرانجام دیئے اس لئے ان کی شہرت آرک لینڈ تو کیا ایکریمیا میں بھی پھیل گئی ۔ ایک محفل میں ان کے والد سے ملاقات ہوئی تو ان کا ذکر بھی آگیا جس پر میں نے آرک لینڈ سے ان کے کارناموں کی تفصیلات منگوائیں ۔ مجھے ان فائلوں کا مطالعہ کر کے انتہائی خوشگوار حیرت ہوئی ۔ میرے خیال کے مطابق جم مارکر اگر اس علی عمران سے بڑھ کر نہیں تو کسی لحاظ سے کم بھی نہیں ہیں ۔ چنانچہ ان کے والد کے ذریعے ان سے رابطہ قائم کیا گیا ۔ چونکہ یہ کٹر یہودی ہیں اس لئے انہیں فطری طور پر اسرائیل سے بے حد پیار ہے ۔

میں نے انہیں آفر کی کہ وہ یہاں آئیں اور یہاں موجود ایجنٹوں کو تربیت دیں ۔ چنانچہ یہ یہاں آگئے اور انہوں نے ملٹری انٹیلی جنس سے چند افراد کو منتخب کیا اور انہیں تربیت دینے لگے ـــــ آئل ریفائنری اور جی ۔ بی وان کی تباہی کے بعد اس ہنگامی میٹنگ میں انہیں بھی میں نے خاص طور پر طلب کیا ہے تاکہ یہ یہاں اپنی ماہرانہ رائے دے سکیں " ـــــ صدر مملکت نے پوری تفصیل سے جم مارکر کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور وزیر اعظم کی آنکھوں میں بھی پسندیدگی کے آثار نمودار ہو گئے ۔

" ویری گڈ ! ـــــ ویسے جم مارکر صاحب کے تبصرے نے مجھے بے حد اپیل کیا ہے ـــــ میرا خیال ہے کہ واقعی یہ ڈفرینس موجود ہے اور جب تک ہم اس ڈفرینس کو دور نہیں کر لیں گے ہم ان سیکرٹ ایجنٹوں کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتے ۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم ان ایجنسیوں کو بند کر کے اس کی جگہ سیکرٹ سروس قائم کر لیں " ـــــ وزیر اعظم نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" میں جناب وزیر اعظم صاحب کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے میرے تجزیے کو پسند فرمایا ہے ۔ لیکن میں ان کی طرف سے آئی ہوئی تجویز کے سلسلے میں یہ کہوں گا کہ ان ایجنسیوں کو بند کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ ان کا اپنا مخصوص فیلڈ ہے اور سیکرٹ سروس کا اپنا مخصوص فیلڈ ـــــ جس فیلڈ پر کام کرنے کے لئے یہ ایجنسیاں قائم کی گئی ہیں ۔ میرا مطلب اسرائیل میں فلسطینیوں کی گوریلا کارروائیوں سے ہے ۔ یہ ایجنسیاں اس فیلڈ کے لئے اپنی جگہ انتہائی اہمیت رکھتی ہیں ۔ کیونکہ فلسطینیوں کی سرکوبی بھی اسرائیل کے وجود کے لئے انتہائی اہمیت رکھتی ہے ۔ جبکہ سیکرٹ سروسز کا فیلڈ یہ ہوتا ہے کہ وہ

ملکی سلامتی کے معاملات میں بین الاقوامی مجرموں یا دوسرے ممالک کی سیکرٹ سروسز کی کارروائیوں سے نمٹے اور اگر ضرورت پڑے تو دوسرے ملکوں میں اہم ملکی مفادات کے حصول کے لئے اپنے مشن مکمل کرے ۔ سیکرٹ ایجنٹوں کی تربیت ہی اسی پیمانے پر کی جاتی ہے۔ اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ اسرائیل میں فوری طور پر سیکرٹ سروس قائم کر دی جائے میں نے ایک گروپ کو ابتدائی تربیت تو دے دی ہے ۔ آہستہ آہستہ یہ تربیت بڑھتی جائے گی ۔ ساتھ ساتھ ان کا تجربہ بھی بڑھتا جائے گا ۔ اس طرح اسرائیل کے پاس بہترین تربیت یافتہ سیکرٹ سروس ہو گی جو ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا نہ صرف یہاں بلکہ پاکیشیا جا کر بھی خاتمہ کر سکتی ہے " ۔۔۔ جم مارکر نے جواب دیا ۔

" آپ کی بات درست ہے ۔ لیکن اس طرح تو نئی سیکرٹ سروس کو مکمل طور پر ان لوگوں کے مقابلے تک آنے کے لئے کئی سال کا عرصہ چاہیئے ۔ جب کہ ہمیں اس وقت ان ایجنٹوں کے فوری خاتمے کی ضرورت ہے " ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا ۔

" یس سر ۔۔۔ اس کے لئے میری خدمات حاضر ہیں ۔ اسرائیل کے دشمن میرے بھی بدترین دشمن ہیں ۔۔۔ میں ان کے خلاف فوری طور پر یہ کام کر سکتا ہوں ۔ میرے پاس چھوٹا سا گروپ موجود ہے اس کے ساتھ ساتھ مجھے ان ایجنسیوں سے بھی ایک یا دو آدمی دے دیئے جائیں تاکہ مجھے کام کرنے میں سہولت ہو ۔۔۔ آپ دیکھیئے کہ میں ان کا خاتمہ کتنی جلدی کرتا ہوں " ۔۔۔ جم مارکر نے کہا ۔

" یہ مناسب تجویز ہے اور میرے خیال میں یہ انتہائی کامیاب بھی رہے

گی " ۔۔۔ وزیر اعظم نے فوراً ہی حامی بھرتے ہوئے کہا ۔

" بالکل مناسب ہے ۔۔۔ اور اب مجھے خیال آرہا ہے کہ میں نے کرنل ڈیوڈ کو خوامخواہ سزا دی ہے اس لئے میں کرنل ڈیوڈ کی سزا ختم کر کے اسے جی ۔ پی فائیو کی سربراہی پر بحال کرتا ہوں اور کرنل فرینک اب جم مارکر کو اسسٹ کریں گے ۔ اس کے ساتھ ساتھ جی ۔ پی فائیو ۔ ریڈ آرمی اور وائٹ سٹار تینوں ایجنسیاں بھی جم مارکر کے تحت کام کریں گی " ۔۔۔ صدر مملکت نے اپنی عادت کے مطابق فوراً ہی فیصلے کرتے ہوئے کہا ۔

" جناب صدر صاحب ! ۔۔۔ میری ایک اور تجویز بھی ہے ۔۔۔ جم مارکر صاحب سے درخواست کی جائے کہ وہ آرک لینڈ چھوڑ کر مستقل طور پر اسرائیل کے لئے کام کریں ۔ اگر یہ یہاں رہے تو مجھے یقین ہے کہ ایک روز ایسا آئے گا کہ اسرائیلی سیکرٹ سروس پوری دنیا کے لئے دہشت بن جائے گی اور پھر دنیا کا کوئی مجرم یا سیکرٹ ایجنٹ اسرائیل کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے گا ۔۔۔ مسٹر جم مارکر جو سہولیات چاہیں ہم انہیں دینے کے لئے تیار ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ بطور یہودی یہ آرک لینڈ کی نسبت اسرائیل کے مفاد میں کام کرنے سے انکار نہیں کریں گے " ۔۔۔ وزیر اعظم نے کہا ۔

" ابھی یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ۔۔۔ آرک لینڈ سے اسرائیل کے بہترین تعلقات ہیں اور جب تک آرک لینڈ حکومت سے مسٹر جم مارکر کی خدمات نہ مانگی جائیں ۔ یہ فیصلہ اچھا نہیں ہو گا " ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا ۔

" آرک لینڈ کی فکر نہ کریں ۔۔۔ کنگ آف آرک لینڈ مجھے انکار نہیں کر سکتے ۔ یہ کام میرے ذمہ رہا " ۔۔۔ وزیر اعظم نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" جناب ۔۔۔ ابھی فوری طور پر تو اس بات کا فیصلہ مناسب نہیں ہے ۔

پہلے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ ہو جاتے۔ پھر اس بارے میں بھی مزید سوچ لیا جائے گا"۔۔۔۔ جم مارکر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اُسے دراصل آرک لینڈ چھوڑنے کا آئیڈیا پسند نہ آیا ہو۔ لیکن ظاہر ہے وہ کھلے عام یہ بات نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے گول مول بات کی تھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کی بات کا جواب دیا جاتا، میز پر رکھے ہوئے سُرخ رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس فون کی گھنٹی بجنے پر صدر اور وزیرِاعظم دونوں چونک اٹھے۔ کیونکہ یہاں میٹنگ ہال میں موجود اس فون پر سوائے اہم ترین کال کے اور کال نہ آسکتی تھی۔

"اوہ"۔۔۔۔ صدر نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔۔ صدر مملکت کے لہجے میں ہلکی سی پریشانی کا تاثر موجود تھا۔

"جناب! ۔۔۔۔ زیرو لیبارٹری سے ریڈ آرمی کے کرنل ولسن انتہائی ایمرجنسی میں بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ان کے پی۔ اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"زیرو لیبارٹری سے کرنل ولسن اور انتہائی ایمرجنسی۔۔۔۔ اوہ اوہ ویری بیڈ۔ جلدی ملواؤ کال"۔۔۔۔ صدر مملکت نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔ ان کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ شاید اپنے آپ کو کسی اور بدترین خبر کے لئے ذہنی طور پر تیار کرنا چاہتے ہوں۔

"ہیلو۔۔۔۔ کرنل ولسن بول رہا ہوں جناب"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل ولسن کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کی پُرمسرت آواز سن کر صدر مملکت کا متوحش چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"یس کرنل ولسن! ۔۔۔۔ کیا بات ہے کیسے کال کی"۔۔۔۔؟ صدر مملکت

نے بھی قدرے مسرت بھرے۔ لہجے میں کہا۔

"جناب! ۔۔۔۔ علی عمران زیرو لیبارٹری میں آیا تھا"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل ولسن نے کہا اور صدر مملکت بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔۔۔۔ کب آیا تھا۔۔۔۔ پھر کیا ہوا۔ کیا اُسے پکڑ لیا گیا یا ہلاک کر دیا گیا"۔۔۔۔ صدر مملکت نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب! ۔۔۔۔ وہ یہاں آیا۔ اس نے ایکس زیڈ فارمولا حاصل کیا اور پھر اطمینان سے واپس چلا گیا"۔۔۔۔ کرنل ولسن نے جواب دیا۔

"کیا۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔۔۔ کیا تم نشے میں ہو"۔۔۔۔ صدر مملکت غصے کی شدت سے اس بُری طرح چیخے کہ آخر میں ان پر کھانسی کا دورہ پڑ گیا۔

"جناب! ۔۔۔۔ اتنا غصہ صحت کے لئے اچھا نہیں ہوتا"۔۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے بدلی ہوئی آواز سنائی دی اور رسیور صدر مملکت کے ہاتھوں سے چھوٹ کر ایک دھماکے سے میز پر گرا اور وہ اس طرح جھٹکا کھا کر کرسی کی نشست سے جا لگے کہ میٹنگ رُوم میں موجود سب افراد بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ وزیرِاعظم تیزی سے صدر مملکت کو سنبھالنے لگے۔ وزیرِاعظم کے چہرے پر بھی پریشانی نمایاں تھی۔

"کیا ہوا جناب! ۔۔۔۔ کیا بات ہے"۔۔۔۔؟ وزیرِاعظم نے انتہائی پریشانی سے کہا۔

"وہ۔۔۔۔ وہ علی عمران کا فون ہے۔۔۔۔ وہ ایکس زیڈ فلم بھی گئی۔ اوہ! ۔۔۔۔ کس قدر عظیم نقصان ہے۔۔۔۔ ناقابلِ برداشت"۔۔۔۔ صدر مملکت نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واقعی

بیہوش ہو گئے۔ اور وزیر اعظم نے چیخ کر فوراً ڈاکٹر کو بلانے کے لئے کہا اور بیک وقت کئی افراد دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔ میز پر موجود رسیور سے ابھی تک ہیلو ہیلو کی آوازیں نکل رہی تھیں۔

"ہیلو —— اگر تم علی عمران ہو تو سن لو کہ میں جم مارکر بول رہا ہوں اسرائیلی سیکرٹ سروس کا چیف —— میں تمہیں کسی حقیر چوہے کی طرح کچل کر رکھ دونگا" —— جم مارکر نے جھپٹ کر رسیور اٹھاتے ہوئے انتہائی غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"اسرائیلی سیکرٹ سروس —— کیا لائن کسی پاگل خانے سے جا ملی ہے" —— دوسری طرف سے حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"یہ سیکرٹ سروس ابھی تھوڑی دیر پہلے قائم ہوئی ہے اور میں اس کا چیف مقرر ہوا ہوں —— اگر تم جانتے ہو تو میں تمہیں بتا دوں کہ میں سیکرٹ سروس میں نیا آدمی نہیں ہوں —— میں آرک لینڈ کی سیکرٹ سروس کا چیف ہوں اور میں تم جیسے چوہوں کو کچلنا جانتا ہوں" —— جم مارکر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ —— پھر تو میری طرف سے نئی تقرری مبارک ہو مسٹر جم مارکر عرف چوہا کچل —— اوہ سوری! یہ تو میں اپنی زبان کا لفظ بول گیا۔ عرف ریٹ کلر —— ویسے میں بھی سوچ رہا تھا کہ آرک لینڈ میونسپلٹی نے ایسا کونسا ماہر ریٹ کلر رکھ لیا ہے کہ وہاں چوہوں کی نسل ہی معدوم ہوتی جا رہی ہے —— مجھے یقین ہے کہ اب اسرائیل میں بھی چوہوں کی تعداد میں کمی آجائے گی۔ ویسے ایک بات ہے اسرائیلی کتے بھی بڑے خوفناک ہوتے ہیں اس لئے ذرا اپنی جان کی بھی فکر کئے رکھنا" —— دوسری طرف سے

چہکتی ہوئی آواز میں جواب دیا گیا اور جم مارکر کا چہرہ غصے کی شدت سے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔

"شٹ اپ —— یو نانسنس! میں تمہاری زبان گدی سے کھینچ لونگا" —— جم مارکر نے بری طرح بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے —— اتنے زور سے غرانے کی کیا ضرورت ہے۔ آہستہ سے میاؤں میاؤں کرو۔ ضروری نہیں کہ تمہاری جنس کا پتہ اونچی آواز میں بولنے سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ ویسے بائی دی وے کیٹ کے نر کو کیا کہتے ہیں۔ میری انگریزی تو بڑی کمزور سی ہے —— یا پھر ہو سکتا ہے کہ کیٹ کا نر ہوتا ہی نہ ہو —— اگر ایسی بات ہے تو پھر تو چاہے تم اونچی آواز میں بولو یا آہستہ۔ رہو گے تو تم کیٹ ہی" —— دوسری طرف سے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"میں کہتا ہوں بکواس مت کرو —— تم نے صدر صاحب کو کس لئے فون کیا تھا" —— ؟ جم مارکر نے اس بری طرح چیختے ہوئے کہا کہ اس کا گلا بھی تقریباً پھٹ گیا۔ غصے کی شدت سے اس کا پورا جسم کانپنے لگ گیا تھا۔

"کس صدر کی بات کر رہے ہو —— بلیوں کے یا اسرائیل کے۔ ویسے اگر اسرائیل کے صدر بلیوں کی زبان سمجھ سکتے ہوں تو تم اپنی زبان میں انہیں میرا یہ پیغام دے دینا کہ میں نے واقعی زیرو لیبارٹری سے ایکس زیڈ فارمولا بھی حاصل کر لیا ہے اور اب سے ٹھیک ایک گھنٹے بعد زیرو لیبارٹری۔ اس کے اوپر میزائلوں کا بنا ہوا اڈا اور فوجی چھاؤنی بھک سے اڑ جائے گی۔ یہ میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ زیرو لیبارٹری۔ میزائلوں کے اڈے اور فوجی چھاؤنی میں سینکڑوں انسان بھی موجود ہوں گے۔ ایک گھنٹے میں انہیں

آسانی سے وہاں سے نکال کر دور پہنچایا جا سکتا ہے ـــــ ویسے کیٹ صاحب یا صاحبہ! اس کا فیصلہ تو انگریزی گرامر دیکھ کر ہی کیا جا سکتا ہے اگر تمہارے صدر صاحب وفات نہ پا گئے ہوں تو انہیں یہ ضرور بتا دینا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ علی عمران نے آج تک انہیں کوئی غلط اطلاع نہیں دی ـــــ ویسے اس زیر دلیبارٹری ۔ میزائلوں کے اڈے اور فوجی چھاؤنی کی اس تباہی کو میری طرف سے نئی اسرائیلی سیکرٹ سروس اور اس کے چیف کو نئی نوکری پر مٹھائی کا ڈبہ سمجھ لو۔ گڈ بائی" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور جم مار کر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"کک ـــ کک ـــ کیا کہہ رہا ہے یہ" ـــــ یکلخت صدر مملکت نے چیخ کر کہا۔ انہیں گفتگو کے دوران ہی ہوش آ گیا تھا۔ لیکن ان کی حالت ابھی پوری طرح سنبھلی نہ تھی۔

"وہ کہہ رہا ہے کہ ایک گھنٹے بعد زیر دلیبارٹری ـــــ اس کے اوپر بنے ہوئے میزائلوں کے اڈے اور فوجی چھاؤنی تباہ ہو جائے گی۔ اور اگر وہاں موجود سینکڑوں افراد کو نکالا نہ گیا تو وہ بھی ساتھ ہی ختم ہو جائیں گے۔ وہ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ اس نے لیبارٹری سے ایکس زیڈ فارمولا بھی حاصل کر لیا ہے" ـــــ جم مار کر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ... اوہ! اس نے کبھی غلط اطلاع نہیں دی ـــــ اوہ! اگر اس نے کہا ہے تو پھر لازماً ایک گھنٹے بعد یہ سب کچھ تباہ ہو جائے گا ـــــ آئل ریفائنری کی طرح۔ ـ اوہ بچاؤ ـــــ کسی طرح اسے بچاؤ ـــــ لیکن نہیں۔ اب یہ نہیں بچ سکتی۔ ـ یہ تباہی ہو گی ـــــ اس نے انتظام ہی

ایسا کیا ہو گا کہ ہم اس تباہی کو روک ہی نہیں سکیں گے ـــــ وزیر اعظم صاحب! فوراً آرڈر دیں وہاں سے تمام افراد کو نکلنے کا ـــــ فوراً۔ ورنہ سینکڑوں فوجی ماہرین۔ سائنسدان سب ختم ہو جائیں گے" ـــــ صدر مملکت نے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور وزیر اعظم نے سر ہلاتے ہوئے جھپٹ کر رسیور اٹھایا اور پی اے کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔

صدیقی اور ٹائیگر نقشہ سامنے رکھے کافی دیر سے بحث میں مصروف تھے لیکن شاید ان کے درمیان کسی بات پر فیصلہ نہ ہو پا رہا تھا کہ ایک سائیڈ پر خلا نما دروازے سے عمران اندر داخل ہوا تو صدیقی اور ٹائیگر دونوں ہی بحث چھوڑ کر احتراماً اٹھ کھڑے ہو گئے۔

"واہ! مبارک ہو۔ کب ہو رہی ہے شادی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شادی ـــ کیا مطلب" ـــ؟ صدیقی نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کی آنکھوں میں بھی حیرت کی جھلکیاں ابھر آئی تھیں۔

"ہمارے ہاں تو یہی رواج ہے کہ پہلے دولہا میاں نئی کوٹھی بنواتا ہے پھر شادی ہوتی ہے ـــ اور نقشہ بتا رہا ہے کہ کوٹھی ایک کے لئے نہیں۔ بلکہ اسلامی لحاظ سے چار کی گنجائش رکھ کر بنوائی جا رہی ہے" ـــ عمران نے ان کے ساتھ فرش پر بیٹھتے ہوئے کہا اور صدیقی کھل کھلا کر ہنس پڑا جبکہ ٹائیگر

بھی مسکرا دیا۔ بالکل ہی ایک چھوٹا سا کمرہ تھا اس لئے یہاں کرسیوں کی بجائے فرش پر دبیز قالین بچھا دیا گیا تھا۔

"یہ کوٹھی کا نقشہ نہیں ہے۔ گریٹ سپیشل کا نقشہ ہے" ـــ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ پھر تو پورا حرم بنانے کا ارادہ ہے۔ خلا میں تو ساری پابندیاں اور گنجائشیں ہی ختم ہو جاتی ہیں" ـــ عمران نے کہا اور صدیقی ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"ہم اس بات پر بحث کر رہے تھے کہ گریٹ سپیشل نامی لیبارٹری میں کس سمت سے داخل ہوا جائے ـــ صدیقی صاحب کا خیال ہے کہ اس کے لئے مشرقی راستہ درست رہے گا۔ جبکہ میرا خیال ہے کہ غربی راستہ ہمارے مشن کے لئے بہترین راستہ ہے" ـــ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"راستے کتنے ہیں" ـــ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"دو ہیں۔ مشرقی اور غربی" ـــ صدیقی نے جواب دیا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ تم دونوں مشرقی، غربی چھوڑ کر شمالاً جنوباً نئے دروازے بنا لو۔ تاکہ ہوا کا رخ بھی صحیح ہو سکے ـــ کوٹھی بناتے وقت اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ ہوا کا رخ صحیح ہو اور تل ابیب میں میرے خیال میں ہوا کا صحیح رخ شمالاً جنوباً ہی ہوتا ہے" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور صدیقی اور ٹائیگر دونوں مسکرا دیئے۔

"یہ بڑی اہم بات ہے عمران صاحب ـــ آپ اسے مذاق میں ٹال رہے ہیں" ـــ صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران ان کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ جوان

خاور اور نعمانی اندر داخل ہوئے۔ خاور کے ہاتھ میں بھی ایک نقشہ تھا۔

"عمران صاحب! —— اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔ اس لئے اب خاور کے ساتھ میں بھی نئے مشن پر کام کروں گا" —— چوہان نے اندر داخل ہوتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بیٹھو تو سہی" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب بھی قالین پر ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

"اصل کام تو ہو چکا ہے۔ جو فارمولا ہم چاہتے تھے وہ تو میں وہاں سے نکال لایا ہوں —— زیرو لیبارٹری۔ میزائلوں کا اڈا اور وہ فوجی چھاؤنی بھی میری توقع کے عین مطابق بالکل درست وقت پر تباہ ہو چکے ہے۔ ہم نے نہ صرف فارمولا حاصل کر لیا ہے بلکہ زیرو لیبارٹری۔ جی۔ پی ون اور آئل ریفائنری تباہ کر کے اسرائیل کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے یہ اتنے بڑے نقصانات ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ اسرائیل کئی سالوں تک زخم چاٹتا رہ جائے گا —— ہو سکتا تھا کہ میں جانے سے پہلے اس گریٹ سپیشل اور جی۔ پی ٹو کے خاتمے کی بھی کوشش کرتا۔ لیکن زیرو لیبارٹری کی تباہی کی خبر دیتے ہوئے ایک بالکل نئی بات سامنے آئی ہے جس نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ ہمیں باقی مشنز چھوڑ کر پہلے اس فارمولے کو اسرائیل سے نکالنا بے حد ضروری ہے" —— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کونسی نئی بات" —— سب ساتھیوں نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب تک اسرائیل میں ہماری کامیابی کی سب سے بڑی وجہ یہ رہی ہے

کہ ہمارے مقابلے میں یہاں کوئی سیکرٹ ایجنٹس نہیں آئے بلکہ انٹیلی جنس ٹائپ کے افراد پر مشتمل ایجنسیاں ہی سامنے آتی رہی ہیں۔ لیکن اب یہاں باقاعدہ ایک سیکرٹ سروس کام کرنے لگی ہے اور آرک لینڈ سیکرٹ سروس کا چیف جم مارکر یہاں بطور چیف آف سیکرٹ سروس کام کر رہا ہے —— آرک لینڈ شمالی ایکریمیا میں ایک الگ تھلگ ملک ہے۔ اس لئے ہمارا سابقہ کبھی اس ملک سے نہیں پڑا۔ لیکن بہرحال سیکرٹ سروس تو سیکرٹ سروس ہوتی ہے اور جم مارکر کی یہاں موجودگی بتا رہی ہے کہ وہ لازماً نسلی یہودی ہوگا اور اگر ایسا ہے تو پھر اس نے ایکریمیا میں تربیت لی ہوگی اور اب جبکہ اُسے معلوم ہو چکا ہے کہ ایکس زیڈ فارمولا میں لیبارٹری سے پہلے اُڑا چکا ہوں تو اس نے سب سے پہلے یہی کام کرنا ہے کہ اس فارمولے کو اسرائیل سے باہر جانے سے روکنا ہے اور یہ کام سیکرٹ سروس جس انداز میں کرتی ہے وہ میں اچھی طرح جانتا ہوں اس لئے میرا خیال ہے کہ بجائے کچھ اور کرنے کے سب سے پہلے ہمیں یہ فارمولا یہاں سے نکالنا چاہئے اور اس کے بعد اس نوزائیدہ سیکرٹ سروس پر ایسی کاری ضرب لگائی جائے کہ اسرائیل ہمیشہ کے لئے سیکرٹ سروس کے نام سے ہی بدک جائے۔ ورنہ ہمارے لئے آئندہ خاصی پریشانیاں پیدا ہو سکتی ہیں —— میں نے ابو قحافہ کو خصوصی ہدایات دے کر بھیجا ہوا ہے۔ وہ چند اطلاعات حاصل کرے گا۔ آئندہ ہم نے کیا کرنا ہے اس کا انحصار ابو قحافہ کی لائی ہوئی انہی اطلاعات پر ہوگا" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ان کی اس بات پر کوئی تبصرہ ہوتا۔ سائیڈ کے کھلے سے ابو قحافہ اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا ابوقحافہ ــــ کام ہوا" ــــ ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! کچھ کچھ ــــ یہ دیکھیے" ــــ ابوقحافہ نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور خود ایک طرف بیٹھ گیا۔ ــــ عمران غور سے کاغذ کو پڑھنے لگا۔

"گڈ ــــ اس بار واقعی اسرائیل نے کام کا آدمی ڈھونڈ نکالا ہے" ــــ عمران کے لبوں پر کاغذ پڑھ کر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"کونسے آدمی کی بات کر رہے ہیں آپ" ــــ ؟ خاور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اسرائیل سیکرٹ سروس کے نئے چیف جم مارکر کے بارے میں بات کر رہا ہوں ــــ میں نے ابوقحافہ صاحب کو ایک ریفرنس دے کر بھیجا تھا تاکہ یہ میرا خاص حوالہ دے کر وہاں سے آرک لینڈ کے چیف آف سیکرٹ سروس جم مارکر کے بارے میں معلومات حاصل کر لائیں ــــ اور جو معلومات یہ لائے ہیں ان کے مطابق جم مارکر بے حد ہوشیار۔ ذہین۔ ماہر اور تیز طرار سیکرٹ ایجنٹ کی حیثیت سے معروف ہے۔ اس نے ایکریمیا کا اے لیول پاس کیا ہوا ہے اور اس کے ریکارڈ میں کئی شاندار کارنامے موجود ہیں" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر اب کیا پروگرام ہے" ــــ ؟ خاور نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس ماہر سیکرٹ ایجنٹ کی مہارت جانچنا چاہتا ہوں۔ لیکن اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ سب سے پہلے اس فارمولے کو اسرائیل سے نکال دیا جائے" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور خاور اور دوسرے ساتھیوں نے بھی سر ہلا دیا۔ وہ بھی عمران کی بات سے پوری طرح متفق نظر آ رہے تھے۔

"عمران صاحب! ــــ ایک اور اطلاع بھی ملی ہے کہ جی۔ پی فائیو کی سربراہی پر دوبارہ کرنل ڈیوڈ کو بحال کر دیا گیا ہے" ــــ ابوقحافہ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ! ــــ تو میرا دوست دوبارہ جی۔ پی فائیو کا سربراہ بن گیا ہے ــــ ویری گڈ ــــ بڑی اہم اطلاع دی ہے تم نے" ــــ عمران نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس اطلاع سے اس کا ستا ہوا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"آپ تو واقعی اس طرح خوش نظر آ رہے ہیں جیسے کرنل ڈیوڈ واقعی آپ کا عزیز ترین دوست ہو" ــــ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس سے ہمارا بڑا دیرینہ تعلق رہا ہے چوہان! ــــ بہرحال زیادہ مسرت مجھے اس بات سے ہوئی ہے کہ کرنل ڈیوڈ کی بحالی نے میرا ایک بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب! ــــ اس کی بحالی سے آپ کے مسئلے کا کیا تعلق" ــــ سب ساتھیوں نے چونک کر پوچھا۔

"میں اب تک اس فارمولے کو نکالنے کے سلسلے میں پریشان تھا۔ اگر جم مارکر کا چکر درمیان میں نہ ہوتا تو میں بڑی آسانی سے اسے نکال دیتا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ جم مارکر نے اپنی مخصوص تربیت کے مطابق اس فارمولے کے باہر جانے کا ہر امکانی راستہ بند کر رکھا ہوگا۔ لیکن کرنل ڈیوڈ کی بحالی نے ایک ایسا راستہ پیدا کر دیا ہے جس کا شاید تصور تک اس جم مارکر کو نہ ہوگا ــــ ابوقحافہ صاحب! ــــ وہ شامی صاحب جو کرنل ڈیوڈ کے ہمزاد ہیں کہاں ہیں" ــــ ؟ عمران نے بات کرتے کرتے ابوقحافہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہیں موجود ہیں ـــــ بلواؤں اسے" ـــــ ابوقحافہ نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! ـــــ اب وہ کرنل ڈیوڈ ہوگا۔ جی۔ پی فائیو کا سربراہ اور چوہان اس کا ساتھی ـــــ اس طرح یہ دونوں بڑے اطمینان سے فارمولا اسرائیل سے باہر نکال لینے میں کامیاب ہو جائیں گے" ـــــ عمران نے کہا اور سب کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ واقعی عمران نے بڑا خوبصورت پروگرام بنایا تھا۔ کرنل ڈیوڈ پر کون شک کر سکتا تھا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اصل اور نقل کرنل ڈیوڈ کا آمنا سامنا ہو جائے" صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے ابوقحافہ صاحب کام آئیں گے ـــــ چوہان کے لئے ایکریمیا کی اس فلائٹ کا ٹکٹ بک کرائیں گے جس فلائٹ کے وقت کرنل ڈیوڈ کسی طرح بھی ایئرپورٹ پر نہ پہنچ سکے ـــــ کاغذات بھی چوہان کے لئے یہی تیار کرائیں گے۔ پھر کرنل ڈیوڈ خود چوہان کو ساتھ لے کر ایئرپورٹ فلائٹ پر چڑھانے جائیں گے۔ اس طرح چوہان کی تلاشی نہ لی جائے گی اور چوہان صاحب جیب میں فارمولا ڈالے اطمینان سے طیارے میں بیٹھ کر اسرائیل سے ایکریمیا پہنچ جائیں گے اور پھر وہاں سے پاکیشیا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں یہ کام کر لونگا" ـــــ ابوقحافہ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــــ تم یہ کام شروع کرو اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے اسے مکمل کرنے کی کوشش کرو تاکہ فارمولے کی طرف سے بے فکر ہو کر ہم اس جم مارکر کی مہارت ناپنے کا کام شروع کر سکیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابوقحافہ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"عمران صاحب! ـــــ آپ میری بجائے ٹائیگر صاحب کو فارمولا دے کر بھجوا دیں۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ میں یہاں کام کرنا چاہتا ہوں" ـــــ چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے شاید عمران کی یہ بات اچھی نہیں لگی تھی کہ وہ اسے اس طرح واپس پاکیشیا بھجوا رہا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ وقت آنے پر سوچ لیں گے ـــــ ٹائیگر! تم جا کر ابوقحافہ کے اسسٹنٹ صالح سے بات کرو۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے اسے ہدایات دی تھیں کہ وہ ہمارے لئے کسی ایسے اڈے کا انتظام کرے جو تل ابیب کے کسی انتہائی گنجان آباد علاقے میں ہو ـــــ اس سے پوچھو کہ انتظامات ہو گئے ہیں کہ نہیں۔ کیونکہ میں اب اس اڈے کو جلد از جلد چھوڑ دینا چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر اٹھ کر سائیڈ کے خلا کی طرف بڑھ گیا۔

"چوہان! ـــــ میں نے جان بوجھ کر ٹائیگر کو یہاں سے بھیجا ہے تاکہ اس کے سامنے تمہارے سوال کا جواب نہ دوں ـــــ یہ فارمولا انتہائی اہمیت رکھتا ہے اور میں اسے کسی غیر سرکاری آدمی کے حوالے کیسے کر سکتا ہوں اور اگر میں کر بھی دوں تو وہ تمہارا باس تو مجھے شوٹ کرنے سے بھی دریغ نہ کرے گا" ـــــ عمران نے ٹائیگر کے جاتے ہی چوہان سے مخاطب ہو کر کہا اور چوہان نے اس بار اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے بھیجے جانے کی اصل وجہ اسے اب سمجھ آئی ہو۔

"آپ بھی تو غیر سرکاری آدمی ہیں عمران صاحب" ـــــ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے سر پر کاری ضرب لگوانا نہیں چاہتا۔ اس لئے میری بات

چھوڑو۔ میں تو دوسروں کی کاری ضربوں پر بھی گذارا کر لیتا ہوں" ——— عمران نے سرکاری کو دوسرے معنی پہناتے ہوئے جواب دیا اور سارے ساتھی اس کے اس دلچسپ جواب پر کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

"ویسے عمران صاحب! ——— ٹائیگر میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ اس نے جس طرح آئل ریفائنری کو تباہ کیا ہے اور اپنے متعلق جو کچھ بتایا ہے میں اس سے بے حد متاثر ہوا ہوں ——— میں تو واپس جا کر چیف سے باقاعدہ سفارش کروں گا کہ ٹائیگر کو سیکرٹ سروس میں شامل کر لیا جائے"۔ صدیقی نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

"یعنی اب تم ٹائیگر سے دشمنی کرنا چاہتے ہو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دشمنی ——— کیا مطلب" ——— ؟ صدیقی نے حیرت بھرے انداز میں چونک کر پوچھا۔

"اس بیچارے کے سر پر کاری ضرب لگانے سے اور کیا مطلب نکالا جا سکتا ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صدیقی کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"اگر ہم ان کاری ضربات کے باوجود زندہ ہیں تو وہ بھی زندہ رہے گا۔ فکر مت کریں ——— ویسے بھی وہ سائنسدان ہے ضرب کا علاج آسانی سے کر لے گا" ——— صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سائنسدان اور ٹائیگر ——— کیا مطلب" ——— ؟ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"بس آپ رہنے دیجئے ——— آپ کو تو سب معلوم ہے" ——— صدیقی

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بتاؤ تو سہی ——— یہ تو میں نے سُن لیا تھا کہ اس نے آئل ریفائنری کس تکنیک سے تباہ کی تھی لیکن اس سے اس کا سائنسدان ہونا کہاں سے ثابت ہو گیا۔ البتہ میں نے چند سائنسی کتابیں ضرور اُسے رٹوا دی ہیں کیونکہ آجکل سائنسی دور ہے اس لئے اور کچھ نہیں تو سائنسی اصطلاحات آدمی کو یاد ہوں تو بات کرنے والے کا اچھا خاصا رعب پڑ جاتا ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صدیقی نے اُسے پوری تفصیل سے وہ سب کچھ بتا دیا جو ٹائیگر نے اُسے اپنے متعلق بتایا تھا باقی ساتھی بھی حیرت سے یہ سب کچھ سُن رہے تھے ان کے لئے بھی ٹائیگر کا یہ بیک گراؤنڈ نیا تھا۔

"ارے تو یہ بات ہے ——— میرے خیال میں سائنس کی ایسی کتابوں کے ساتھ اس نے چند خلاصے اور گائیڈیں بھی پڑھ لی ہیں اس لئے اب وہ ہر ایک پر رعب ڈالنے لگ گیا ہے۔ اس کے سارے خاندان میں کبھی کوئی سائنسدان نہیں گذرا بلکہ اس کے دادا جان تو آج بھی سائنس کو انگریزوں کی ایجاد کہہ کر اس طرح زبان پر لاتے ڈرتے ہیں جیسے ہمارے ہاں مشہور ہے کہ اگر سؤر کا لفظ زبان پر آجائے تو ایمان چالیس روز کی چھٹی پر چلا جاتا ہے" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ——— کیا ٹائیگر نے جھوٹ بولا ہے" ——— صدیقی نے حیران ہو کر کہا۔

"اسے موجودہ دور میں جھوٹ نہیں کہتے۔ بلکہ خاندان کی سربلندی کا قصیدہ کہا جاتا ہے ——— ویسے ٹائیگر ہے ذہین۔ پہلے یہ بہت موٹا تھا اور یہ ان دنوں کی بات ہے جب ابھی سلمنگ سینٹروں والا کاروبار شروع نہ ہوا

تھا۔ اس موٹاپے کی وجہ سے اُسے کہیں نوکری نہ ملی تھی چنانچہ یہ ایک سرکس میں ملازم ہوگیا۔ سرکس والوں کا ہاتھی مرگیا تھا اور نیا ہاتھی خریدنا ان کے بس کا روگ نہ تھا اس لئے ٹائیگر ہاتھی کی کھال پہن کر ہاتھی کے رُوپ میں اِدھر اُدھر ٹہلتا رہتا ـــــ لیکن اب سرکس والے ہاتھی کی کھال کو گنے کھلانے سے تو رہے۔ انہوں نے معمولی سی تنخواہ پر رکھا تھا اسے اور اس تنخواہ سے گنے تو ایک طرف ایک پاؤ گنڈیریاں بھی نہ ملتی تھیں چنانچہ ہاتھی نے بھوک سے سوکھنا شروع کر دیا۔ پھر سرکس والوں کا ببر شیر مرگیا تو انہوں نے ٹائیگر کو ببر شیر کی کھال پہنا دی لیکن تنخواہ اور بھی کم کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مزید سوکھنے کے بعد ببر شیر صاحب ٹائیگر کی کھال میں پہنچ گئے۔ لیکن پھر ٹائیگر ایک روز تماشائیوں کے سامنے بھوک کی شدت سے نڈھال ہو کر گر پڑا اور کھال کھسک گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تماشائیوں کو سرکس کی اصلیت کا پتہ چل گیا۔ اور سرکس ہمیشہ کے لئے ڈوب گئی اور ٹائیگر صاحب کو فارغ خطی مل گئی البتہ سرکس والوں نے رحم کھاتے ہوئے ٹائیگر کی بوسیدہ کھال اُسے ہمیشہ کے لئے بخش دی کہ چلو کسی جنگل میں جاکر ان کا ٹائیگر اس کھال کی مدد سے بھوک مٹالے گا۔ لیکن کھال اتنی بوسیدہ تھی کہ جنگل تک تو کیا پہنچتی، شہر کی ایک سڑک پر ہی ـــ پھٹ کر ختم ہو گئی اور ٹائیگر صاحب بے کھال کے ٹائیگر بن کر رہ گئے اور اسی عالم میں میری ان سے ملاقات ہو گئی تو میں نے ان کی یہ بوسیدہ اور پھٹی ہوئی کھال ایک لارڈ کو بکوا دی تاکہ وہ اپنے ڈرائنگ رُوم میں اسے دیوار سے لٹکا کر اپنے شکاری ہونے کا ثبوت مہیا کر سکیں لیکن یہ نیکی میرے مستقل گلے پڑ گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ اب تک اس بے کھال کے ٹائیگر کو بھگت رہا ہوں" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور

صدیقی سمیت سارے ہنس پڑے۔ لیکن ان کے چہرے بتا رہے تھے کہ انہیں عمران کی بات کے ایک لفظ پر بھی یقین نہیں آیا۔

"سرکس میں شاید اُسے گیسوں پر سپیشلائز کرایا گیا ہوگا" ـــــ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے جب کھانے کو نہ ملے تو پھر پیٹ میں گیس بھر کر ہی گذارا ہوتا ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ کوئی مزید بات ہوتی، اچانک سائیڈ خلا سے ایک فلسطینی نوجوان بڑے متوحش انداز میں نمودار ہوا۔

"اڈے پر حملہ ہو گیا ہے۔ وہ اندر گھس آتے ہیں ـــ جلدی کریں ہمیں خفیہ راستے سے نکلنا ہے۔ جلدی کریں ورنہ وہ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے"۔ اس نوجوان نے جو ابو قحافہ کا اسسٹنٹ تھا چیختے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"اوہ! ـــ کس نے حملہ کیا ہے" ـــــ عمران نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ باقی ساتھی بھی اچھل کر کھڑے ہو گئے لیکن اسی لمحے ان کے عین سر پر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کمرے کی نیچی چھت یکلخت ان کے سروں پر ایک دھماکے سے گری اور کمرہ دھماکے کے ساتھ ہی ان کی چیخوں سے گونج اٹھا۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ علی عمران لیبارٹری میں داخل ہی نہ ہوا ہو اور فارمولا بھی لے جائے اور لیبارٹری بھی تباہ ہو جائے ——— میں اس بات کو کسی صورت تسلیم نہیں کر سکتا ——— کون تھا اس لیبارٹری کا انچارج"۔ جم مارکر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کرنل ولسن سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ کرنل فرینک کے ساتھ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ایک خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے تباہ شدہ لیبارٹری کے پاس موجود ان کیمپوں میں پہنچا تھا جہاں لیبارٹری کی تباہی کی تحقیقاتی ٹیم موجود تھی۔ کرنل ولسن بھی وہیں موجود تھا اور اسے جم مارکر کے عہدے اور اس کے متعلق دیگر کوائف کا بھی علم ہو چکا تھا اس لئے وہ جم مارکر کا سخت لہجہ بھی برداشت کر رہا تھا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب! ——— لیکن ہوا ایسے ہی ہے ——— میں نے پہلے آپ کو تمام حفاظتی انتظامات کی تفصیلات بتائی ہیں۔ آپ بتائیں کہ وہ کیسے اندر داخل ہوا ہو گا" ——— کرنل ولسن نے منہ بناتے ہوئے

جواب دیا۔

"تحقیقاتی کمیٹی کی ابتدائی رپورٹ کیا ہے کہ لیبارٹری کیسے تباہ ہوئی ہے"۔ جم مارکر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ان کے درمیان اختلاف ہے ——— پروفیسر پامیل جو کہ لیبارٹری کا انچارج ہے اس کا خیال ہے کہ لیبارٹری تباہ نہیں ہوئی۔ بلکہ میزائلوں کا اڈا تباہ ہوا ہے اور میزائلوں کی وجہ سے لیبارٹری تباہ ہوئی ہے۔ جب کہ تحقیقاتی ٹیم کے سربراہ ڈاکٹر لارک کا خیال ہے کہ یہ تباہی لیبارٹری کے انٹی سوفنک روم میں موجود سوفنک گیس کے لیک ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ لیکن پروفیسر اسے تسلیم نہیں کر رہے کیونکہ انٹی سوفنک روم میں سوائے پروفیسر کے اور کسی کا داخلہ ممکن ہی نہیں ہے اور جس انداز میں انٹی سوفنک روم کو تیار کیا گیا ہے وہاں خود بخود سوفنک گیس لیک ہی نہیں ہو سکتی" ——— کرنل ولسن نے جواب دیا۔

"پروفیسر پامیل موجود ہیں" ——— جم مارکر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ہاں! ——— نہ صرف پروفیسر پامیل بلکہ ان کی بیٹی مس کوئین بھی موجود ہے۔ کیونکہ وہ فارمولا جس ریکارڈ روم میں تھا اس کی انچارج مس کوئین تھیں" ——— کرنل ولسن نے جواب دیا۔

"اوہ! ——— ذرا ان دونوں کو یہاں بلوائیے" ——— جم مارکر، کرنل ولسن کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا اور کرنل ولسن نے اٹھ کر خیمے کے باہر موجود ریڈ آرمی کے آدمی کو پروفیسر پامیل اور اس کی بیٹی مس کوئین کو بلوانے کا حکم دیا اور پھر خود واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ جم مارکر کی فراخ پیشانی پر

شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔

چند لمحوں بعد بوڑھا پروفیسر پامیل اور اس کی انتہائی خوبصورت بیٹی مس کوئین اندر داخل ہوئے۔ جم مارکر کے ساتھ ساتھ کرنل فرنیک اور کرنل ولسن بھی ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ بہرحال پروفیسر پامیل اسرائیل کے عظیم سائنسدانوں میں سے ایک تھے ان کا احترام سب پر لازم تھا۔

"تشریف رکھیں پروفیسر —— اور آپ بھی مس کوئین! —— میں اسرائیل سیکرٹ سروس کا چیف جم مارکر ہوں اور صدر مملکت نے مجھے ڈبل ریڈ کارڈ ایشو کیا ہے تاکہ میں اس تباہی کے اصل مجرموں کو گرفتار کرسکوں جنہوں نے یہ لیبارٹری تباہ کر کے اسرائیل کو زبردست نقصان پہنچایا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ میرے ساتھ مکمل تعاون کریں گے" —— جم مارکر نے اپنا مختصر سا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"بالکل کریں گے —— فرمائیے" —— پروفیسر پامیل نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"ایک شخص ہے علی عمران —— وہ انتہائی شاطر۔ انتہائی عیار ٹائپ آدمی ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے لیبارٹری میں گھس کر نہ صرف ایکس زیڈ فارمولا اڑا لیا ہے بلکہ اس نے لیبارٹری تباہ ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے صدر مملکت کو فون پر اطلاع بھی دی ہے —— اور ظاہر ہے کسی بھی شکل کسی بھی صورت میں یہ شخص لازماً لیبارٹری یا کم از کم اس ریکارڈ روم میں ضرور داخل ہوا ہے اس لئے وہ فارمولا حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہے" —— جم مارکر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مسٹر جم مارکر —— نہ ہی کوئی شخص

لیبارٹری میں داخل ہوا ہے اور نہ ریکارڈ روم میں —— اور یہ بھی بتادوں کہ کوئی داخل ہو بھی نہ سکتا تھا۔ اگر اس آدمی نے یہ دعویٰ کیا ہے تو بالکل جھوٹ کیا ہے" —— پروفیسر پامیل نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تو پھر یہ فارمولا کس طرح ریکارڈ روم سے نکل گیا" —— جم مارکر نے کہا۔

"میرا تو خیال ہے ایسا نہیں ہوا" —— پروفیسر نے کہا۔

"نہیں ڈیڈی! —— وہ فارمولا واقعی غائب ہے —— لیبارٹری سے نکلنے سے پہلے مجھے حکم دیا گیا تھا کہ اسے چیک کروں اور میں نے چیک کیا تھا وہ اپنی جگہ موجود نہ تھا" —— مس کوئین نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"اب بتائیے پروفیسر" —— جم مارکر کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں" —— پروفیسر نے بے لبسی کے سے انداز میں کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بتائیے کہ لیبارٹری تباہ ہونے سے پہلے چند گھنٹوں میں کوئی ایسا واقعہ جو کسی بھی لحاظ سے روٹین سے ہٹ کر ہو۔ کوئی معمولی سا واقعہ جو آپ کی نظر میں انتہائی معمولی ہو" —— جم مارکر نے کہا۔

"نہیں —— بالکل کوئی بات نہیں ہوئی —— چند گھنٹے تو کیا اس سے پہلے پوری رات پھر پوری شام تک کوئی واقعہ نہیں ہوا" —— پروفیسر پامیل نے جواب دیا۔

"آپ شام تک پہنچ کر رک گئے ہیں۔ اس سے پہلے دوپہر ہوئی ہو گی اور پھر اس سے پہلے صبح بھی ہوئی ہو گی" —— جم مارکر نے بری طرح جھنجھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"ہاں! شام سے پہلے دوپہر سے ذرا بعد ایک ایسا واقعہ ہوا ہے لیکن

اس کا تعلق نہ لیبارٹری سے ہے اور نہ ریکارڈ روم سے"۔۔۔۔ پروفیسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر جم مارکر کے ساتھ ساتھ کرنل فرینک اور کرنل ولسن بھی چونک پڑے۔

"کیا واقعہ ہوا ہے"۔۔۔۔؟ جم مارکر نے چونک کر پوچھا۔

"ایک ایسا آدمی ہم سے ملا تھا جو میرے خیال میں دنیا کا قابل ترین طبیب تھا۔ حکیم ابوالخیر۔۔۔۔ اس نے میری بیٹی کی بیماری ہی ٹھیک نہ کی تھی بلکہ اس نے میرے دماغ کے چوتھے بطن کے تیسرے حصے کے خلیات بھی درست کر دیئے تھے"۔۔۔۔ پروفیسر نے کہا اور جم مارکر اچھل کر کھڑا ہو گیا اس کے چہرے کے عضلات بری طرح پھڑکنے لگے تھے۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ!۔۔۔۔ اوہ! ویری بیڈ۔۔۔۔ ویری بیڈ۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ہپناٹزم کے ذریعے آپ کے ذہن کو کنٹرول کر کے لیبارٹری کو تباہ کیا گیا ہے"۔۔۔۔ جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہپناٹزم۔۔۔۔ کیا مطلب!۔۔۔۔ ہپناٹزم کا یہاں کیا تعلق۔ ویسے بھی وہ حکیم تھا۔ ہپناٹزم تو جدید دور کی بات ہے"۔۔۔۔ پروفیسر ہاپمل نے چونکتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دماغ کے چوتھے بطن کے تیسرے حصے کا مطلب ہی یہی ہے کیونکہ چوتھے بطن کا تیسرا حصہ لاشعور کہلاتا ہے پروفیسر ہاپمل!۔۔۔۔ لیکن آپ جیسے اعلیٰ اور میچورڈ ذہن کے آدمی کو ہپناٹائز کرنا کم از کم میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔۔۔۔ اس کی تو صرف ایک صورت ہے کہ آپ کے ذہن کو انتہائی دہشت زدہ کر دیا جائے انتہائی دہشت زدہ۔۔۔۔ اس صورت میں ہی آپ ہپناٹائز ہو سکتے ہیں"۔۔۔۔ جم مارکر نے ہونٹ چباتے

ہوئے کہا۔

"دہشت زدہ۔۔۔۔ اوہ! دہشت زدہ تو اس نے واقعی مجھے کیا تھا۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ میرے دماغ کے چوتھے بطن کے تیسرے حصے کے خلیات کام کرنا چھوڑ گئے ہیں اور انہیں کام چھوڑے ہوئے چار گھنٹے گزر چکے ہیں۔ اس نے میری آنکھیں دیکھ کر بتایا تھا۔۔۔۔ پھر اس نے ایک بڑی وجہ بھی بتائی کہ اگر کلائی سے ذرا اوپر ایک مخصوص رگ میں کوئی نوکدار چیز چبھ جائے اور اس نوکدار چیز پر ڈاشمان لگا ہوا ہو تو خون کے ساتھ مل کر ڈاشمان فوراً دماغ کے چوتھے بطن کے تیسرے حصے تک پہنچ جاتا ہے اور خلیات کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور چیک کرنے پر ایسا نظر بھی آیا۔ حالانکہ اس جگہ پر کوٹ کی آستین تھی جو اسے نظر نہ آ سکتی تھی"۔۔۔۔ پروفیسر نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ!۔۔۔۔ اس سے پہلے اس نے آپ سے کوئی تجربہ بھی کر کے دکھایا ہو گا جس سے آپ کو یقین آ جائے کہ واقعی خلیات کام چھوڑ چکے ہیں"۔ جم مارکر نے اس بار طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تجربہ۔۔۔۔ ہاں! تجربہ بھی کرایا تھا قلم والا"۔۔۔۔ پروفیسر ہاپمل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔۔ وہ عام سا تجربہ اس نے آپ جیسے مشہور سائنسدان پر آزمایا۔ ویری سٹرینج"۔۔۔۔ جم مارکر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"عام سا تجربہ۔۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔۔؟ پروفیسر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ کسی کو اعصابی طور پر شکستہ ثابت کرنے کے لئے عام سا ٹوٹکا ہے۔ یعنی

اُسے یقین دلا دیا جائے کہ وہ فلم اور اس کی کیپ کو بغیر ٹکرائے فٹ نہیں کر سکتا۔ اور واقعی ایسا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ آدمی بے حد محتاط ہوتا ہے اس لئے لازماً دونوں چیزیں ٹکرا جاتی ہیں حالانکہ اگر عام حالات میں ایسا کیا جائے تو ایسا آسانی سے ہو جاتا ہے ۔۔۔ یہی تجربہ کیا تھا اس نے"۔۔۔ جم مارکر نے کہا اور پروفیسر اس طرح حیران ہو کر جم مارکر کو دیکھنے لگا جیسے جم مارکر کی بجائے اُسے کوئی جن بھوت نظر آ رہا ہو۔

"اوہ! ۔۔۔ اوہ! واقعی اس نے ایسا کیا تھا ۔۔۔ اوہ"۔۔۔ پروفیسر پامیل نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مس کوینن کا بھی علاج کیا تھا اس حکیم نے ۔۔۔ کیا نام بتایا تھا آپ نے"۔ جم مارکر نے پوچھا۔

"حکیم الوالخیر نام تھا ۔۔۔ ہاں! اور انتہائی حیرت انگیز علاج تھا ۔۔۔ اس نے بس مس کوینن کی کلائی پکڑی۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور علاج ہو گیا"۔ پروفیسر نے کہا۔

"کیا مطلب! ۔۔۔ کیا اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا تھا۔ نہ آپ کے علاج میں اور نہ مس کوینن کے علاج میں ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ہپناٹزم میں تو معمول کو باقاعدہ زبان سے سجیشن دینے پڑتے ہیں"۔۔۔ اس بار حیران ہونے کی باری جم مارکر کی تھی۔

"مس کوینن کا علاج اس نے دو مرحلوں میں کیا تھا اور دونوں بار ہم سب کی موجودگی میں ۔۔۔ اس نے ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالا تھا"۔۔۔ پروفیسر نے جواب دیا۔

"دو مرحلوں میں ۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔؟ جم مارکر چونک پڑا۔

"پہلے مرحلے اور دوسرے مرحلے میں ایک گھنٹے کا وقفہ ہوا تھا اور اس ایک گھنٹے کے دوران اس نے میرا علاج کیا تھا ۔۔۔ لیکن میرا علاج اس نے علیحدگی میں کیا تھا۔ سٹڈی روم میں"۔۔۔ پروفیسر پامیل نے جواب دیا۔

"مس کوینن! ۔۔۔ کیا اس وقفے کے دوران آپ ریکارڈ روم میں گئی تھیں"۔ جم مارکر نے اس بار براہ راست مس کوینن سے سوال کیا۔

"ہاں! ۔۔۔ ایک انتہائی ضروری کام پینڈنگ پڑا تھا میں اُسے نمٹانے گئی تھی"۔۔۔ مس کوینن نے جواب دیا۔

"ہونہہ! ۔۔۔ اب ساری بات سامنے آ گئی ہے ۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز آدمی ہے یہ شخص ۔۔۔ مس کوینن پر تو نجانے اس نے کیا عمل کیا۔ میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ لیکن پروفیسر پر بہرحال ہپناٹزم ہی کیا گیا ہے ۔۔۔ اس طرح مس کوینن کے ذریعے وہ فلم نکال کر لے گیا اور پروفیسر کے ذریعے اس نے سونٹنگ گیس کسی طرح لیک کرا دی ۔۔۔ ہپناٹزم میں بھی جانتا ہوں لیکن میں پروفیسر اور مس کوینن جیسے اعلیٰ دماغ کو ہپناٹائز نہیں کر سکتا ۔۔۔ بہرحال اب اصل وجہ سامنے آ گئی ہے۔ یہ حکیم الوالخیر آپ سے کیسے ملا تھا"۔۔۔؟ جم مارکر نے کہا۔

"یوسفیہ کا حکیم نسطور لے آیا تھا اسے ۔۔۔ حکیم نسطور پہلے بھی مس کوینن کا علاج کرتا رہا ہے"۔۔۔ پروفیسر نے جواب دیا۔

"یہ حکیم الوالخیر آپ کو کہاں ملا تھا"۔۔۔؟ اس بار کرنل ولسن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"لیبارٹری کے نیچے رہائشی حصے میں"۔۔۔ پروفیسر نے جواب دیا اور کرنل ولسن اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پروفیسر کو دیکھنے لگا جیسے اسے پروفیسر پامیل

سرے سے نظر آنا ہی بند ہو گیا ہو۔

"لیکن وہ کیسے وہاں پہنچ گیا ــــ ماسٹر کمپیوٹر سے چیکنگ اور آئی ھاک سے چیکنگ ہو رہی تھی پھر وہ ــــ" کرنل ولسن کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"میں نے اُسے ایک خفیہ راستے سے رہائشی حصے میں بلوایا تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کو تکلیف دُوں ــــ اس خفیہ راستے کا تعلق ماسٹر کمپیوٹر سے نہ تھا اور پھر چونکہ رہائشی حصے سے لیبارٹری کے راستے کا تعلق ماسٹر کمپیوٹر سے تھا اس لئے ظاہر ہے مجھے اطمینان تھا کہ وہ اس رہائشی حصے سے ادھر نہیں جا سکتا۔ پھر آئی ھاک کی رینج بہت وسیع ہے اگر حکیم الوالخیر کوئی اجنبی ہوتا تو پھر لازماً وہ یوسفیہ میں ہی پکڑا جا سکتا تھا" ــــ پروفیسر پامیل نے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ اوہ! آپ نے یہ غداری کی ہے ــــ اوہ! آپ نے اس خفیہ راستے کو ہم سے بھی خفیہ رکھا ــــ آئی ھاک کو صرف عمران کا اصل حلیہ فیڈ کیا گیا تھا اس نے صرف اُسے چیک کرنا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے کوئی ایسا میک اَپ کیا ہو جسے آئی ھاک چیک نہ کر سکی ہو۔ لیکن ماسٹر کمپیوٹر سے تو وہ کسی طور بھی نہ بچ سکتا تھا" ــــ کرنل ولسن نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"غداری! ــــ کیا مطلب۔ کیسی غداری ــــ مسئلہ تو لیبارٹری کا تھا۔ وہاں جب کوئی گیا ہی نہیں تو پھر غداری کیسی" ــــ پروفیسر پامیل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"رہنے دیں کرنل ولسن! ــــ اب میں اچھی طرح اس علی عمران کو سمجھ گیا

ہوں۔ وہ واقعی انتہائی شاطر ذہن کا آدمی ہے۔ اس نے بالکل ہی منفرد انداز اختیار کیا ہے ــــ وہ حکیم الوالخیر کے میک اَپ میں رہائشی حصے میں گیا اور وہاں ہپناٹزم اور کسی نامعلوم فن کے ذریعے وہ آسانی سے مطلوبہ فلم بھی نکال کر لے گیا ــــ لیکن اب وہ مجھ سے نہیں بچ سکتا۔ میں اس چوہے کے بچے کو اس کی بل میں سے نکال کر ہی دم لونگا" ــــ جم مارکر نے ایک جھٹکے سے کھڑا ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی باقی افراد بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یہ یُوسفیہ قصبہ کہاں ہے" ــــ؟ جم مارکر نے پوچھا۔

"قریب ہی ہے۔ آیئے" ــــ کرنل ولسن نے کہا اور پھر وہ سب خیمے سے باہر نکل آئے۔

تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر یُوسفیہ کے مین بازار کے قریب اُتر چکا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں جم مارکر۔ کرنل ولسن اور کرنل فرینک ہی آئے تھے۔ حکیم نسطور کا مکان انہیں جلد ہی معلوم ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا مکان تھا جس کا بیرونی حصہ خاصا فراخ تھا۔ حکیم نسطور وہاں موجود تھا۔ وہ شاید کچھ مریضوں کو مشورہ دینے میں مصروف تھا۔

"اوہ کرنل ولسن آپ" ــــ حکیم نسطور کرنل ولسن کو دیکھتے ہی بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ کرنل ولسن کافی دنوں سے زیرو لیبارٹری کی حفاظت کے لئے اس علاقے میں موجود تھا اور اس دوران وہ کئی بار یوسفیہ کا سرکاری راؤنڈ بھی لگا چکا تھا اور انہی راؤنڈز کے درمیان اس نے یہاں کے سرکردہ افراد کی میٹنگز کر کے انہیں نہ صرف اپنا تعارف کرایا تھا بلکہ انہیں آگاہ کیا تھا کہ اگر کوئی مشکوک آدمی انہیں نظر آئے تو وہ اس کی فوراً اطلاع دیں اور

ان سرکردہ افراد میں ظاہر ہے حکیم نشطور بھی شامل ہوتا تھا۔ لیکن کرنل ولسن کا اس سے براہ راست تعارف نہ تھا۔

"تم ہو حکیم نشطور" ——— کرنل ولسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی جناب! ——— خادم کو ہی حکیم نشطور کہتے ہیں" ——— حکیم نشطور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم حکیم ابوالخیر کو ساتھ لے کر پروفیسر پامیل کے پاس گئے تھے" ——— اس بار جم مارکر نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں! ——— میں لے گیا تھا اور جناب ابوالخیر ———" حکیم نشطور نے شاید حکیم ابوالخیر کی مہارت پر تبصرہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

"شٹ اپ ——— جتنا پوچھا جائے اتنا ہی جواب دو ——— کہاں ہے وہ حکیم ابوالخیر ———؟" جم مارکر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جی وہ تو چلے گئے ہیں ——— یہاں تو وہ نہیں رہتے" ——— حکیم نشطور نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"کہاں رہتے ہیں۔ ان کا پتہ بتاؤ" ——— جم مارکر نے کہا۔

"جی میں تو انہیں پہلے سے نہیں جانتا تھا ——— میرا تعارف تو واصف نے کرایا تھا" ——— حکیم نشطور اب بری طرح سہم گیا تھا۔

"واصف ——— وہ کون ہے ———؟" جم مارکر نے چونک کر پوچھا۔

"یوسفیہ کے سردار کا بیٹا ہے جناب" ——— حکیم نشطور نے جواب دیا۔

"کہاں ہے وہ واصف! ——— بلاؤ اسے فوراً" ——— جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا اور کرنل ولسن سر ہلاتا ہوا تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آیئے جناب! ——— ادھر کمرے میں تشریف رکھیں" ——— حکیم نشطور نے کہا اور انہیں اپنے ساتھ ایک بڑے کمرے میں لے آیا۔

کافی دیر بعد ——— کرنل ولسن ایک نوجوان کو ہمراہ لئے کمرے میں داخل ہوا۔ نوجوان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"یہ واصف ہے" ——— کرنل ولسن نے نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جم مارکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بیٹھو واصف! ——— میرا نام جم مارکر ہے اور میں اسرائیل سیکرٹ سروس کا چیف ہوں" ——— جم مارکر نے قدرے سخت لہجے میں کہا اور اپنے سامنے کرسی پر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"جی جناب! ——— میں کیا خدمت کر سکتا ہوں" ——— واصف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس حکیم ابوالخیر کو کس نے بھیجا تھا" ——— جم مارکر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"حکیم ابوالخیر ——— وہ یہیں بازار میں مجھے ملا تھا۔ پھر میں اسے ڈیرے پر لے گیا اور اس نے حکیم نشطور سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے اسے حکیم نشطور سے ملوا دیا۔ میں تو اسے پہلے سے جانتا بھی نہ تھا" ——— واصف نے جواب دیا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ میں نے سرسری طور پر انکوائری کی ہے۔ کیونکہ واصف کہیں کام گیا ہوا تھا۔ حکیم ابوالخیر ایک جیپ کے ذریعے ایک متروک اور انتہائی ناہموار سڑک کے ذریعے یہاں پہنچا اور اس نے یہاں بڑی عجیب و غریب حرکتیں کیں۔ واصف اس وقت اپنے دوستوں کے ساتھ

بازار میں کھڑا تھا۔ اس کی حرکتوں کی وجہ سے اس نے اس میں دلچسپی لی اسے ڈیرے پر لے گیا اور پھر اسے حکیم نشطور سے ملوایا" ـــــ کرنل ولسن نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے باہر شور سا سنائی دیا تو جم مارکر چونک پڑا۔

"یہ کیسا شور ہے" ـــــ جم مارکر نے کہا۔

"میں معلوم کرتا ہوں جناب" ـــــ حکیم نشطور نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے باہر چلا گیا۔

"تو تم اُسے پہلے سے نہ جانتے تھے" ـــــ جم مارکر نے غور سے واصف کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل ـــ میں نے درست کہا ہے جناب! ـــ ویسے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کو اس کی تلاش کیوں ہے ـــ کیا کسی کا علاج کرانا ہے"۔ واصف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ وزیر اعظم کے ایک عزیز کا علاج کرانا ہے" ـــ جم مارکر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جناب ـــ قصبے کے لوگ باہر اکٹھے ہیں اور وہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ نے سردار کے بیٹے کو کیوں اس طرح طلب کیا ہے" ـــــ حکیم نشطور نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ انہیں بتادو کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے ـــ وزیر اعظم صاحب کے ایک عزیز کے علاج کے لئے ہم حکیم ابوالخیر صاحب سے ملنا چاہتے ہیں"۔ جم مارکر نے چونک کر کہا اور حکیم نشطور سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔

"تو اب حکیم ابوالخیر سے ملاقات نہیں ہو سکتی" ـــــ جم مارکر نے کرسی

سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں" ـــــ واصف نے بھی اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

"تو ایسا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ تباہ شدہ لیبارٹری کے پاس لگے ہوئے خیموں تک چلیں اور وزیر اعظم کے عزیز کو خود جا کر بتا دیں ورنہ وہ ہم پر یقین نہیں کریں گے" ـــــ جم مارکر نے مسکراتے ہوئے کہا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خود اس سارے چکر سے جان چھڑانا چاہتا ہو۔

"اوہ! ضرور جناب! ـــ میں تیار ہوں" ـــــ واصف نے کہا اور پھر وہ واصف کو ہمراہ لئے دوستانہ انداز میں حکیم نشطور کے ڈیرے سے باہر آئے۔ چند لمحوں بعد واصف ان کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں بیٹھا ہوا واپس خیموں کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ کرنل فرینک اور کرنل ولسن خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں جم مارکر کے رویئے کی سمجھ ہی نہ آئی تھی۔

ہیلی کاپٹر خیموں کے پاس زمین پر اترا اور پھر واصف کو ساتھ لئے وہ ایک بڑے خیمے میں آگئے۔

"ہاں! اب بتاؤ واصف! کہ ابوالخیر کہاں ہے ـــــ یہاں تمہاری ہڈیاں آسانی سے توڑی جا سکتی ہیں۔ وہاں اگر ایسا کیا جاتا تو وہ تمہارے حمایتی ہم پر حملہ کرنے سے بھی نہ چوکتے" ـــــ جم مارکر نے خیمے میں پہنچتے ہی انتہائی سخت لہجے میں کہا اور کرنل ولسن اور کرنل فرینک دونوں جم مارکر کی ذہانت پر دل ہی دل میں ایمان لے آئے۔

"جناب! میں نے ـــــ" واصف نے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ جم مارکر کا زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا اور واصف چیختا ہوا اچھل کر ایک

طرف جا گرا۔

"اُلو کے پٹھے! —— سب کچھ بتا دو —— میں تمہاری رُوح کو بھی تمہارے جسم سے اس وقت تک نہ نکلنے دوں گا جب تک تم سب کچھ نہ بتا دو گے" —— جم مارکر نے انتہائی غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے" —— واصف نے اُٹھ کر گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ پڑا اور وہ چیختا ہوا اچھل کر ایک بار پھر نیچے گرا۔ اس کے بعد تو جم مارکر پر جیسے جنون کا دورہ سا پڑ گیا اور خیمہ واصف کی خوفناک چیخوں سے گونج اٹھا۔

"ب —— ب —— بتاتا ہوں —— بتاتا ہوں" —— واصف نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور جم مارکر سر جھٹکتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔

واصف زمین پر پڑا کراہ رہا تھا اس کے جسم کی کئی ہڈیاں جم مارکر کی خوفناک ٹھوکروں کی وجہ سے ٹوٹ چکی تھیں۔ چہرہ بھرتا بنا ہوا تھا اور منہ اور ناک سے مسلسل خون بہہ رہا تھا اس کی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھٹی ہوئی تھیں۔ جم مارکر نے واقعی چند ہی لمحوں میں اُسے اس قدر خوفناک انداز میں ٹھوکریں ماری تھیں کہ اس کی حالت انتہائی خستہ ہو گئی تھی۔

"بتاؤ کُتے کے بچے —— ورنہ ——" جم مارکر نے چیختے ہوئے کہا اور جواب میں اس نے ابوقحافہ کی طرف سے ملنے والی تمام اطلاعات لفظ بلفظ بتا دیں۔

"ابوقحافہ کا پتہ بتاؤ —— اس کا حُلیہ وغیرہ سب کچھ" —— جم مارکر نے کہا اور جواب میں واصف نے واقعی سب کچھ بتا دیا۔ وہ شاید اس قدر خوفناک تشدد برداشت نہ کر سکا تھا اور جم مارکر نے اس کی بات ختم ہوتے

ہی جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی واصف کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔

"اس کی لاش کہیں پھینکوا دو اور ٹرانسمیٹر مجھے لا دو کرنل ولسن" —— جم مارکر نے کرنل ولسن سے مخاطب ہو کر کہا اور کرنل ولسن سر ہلاتا ہوا خیمے سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد خیمے میں ریڈ آرمی کے دو مسلح افراد داخل ہوئے اور وہ واصف کی لاش اٹھا کر باہر چلے گئے۔ جم مارکر خیمے میں مسلسل ٹہل رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل ولسن ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"کرنل بلاشر کی فریکوئنسی ذرا ملا دیں —— مجھے معلوم نہیں ہے" —— جم مارکر نے کہا اور کرنل ولسن نے سر ہلاتے ہوئے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو —— چیف آف ریڈ آرمی کرنل ولسن کالنگ۔ اوور" —— فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد کرنل ولسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس کرنل بلاشر اٹنڈنگ۔ اوور" —— چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے کرنل بلاشر کی آواز سنائی دی۔

"کرنل بلاشر! —— جم مارکر صاحب سے بات کریں۔ اوور" —— کرنل ولسن نے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

"یس۔ اوور" —— دوسری طرف سے کرنل بلاشر کی آواز سنائی دی۔

"کرنل بلاشر! —— میں جم مارکر بول رہا ہوں —— میں نے اس علی عمران کا سراغ لگا لیا ہے۔ وہ کسی فلسطینی گوریلے ابوقحافہ کے اڈے پر ہے۔ میں تمہیں اس اڈے کے متعلق بتاتا ہوں —— تم میرے پہنچنے

تک اس اڈے کو اس طرح گھیرے میں لے لو کہ وہاں سے کوئی بھی نکل کر نہ جا سکے۔ اوور" ___ جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے واسف کی بتائی ہوئی تفصیلات دوہرا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آؤ اب یہاں سے چلیں" ___ جم مارکر نے کہا اور کرنل فرینک کے ساتھ دوڑتا ہوا وہ خیمے سے نکل کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد ان کا ہیلی کاپٹر تیزی سے واپس تل ابیب کی طرف اڑا جا رہا تھا۔

چھت پر دھماکہ ہوتے ہی عمران نے لاشعوری طور پر چھلانگ لگائی تھی اور وہ چھت گرنے سے صرف ایک لمحہ پہلے دیوار کی جڑ میں جا پہنچا تھا لیکن وہاں پہنچنے کے بعد وہ چھت کے بے پناہ ملبے سے نہ بچ سکا تھا اور ملبہ گرتے ہی اس کے ذہن میں یکلخت تاریکی سی چھا گئی تھی لیکن پھر یہ تاریکی آہستہ آہستہ چھٹنے لگی۔ لیکن روشنی صرف ذہن میں ہی نمودار ہوئی تھی، اس کی آنکھوں کے آگے ویسا ہی گھپ اندھیرا تھا اور ذہنی طور پر ہوش میں آتے ہی اس کے ذہن میں خوفناک دھماکے سے چھت گرنے اور اپنے ساتھیوں کی چیخیں گونج اٹھیں اور اس خیال کے ذہن میں آتے ہی اس کے جسم نے لاشعوری طور پر حرکت کرنا چاہی لیکن اسی لمحے اسے پہلی بار احساس ہوا کہ اس کا جسم معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا اور نہ صرف حرکت نہ کر سکتا تھا بلکہ اس کے جسم پر جیسے ہزاروں ٹنوں کا بوجھ لاد دیا گیا ہو۔ وہ اوندھے منہ پڑا ہوا تھا ___ اسے سانس لینے میں بھی شدید تکلیف

محسوس ہو رہی تھی۔ چند لمحے تو اُسے سمجھ ہی نہ آئی کہ یہ بوجھ کیسا ہے لیکن پھر آہستہ آہستہ ساری صورت حال واضح ہوتی گئی وہ جس کمرے میں موجود تھے یہ کمرہ اس اڈے کا ایک چھوٹا سا کمرہ تھا لیکن چونکہ یہ اڈا ایک ویران کھنڈر کے نیچے تہہ خانوں میں تھا اس لئے یہ سب مٹی کا بنا ہوا تھا۔ عمران نے خود ہی اس اڈے کو پسند کیا تھا کیونکہ یہ نہ صرف شہر سے کافی ہٹ کر تھا بلکہ اس طرف کوئی آتا جاتا بھی نہ تھا۔ ابو قحافہ نے یہاں سے کچھ دور واقع ایک فارم تک اندر ہی اندر ایک سرنگ بنائی ہوئی تھی اس لئے اس اڈے میں آنے جانے کے لئے یہی سرنگ ہی استعمال ہوتی تھی اور موجود ویران کھنڈر سے نیچے آنے کے تمام راستے ابو قحافہ نے پہلے ہی بند کر رکھے تھے۔ اس طرح یہ اڈا ہر لحاظ سے محفوظ ترین تھا لیکن اسے اسی طرح قائم رکھا گیا تھا یعنی پرانے زمانے کی مٹی کی موٹی موٹی دیواریں اور مٹی کی ہی چھت کا بنا ہوا۔ اور اب عمران سمجھ گیا تھا کہ اس کے جسم پر مٹی کا انبار موجود ہے اس لئے اُسے جسم پر بے پناہ وزن محسوس ہو رہا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی سانس بھی چل رہی تھی کیونکہ مٹی کے ذرات سیمنٹ کی طرح ایک دوسرے سے مل نہیں جاتے۔ ان میں سے ہوا بہر حال گذرتی رہتی ہے۔ اگر مٹی کی بجائے یہ سیمنٹ کا ملبہ ہوتا تو اب تک عمران دم گھٹ کر ہی مر چکا ہوتا۔ لیکن ظاہر ہے یہ ہوا بے حد معمولی مقدار میں تھی اس لئے عمران کو سانس لینے میں بے پناہ تکلیف محسوس ہو رہی تھی اور پھر سانس کے ساتھ ہی مٹی اس کے ناک اور منہ میں بھی بھر چکی ہو گی۔ لیکن اس ساری صورت حال کے سمجھ میں آجانے کے بعد اب یہاں سے نکلنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ رہا تھا۔ مٹی کے ڈھیر میں سے نکلنا گو ریت کے ڈھیر میں سے نکلنے سے کہیں مشکل تھا لیکن پھر بھی اس سے نکلا جا سکتا تھا۔ چنانچہ عمران نے اپنے جسم کو مخصوص انداز میں حرکت دینا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد اُسے یہ محسوس کر کے کافی ذہنی مسرت پہنچی کہ اس کا پورا جسم حرکت میں تھا اس کا مطلب تھا کہ وہ ٹوٹ پھوٹ سے بچ گیا ہے اور ایسا ہوا بھی مٹی کی وجہ سے تھا۔ مٹی نے وزن تو ضرور ڈالا تھا لیکن توڑ پھوڑ نہ کی تھی۔ پھر نجانے کتنی دیر تک مسلسل اور جان لیوا کوشش کے بعد آخر کار اس کا سر ایک جھٹکے سے مٹی سے باہر نکلا اور تازہ ہوا جیسے ہی اس کے پھیپھڑوں میں گئی اس کے جسم میں جیسے توانائی کی لہریں سی دوڑنے لگیں اس کا پورا جسم ابھی تک اس مٹی میں ہی دفن تھا۔ صرف سر باہر نکلا تھا۔ وہ چند لمحوں تک منہ پھاڑے زور زور سے سانس لیتا رہا۔ پھر اس نے باقی جسم کو باہر نکالنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا لیکن اس پانی کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں بھری ہوئی مٹی خود بخود صاف ہو گئی تھی۔ اور اب اُسے کچھ کچھ نظر آنے لگا۔ کھنڈر کی ٹوٹی ہوئی دیواروں سے باہر موجود ۔ اونچی فصل نظر آ رہی تھی۔ یہ ویران کھنڈر چونکہ کھیتوں کے درمیان تھا اس لئے چاروں طرف فصلیں ہی فصلیں موجود تھیں۔

چند لمحوں بعد عمران کے کندھے اور بازو باہر آ گئے اور اس کے بعد عمران کے لئے باہر آ جانا کوئی مشکل نہ تھا اس نے باہر نکلتے ہی دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو ملا اور انہیں مزید صاف کر لیا۔ لیکن اُسی لمحے جیسے کوئی بچھو ڈنک مارتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں ایک خیال نے ڈنک مارا اور وہ بُری طرح اچھل پڑا۔ اُسے خیال آیا تھا کہ اس کے باقی ساتھی بھی اس مٹی میں ہی دفن پڑے ہوں گے کیونکہ ظاہر ہے اگر انہیں باہر نکالا جاتا تو لازماً اُسے

بھی اب تک باہر نکالا جا چکا ہوتا. جب کہ وہ چھوٹا سا حصہ جو پہلے کمرے کی طرح تھا اس طرح مٹی سے بھرا ہوا تھا جیسے یہاں نیچے کوئی کمرہ نہ ہو بلکہ عام مٹی کا فرش ہو. ہر طرف خاموشی سی چھائی ہوئی تھی اور اب وہ سمجھ گیا تھا کہ ایسا کیوں ہوا ہے. حملہ آوروں نے یقیناً اڈے میں موجود دوسرے افراد کو یا تو ہلاک کر دیا ہو گا یا پکڑ کر ساتھ لے گئے ہوں گے اور یہ کمرہ ان کی نظر میں ہی نہ آیا ہو گا کیونکہ مٹی کی موٹی چھت ٹوٹنے کی وجہ سے اس چھوٹے سے کمرے میں اس قدر مٹی بھر گئی تھی کہ پورا کمرہ مٹی سے بھر کر اوپر مٹی کا فرش سا بن گیا تھا اس لئے ایک لحاظ سے اس کمرے کا وجود ہی ختم ہو گیا تھا. یہی وجہ تھی کہ حملہ آوروں کو خیال تک نہ آیا ہو گا کہ یہاں پہلے کمرہ تھا جس میں مٹی بھر چکی ہے اور اندر انسان موجود ہیں.

اپنے ساتھیوں کا خیال آتے ہی عمران تیزی سے مڑا اور پھر اس نے جنونی انداز میں دونوں ہاتھوں سے مٹی اچھال اچھال کر ایک طرف پھینکنی شروع کر دی لیکن ظاہر ہے اس طرح وہ ساری مٹی تو نہ نکال سکتا تھا. اسی لمحے اس کی نظریں ویران کھنڈر کے ایک کونے میں پڑ گئیں اور وہ اٹھ کر اس طرف کو دوڑ پڑا. وہاں ایک پتلی لیکن تختی نما اینٹ سی پڑی ہوئی تھی جو شاید دیوار میں کسی جگہ نصب تھی اور اب ٹوٹ کر گر گئی ہو گی عمران نے دوڑ کر وہ تختی نما اینٹ اٹھائی اور پھر اس کی مدد سے مٹی ہٹانے لگا وہ اندازے سے اسی جگہ سے مٹی نکال رہا تھا جہاں اس کے خیال کے مطابق اس کے ساتھی موجود تھے. تختی کی وجہ سے مٹی زیادہ تیزی سے نکلنے لگ گئی تھی کیونکہ تختی کسی کدال جیسا کام دے رہی تھی. عمران کے بازو بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے کام کر رہے تھے اور تھوڑی دیر بعد اسے

ایک انسانی ٹانگ نظر آ گئی. اس نے جھپٹ کر وہ ٹانگ پکڑی اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس ٹانگ کو پکڑ کر کھینچنا شروع کر دیا اس طرح مٹی تیزی سے ہٹی اور ایک انسانی جسم باہر نکل آیا. یہ صدیقی تھا عمران نے جلدی سے اُسے پلٹ کر اس کا سانس چیک کیا اور دوسرے لمحے وہ اس پر جھک گیا. اس نے اس کے منہ سے منہ ملا کر اس کے پھیپھڑوں میں ہوا پہنچانی شروع کر دی اور چند لمحوں بعد ہی صدیقی کے جسم میں ہلکی سی حرکت محسوس ہونے لگ گئی تو عمران کو قدرے اطمینان ہوا اور اس نے ایک بار پھر تختی اٹھا کر مٹی ہٹانی شروع کر دی اور اس بار وہ چوہان کو نکال لینے میں کامیاب ہو گیا. چوہان کی حالت صدیقی سے بہتر تھی اور چونکہ وہ سب تقریباً اکھٹے ہی تھے اس لئے چند ہی لمحوں میں عمران نے خاور اور نعمانی کو بھی مٹی سے باہر نکال لینے میں کامیابی حاصل کر لی. نعمانی کی حالت سب سے خراب محسوس ہو رہی تھی. عمران نے جلدی سے اس کی ناک میں انگلیاں ڈال کر مٹی صاف کی اور پھر اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ پر انگوٹھا رکھ اس نے اُسے مخصوص انداز میں دبا کر چھوڑ دیا تو دوسرے لمحے نعمانی کے منہ اور ناک سے جیسے مٹی کا فوارہ سا باہر نکلا اور اس کے ساتھ ہی نعمانی کا سانس جو بالکل ڈوبنے کے قریب ہو چکا تھا تیزی سے بحال ہونے لگ گیا. تھوڑی دیر کی کوششوں کے بعد وہ ان سب کو باقاعدہ طور پر ہوش میں لانے میں کامیاب ہو گیا. مٹی کے انبار کی وجہ سے وہ سب ہی ٹوٹ پھوٹ سے بچ گئے تھے اور مٹی کی ہی وجہ سے وہ دم گھٹ کر بھی نہ مرے تھے. ویسے کمرہ بالکل ہی چھوٹا تھا اور اس کی چھت بھی صرف ساڑھے چھ فٹ اونچی

تھی اس لئے عمران انہیں جلد ہی باہر نکال لینے میں بھی کامیاب ہو گیا تھا ویسے صدیقی اور نعمانی کو اگر چند منٹ اور باہر نہ نکالا جاتا تو وہ دونوں لازماً ختم ہو جاتے۔ صدیقی کی تو نبض تک ڈوب چکی تھی اس لئے عمران کو فوری طور پر اس کے پھیپھڑوں میں ہوا بھرنی پڑی جب کہ نعمانی کی ناک اور منہ مٹی سے پوری طرح بھرا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کی نبض ڈوب رہی تھی اور اس مٹی کو فوری طور پر باہر نکالنے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ اس کے ان ذہنی خلیات کو تحریک دی جائے جو چھینک لانے کا موجب بنتے ہیں اس لئے عمران اس کی مخصوص رگ دبا کر ذہنی خلیات کو ہلکی سی تحریک دینے میں کامیاب ہو گیا جس سے بھرپور چھینک تو نہ آئی البتہ اس تحریک کی وجہ سے ناک اور منہ میں موجود اتنی مٹی ضرور باہر نکل آئی کہ نعمانی کا سانس بحال ہو گیا اور وہ فوری موت سے بچ گیا۔

عمران ان کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد اٹھا اور تیزی سے کھنڈر کے دوسرے حصوں کی طرف بڑھ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹ بری طرح بھنچ گئے۔ سارا کھنڈر گولیوں سے اٹا پڑا تھا۔ نیچے موجود تہہ خانے بھی ٹوٹے ہوئے نظر آ رہے تھے جن میں سامان بھی ٹوٹ پھوٹ چکا تھا وہاں شاید خوفناک بم مارے گئے تھے۔ بے شمار انسانی اعضاء ان گڑھے نما تہہ خانوں میں بکھرے نظر آ رہے تھے لیکن زندہ انسان وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ کھنڈر سے باہر ایک طرف فصلیں کچلی ہوئی نظر آ رہی تھیں اور عمران ان کا انداز دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ ہیوی جیپوں کے پہیوں کی وجہ سے یہ فصلیں کچلی گئی ہیں اور یہ نشانات کھنڈر کے چاروں طرف موجود تھے۔

"عمران صاحب! ——— بڑی تباہی ہوئی ہے" ——— چوہان کی آواز

سنائی دی اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"ہاں! ——— میں ٹائیگر کی لاش ڈھونڈ رہا ہوں۔ وہ بھی تو اڈے میں ہی تھا" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور چوہان بھی اس کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔ اسی لمحے باقی ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔ لیکن کافی تلاش کے باوجود عمران کو انسانی جسم کا کوئی حصہ ایسا نظر نہ آیا جس سے وہ ٹائیگر کی شناخت کر سکتا۔

اسی لمحے انہیں دور سے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا اور پھر سر گھماتے ہی اُسے شمال کی طرف سے دو بڑے سے ہیلی کاپٹر اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔

"جلدی کرو ——— فصلوں میں چھپ جاؤ" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور وہ سب کھنڈر کی قریبی ٹوٹی ہوئی دیوار کے خلا سے نکل کر فصلوں کے اندر دوڑتے ہوئے کھنڈر سے کافی دور آ گئے۔ ہیلی کاپٹر چونکہ اب ان کے سروں پر پہنچ چکے تھے اس لئے وہ وہیں ساکت ہو گئے اور پھر ہیلی کاپٹر ان کے سروں کے اوپر سے ہوتے ہوئے کھنڈر پر معلق ہو گئے اور پھر آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگے۔ چند لمحوں بعد وہ کھنڈر کی دوسری طرف فصلوں کے درمیان اتر کر ان کی نظروں سے چھپ گئے۔

"یہ چیکنگ کرنے آتے ہوں گے ——— تم یہیں ٹھہرو۔ میں دیکھتا ہوں" عمران نے کہا اور آہستہ سے فصل کے درمیان چلتا ہوا کھنڈر کی طرف بڑھنے لگا۔ کھنڈر کے ٹوٹے ہوئے حصے کے قریب وہ جب پہنچا تو اس نے اسی جگہ جہاں سے وہ مٹی کے ڈھیر سے نکلے تھے کئی افراد کو کھڑے دیکھا جن میں ایک لمبے قد اور بھاری جسم والا آدمی کھڑا تھا۔

"یہ لوگ یہاں سے نکلے ہیں اور آثار بتا رہے ہیں کہ انہیں یہاں سے نکلے زیادہ دیر نہیں ہوئی ـــــ یہ زیادہ دُور نہیں گئے ہوں گے۔ انہیں فوراً تلاش کرو" ـــــ اس لمبے قد اور بھاری جسم والے آدمی کی آواز عمران کو سنائی دی اور وہ چونک پڑا کیونکہ یہ آواز وہ پہچانتا تھا۔ یہ جم مارکر کی آواز تھی جسے اس نے ریٹ کلر کا خطاب دیا تھا۔

جم مارکر کے ساتھی تیزی سے واپس مڑے اور پھیلنے لگے۔ عمران جم مارکر کی بات سنتے ہی واپس پلٹا اور پھر انتہائی تیزی سے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔

"جلدی کرو ـــــ ہمیں یہاں سے دُور نکلنا ہے ـــــ کنٹرر کے قریب یہ لوگ چیک کریں گے" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔ لیکن وہ اس طرح احتیاط سے چل رہے تھے کہ پودے زیادہ زور سے حرکت نہ کریں اور نہ ان کے چلنے سے اونچی آواز پیدا ہو۔ کچھ دُور آگے بڑھ آنے کے بعد عمران نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔

"اب میں ذرا چکر کاٹ کر جاتا ہوں۔ اگر کوئی ہیلی کاپٹر ہاتھ لگ جائے تو" ـــــ عمران نے کہا اور پھر انہیں وہیں رہنے کا کہہ کر وہ دائیں طرف کو بڑھنے ہی لگا تھا کہ اسے دُور سے ہیلی کاپٹروں کے پنکھوں کا شور سنائی دیا اور وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ پنکھوں کی آواز کے شور کا مطلب تو یہی تھا کہ ہیلی کاپٹر پرواز کے لئے تیار ہیں اور پھر واقعی چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر اٹھتے اور اڑتے نظر آئے۔ ہیلی کاپٹر پھیل کر ادھر اُدھر گھوم رہے تھے۔ اور عمران سمجھ گیا کہ انہوں نے ہیلی کاپٹروں پر بیٹھ کر فصل کو چیک کرنے

کی پلاننگ کی ہے اس طرح دُور تک کسی بھی جگہ ہلتی ہوئی فصل کو آسانی سے وہ چیک کر سکیں گے۔ لیکن ظاہر ہے عمران اور اس کے ساتھی تو ساکت تھے اس لئے وہ انہیں چیک نہ کر سکتے تھے۔ عمران سوچ رہا تھا کہ کاش اس کے پاس کوئی اسلحہ ہوتا تو وہ اس جم مارکر کو یہیں اچھا سا سبق پڑھا دیتا۔ لیکن مجبوری تھی کہ اس کی جیب میں ریوالور تک نہ تھا۔ اڈے میں بیٹھے ہوئے انہیں تصور تک نہ تھا کہ اس طرح کا واقعہ بھی پیش آسکتا ہے۔

ہیلی کاپٹر دیر تک فضا میں چکراتے رہے اور پھر ان کا رُخ بدلا اور وہ دونوں تیزی سے واپس تل ابیب کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"عمران صاحب!" ـــــ چوہان کی آواز سنائی دی۔

"ہاں! ـــــ کیا بات ہے" ـــــ ؟ عمران نے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

"آپ قریب ہیں ـــــ میں سمجھا دُور چلے گئے ہیں ـــــ اب کیا کرنا ہے" ـــــ چوہان اور دوسرے ساتھیوں نے فصل میں چلتے ہوئے قریب پہنچ کر کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں اب اڈے کے اندر جانا چاہیئے۔ اب یہ لوگ جلدی نہیں آئیں گے ـــــ اب ان کا پروگرام ہو گا کہ جیپوں اور بے شمار سپاہیوں کو بھیج کر اس سارے علاقے کو گھیر کر اس کی تلاشی لی جائے۔ اگر اڈے کے اندر کوئی ٹرانسمیٹر صحیح حالت میں مل جائے تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے ورنہ اس مٹی سے اٹے ہوئے حلیوں میں تو ہم فوراً مشکوک ہو جائیں گے" ـــــ عمران نے کہا اور باقی ساتھیوں نے بھی سر ہلا دیئے کیونکہ

واقعی مٹی کی وجہ سے وہ انسانوں کی بجائے بھوت نظر آ رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس کھنڈر میں پہنچ گئے اور اس بار عمران تباہ شدہ اڈے کے حصوں میں نیچے اترا اور اس نے ایک ایک جگہ کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ اس کے ذہن میں ایک آئیڈیا تھا اور اس آئیڈیئے کے تحت ہی وہ واپس آیا تھا۔ ابوقحافہ نے ایک بار باتوں کے دوران اسے بتایا تھا کہ اس اڈے میں ایک اور خفیہ کمرہ بھی موجود ہے جسے خاص طور پر ابوقحافہ نے باقاعدہ بم پروف بنایا ہوا ہے تاکہ انتہائی ایمرجنسی کی صورت میں اس میں پناہ لی جا سکے اور اس لیے وہاں ضرورت کا ہر سامان بھی رکھا ہوا ہے عمران کو دراصل اسی کمرے کی تلاش تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اسے واقعی تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ کمرے کو اس طرح چھپایا گیا تھا کہ عام حالات میں وہ واقعی نہ مل سکتا تھا لیکن عمران نے اپنی ذہانت سے اسے تلاش کر لیا تھا اور کمرہ واقعی مکمل طور پر محفوظ حالت میں تھا۔

عمران نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور پھر وہ سب اس کمرے میں پہنچ گئے ابوقحافہ نے واقعی یہاں بہت اچھا انتظام کر رکھا تھا۔ نہانے کا پانی تو نہ تھا لیکن پینے کے پانی کی بوتلوں سے ایک سالم الماری بھری ہوئی تھی یہ بوتلیں منرل واٹر سے بھری ہوئی تھیں اور سیل بند تھیں۔

"چلو بھئی! —— منہ ہاتھ تو دھویا جا سکتا ہے" —— عمران نے الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی تو الماری کی طرف بڑھ گئے جبکہ عمران ایک کونے میں موجود لانگ رینج ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بیٹری سے چلنے والے اس ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر کے اسے چیک کیا۔ ٹرانسمیٹر درست کام کر رہا تھا۔ عمران نے اس پر ابوقحافہ کے ایک اور

بڑے اڈے کی فریکوئنسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔ ابوقحافہ نے ایک بار اس کی موجودگی میں اسی فریکوئنسی پر اپنے اس دوسرے اڈے کے انچارج مبارک سے بات کی تھی۔ اس لئے عمران کے ذہن میں یہ مخصوص فریکوئنسی موجود تھی۔

"ہیلو ہیلو —— پرنس کالنگ۔ اوور" —— عمران نے فریکوئنسی سیٹ کرتے ہی بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"کون پرنس! اوور —— ؟" دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور عمران مبارک کی آواز پہچان گیا۔

"ہیلو مبارک! —— میں عمران بول رہا ہوں۔ اوور" —— عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب! —— آپ زندہ ہیں۔ ایک منٹ —— ابوقحافہ صاحب سے بات کریں۔ وہ آپ کی وجہ سے بے حد پریشان ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ابوقحافہ کی مسرت بھری آواز ٹرانسمیٹر پر ابھری۔

"ہیلو —— ابوقحافہ سپیکنگ۔ اوور" —— ابوقحافہ کا انداز ایسا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی عمران کی آواز جواب میں سنے گا۔

"ہیلو ابوقحافہ! —— میں عمران بول رہا ہوں تمہارے اس مخصوص بم پروف کمرے سے۔ اوور" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب! —— خدا کا شکر ہے عمران صاحب کہ آپ زندہ ہیں —— مجھے تو رپورٹ ملی تھی کہ سوائے چند افراد کے باقی سب ختم کر دیئے گئے ہیں —— میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے تل ابیب آیا تھا کہ یہاں مجھے

اڈے پر حملے کی اطلاع ملی ـــــ آپ کے ساتھیوں کی کیا پوزیشن ہے ۔ اوور" ـــــ ابو قحافہ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" میرے باقی ساتھی تو ٹھیک ہیں ـــــ لیکن ٹائیگر کا پتہ نہیں چل رہا۔ تم چند آدمیوں کا ذکر کر رہے تھے کہاں ہیں وہ ۔ اوور" ـــــ عمران نے کہا ۔

" اوہ! ـــــ اگر ٹائیگر کی لاش وہاں موجود نہیں ہے تو پھر وہ ان لوگوں میں ہوگا جنہیں زخمی حالت میں گرفتار کر کے لے جایا گیا ہے ـــــ ایک رپورٹ کے مطابق چھ سات افراد زخمی حالت میں گرفتار کئے گئے ہیں۔ میں انہیں ٹریس کرنے کی کوشش کر رہا ہوں ـــــ اوور" ـــــ ابو قحافہ نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ہاں! ـــــ انہیں فوراً ٹریس کرو ـــــ اب ہم یہاں سے فوراً نکل کر کسی اڈے پر پہنچنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ابھی ہیلی کاپٹروں پرحم مار کر اور دوسرے لوگ یہاں چیکنگ کے لئے آئے تھے۔ اس وقت ہم فصلوں میں چھپے ہوئے تھے ـــــ وہ لوگ واپس تو چلے گئے ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ دوبارہ زیادہ فورس کے ساتھ آئیں گے ـــــ تم کوڈ میں اب بات کرنا ۔ ہو سکتا ہے کال چیک ہو رہی ہو ۔ اوور" ـــــ عمران نے کہا ۔

" ٹھیک ہے ـــــ آپ اڈے سے نکل کر مشرق کی طرف چلتے جائیں۔ آٹھ فرلانگ پر درختوں کا ایک جھنڈ آئے گا۔ وہاں سے مغرب کی طرف بڑھ جائیں تو تین میل کے فاصلے پر کھیتوں کے درمیان ایک کچا مکان ہوگا وہاں میرا آدمی موجود ہے ۔ آپ اسے میرا نام لیں گے تو وہ آپ کو محفوظ ترین اڈے پر پہنچا دے گا ۔ اوور" ـــــ ابو قحافہ نے کہا ۔

" اوکے! ـــــ ٹھیک ہے ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے جواب دیا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ وہ سارا کوڈ سمجھ گیا تھا ۔

عمران کے ساتھی اس دوران منہ ہاتھ دھو چکے تھے۔ ایک بڑی الماری سے انہیں مختلف سائزوں کے لباس بھی مل گئے تھے چنانچہ انہوں نے مٹی سے اٹے ہوئے اپنے لباس اتار کر دوسرے لباس پہننے شروع کر دیئے ۔

عمران نے بھی منہ ہاتھ دھویا۔ لباس بدلا اور پھر وہاں موجود ضروری اسلحہ اٹھا کر وہ عمران کے اشارے پر باہر کی طرف چل پڑے ۔

ٹائیگر ابوقحافہ کے اسسٹنٹ صالح کے ساتھ ایک کمرے میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی بے پناہ فائرنگ اور پھر پے در پے دھماکوں سے سارا ماحول گونج اٹھا۔ وہ دونوں تیزی سے کمرے سے نکل کر راہداری میں آئے تھے کہ یکلخت ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے ایک گرم سلاخ اس کی پسلیوں میں اتر گئی ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر یکلخت تاریکی نے قبضہ جما لیا تھا۔ اور اب نجانے کتنی دیر بعد اس کی آنکھوں کے سامنے موجود اندھیرا دور ہوا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک سٹریچر نما تختے پر چمڑے کی بیلٹس سے بندھا کھڑا تھا کیونکہ یہ تختہ دیوار کے ساتھ اس طرح کھڑا کیا گیا تھا کہ جیسے کسی بھاری شہتیر کو دیوار کے ساتھ ترچھے انداز میں لگا کر کھڑا کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جس کی چھت کے درمیان لٹکا ہوا بلب روشن تھا۔ ٹائیگر نے ادھر ادھر نظریں گھمائیں تو اسے دیوار کے ساتھ آٹھ کے قریب آدمی اسی طرح بندھے ہوئے کھڑے نظر

آئے جن میں سے کئی شدید زخمی بھی تھے لیکن ان سب کی باقاعدہ مرہم پٹی کر دی گئی تھی۔ ٹائیگر کے بھی باقاعدہ پٹی بندھی ہوئی تھی البتہ ٹائیگر کو اب بھی پسلیوں کے قریب درد کی ٹیسیں محسوس ہو رہی تھیں۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور کمرے کے اندر تین آدمی داخل ہوئے ان میں سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی آگے آگے تھا باقی دو اس کے پیچھے تھے۔

"ہونہہ! تو یہ لوگ ملے ہیں اس اڈے سے" اس لمبے قد والے نے غور سے ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس جم مارکر صاحب! باقی سب ختم ہو گئے بس یہی زخمی حالت میں ملے تھے۔ میں انہیں یہاں لے آیا" ایک اور آدمی نے جواب دیا۔

"لیکن کرنل بلاشر! میں نے آپ کو صرف نگرانی کے لئے کہا تھا۔ یہ تو نہ کہا تھا کہ آپ میرے پہنچنے سے پہلے ہی حملہ کر دیں ہو سکتا ہے کہ وہ فرار ہونے والے عمران اور اس کے ساتھی ہوں اور یہ چھوٹی مچھلیاں ہوں" اس لمبے آدمی نے جسے جم مارکر کہا گیا تھا، انتہائی درشت لہجے میں کہا۔ جم مارکر کا نام سنتے ہی ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہی وہ جم مارکر ہے جسے اسرائیل سیکرٹ سروس کا چیف مقرر کیا گیا ہے اور یہ دوسرا کرنل بلاشر تھا وائٹ سٹار کا چیف۔

"جناب! وہاں کوئی زندہ نہیں بچا آپ ان لوگوں کو نہیں جانتے کرنل ڈیوڈ نے مجھے ان کے متعلق جو کچھ بتایا ہے اور میں نے بھی ان لوگوں کے ساتھ ٹکرا کر جو تجربہ حاصل کیا ہے اس کے مطابق انہیں ایک لمحے کی چھوٹ دینا بھی غلط ہے اس لئے میں نے فوری طور پر اڈے پر بھرپور حملہ کر دیا مقصد تو ان کا خاتمہ تھا۔ وہ ہو گیا" کرنل بلاشر

نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کی بات درست ہے ——— لیکن کیا واقعی سب ختم ہو گئے ہیں کیونکہ میں نے خود جا کر وہاں چیک کیا ہے۔ وہاں ایک سائیڈ پر اس طرح مٹی کے ڈھیر موجود تھے جیسے مٹی کھود کر کسی کو نکالا گیا ہو۔ اور پھر انسانی پیروں کے نشانات ویران کھنڈر سے نکل کر فصل میں جاتے بھی دکھائی دیتے ہیں چونکہ فصلیں اس ویران کھنڈر میں دُور دُور تک پھیلی ہوئی ہیں اس لئے ہم نے ہیلی کاپٹروں سے جائزہ لینے کی کوشش کی لیکن جب کچھ معلوم نہ ہو سکا تو ہم واپس آ گئے اور اب کرنل ڈیوڈ کو میں نے فورس دے کر وہاں بھیجا ہے تاکہ انہیں تلاش کیا جا سکے" ——— جم مارکر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو مکمل یقین ہے کہ سب ختم ہو گئے ہیں کیونکہ میں نے خود ریڈ کیا ہے۔ سوائے ان لوگوں کے وہاں کوئی آدمی زندہ نہیں بچا تھا اور مٹی والی بات کی بھی مجھے سمجھ نہیں آ رہی ——— مٹی میں دب کر کون زندہ رہ سکتا ہے" ——— کرنل بلاشر نے جواب دیا۔

"تو پھر جب آپ کو مکمل یقین ہے تو آپ نے انہیں کیوں زندہ رکھا ہے؟ گولیوں سے اڑا دیں" ——— جم مارکر نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب! ——— آپ ابھی یہاں نئے آئے ہیں ——— یہ فلسطینی ہیں یہاں فلسطینیوں نے ہمارے بے شمار اہم آدمی قید کر رکھے ہیں۔ ان کا زندہ رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کا اپنے آدمیوں سے تبادلہ کیا جائے گا ——— پہلے بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔ اسی لئے تو میں نے ان کی مرہم پٹی کی ہے۔ ایک فلسطینی کے بدلے پانچ یہودی چھڑوائے جائیں گے" ——— کرنل بلاشر نے جواب دیا اور جم مارکر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سر ——— ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی اس عمران کا ساتھی ہو۔ ہم انہیں پہچانتے تو نہیں" ——— ایک اور آدمی نے کہا۔

"اوہ کرنل فرینک! ——— آپ نے واقعی پتہ کی بات کی ہے۔ میرا اس طرف تو خیال ہی نہیں گیا تھا" ——— جم مارکر نے چونک کر کہا۔ اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہ جی۔ پی فائیو کا وہ سربراہ تھا جسے کرنل ڈیوڈ کی جگہ سربراہ بنایا گیا تھا۔

"لیکن بظاہر تو یہ سارے فلسطینی لگتے ہیں ——— بہرحال انہیں آسانی سے چیک کیا جا سکتا ہے۔ اگر ان میں کوئی عمران کا ساتھی ہو گا تو وہ لازماً میک اپ میں ہو گا ——— میں میک اپ واشر مشین منگواتا ہوں" ——— کرنل بلاشر نے کہا اور جم مارکر نے سر ہلا دیا۔ کرنل بلاشر تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"یہ آدمی ہوش میں ہے۔ باقی سب ابھی تک بیہوش ہیں ——— اس کا مطلب ہے کہ اس میں قوت مدافعت دوسروں کی نسبت زیادہ ہے" ——— جم مارکر نے اس بار غور سے ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کی مہربانی ہے جناب! ——— آپ مجھے اسرائیل کے کوئی بہت بڑے افسر لگتے ہیں ——— اگر آپ مجھے یہی سرٹیفکیٹ تحریری طور پر عنایت کر دیں تو مجھے بڑا فائدہ ہو گا" ——— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جم مارکر اس کی بات سنتے ہی تیزی سے آگے بڑھ آیا۔

"تمہاری گفتگو کا انداز بتا رہا ہے کہ تم عام فلسطینی گوریلے نہیں ہو ——— سنو! ——— اگر تم واقعی عمران کے ساتھی ہو تو مجھے بتا دو۔ میں سچ بولنے والوں کا بڑا لحاظ کرتا ہوں" ——— جم مارکر نے ٹائیگر کے قریب جاتے ہوئے بڑے ملائم سے لہجے میں کہا۔

"سچ بتا دوں" ـــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ بالکل سچ بتا دو" ـــــ جم مارکر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن کان میں بتا سکتا ہوں ـــ ڈرو نہیں، میں تو بندھا ہوا ہوں۔ اگر مزید ڈر ہو تو بے شک پہلے چیک کر لیں" ـــــ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ تم شاید ضرورت سے زیادہ ہی خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے ہو ـــ میں تم سے ڈروں گا" ـ ـ جم مارکر نے انتہائی اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے کان ٹائیگر کے منہ کے قریب کیا۔ لیکن دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اسی طرح جم مارکر چیختا ہوا اچھل کر سامنے کھڑے ہوئے دو آدمیوں سے ٹکرایا۔ ٹائیگر نے جو اپنی پتلی انگلیوں کو موڑ کر کلائیوں پر بندھی ہوئی بیلٹس کا کلپ کھول چکا تھا اُسے یکلخت اس طرح اچھالا تھا کہ بھاری جسم کا مالک ہونے کے باوجود جم مارکر کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا سامنے آدمیوں سے جا ٹکرایا تھا۔ زوردار جھٹکا لگنے سے ٹائیگر بھی اس سٹریچر سمیت ایک دھماکے سے نیچے فرش پر آ گرا تھا کیونکہ اس کی پنڈلیوں پر بندھی ہوئی بیلٹ ابھی تک بندھی تھی۔ لیکن زوردار جھٹکا لگنے کی وجہ سے سٹریچر دیوار سے کھسک کر ایک دھماکے سے نیچے گرا تھا جب کہ جم مارکر کو دونوں ہاتھوں سے آگے کی طرف اچھالنے کی وجہ سے ٹائیگر خود آگے کی طرف منہ کے بل فرش پر گرا تھا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ بے اختیار فرش پر رکھ دیئے تھے لیکن اس طرح گرنے اور زوردار جھٹکا لگنے سے پنڈلیوں کے اوپر موجود چمڑے کی بیلٹ جو تختے کی دونوں سائیڈوں سے جڑی ہوئی تھی اکھڑ گئی اور ٹائیگر کی پنڈلیاں آزاد ہو گئیں۔ ٹائیگر نے نیچے ہاتھ رکھتے ہی یکلخت بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھائی اور نیچے گر کر اٹھتے ہوئے جم مارکر

اور اس کے دونوں ساتھیوں کے اوپر سے ہوتا ہوا سیدھا دروازے میں نمودار ہونے والے کرنل بلاشر سے ٹکرایا جو ہاتھ میں میک اپ واشر مشین اٹھائے عین اسی لمحے اندر داخل ہو رہا تھا۔ ٹائیگر کی گھومتی ہوئی دونوں ٹانگیں ٹھیک اس کے سینے پر پڑی تھیں اور وہ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل آدھا دروازے میں اور آدھا باہر راہداری میں گرا۔ ٹائیگر بھی اس سے ٹکرانے کی وجہ سے آگے کی طرف گھوما تھا لیکن اس نے ایک بار پھر اپنے دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنے سر کو راہداری کی دیوار سے ٹکرانے سے بچا لیا تھا۔ اسی لمحے ایک گولی عین اس کے جسم کے ساتھ سے گزرتی ہوئی دیوار سے ٹکرائی کہ ٹائیگر نے یکلخت پلٹنی کھائی اور دوسری گولی عین اسی جگہ آ کر لگی جہاں ایک لمحہ پہلے ٹائیگر کا جسم موجود تھا۔ پلٹنی کھاتے ہی ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور پھر ایک لمبی چھلانگ لگا کر وہ اس طرح سائیڈ میں اوپر جاتی ہوئی سیڑھیوں اور اس کے اوپر موجود کھلے دروازے میں جا کھڑا ہوا۔ جیسے وہ واقعی اڑنے کا فن جانتا ہو۔ دروازے کے دوسری طرف ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کا ایک اور دروازہ دوسری طرف موجود تھا۔ ٹائیگر کے پیر جیسے ہی دروازے کی دہلیز پر رکے اس نے یکلخت سائیڈ میں چھلانگ لگائی اور اس بار گولیاں دروازے کے عین درمیان سے نکل کر سامنے والی دیوار سے جا ٹکرائیں اور ٹائیگر اس بار بھی بال بال بچا تھا۔ دوسرے دروازے سے نکل کر وہ ایک برآمدے میں پہنچا جس کی دوسری طرف دو کاریں موجود تھیں۔ کوٹھی کا لان کافی وسیع تھا اور دوسری طرف موجود پھاٹک بھی بند تھا اور ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اگر وہ کسی بیرونی دیوار یا پھاٹک کی طرف دوڑا تو لازماً گولیوں کا نشانہ بن جائے گا اس لئے وہ بجلی کی سی تیزی سے ایک بڑی

کار کے نیچے رینگ گیا۔ اسی لمحے برآمدے میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں ابھریں اور ساتھ ہی جم مارکر کی چیختی ہوئی آواز۔

"خبردار! — بچ کر نہ نکلنے پائے" —— اس کے ساتھ ہی دوسری آوازیں بھی ابھریں۔ وہ سب چیختے ہوئے ادھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔

"اتنی جلد نہیں نکل سکتا —— ادھر کاروں کو چیک کرو" —— جم مارکر کی تیز آواز سنائی دی اور پھر دونوں کاروں کے دروازے کھلنے اور بند ہونے کی آوازیں سنائی دیں اور ٹائیگر کے اعصاب تن گئے۔ کیونکہ اب وہ لازماً کاروں کے نیچے بھی چیک کریں گے اور پھر اس کا مارا جانا یقینی تھا۔ اس نے جلدی سے دونوں ہاتھوں سے کار کا ایک پائپ پکڑا اور ساتھ ہی دونوں پیر اٹھا کر پچھلے حصے کی ایک جگہ میں اٹکا کر اپنا پورا جسم سیدھا کر کے کار کے نچلے حصے کے ساتھ اس طرح چمٹا دیا جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹتا ہے۔

"نیچے بھی کوئی نہیں ہے —— آخر کہاں گیا" —— ؟ کرنل فرینک کی آواز سنائی دی۔

"وہ یہیں ہو گا لازماً —— کہیں نہیں جا سکتا" —— جم مارکر کی انتہائی اُلجھی ہوئی آواز سنائی دی۔ بھاگ دوڑ کی آوازیں ایک بار پھر سنائی دینے لگیں اور ٹائیگر چھپکلی کی طرح چمٹا ہوا یہ آوازیں سنتا رہا۔

"حیرت ہے — کمال ہے۔ یہ آدمی تھا کہ جن" —— اب جم مارکر کی آواز میں شدید حیرت تھی۔

"ویسے کمال ہی ہو گیا ہے —— یہ آدمی تو اس کمرے سے نکلتے ہی یکسر غائب ہو گیا ہے" —— کرنل بلاشر کی آواز سنائی دی۔

"میں خود کاروں کے نیچے چیک کروں گا اس کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں ہے۔"

جم مارکر کی آواز سنائی دی۔

"ہو سکتا ہے وہ چھت پر چلا گیا ہو۔ اس شیڈ پر پیر رکھ کر وہ آسانی سے اوپر جا سکتا ہے" —— کرنل فرینک نے کہا۔

"اوہ! — اوہ ہاں! — اس کا تو ہمیں خیال ہی نہیں آیا — ایک آدمی عقبی طرف جائے۔ ہم ادھر سے اوپر جاتے ہیں —— ہو سکتا ہے کہ ہمارے پیروں کی دھمک سن کر وہ عقبی طرف کودنے لگے" —— جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا اور ایک آدمی کے دوڑنے کی آواز ابھری اور پھر غائب ہو گئی اس کے ساتھ ہی باقی دو افراد تیزی سے برآمدے میں گئے اور چند لمحوں بعد ان کے قدموں کی آوازیں بھی مدھم ہو گئیں۔

ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے پہلے زمین پر لیٹا اور پھر کھسکتا ہوا کار کی عقبی طرف آیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس وقفے میں وہ دوڑ کر پھاٹک کے قریب پہنچ جائے گا لیکن کار کی عقبی طرف پہنچتے ہی وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کیونکہ اس نے دو منزلہ عمارت کی پہلی منزل پر کرنل فرینک کو کھڑے دیکھا وہ اسی طرف دیکھ رہا تھا اس کا مطلب تھا کہ اوپر جا کر انہیں خیال آیا تو کرنل فرینک کو پہلی منزل کی بیرونی گیلری میں روک دیا گیا تاکہ وہ صحن کی طرف خیال رکھے اور جم مارکر اوپر والی منزل میں گیا ہے۔

ٹائیگر کے لئے سب سے بڑا مسئلہ اسلحے کا تھا۔ اگر اس کے پاس ریوالور ہوتا تو پھر وہ آسانی سے ان تینوں کو ٹھکانے لگا دیتا۔ اس لئے وہ زیادہ پریشان تھا وہ کار کی ڈگی کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا لیکن ظاہر ہے انہوں نے واپس نیچے آنا تھا اور ایک بار پھر وہ پھنس جاتا۔ اس نے ڈگی کی سائیڈ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے کہ اُسے اوپر سے جم مارکر کی تیز آواز سنائی دی

اور اس کے ساتھ ہی گولی چلنے کا دھماکہ بھی ہوا۔ اس نے ذرا سا سر اٹھا کر دیکھا تو کرنل فرنیک گیلری سے غائب ہو چکا تھا۔ ٹائیگر کے لئے یہ موقع غنیمت تھا اس نے یکلخت پھاٹک کی طرف دوڑ لگا دی۔ اس کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ وہ خود بھی اپنی رفتار پر حیران رہ گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند لمحوں میں وہ پھاٹک کے قریب پہنچ گیا۔ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کی کنڈی اس نے کھولی اور دوسرے لمحے بجلی کی سی تیزی سے باہر آ گیا۔ یہ ایک رہائشی کالونی تھی وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا سائیڈ گلی کراس کر کے آگے بڑھ گیا اور پھر دوسری کوٹھی کی سائیڈ گلی میں گھس کر وہ دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا دو تین گلیوں میں سے گذر کر وہ عقبی طرف دار الحکومت کی مین روڈ پر پہنچ گیا۔ وہاں پہنچتے ہی اُسے سڑک کے پار پبلک فون بوتھ تو نظر آ گیا لیکن اس نے پہلے جیب میں ہاتھ ڈال کر سکے تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن تمام جیبیں بانجھ عورت کی گود کی طرح ہر قسم کی چیزوں سے یکسر خالی تھیں۔ وہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں ایک بڑے اور شاندار ہوٹل کے جہازی سائز کے بورڈ پر پڑیں۔ یہ شراکہ ہوٹل تھا اور شراکہ ہوٹل کا نام دیکھتے ہی اس کے ذہن میں وہ سچویشن آ گئی جب ایکشن پر نکلنے سے پہلے دمشق میں عمران نے خاور اور اس کے ساتھیوں کو تفصیلی ہدایات دی تھیں اور یہ بتایا تھا کہ واپسی پر جب شراکہ ہوٹل کا بورڈ نیون سائن میں بدل جائے تو خاور اور اس کے ساتھی سمجھ جائیں کہ عمران کا مشن مکمل ہو چکا ہے اور وہ کاؤنٹر پر ڈان کا لفظ استعمال کریں گے تو انہیں عمران تک پہنچا دیا جائے گا گو اب سچویشن بھی بدل چکی تھی اور دونوں گروپ پہلے ہی اکٹھے ہو چکے تھے لیکن اتنی بات تو بہرحال تھی کہ ہوٹل کا تعلق فلسطینی گوریلوں سے تھا۔

اور اس وقت ٹائیگر کے لئے سب سے بڑا مسئلہ تو صرف اپنے آپ کو چھپانا تھا بلکہ اس کوٹھی میں موجود اڈے کے دوسرے زخمی افراد کو بھی بچانا تھا چنانچہ وہ تیزی سے چلتا ہوا ہوٹل میں داخل ہوا اور چند لمحوں بعد وہ کاؤنٹر پر پہنچ چکا تھا۔

"پاکیشیا سے ڈان نے آنا تھا"——— ٹائیگر نے کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان سے کہا تو نوجوان بُری طرح چونک پڑا۔ ٹائیگر نے جان بوجھ کر ڈان کے ساتھ پاکیشیا کا لفظ کہہ دیا تھا۔

"اوہ! مگر———" نوجوان نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کچھ کہنا چاہا۔

"فوراً کسی ذمہ دار آدمی سے ملواؤ——— الوقافہ کے تباہ شدہ اڈے کے زخمی یہیں قریب ہی موجود ہیں اور میں انہیں چھڑوانا چاہتا ہوں"——— ٹائیگر نے تیز لیکن دبے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر——— ادھر آیئے"——— کاؤنٹر مین اب پوری طرح سنبھل چکا تھا۔ وہ تیزی سے کاؤنٹر کے پیچھے سے نکلا اور پھر خود ٹائیگر کو لے کر سائیڈ پر جاتی ہوئی راہداری میں گھس کر اس کے آخر میں ایک دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

"یس——— کم ان"——— دروازے کی دوسری طرف سے ایک مدھم سی آواز سنائی دی اور کاؤنٹر مین نے جلدی سے دروازے کو دبا کر کھولا اور ٹائیگر کو اندر آنے کا اشارہ کر کے وہ تیزی سے اندر داخل ہوا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے چلتا ہوا جیسے ہی اندر داخل ہوا وہ حیرت سے اچھل پڑا کیونکہ کمرے میں ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے صوفے پر خود الوقافہ بیٹھا ہوا تھا جبکہ سامنے میز کے پیچھے ایک گنجے سر والا آدمی موجود تھا۔

"اوہ! — اوہ ٹائیگر تم اور یہاں — عمران صاحب تو تمہاری طرف سے پریشان تھے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے ان کی کال ملی ہے" — ٹائیگر کو دیکھتے ہی صوفے پر بیٹھا ہوا ابوقحافہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ شکر ہے — آپ مل گئے" — ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے مختصر الفاظ میں اسے کوٹھی اور اس کے اندر موجود زخمی اور بیہوش ساتھیوں کے متعلق بتا دیا۔

"ویری گڈ! — میں انہی کی طرف سے بے حد پریشان تھا — ڈکڑا تم ٹائیگر کو نیچے تہہ خانے میں لے جاؤ۔ میں اپنے ساتھیوں کے لئے کچھ کرتا ہوں" — ابوقحافہ نے تیز لہجے میں میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے اس گنجے آدمی سے کہا اور خود وہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی طرف جھپٹ پڑا۔

"آئیے جناب" — اس گنجے آدمی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے ٹائیگر سے کہا اور پھر ٹائیگر کو ساتھ لے کر وہ ایک ملحقہ دروازے سے ایک راہداری میں آیا اور وہاں سے لفٹ کے ذریعے وہ گہرائی میں موجود تہہ خانوں میں پہنچ گئے جہاں ایک کمرے میں دو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔

"یہ چیف باس کے آدمی ہیں سالم" — ڈکڑا نے ایک لمبوترے چہرے والے سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس پلٹ گیا۔

"اوہ — آئیے جناب! — میرا نام سالم ہے اور یہ میرا ساتھی ابوتیمہ" — لمبوترے چہرے والے نے اٹھ کر باقاعدہ ٹائیگر کا استقبال کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے دونوں سے مصافحہ کیا اور پھر ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے — ؟" سالم نے پوچھا۔

"ابھی نہیں — ابوقحافہ صاحب ایک کام میں مصروف ہیں وہ آجائیں پھر"

ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور سالم نے سر ہلا دیا۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ابوقحافہ وہاں پہنچا تو سالم اور ابوتیمہ کے ساتھ ساتھ ٹائیگر بھی اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ ابوقحافہ کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔

"بیٹھیں! — ان لوگوں نے ہمارے ساتھیوں کو شہید کر دیا ہے وہاں سے ان کی لاشیں ملی ہیں" — ابوقحافہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر کے ہونٹ بھی بھینچ گئے۔

"پہلے تو وہ انہیں اس لئے زندہ رکھنا چاہتے تھے کہ ان کی جگہ یہودیوں کا تبادلہ کریں گے۔ لیکن پھر شاید میرے نکلنے کی وجہ سے انہوں نے ان کا خاتمہ کر دیا — بہرحال مجھے بے حد افسوس ہے۔ میرے پاس اسلحہ ہوتا تو یہ نوبت نہ آتی" — ٹائیگر نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"وہاں کون کون تھے۔ اس وقت تو کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے" — ابوقحافہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا وہ بھی ان کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور ٹائیگر نے جم مارکر۔ کرنل فرینک اور کرنل بلاشر تینوں کی موجودگی کے متعلق تفصیل بتا دی۔

"اوہ! — آپ نے واقعی انتہائی حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ بندھے ہونے کے باوجود آپ ان تینوں کی موجودگی میں نکل آنے میں کامیاب ہو گئے بہرحال مجھے مسرت ہے کہ پرنس کا ساتھی تو بچ گیا" — ابوقحافہ نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے" — ابوقحافہ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"عمران صاحب کہاں ہیں ــــ کیا وہ وہاں سے بچ کر نکل آئے ہیں؟
وہ جم ہار کر تو کہہ رہا تھا کہ اس نے کرنل ڈیوڈ اور اس کی فورس کو چیکنگ کے
لئے بھیج دیا ہے" ــــ ٹائیگر نے کہا۔
"میں مبارک کے اڈے پر تھا کہ مجھے عمران صاحب کی کال ملی تھی۔ میں نے
انہیں ایک محفوظ ترین اڈے تک پہنچنے کا راستہ کوڈ میں بتا دیا تھا اور میں وہاں
سے یہاں ہوٹل شرا کہ آیا تھا کیونکہ میرے آدمیوں کی تحقیقات سے اتنا تو پتہ
چل گیا تھا کہ یہاں قریب ہی رہائشی کالونی میں زخمیوں کو لایا گیا ہے۔ لیکن
پھر آگے پتہ نہ چل رہا تھا ــــ اب آپ نے نشاندہی کی ہے تو ہمیں پتہ
چلا ہے۔ لیکن ابھی تک اس اڈے سے بھی عمران صاحب کے پہنچنے کی اطلاع
نہیں ملی" ــــ ابو قحافہ نے جواب دیا لیکن اسی لمحے اس کی جیب میں سے
ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھریں تو اس نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک
چھوٹا لیکن جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا آوازیں اسی میں سے نکل رہی تھیں۔
"یس۔ اوور" ــــ ابو قحافہ نے ایک بٹن دبا کر اور آواز بدل کر کہا۔
"بی۔ ون سپیکنگ۔ اوور" ــــ ٹرانسمیٹر سے ایک باریک سی آواز برآمد ہوئی۔
"یس! ــــ کیا رپورٹ ہے ــــ مال پہنچ گیا ہے۔ اوور" ــــ ابو قحافہ
نے تیز لہجے میں کہا۔
"یس! ــــ مال کی ڈلیوری ہو گئی ہے۔ لیکن یہاں چیکنگ بے حد سخت
ہے۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"مال انچارج کو کہہ دو کہ ان کا گمشدہ پیس بھی مل گیا ہے اور وہ یہاں میرے
پاس ہے۔ وہ ان میں موجود ہے۔ پھر وہ جیسا کہیں ویسے مجھے بتاؤ ــــ اوور
اینڈ آل" ــــ ابو قحافہ نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں

ڈال لیا۔
"عمران صاحب اپنے ساتھیوں سمیت بخیریت دوسرے اڈے پر پہنچ
گئے ہیں" ــــ ابو قحافہ نے ٹرانسمیٹر جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر
نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ وہ ساری بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ تھوڑی دیر
بعد کال پھر آئی۔
"ہیلو۔ اوور" ــــ ابو قحافہ نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔
"مال انچارج کہہ رہا ہے کہ ابھی اس پیس کو وہیں رکھو۔ کیونکہ چیکنگ سخت سے
سخت تر ہوتی جا رہی ہے۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ٹھیک ہے۔ ہر طرف سے مال کا خیال رکھنا بے حد اہم مال ہے۔ اوور
اینڈ آل" ــــ ابو قحافہ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
"سالم! ــــ ٹائیگر صاحب کو اچھا سا کمرہ کھول دو تاکہ یہ یہاں آرام کریں" ــــ
ابو قحافہ نے سالم سے مخاطب ہو کر کہا۔
"کیا یہاں میک اپ کا سامان اور دوسرا لباس مجھے مل جائے گا ــــ میں
آرام کی بجائے کام کرنا چاہتا ہوں" ــــ ٹائیگر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
"کام ــــ کیسا کام ــــ؟" ابو قحافہ نے چونک کر کہا۔
"میں اس جم ہار کر کو ٹریس کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی وجہ سے لازماً آپ کے زخمی
ساتھیوں کو شہید کیا گیا ہو گا اور میں ان کا انتقام اس سے لینا چاہتا ہوں" ــــ
ٹائیگر نے کہا۔
"اوہ! ــــ ہمارے آدمی تو تنظیم کے لئے جانیں دیتے رہتے ہیں۔ آپ کے
جذبے کا بے حد شکریہ! ــــ آپ آرام فرمائیں۔ باہر کسی بھی لمحے آپ پر شک کیا
جا سکتا ہے" ــــ ابو قحافہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری آپ فکر نہ کریں ـــــ جم مارکر کو میں نے دیکھا ہے۔ یہ خاصا تیز اور ہوشیار آدمی ہے اور یہ شخص اب اور آئندہ بھی ہمارے لئے خاصی مشکلات پیدا کرے گا۔ اس لئے میں بجائے آرام کرنے کے اس کا کچھ نہ کچھ بندوبست کرنا چاہتا ہوں" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ! ـــ اس کا مطلب ہے کہ آپ کے پاس اس کے لئے کوئی خاص کلیو موجود ہے ـــ ہمارا پرابلم یہ ہے کہ ابھی تک ہم میں سے کسی نے اسے نہیں دیکھا" ـــــ ابوقحافہ نے چونک کر کہا۔

"اس کوٹھی میں تین افراد تھے اور دو کاریں کھڑی تھیں۔ ان میں سے ایک کار کے نیچے میں موجود رہا ہوں۔ اس کار کا انجن خاصا گرم تھا اور زخمیوں کو یہاں لے آنا اور ان کی مرہم پٹی وغیرہ کا سارا کام کرنل بلاشر نے کیا تھا۔ پہلے میں نے سوچا تھا کہ مرہم پٹی کہیں اور کی گئی ہو گی اور بعد میں ہمیں یہاں لایا گیا ہو گا۔ کیونکہ ان تینوں کے علاوہ اور وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ لیکن اب آپ کی بات سن کر کہ آپ کو پہلے سے اطلاع مل چکی تھی کہ زخمیوں کو اس کالونی میں لایا گیا ہے یہ بات صاف ہو گئی ہے۔ اب یہی کہا جا سکتا ہے کہ مرہم پٹی اور سٹریچر نما تختوں سے جکڑنے کے بعد کرنل بلاشر نے آدمیوں کو واپس بھیج دیا ہو گا۔ شاید وہ اپنے آدمی جم مارکر کے سامنے نہ لانا چاہتا ہو گا۔ بہرحال یہ ساری بات کہنے سے میرا مقصد یہ تھا کہ دونوں کاروں میں سے جس کار کے نیچے میں چھپا تھا اس کا انجن خاصا گرم تھا۔ اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ کار بعد میں آئی ہو گی اور بعد میں آنے والا چونکہ جم مارکر تھا اس لئے یہ کار جم مارکر کی ہی ہو گی۔ اب اس کار کو تلاش کر لیا جائے تو جم مارکر کو تلاش کیا جا سکتا ہے" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور ابوقحافہ کے چہرے

پر تحسین کے آثار ابھر آئے۔

"اوہ! ـــ آپ واقعی بے حد ذہین ہیں ـــ کم از کم اس قدر گہری بات میں یا میرا کوئی آدمی نہ سوچ سکتا تھا ـــ آپ مجھے بتائیں۔ کار کو میرے آدمی آپ کی نسبت زیادہ آسانی سے تلاش کر لیں گے" ـــ ابوقحافہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کار ایلگز بینڈر تھی اور ماڈل بالکل جدید قسم کا تھا ـــ اس پر نمبر پلیٹ کی جگہ صرف سرخ رنگ کی پٹیوں والی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ کار کا رنگ گہرا نیلا تھا" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور ابوقحافہ چونک پڑا۔

"سرخ پٹیاں ـــ اوہ! ـــ اوہ یہ تو میرے ذہن میں بھی ہیں ـــ میں نے کہیں دیکھی ہیں۔ بہرحال میں احکامات دے دیتا ہوں۔ یہ ابھی تلاش کر لی جائے گی" ـــــ ابوقحافہ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"آیئے جناب! ـــ جب تک کار تلاش نہیں ہو جاتی۔ ہم آپ کو کمرہ دکھا دیں" ـــ سالم نے اس بار انتہائی مودبانہ لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا کیونکہ وہ ابوقحافہ جیسے لیڈر کو ٹائیگر سے بے تکلفانہ گفتگو کرتے دیکھ چکا تھا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

"اس آدمی کا پتہ چل گیا ہے جناب" ——— کرنل فرینک نے تیزی سے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور کمرے میں موجود جم مارکر چونک پڑا۔

"کس آدمی کی بات کر رہے ہو" ——— ؟ جم مارکر نے چونک کر پوچھا۔

"اس آدمی کی جو زخمی حالت میں انتہائی پُراسرار طور پر نکل گیا تھا" ——— کرنل فرینک نے کہا اور جم مارکر یہ سن کر ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ! ——— کہاں ہے وہ" ——— ؟ جم مارکر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ اس حلیئے اور پٹی بندھے ہوئے آدمی کو مین روڈ کے ہوٹل شراکہ میں داخل ہوتے دیکھا گیا تھا ——— ہوٹل شراکہ کے متعلق کافی عرصے سے اطلاعات مل رہی تھیں کہ وہ فلسطینی گوریلوں کا اہم اڈا ہے۔ لیکن کئی بار تفصیلی تلاشیوں کے باوجود وہاں کوئی اڈا ٹریس نہ ہو سکا تھا۔ اس لئے آجکل اس کی خفیہ طور پر نگرانی کی جا رہی تھی ——— یہ نگرانی جی۔ پی فائیو کے ذمہ ہے اور میں نے جب جی۔ پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ سے بات کی تو یہ اطلاع

سامنے آئی ہے ——— کرنل ڈیوڈ بتا رہا ہے کہ وہاں سے ایک ٹرانسمیٹر کال بھی چیک کی گئی ہے جس میں کسی ٹی۔ ون نے کال کرتے ہوئے بتایا ہے کہ مال پہنچ گیا ہے ——— پھر کسی گمشدہ پیس کی بات اور چیکنگ کی بات بھی ہوئی ہے" ——— کرنل فرینک نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— یہ مال سے مراد یقیناً عمران اور اس کے ساتھی ہی ہوں گے اور گمشدہ پیس سے مراد وہی آدمی ہوگا جو ہماری گرفت سے نکل گیا ہے اور جس کے نکلنے کی وجہ سے باقی آدمی بھی مارے گئے ہیں" ——— جم مارکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کا تو یہی مطلب ہے کہ صرف وہی آدمی عمران کا ساتھی تھا باقی فلسطینی ہی تھے" ——— کرنل فرینک نے کہا۔

"ہاں! ——— اب تو ایسا ہی ہے۔ لیکن اس وقت کچھ واضح طور پر نہیں کہا جا سکتا تھا اس لئے میں نے سب کے خاتمے کا حکم دے دیا تھا۔ بہرحال میں کرنل ڈیوڈ سے بات کرتا ہوں۔ وہی اس تباہ شدہ اڈے اور اس کے گرد علاقے میں چیکنگ کر رہا ہے ——— یہ نیا اڈا بھی لازماً اس تباہ شدہ اڈے کے قریب ہی ہوگا" ——— جم مارکر نے کہا اور میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"اس ہوٹل شراکہ والے آدمی کا کیا کرنا ہے" ——— ؟ کرنل فرینک نے پوچھا۔

"تم اور کرنل بلاشر مل کر اسے تلاش کرو ——— میرے لئے اس آدمی سے زیادہ اہمیت عمران کی ہے۔ فارمولا اس کے پاس ہے اور میں ہر قیمت پر اس سے یہ فارمولا واپس حاصل کرنا چاہتا ہوں" ——— جم مارکر نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا اور کرنل فرینک سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے

باہر چلا گیا۔

"یس۔ جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر" ---- رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"جم مارکر سپیکنگ! ---- کرنل ڈیوڈ سے بات کراؤ" ---- جم مارکر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر" ---- دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ کی آواز ریسیور پر گونجی۔

"یس۔ کرنل ڈیوڈ اٹنڈنگ" ---- کرنل ڈیوڈ کا لہجہ مؤدبانہ تھا کیونکہ صدر اور وزیر اعظم نے اُسے خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ جب تک عمران اور اس کے ساتھی ختم نہیں ہو جاتے ساری فورسز جم مارکر کی ماتحتی میں ہی کام کریں گی۔

"کرنل ڈیوڈ! ---- آپ اس تباہ شدہ اڈے کے گرد کتنے علاقے میں چیکنگ کر رہے ہیں" ---- ؟ جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"تقریباً سارے علاقے میں ---- کم از کم چار فرلانگ کا قطر سمجھ لیں" ---- کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"ہوں! ---- اس ایریئے میں کتنی آبادیاں ہیں اور ان میں سے کوئی ایسی آبادی۔ جہاں فلسطینیوں کا اڈا ہو سکتا ہو" ---- ؟ جم مارکر نے پوچھا۔

"اڈا ---- لیکن ہم تو افراد کو چیک کر رہے ہیں" ---- کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ---- مجھے معلوم ہے۔ لیکن آپ کے آدمیوں نے ہوٹل شراکہ سے ہونے والی جو ٹرانسمیٹر کال کیچ کی ہے اس سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ عمران

اور اس کے ساتھی تباہ شدہ اڈے سے کسی کوڈ میں بتلائے گئے اڈے میں پہنچ گئے ہیں بہرحال وہ تباہ شدہ اڈا اس رینج میں واقع ہے جس رینج میں آپ چیکنگ کر رہے ہیں" ---- جم مارکر نے کہا۔

"اوہ یس! ---- واقعی آپ کا آئیڈیا بالکل درست ہے۔ اگر اس پہلو کو سامنے رکھا جائے تو پھر ایک ہی آبادی ایسی ہے جہاں یہ اڈا ہو سکتا ہے۔ محلہ قاسمیہ ---- کیونکہ یہاں عربوں کی کثیر آبادی رہتی ہے" ---- کرنل ڈیوڈ نے کہا اور جم مارکر نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"کرنل صاحب! ---- آپ کا خیال بالکل درست ہے۔ لیکن جس طرح آپ نے یہ بات سوچ لی ہے اس طرح تو ہر شخص سوچ سکتا ہے۔ پھر وہ خفیہ اڈا خفیہ کیسے رہ سکتا ہے ---- ؟ اڈا وہاں بنایا جاتا ہے جہاں اس کی موجودگی کا کسی کو خیال ہی نہ آ سکے ---- آپ یہ فرمائیں کہ اس رینج میں ایسی کونسی آبادی ہو سکتی ہے جہاں اڈا ہونا ناممکن ہو" ---- جم مارکر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اور اپنے غصے کو بڑی مشکل سے کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔ کرنل ڈیوڈ چونکہ بے حد سینئر آدمی تھا اس لئے وہ اس کا احترام کرتا تھا ورنہ اگر اس کی جگہ کسی اور نے یہ بات کی ہوتی تو پھر جم مارکر اُسے بُری طرح جھاڑ دیتا۔

"اوہ! ---- یہ بات بھی درست ہے ---- اگر اس پہلو سے جائزہ لیا جائے تو پھر یہ اڈا وکٹران میں ہو سکتا ہے۔ وکٹران ایسا علاقہ ہے کہ جہاں عربوں کی آبادی سب سے کم ہے" ---- کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"اوکے! ---- آپ جی پی فائیو کے آدمیوں کو اس علاقے کی کڑی نگرانی کا حکم دیں اور خود کار لے کر میرے پاس آ جائیں ---- میں آپ کی

کار میں وہاں جانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میری کار اس عمران کے ساتھی نے فرار ہوتے ہوئے دیکھ لی ہوگی اور ظاہر ہے اب فلسطینی اس کار کی تاڑ میں ہوں گے" ——— جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں آرہا ہوں" ——— کرنل ڈیوڈ نے کہا اور جم مارکر نے ——— اوکے ——— کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کرنل ڈیوڈ کی کار میں اس کے ساتھ بیٹھا ہوا وکٹران کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جی۔ پی فائیو کا کوئی آدمی تھا اور وہ دونوں عقبی نشست پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"آپ کا پہلے بھی کئی بار عمران سے مقابلہ ہو چکا ہے ——— آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ اس کی کوئی ایسی نشانی جسے میک اپ کے باوجود بھی پہچانا جا سکے" ——— جم مارکر نے ساتھ بیٹھے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ بہت بڑا فنکار ہے جم مارکر صاحب! ——— آپ ایک نشانی قائم کریں گے تو اگلی دفعہ نئی نشانی ہوگی" ——— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔ اور جم مارکر نے ہونٹ بھینچ لئے۔

تھوڑی دیر بعد کار ایک آباد علاقے میں داخل ہوئی اور ذرا آگے جا کر ایک چھوٹی سی عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوگئی۔

"یہ میں نے عارضی طور پر اڈا بنایا ہے تاکہ یہاں سے رپورٹیں حاصل کی جا سکیں" ——— کرنل ڈیوڈ نے کار رکتے ہی کہا اور جم مارکر سر ہلاتے ہوئے کار سے باہر آگیا۔

"سر ——— ابھی ابھی نمبر ایٹی نے ایک عجیب سی اطلاع دی ہے" ——— ایک کمرے میں جہاں ٹرانسمیٹر موجود تھا ان دونوں کے پہنچتے ہی ایک آدمی نے سلیوٹ مارتے ہوئے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا اطلاع ہے" ——— ؟ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"جناب! ——— وکٹران کے وسط میں ایک عام سا گھر ہے۔ اس میں ایک بوڑھا آدمی اکیلا رہتا ہے ——— اس گھر کی تلاشی لی گئی تو اس مکان کے ایک کمرے میں سوکھی ہوئی روٹیوں کا ڈھیر پڑا ہوا پایا گیا ہے" ——— اس آدمی نے جواب دیا۔

"تو اس میں عجیب اطلاع کیا ہوئی" ——— ؟ کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"جناب! ——— عجیب اطلاع یہ ہے کہ یہ ساری روٹیاں سیلن زدہ ہیں۔ جیسے کسی ٹھنڈے اور تاریک کمرے میں کافی عرصے سے پڑی رہی ہوں حالانکہ یہ کمرہ ہوادار ہے" ——— اس آدمی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ وہ ان سوکھی ہوئی روٹیوں کو باقاعدہ جھاڑ پونچھ کر اور ان پر وارنش کر کے رکھتا ——— نان سنس" ——— کرنل ڈیوڈ نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا لیکن جم مارکر کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"کیا اس مکان میں کوئی تہہ خانہ بھی ہے" ——— ؟ جم مارکر نے کہا۔

"نہیں جناب! ——— نمبر تھرٹی تھری جس نے یہ اطلاع دی ہے اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اس نے یہی سمجھا کہ یہ روٹیاں پہلے کسی تہہ خانے میں پڑی ہوں گی جہاں سے انہیں نکال کر باہر رکھا گیا ہوگا۔ اس لئے اس نے تہہ خانہ تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن کہیں کوئی تہہ خانہ نہیں مل سکا" ——— بولنے والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تھرٹی تھری ——— وہ مارجر ——— وہ ایسی احمقانہ باتیں کرتا رہتا ہے ——— احمق

آدمی" ــــــ کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں کرنل ڈیوڈ! ــــــ یہ مارجر بے حد ذہین آدمی ہے ــــــ آپ اس سے میری بات کرائیں" ــــــ جم مارکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یس سر ــــــ میں کراتا ہوں" ــــــ کرنل ڈیوڈ کے اسسٹنٹ نے کہا اور اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــــ نمبر ٹو کالنگ تھرٹی تھری ۔ اوور" ــــــ اسسٹنٹ نے جو اپنے آپ کو نمبر ٹو کہہ رہا تھا بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ــــــ تھرٹی تھری اٹنڈنگ ۔ اوور" ــــــ چند لمحوں بعد ایک نوجوان کی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

"تھرٹی تھری! ــــــ اسرائیلی سیکرٹ سروس کے چیف جناب جم مارکر صاحب تم سے بات کرنا چاہتے ہیں ۔ اوور" ــــــ نمبر ٹو نے کہا اور ٹرانسمیٹر کے ساتھ منسلک مائیک جم مارکر کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر ۔ اوور" ــــــ تھرٹی تھری کا لہجہ یکلخت بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

"مارجر! ــــــ جن پاسی روڈیوں کے بارے میں تم نے اطلاع دی ہے وہ کتنی تعداد میں ہیں ۔ اوور" ــــــ؟ جم مارکر نے اس کے نمبر کی بجائے اس کا نام لیتے ہوئے کہا۔

"جناب! ــــــ آدھے سے زیادہ کمرہ بھرا ہوا تھا اور جناب! ــــــ ان کی حالت ایسی تھی کہ لگتا تھا کہ وہ پہلے کسی تہہ خانے میں پڑی رہی ہوں۔ اس لئے میں نے تہہ خانے کا سوچا ــــــ لیکن وہاں کوئی تہہ خانہ نہیں ملا تھا ۔ اوور" ــــــ مارجر نے جواب دیا۔

"ہونہہ! ــــــ ٹھیک ہے ۔ تم ایسا کرو کہ فوراً یہاں آجاؤ جہاں یہ عارضی

اڈا بنایا گیا ہے ــــــ میں تم سے بالمشافہ بات کرنا چاہتا ہوں ۔ اوور" ــــــ جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ــــــ میں آرہا ہوں سر ۔ اوور" ــــــ مارجر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ــــــ جم مارکر نے کہا اور مائیک آف کر کے اس نے واپس نمبر ٹو کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ آپ کہاں روڈیوں کے چکر میں پھنس گئے" ــــــ کرنل ڈیوڈ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا لیکن جم مارکر نے کوئی جواب نہ دیا۔

"آیئے! ــــــ ادھر دوسرے کمرے میں بیٹھتے ہیں ــــــ مارجر وہیں آجائے گا" ــــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر وہ جم مارکر کو ساتھ لے کر ایک اور کمرے میں آگیا جہاں باقاعدہ صوفے اور سنٹرل ٹیبل موجود تھی۔ جم مارکر کی فراخ پیشانی پر پیچ کی لکیریں نمایاں تھیں۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور چھریرے بدن اور درمیانے قد کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر جی۔ پی فائیو کی مخصوص یونیفارم موجود تھی اس کی فراخ پیشانی اور روشن آنکھیں واقعی اس کے ذہین ہونے کی دلیل تھیں۔ اس نے اندر آکر بڑے مؤدبانہ انداز میں سیلوٹ کیا۔

"آؤ مارجر! ــــــ ادھر میرے پاس بیٹھ جاؤ" ــــــ جم مارکر نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

"نہیں ــــــ یہ ڈسپلن کے خلاف ہے ــــــ یہ کھڑا رہے گا" ــــــ کرنل ڈیوڈ نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"یس سر ــــــ میں ٹھیک ہوں سر" ــــــ مارجر نے جلدی سے کہا۔

"جی۔ پی فائیو میں اس کا عہدہ کیا ہے" ــــــ؟ جم مارکر نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"سر — میں اے سیکشن میں ابھی پروموٹ ہوا ہوں سر" —— مارجر نے جواب دیا۔

"جی۔پی فائیو میں جو بھرتی ہوتا ہے وہ سی کلاس میں ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد بی — اور پھر اے میں آتا ہے۔ لیکن یہ تینوں کلاسیس عام ممبروں کی ہی ہیں۔ اس کے بعد آفیسر لائن شروع ہوتی ہے" —— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"تمہاری تعلیم کتنی ہے مارجر" —— ؟ جم مارکر نے پوچھا۔

"سر — میں نے کرمنالوجی میں گریجوایشن کی ہے اور میں نے گولڈ میڈل حاصل کیا ہے سر" —— مارجر نے جواب دیا۔

"اسی لئے تو اتنی جلدی اے کلاس میں آگیا ہے۔ لیکن بہر حال یہ ابھی عام ممبر ہے — آفیسر بننے کے لئے اسے ابھی بڑا عرصہ چاہیئے" —— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"او۔کے — مارجر ادھر آؤ اور میرے ساتھ بیٹھو — میں نے تمہیں اسرائیل سیکرٹ سروس کا ممبر منتخب کر لیا ہے — تمہارے آرڈرز ہو جائیں گے" —— جم مارکر نے کہا۔

"سیکرٹ سروس کا ممبر" —— مارجر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں جبکہ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کئے ہوئے ہے۔

"ہاں! — مجھے ذہین آدمیوں کی ضرورت ہے اور تم میں ذہانت موجود ہے — باقی تمہاری ٹریننگ میں خود کراؤں گا — آؤ ادھر بیٹھو" —— جم مارکر نے کہا اور مارجر نے اجازت طلب نظروں سے کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھا۔

"ٹھیک ہے — چیف صاحب بااختیار ہیں۔ وہ چاہیں تو کسی جمعدار کو بھی سیکرٹ سروس کا ممبر بنا سکتے ہیں" —— کرنل ڈیوڈ سے نہ رہا جاسکا اور وہ پھٹ پڑا۔

"کرنل ڈیوڈ! — آپ سینئر آدمی ہیں اس لئے میں آپ کا احترام کرتا ہوں۔ اور یہ بھی سن لیں کہ صدر صاحب نے میری سفارش پر آپ کو بحال کیا ہے لیکن میں اس قسم کے فقرے برداشت نہیں کر سکتا — آپ آئندہ محتاط رہیں" —— جم مارکر نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"آئی۔ایم سوری" —— کرنل ڈیوڈ نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔ شاید جم مارکر کا یہ فقرہ کہ اس کی سفارش پر اسے بحال کیا گیا ہے اس کے لئے کافی ہو گیا تھا۔

"مارجر! — ادھر بیٹھو اور مجھے اس مکان کا نقشہ بنا کر دکھاؤ۔ مکمل اور تفصیلی نقشہ" —— جم مارکر نے میز پر رکھے ہوئے ایک پیڈ کو مارجر کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"کس مکان کا سر — اس بوڑھے کے مکان کا۔ جس کے کمرے میں باسی روٹیوں کا ڈھیر تھا" —— مارجر نے مؤدبانہ انداز میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — میں تمہاری ذہانت سے بے حد متاثر ہوا ہوں — تم نے واقعی ان باسی روٹیوں کو دیکھ کر انتہائی گہرا اندازہ کیا ہے کہ یہ طویل مدت تک کسی تہہ خانے میں پڑی رہی ہیں" —— جم مارکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس بوڑھے نے آخر یہ روٹیاں کیوں اکٹھی کر رکھی تھیں؟ چاہے

تہہ خانے میں ہی سہی" ——— کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"جناب! ——— میں نے یہی سوال اس بوڑھے سے کیا تھا اس نے بتایا کہ وہ کافی عرصہ بیمار رہا ہے اس لئے یہ ڈھیر اکٹھا ہو گیا ہے" ——— مارجر نے جواب دیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ——— کیوں یہ ڈھیر اکٹھا ہوا ہے" ——— جم مارکر نے مارجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ——— میرا خیال اور ہے ——— یہ بوڑھا اگر ایک صدی تک بھی کھاتا رہے تو بچی ہوئی روٹیوں کا اتنا بڑا ڈھیر اکٹھا نہیں ہو سکتا ——— اور پھر یہ ڈھیر کیوں اکٹھا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں جہاں تک میرا دماغ کام کرتا ہے وہ یہی ہے کہ اس علاقے میں صفائی کے لئے دو دن مقرر ہیں اور انہی دو دنوں کے درمیان ہی گھر کا کوڑا کرکٹ باہر پھینکا جا سکتا ہے ——— اگر ان دو دنوں کے علاوہ پھینکا جائے تو اس آدمی کو گرفتار کر لیا جاتا ہے ——— اور پھر یہ بوڑھا اکیلا رہتا ہے۔ یہ ان دو دنوں میں اگر بہت سی روٹیاں باہر پھینکتا ہے تو پھر اس کی حیثیت مشکوک ہو سکتی ہے کہ یہاں کون لوگ رہتے ہیں جو یہ روٹیاں کھاتے رہتے ہیں؟ اس شک سے بچنے کے لئے یہ ... پھینکنے کی بجائے کسی تہہ خانے میں رکھی جاتی رہی ہیں ——— ہو سکتا ہے کہ اس بوڑھے کا آئیڈیا ہو کہ جب وہ مکان فروخت کرے گا تو پھر نیا آنے والا خود ہی صفائی کرتا رہے گا ——— اور اب شاید کچھ لوگ اچانک آ گئے تو مجبوراً اسے یہ ڈھیر تہہ خانے سے باہر نکالنا پڑا" ——— مارجر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بہت خوب! ——— تم واقعی سیکرٹ سروس میں شمولیت کے حقدار ہو۔

میں نے بھی یہی سوچا تھا ——— ہو سکتا ہے کہ یہ بوڑھا فطری طور پر کاہل اور سست رہا ہو۔ اس لئے وہ بچی کھچی غذا باہر پھینکنے کی بجائے وہیں تہہ خانے میں ہی ڈالتا رہا ہو۔ لیکن اس سے کم از کم یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اس مکان میں اکثر و بیشتر کافی تعداد میں لوگ آ کر ٹھہرتے رہتے ہیں ——— اور روٹیوں کی جو حالت تم نے بتائی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس بار عام کمروں میں آنے والوں کو رکھنے کی بجائے انہیں کسی تہہ خانے میں رکھا گیا ہے اس لئے وہاں سے یہ ڈھیر نکالا گیا ہے ——— بہرحال تم نقشہ بناؤ۔ مجھے یقین ہے کہ میں یہ تہہ خانہ تلاش کر لونگا اور یقیناً عمران اور اس کے ساتھی ہمیں اس تہہ خانے میں ہی مل جائیں گے" ——— جم مارکر نے کہا اور مارجر نے سر ہلاتے ہوئے کاغذ پر نقشہ بنانا شروع کر دیا۔

مارجر نے واقعی انتہائی تفصیلی نقشہ بنایا تھا۔ بڑا جامع پر مکمل نقشہ۔ جیسے وہ جی۔ پی فائیو میں ہونے کی بجائے پیشہ ورانہ طور پر نقشہ نویسی کا ہی کام کرتا ہو۔

"بہت خوب! ——— اچھا نقشہ بنایا ہے ——— یہ دو دیواریں دیکھ رہے ہو۔ ان کا اور اس دیوار کا فاصلہ فن تعمیر کے لحاظ سے غیر مناسب ہے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب یہ دیوار کسی چیز کو چھپانے کے لئے بنائی جائے ——— اس لئے تہہ خانے کا راستہ لازماً اسی دیوار میں کہیں پوشیدہ ہے" ——— جم مارکر نے دیوار والے نشان پر انگلی رکھتے ہوئے کہا اور مارجر اور کرنل ڈیوڈ دونوں حیران رہ گئے۔

"مجھے اس دیوار پر خود شبہ ہوا تھا ——— اور میں نے کوشش بھی کی تھی لیکن ———" مارجر نے کہنا شروع کیا۔

"کرنل ڈیوڈ ! ـــــ یہ عمران اور اس کے ساتھی لازماً اسی مکان کے تہہ خانے میں ہیں اور سیلن زدہ روٹیاں بتا رہی ہیں کہ اس تہہ خانے کا اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے ورنہ وہاں تازہ ہوا کا لازماً گذر ہوتا ـــــ اس لئے تم اپنی فورس کو مکمل طور پر اس مکان کو گھیرے میں اس طرح لینے کا حکم دے دو کہ اس بوڑھے کو شک نہ پڑے ـــــ اور پھر ہم خود جا کر اس تہہ خانے کو ڈھونڈ لیں گے ـــــ ہمیں بیہوش کر دینے والے بم بھی چاہئیں وہ مل جائیں گے" ـــــ جم مارکر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ! ـــــ ایک گن ہے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"یہاں تو بڑی سخت بو ہے عمران صاحب" ـــــ خاور نے ناک سکوڑتے ہوئے کہا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے ہی یہاں پہنچے تھے۔

"یہاں بھی اچانک چیکنگ شروع ہو گئی ہے۔ اس لئے ذرا اس کا زور ٹوٹ جائے پھر ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا ـــــ واقعی یہاں تو سانس لینا ہی دوبھر ہو رہا ہے" ـــــ عمران نے بھی سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

وہ ایک خاصے بڑے تہہ خانے میں موجود تھے۔ فرش پر ایک پرانی سی دری بچھی ہوئی تھی اور وہ اسی دری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس تہہ خانے میں موجود بو نے واقعی ان کی ناک میں دم کر رکھا تھا۔

"لیکن جب ہم یہاں پہنچے تھے اس وقت تو یہاں چیکنگ نہ تھی" ـــــ جوان نے کہا۔

"یہ جی۔ پی فائیو والے چیکنگ کر رہے ہیں۔ جلد ہی ان کا زور ٹوٹ جائے گا" ـــــ عمران نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا اندر داخل ہوا۔

یہی بوڑھا اس بُودار اڈے کا انچارج تھا۔

"جناب!۔۔۔ مکان کے گرد جی۔ پی فائیو کے آدمیوں کی تعداد یکلخت بڑھ گئی ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے وہ لوگ اس مکان کو مشکوک سمجھ رہے ہیں"۔۔۔ بوڑھے نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ لازماً ایسا ہی ہوگا۔۔۔ یہاں سے نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ ہے"۔۔۔ عمران نے جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"راستہ تو نہیں ہے جناب!۔۔۔ البتہ اس تہہ خانے کے نیچے ایک خشک کنواں موجود ہے۔ آپ کو میں اس کا راستہ بتا دیتا ہوں بفرض محال اگر وہ لوگ اس تہہ خانے تک پہنچ بھی جائیں تو اس کنوئیں تک کسی صورت بھی نہیں پہنچ سکتے"۔۔۔ بوڑھے نے جواب دیا۔

"اور اس کنوئیں میں لاشیں پڑی ہونگی"۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لاشیں!۔۔۔ اوہ ہاں! شاید ہوں۔ ویسے دو ماہ پہلے ایک لاش ڈالی تھی اس میں۔۔۔ اب تک تو وہ گل سڑ چکی ہوگی"۔۔۔ بوڑھے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے سارے ساتھی اس بوڑھے کی بات سن کر بری طرح چونک پڑے۔ اب انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ یہ خوفناک اور مکروہ بُو آخر کیوں اس کمرے میں محسوس ہو رہی تھی۔

"کس کی لاش تھی"۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"ایک آدمی نے غداری کی تھی اس لئے اُسے میرے پاس بھیج دیا گیا۔ میری ڈیوٹی ہی ایسے آدمیوں سے نمٹنے کی ہے۔۔۔ اور شاید آپ بُو کی وجہ سے پریشان ہیں۔۔۔ دراصل یہ تہہ خانہ استعمال تو نہیں ہوتا۔

یہاں تو قیدیوں کو رکھا جاتا ہے اور پھر جسے ہیڈ کوارٹر سزا دے دیتا ہے۔ اُسے گولی مار کر اس کی لاش کنوئیں میں پھینک دی جاتی ہے۔۔۔ اس کنوئیں میں لاش پھینک دیئے جانے کے بعد وہ گل سڑ کر ختم ہو جاتی ہے اس طرح اس ایجنٹ کا پھر کوئی پتہ نہیں چلتا۔۔۔ یہ تو آپ کی اچانک آمد کی وجہ سے مجھے یہاں موجود سوکھی روٹیاں اور دوسرا کوڑا کرکٹ ہنگامی طور پر باہر نکالنا پڑ گیا تھا۔۔۔ ویسے یہاں چونے کی بوریاں موجود ہیں۔ لاش ڈال کر میں ایک بوری چونا پھینک دیا کرتا ہوں لیکن اس بار شاید میں بھول گیا تھا۔ ویسے مجھے تو پرواہ نہیں رہتی۔ کیونکہ میری قوت شامہ ہی ایک ایکسیڈنٹ کے نتیجے میں ضائع ہو چکی ہے۔۔۔ آپ اگر کنوئیں میں جانا چاہیں تو میں ایک دو بوریاں چونے کی ڈال دیتا ہوں"۔۔۔ بوڑھے نے کہا۔

"تمہارے پاس اسلحہ وغیرہ تو ہوگا"۔۔۔؟ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اسلحہ۔۔۔ نہیں۔ میرے پاس صرف ایک ریوالور ہے اور بس۔۔۔ اس ریوالور کا میرے پاس باقاعدہ لائسنس ہے"۔۔۔ بوڑھے نے جواب دیا۔

"ہونہہ!۔۔۔ باہر چلو"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"باہر کیوں"۔۔۔؟ بوڑھے نے چونک کر پوچھا۔

"ہم اس کنوئیں میں نہیں چھپ سکتے۔۔۔ اب ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہوگا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن باہر تو بڑی سخت چیکنگ ہے"۔۔۔ بوڑھے نے پریشان

ہوتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ـــ تم باہر چلو" ـــ عمران نے کہا اور پھر وہ بوڑھے کے ساتھ چلتا ہوا اس خوفناک تہہ خانے سے نکل کر بیرونی حصے میں پہنچ گیا۔ عمران نے باہر نکل کر اِدھر اُدھر کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ یہ مکان اونچے اونچے مکانوں کے بالکل درمیان میں واقع تھا لیکن باقی مکانوں کی نسبت یہ کافی چھوٹا تھا اس لئے اردگرد کے مکان اس کی چھت سے بہت بلند تھے۔

ابھی عمران جائزہ لینے میں مصروف تھا کہ یکلخت اُسے اپنے عقب میں سائیں کی آواز سنائی دی اور وہ تیزی سے مڑا ہی تھا کہ یکلخت کوئی چیز ٹھیک اس کے قدموں میں گر کر ایک دھماکے سے پھٹی، عمران بے اختیار اچھلا ہی تھا کہ یکلخت اس کے ذہن پر جیسے اندھیرے نے شب خون مار دیا ہو۔ دوسرے لمحے وہ چکرا کر نیچے گرا۔ نیچے گرتے وقت اس کے ذہن میں آخری احساس ایسے ہی کئی دوسرے دھماکوں کا تھا۔

پھر نجانے کتنی دیر بعد اس کے اندھیرے میں ڈوبے ہوئے ذہن میں جگنو سا چمکا اور روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں خودبخود ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں کرنل ڈیوڈ کی آواز پڑی۔

"جم مارکر صاحب! ـــ میں کہتا ہوں کہ اسے ہوش میں آنے سے پہلے ہی گولیوں سے اُڑا دیں ـــ یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے" ـــ کرنل ڈیوڈ کی آواز میں شدید بے چینی تھی۔

"گھبرائیں نہیں کرنل! ـــ میں نے اسے اس طرح باندھا ہے کہ اس بار اس کی رُوح بھی نہ نکل سکے گی ـــ وہ ایکس زیڈ فارمولا ہم نے ہر قیمت پر واپس حاصل کرنا ہے۔ جو اس کے پاس موجود نہیں ہے" ـــ ایک اور آواز سنائی دی اور عمران کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک ستون سے بندھا ہوا ہے اس کے دونوں ہاتھ عقب میں لے جا کر ستون کی بجائے کسی اور چیز سے باندھے گئے تھے اور کلائیوں کے گرد رسی کی بجائے لوہے کی کسی زنجیر کا احساس ہو رہا تھا۔ اس کی دونوں پنڈلیاں بھی اسی طرح ایک زنجیر کے ساتھ ستون کے ساتھ فکس کی گئی تھیں لیکن زنجیر کے دونوں سرے ستون سے نیچے شاید فرش میں موجود کسی کنڈے میں جکڑے ہوئے تھے۔ اس طرح واقعی اس جم مارکر نے ایسا چکر چلایا تھا کہ وہ حرکت بھی نہ کر سکتا تھا اور نہ ستون کے گرد گھوم سکتا تھا۔

عمران نے گردن گھما کر دیکھا تو اس کے باقی ساتھی ایک طرف عام سی کرسیوں کے ساتھ رسیوں سے بندھے ہوئے موجود تھے وہ سب بھی ہوش میں تھے۔ ایک آدمی البتہ سب سے آخر میں چوہان پر جھکا اس کے بازو پر انجکشن لگا رہا تھا۔ جم مارکر اور کرنل ڈیوڈ کی آوازیں اُسے کمرے کے کھلے دروازے کی دوسری طرف سے آ رہی تھیں وہ یقیناً دوسرے کمرے میں موجود تھے لیکن چونکہ دروازہ کھلا ہوا تھا اس لئے ان کی آوازیں عمران تک پہنچ رہی تھیں۔

چوہان پر جھکا ہوا آدمی سیدھا ہوا اور اس نے ایک نظر عمران اور اس کے ساتھیوں پر ڈالی اور پھر سر ہلاتا ہوا تیز تیز قدم اٹھاتا اس کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔

"اوہ اچھا ہوش آ گیا انہیں" ـــ کھلے دروازے سے جم مارکر کی آواز سنائی دی اور پھر دروازے میں سے ایک لمبے قد اور بھاری جسم والا آدمی نمودار ہوا۔ اس کے ساتھ کرنل ڈیوڈ تھا اور پیچھے ایک نوجوان تھا جس کے

ہاتھ میں مشین گن تھی۔ کرنل ڈیوڈ کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اس کے چہرے سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ بے بسی سی محسوس کر رہا ہو اور عمران چونکہ اس کا فقرہ سن چکا تھا اس لئے وہ اس کی کیفیت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔

"مبارک ہو کرنل ڈیوڈ! ___ تمہارے معطل ہونے کے بعد تو جی۔ پی فائیو ایسے لگتی تھی جیسے ریٹائر ہو کر جی۔ پی فنڈ نکلوانے میں مصروف ہو گئی ہو" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں معطل ہو گیا تھا ___؟" کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"وہ کیا کہتے ہیں دل کو دل سے راہ ہوتی ہے ___ آخر ہماری تمہاری کافی پرانی یاد اللہ ہے ___ یہ جم مارکر صاحب تو ابھی یہاں نووارد ہیں" ___ عمران نے اسی لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ تم میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکو گے ___ اب دیکھو! میں نے تمہیں کیسے دُم سے پکڑ کر بل سے باہر کھینچ لیا ہے" ___ جم مارکر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"اچھا ___ واہ! ___ ابھی تک ہل رہی ہو گی" ___ عمران نے چونک کر کہا۔

"کیا ہل رہی ہو گی ___؟" جم مارکر نے چونک کر پوچھا۔

"وہی جسے ہلانے کی خوشی میں صدر مملکت نے تمہیں یہ عہدہ دے دیا ہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کے لبوں پر یکلخت مسکراہٹ سی رینگ گئی۔ عمران نے بڑے خوبصورت انداز میں

جم مارکر کو کتا کہہ دیا تھا جس کا دُم ہلانا وفاداری میں شمار کیا جاتا ہے۔

"ہونہہ! ___ تو تم اپنی طرف سے میرا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔ ابھی تمہاری یہ چار انچ کی زبان بے حس و حرکت ہو جائے گی" ___ جم مارکر نے اس بار غراتے ہوئے کہا۔

"واقعی اسے بہادری کہتے ہیں کہ جب کھمبا نظر آیا تو دُم ہلانا شروع کر دی اور کوئی بندھا ہوا مل گیا تو اس پر غرانا شروع کر دیا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جم مارکر کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑنے لگا۔ وہ شاید کرنل ڈیوڈ کی موجودگی کی وجہ سے اور زیادہ غصہ کھا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے کرنل ڈیوڈ! ___ اس کی زبان بند ہی ہونی چاہیئے" ___ جم مارکر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور وہ مشین گن بردار کی طرف اس طرح مڑا جیسے اس سے مشین گن لینا چاہتا ہو۔

"ایک منٹ ___ اس کی زبان کی فکر نہ کریں۔ یہ تو مرنے کے بعد بھی ایسے ہی چلتی رہے گی ___ وہ فارمولا واقعی اہم ہے اور اگر یہ مر گیا تو پھر اس فارمولے کی تلاش ناممکن ہو جائے گی" ___ کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے جم مارکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ اس کے ساتھی بتا دیں گے" ___ جم مارکر نے مشین گن پکڑتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ابھی تک شدید غصے کی جھلک موجود تھی۔

"نہیں جم مارکر صاحب! ___ یہ آدمی اپنے سائے پر بھی اعتبار کرنے والا نہیں ہے ___ ساتھیوں کو یہ کہاں بتانے لگا ہے" ___ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور جم مارکر ہونٹ بھینچ کر دوبارہ عمران کو دیکھنے لگا۔

"کرنل ڈیوڈ! ___ ویسے معطلی سے تمہاری عقل کے کچھ اور سیل جاگ اٹھے

ہیں ۔ اگر تم دو چار بار اور معطل ہو گئے تو لازماً کسی یونیورسٹی کے پروفیسر بن جاؤ گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ! ـــ اب اگر تم نے بکواس کی تو میں خود تمہارے سینے میں پورا برسٹ اتار دونگا" ——— کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا سینہ تو مدفن ہے کرنل ڈیوڈ صاحب ! ——— تمہاری لاش بھی اس میں محفوظ پڑی رہے گی ——— فکر مت کرو ۔ ویسے اگر تم سوچ رہے ہو کہ تم مجھ پر تشدد کر کے ایکس زیڈ فارمولا حاصل کر لو گے تو پھر تمہیں مایوسی ہو گی۔ اس لئے بغیر تشدد کے بتا دیتا ہوں کہ وہ فارمولا اب تک پاکیشیا پہنچ بھی چکا ہو گا ——— اب میں اتنا احمق بھی نہیں ہوں کہ فارمولا جیب میں ڈالے یہاں گھومتا پھرتا" ——— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"بکواس کر رہے ہو ——— میں نے ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ فارمولا تو ایک طرف ـــ سوئی بھی چیک ہوئے بغیر ملک سے باہر نہیں جا سکتی" ——— جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"سوئی یہاں سے نہ نکل سکتی ہو گی ——— ہمارے ہاں تو سوئی گیس بھی ملتی ہے۔ وہ یقیناً نکل جائے گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا، جم مارکر کا بازو گھوما اور مشین گن کا بٹ تیزی سے عمران کے جبڑے کی طرف بڑھا لیکن عمران نے یکلخت اپنے جسم کو نیچے کی طرف سکیڑ دیا اور بٹ ایک خوفناک دھماکے سے ستون سے ٹکرایا۔ یہ جھٹکا اس قدر زور دار تھا کہ مشین گن کی نال جم مارکر کے ہاتھوں سے پھسل گئی اور مشین گن ستون سے ٹکرا کر اچھلی اور چند قدم دور ایک چھناکے سے فرش پر جا گری۔ جم مارکر خالی ہاتھ جھٹک رہا تھا۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے ساتھ ساتھ

ساتھ حیرت کے آثار بھی نمایاں ہو گئے تھے۔

"اوہ ـــ اب مجھے اپنے اندازے پر واقعی شرمندگی ہو رہی ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم بہادر آدمی ہو گے ——— لیکن تم نے بندھے ہوئے آدمی پر ہاتھ اٹھا کر میرے اندازے کو غلط ثابت کر دیا ہے" ——— عمران نے ایک بار پھر سیدھے ہوتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"مارجر ـــ" جم مارکر نے یکلخت چیخ کر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ——— اس نوجوان نے چونک کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شاکنگ تار لے آؤ ——— میں دیکھتا ہوں کہ اس میں کتنا دم خم ہے" ——— جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا اور مارجر سر ہلاتا ہوا مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

عمران کے ہونٹ بھینچ گئے۔ کیونکہ شاکنگ تار کو وہ بھی جانتا تھا کہ یہ ایذا رسانی کا انتہائی جدید آلہ ہے اسے کلائی پر باندھ کر جب جھٹکا دیا جاتا تو ضرب براہ راست دل پر پڑتی تھی اور یہ اس قدر خوفناک جھٹکا ہوتا تھا کہ آدمی کا پورا وجود ہی جل کر رہ جاتا تھا اور اگر زور دار جھٹکا پڑ جائے تو پھر دل کا فیل ہونا ایک لازمی امر تھا۔

"سنو ! ـــ خوامخواہ وقت ضائع مت کرو ـــ میں درست کہہ رہا ہوں کہ فارمولا پاکیشیا پہنچ چکا ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اب اس کے لہجے میں گہری سنجیدگی تھی۔

"جب شاکنگ تار کا جھٹکا پڑے گا تو تمہیں خود بخود یاد آ جائے گا کہ فارمولا کہاں ہے" ——— جم مارکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران ہونٹ بھینچ کر

خاموش ہوگیا۔ وہ واقعی زنجیروں کی وجہ سے اس طرح بے بس ہو چکا تھا کہ اس کے لئے اپنے آپ کو اس گرفت سے آزاد کرانا تقریباً ناممکن تھا لیکن اب اس کا ذہن پوری رفتار سے اس پوزیشن کو بدلنے کی ترکیب سوچ رہا تھا۔ وہ خوامخواہ شاکنگ تار کے خوفناک جھٹکے نہ سہنا چاہتا تھا۔

چند لمحوں بعد مارجر واپس اندر داخل ہوا۔ لیکن وہ خالی ہاتھ تھا۔

"میں نے اطلاع کرا دی ہے سر ——— جی۔ پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر سے ابھی شاکنگ تار پہنچ جائے گی" ——— مارجر نے اندر آکر مودبانہ لہجے میں کہا اور جم مارکر نے سر ہلا دیا۔

"اگر میں تمہیں فارمولا دے دوں تو پھر تمہارا ردعمل کیا ہوگا ———؟" عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"میں تمہاری لاش صدر مملکت اور وزیر اعظم کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ اس کے بعد جو حکم وہ کریں" ——— جم مارکر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر جم مارکر! ——— تم خوامخواہ دیوار سے ٹکرا رہے ہو ——— تمہیں فارمولا چاہئے ناں ——— مجھ سے بات کرو" ——— اچانک کرسی پر بیٹھے ہوئے صدیقی کی آواز سنائی دی اور جم مارکر، کرنل ڈیوڈ ——— اور مارجر چونک کر صدیقی کی طرف مڑ گئے۔

"تم سے بات کروں ——— کیا مطلب" ———؟ جم مارکر نے غور سے صدیقی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں فارمولا چاہئے ——— مل جائے گا ——— ورنہ یہ عمران مر تو سکتا ہے فارمولا نہیں دے سکتا یہ ایسا ہی پاگل آدمی ہے ——— لیکن میں اس کی طرح پاگل نہیں ہوں کہ خوامخواہ ایک ایسے فارمولے کے لئے جس کا کوئی تعلق

ہمارے ملک سے نہیں ہے، اپنی جان ضائع کر دوں" ——— صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ فارمولا کہاں ہے" ——— جم مارکر نے چونک کر کہا۔

"ہاں! صرف مجھے معلوم ہے ——— میں نے بھی بس اتفاق سے عمران کو اسے چھپاتے دیکھ لیا تھا۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ اگر تم زبردستی کرو گے تو پھر فارمولا زندگی بھر کبھی حاصل نہ کر سکو گے ——— کرنل ڈیوڈ ہمارے متعلق تم سے زیادہ جانتا ہے۔ لیکن اب میں اس خوامخواہ کے خونی کھیل سے اکتا گیا ہوں ——— زندگی ایسی چیز نہیں ہے کہ اسے غیر متعلق چیزوں کے لئے ضائع کر دیا جائے ——— اس لئے اگر تم مجھے سیاسی پناہ دینے کا وعدہ کرو اور میری جان کی حفاظت کا یقین دلاؤ تو اس کے بدلے میں فارمولا میں تمہیں دے سکتا ہوں" ——— صدیقی کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"صدیقی! ——— بہت ہو چکی بکواس ——— اب خاموش ہو جاؤ" ——— ساتھ بیٹھے ہوئے چوہان نے غراتے ہوئے کہا۔

"سوری چوہان! ——— میں واقعی اس خوامخواہ کے کھیل سے اکتا گیا ہوں" صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— مجھے تمہاری دونوں شرطیں منظور ہیں ——— بولو! کہاں ہے فارمولا" ——— جم مارکر نے جلدی سے کہا۔ اس کے چہرے پر بے ہوش کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"یہ سب اس شیطان کے ساتھی ہیں جم مارکر! ——— ان میں سے کسی پر اعتبار کرنا سانپ پر اعتبار کرنے کے برابر ہے" ——— کرنل ڈیوڈ نے کہا۔ وہ کافی دیر بعد بولا تھا۔

"آپ خاموش رہیں ـــــ مجھے بات کرنے دیں" ـــــ جم مارکر نے اس بار ناخوشگوار لہجے میں کہا اور ایک بار پھر صدیقی کی طرف مڑ گیا۔

"اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اسی طرح بندھا بیٹھا رہوں گا اور تمہیں فارمولا بھی بتا دوں گا ـــــ تو میرے خیال میں تم سے بڑا دنیا بھر میں احمق اور کوئی نہ ہوگا ـــــ سنو! ـــــ میں یہ سب کچھ کسی خوف کی بنا پر نہیں کر رہا ـــــ بس میرا دل اس کیس سے اچاٹ ہو گیا ہے" ـــــ صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو ـــــ اب میں تمہیں صدر مملکت سے تو ملانے سے رہا" جم مارکر نے اس بار جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری پوسٹ کو سمجھتا ہوں۔ اس لئے مجھے صدر مملکت سے ملنے کی ضرورت نہیں ہے ـــــ لیکن مجھے معلوم تو ہونا چاہیئے کہ واقعی مجھ پر اعتماد کر لیا گیا ہے۔ یہ تمہارا علاقہ ہے۔ ظاہر ہے یہاں اور بھی تمہارے آدمی موجود ہوں گے۔ پھر تم تین افراد یہاں موجود ہو ـــــ میں تنہا آدمی تمہارا کیا بگاڑ سکتا ہوں۔ اس لئے اگر تم مجھے آزاد کر دو اور پھر اطمینان سے مجھ سے بات کرو تو میں سمجھوں گا کہ تم نے واقعی میری شرائط قبول کر لی ہیں" ـــــ صدیقی نے جواب دیا۔

"مارجر! ـــــ اسے کھول دو" ـــــ جم مارکر نے پھر اسی نوجوان سے کہا اور مارجر سر ہلاتا ہوا صدیقی کی کرسی کی عقبی طرف پہنچ گیا اور اس نے کرسی کے پیچھے موجود گانٹھ کھولنا شروع کر دی۔

"تم رسک لے رہے ہو جم مارکر ـــــ میں اور مسلح افراد کو بلا لیتا ہوں"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یہ اکیلا ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے" ـــــ جم مارکر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے

اسے کرنل ڈیوڈ کی بزدلی پر شدید حیرت ہو رہی ہو۔

چند لمحوں بعد ہی صدیقی آزاد ہو چکا تھا۔ اس نے کرسی سے اٹھ کر پہلے اپنے جسم کو اکڑایا۔ مارجر نے صدیقی کو کھول کر ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھالی تھی اور اب اس کی مشین گن کا رخ صدیقی کی طرف ہی تھا۔ جم مارکر نے اس کی طرف دیکھ کر اس طرح سر ہلایا تھا جیسے اسے مارجر کا یہ ذہانت آمیز اقدام پسند آیا ہو۔

"ہاں! ـــــ اب میں بتاتا ہوں کہ وہ فارمولا کہاں ہے اور وہ یقیناً وہیں ملے گا ـــــ تم نے وہ کھنڈر تو دیکھا ہے جہاں ہم مٹی میں دفن ہو گئے تھے۔ وہاں ایک خفیہ کمرہ ابھی تک سلامت ہے ـــــ وہ فارمولا اسی کمرے میں موجود ہے" ـــــ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ وہ پورا کھنڈر بری طرح تباہ ہو چکا ہے ـــــ تم جھوٹ بول رہے ہو" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ چلو ـــــ میں ابھی دکھا دیتا ہوں" ـــــ صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے! ـــــ مارجر یہاں رک کر ان کا خیال رکھے گا ـــــ ہم اسے ساتھ لے کر وہاں سے ہو آتے ہیں" ـــــ جم مارکر نے فوراً ہی فیصلہ کن لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ نے سر ہلا دیا۔ مارجر جو ابھی تک ستون اور کرسیوں کے پیچھے موجود تھا جم مارکر کی آواز سنتے ہی تیزی سے آگے آیا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ـــــ یہ تو بندھے ہوئے ہیں۔ اگر آزاد بھی ہوتے تو مارجر انہیں زندہ نہ نکلنے دیتا" ـــــ مارجر نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر گھوم کر اس نے اپنا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی

کی طرف کر دیا۔

"آؤ" ___ جم مارکر نے صدیقی سے کہا اور صدیقی سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کرنل ڈیوڈ اور جم مارکر اس کے عقب میں چل رہے تھے لیکن دروازے کے قریب پہنچتے ہی صدیقی بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور اس نے انتہائی پھرتی سے ان دونوں کے سینوں پر ہاتھوں کی ضرب لگانی چاہی کیونکہ فلائنگ کک کی گنجائش نہ تھی۔ لیکن اس کے پلٹتے ہی جم مارکر یکلخت اچھل کر ایک طرف ہٹا اس لئے وہ تو صدیقی کے حملے سے بچ نکلا البتہ صدیقی کا ایک ہاتھ کرنل ڈیوڈ کے سینے پر پڑا اور کرنل ڈیوڈ چیختا ہوا لڑکھڑا کر پیچھے ہٹتا گیا۔ اسی لمحے جم مارکر کی لات پوری تیزی سے گھومی لیکن صدیقی مارکر رکا نہ تھا بلکہ اسی طرح دوڑتا ہوا سیدھا مارجر کی طرف بڑھا جو کرنل ڈیوڈ کے چیخنے کی آواز سن کر تیزی سے مڑ رہا تھا کہ صدیقی نے یکلخت اس کے سینے پر ٹکر ماری اور ساتھ ہی اپنا ہاتھ مشین گن پر ڈال کر وہ اسی طرح آگے کی طرف دوڑتا گیا۔ اس طرح وہ مارجر کو نیچے گرا کر اس کے ہاتھ سے مشین گن چھیننے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن اس کی بدقسمتی کہ وہ اس طرح دوڑتے ہوئے اپنے آپ کو بروقت نہ روک سکا تھا اور سیدھا اپنی خالی کرسی سے ٹکرا کر کرسی سمیت الٹ کر دوسری طرف جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھائی اور پھر اس کی مشین گن نے شعلے اگل دیئے اس نے مارجر کو اپنی طرف اٹھتے ہوئے آتے دیکھ لیا تھا اس لئے اس نے گھومتے ہوئے ایکشن کے دوران ہی فائر کھول دیا تھا۔ اور مارجر کی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ وہ ایک دھماکے سے راستے میں ہی گرا تھا۔

"زنجیریں توڑ دو صدیقی! ___ جم مارکر اور کرنل ڈیوڈ نکل گئے ہیں" ___

عمران کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا اور عمران اچھل کر آگے کی طرف دوڑا۔ اس کے نہ صرف پیروں کے گرد بلکہ ہاتھوں کے گرد بندھی ہوئی زنجیریں بھی فائرنگ سے ٹوٹ چکی تھیں۔ وہ ستون کی قید سے آزاد ہوتے ہی دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا اور لوہے کے اس دروازے کو اس نے دھماکے سے بند کر دیا دروازہ بند کر کے وہ ایک طرف ہٹا ہی تھا کہ گولیوں کے دھماکے ہوئے اور گولیاں بارش کی طرح دروازے کے فولادی پٹوں سے ٹکرا گئیں اگر عمران مزید ایک لمحہ دروازہ بند نہ کرتا تو دوسری طرف سے چلائی جانے والی گولیاں سیدھی دروازے کے سامنے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے اس کے ساتھیوں کو چاٹ جاتیں لیکن فائرنگ کی وجہ سے وہ دروازے کو اندر سے بند نہ کر سکا تھا گولیوں کے دباؤ سے دروازے کے پٹ ذرا سے کھل گئے تھے لیکن گولیاں فولادی دروازے کو کراس نہ کر سکی تھیں اور صدیقی نے البتہ یہ عقلمندی کر لی تھی کہ بالکل دروازے کے سامنے بیٹھے ہوئے چوہان کی کرسی گھسیٹ کر وہ ایک طرف لے گیا تھا۔

عمران نے لات مار کر ایک بار پھر دروازہ بند کیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اس کی کنڈی لگا دی۔ گو اس طرح وہ واقعی پھنس گئے تھے لیکن عمران کم از کم اپنے ساتھیوں کی رہائی تک کا وقفہ چاہتا تھا۔ دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے واپس بھاگا اور اس نے خاور کی کرسی کھینچ کر ایک طرف کی اور پھر نعمانی کو بھی اسی طرح گھسیٹ لیا۔ اس دوران صدیقی، چوہان کی رسیاں کھولنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"گن مجھے دو اور جلدی کھولو ___ یہ اب لازماً بم ماریں گے" ___ عمران

نے چیخ کر کہا اور پھر دوڑ کر اس نے فرش پر رکھی ہوئی مشین گن اٹھا لی اور ایک بار پھر دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ دروازے کے قریب پہنچتے ہی وہ یکدم مُڑ کر سائیڈ پر ہو گیا اور اسی لمحے ایک خوفناک دھماکے سے دروازہ بُری طرح اکھڑ کر کمرے کے درمیان میں آ گرا۔ اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے مُڑا اور پھر اس کی مشین گن نے شعلے اگلے اور دوسرے کمرے میں سے دو افراد کی چیخیں اور پھر ان کے گرنے کے دھماکے سنائی دیئے۔ عمران چھلانگ لگا کر دروازے کے اس خلا میں سے گذر کر دوسری طرف گیا ہی تھا کہ یکلخت اس کمرے کے ایک روشندان سے اس پر گولیوں کی بوچھاڑ سی ہوئی۔ عمران نے لمبی چھلانگ لگا کر اس بوچھاڑ سے بچنے کی کوشش کی لیکن نیچے گرتے گرتے اُسے احساس ہوا کہ تین چار گرم سلاخیں بیک وقت اس کے جسم کے کئی حصوں میں گھُس گئی ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریک ہو گیا۔ وہ ہٹ ہو چکا تھا اور شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

ٹائیگر سالم کے ساتھ کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ سالم جو ابو قحافہ کا آدمی تھا ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ ٹائیگر اس وقت نئے میک اپ میں تھا لیکن یہ میک اپ ریڈی میڈ ٹائپ کا تھا۔ ٹائیگر کے کمرے میں پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ہی ابو قحافہ نے اُسے اطلاع بھجوائی تھی کہ کرنل ڈیوڈ کے ساتھ ایک لمبے قد اور بھاری جسم والا آدمی کار میں بیٹھا وکٹران کی طرف جا رہا ہے اور وہ اڈا جس میں عمران اور اس کے ساتھی چھُپے ہوتے ہیں، وکٹران میں ہی موجود ہے۔ ابو قحافہ اطلاع دے کر خود بھی ادھر ہی گیا تھا لیکن ٹائیگر اطلاع ملتے ہی سالم کو ساتھ لے کر ہوٹل شراکر سے نکل آیا تھا۔ کیونکہ حلیئے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل ڈیوڈ کے ساتھ جم مارکر ہے اور ان کا وکٹران کی طرف جانا اس کے نزدیک عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے شدید خطرے کا باعث تھا اور اسی خطرے کا احساس ہونے کے بعد ظاہر ہے اب وہ آرام تو کرنے سے رہا تھا اس لئے ریڈی میڈ ٹائپ میک اپ کر کے وہ سالم کو ساتھ لے کر چل پڑا تھا۔

"اب وکٹران قریب آگیا ہے" ـــــ سالم نے کار کی رفتار آہستہ کرتے ہوئے کہا۔ اس وقت وہ کھلی جگہ سے گذر رہے تھے اور کچھ دور گنجان آبادی نظر آ رہی تھی۔

"ادھر چیکنگ ہو گی ـــ کسی ایسی جگہ کار روک دو جہاں سے ہم پیدل چل کر اس اڈے تک پہنچ سکیں" ـــــ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سالم نے سر ہلاتے ہوئے کار ذرا آگے لے جا کر دائیں طرف میدان میں اتاری اور پھر اونچے نیچے میدان سے گذرتے ہوئے وہ ایک ویران سے احاطے کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ اس احاطے کا پھاٹک وغیرہ نہ تھا۔ سالم کار اندر لے گیا اور اس نے ایک سائیڈ پر کر کے دیوار کے ساتھ کار روک دی۔

"یہ یہاں محفوظ رہے گی ـــ آیئے" ـــــ سالم نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بھی اچھل کر کار سے نیچے اتر آیا۔ وہ دونوں احاطے سے باہر نکلے اور پھر آبادی میں داخل ہو کر مختلف گلیوں میں سے گذرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔

"یہاں تو کہیں بھی جی۔ پی فائیو کا کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا" ـــــ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ گلیاں محفوظ گلیاں ہیں ـــ وہ ادھر بڑی سڑک پر ہوں گے" ـــــ سالم نے جواب دیا اور پھر ایک گلی میں پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک گئے کیونکہ ایک مکان کے دروازے سے ابوقحافہ باہر نکل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا ہوا" ـــــ؟ ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"اڈا خالی پڑا ہے ـــ ہمارا آدمی مرا پڑا ہے ـــ تہہ خانہ بھی خالی ہے

اور عمران اور اس کے ساتھی غائب ہیں ـــــ اور عجیب بات یہ ہے کہ جی۔ پی فائیو کے آدمی بھی غائب ہو چکے ہیں ـــــ مکان میں عجیب سی بو پھیلی ہوئی ہے۔ میرا تو سر چکرانے لگا تھا" ـــــ ابوقحافہ نے کہا اور ٹائیگر اس کی آخری بات سن کر چونکا اور پھر دوڑتا ہوا اس مکان کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جس میں سے ابوقحافہ نکلا تھا۔ ابوقحافہ اور سالم بھی اس کے پیچھے بڑھے اور وہ بھی مکان میں داخل ہو گئے۔

"عمران صاحب کو ساتھیوں سمیت بیہوش کر کے اغوا کیا گیا ہے ـــــ اندر بیہوش کر دینے والی گیس کی ہلکی سی بو موجود ہے" ـــــ ٹائیگر نے ان کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ اسی لئے سب چیکنگ ختم ہو گئی ہے" ـــــ ابوقحافہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر مکان سے باہر آ گئے۔ اس بار ایک بڑی سی گلی گھومتے ہی وہ ایک درمیانی سی سڑک پر پہنچ گئے جہاں دو کاریں ایک سائیڈ پر موجود تھیں اور ان کاروں کے ساتھ چھ آدمی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ یہ ابوقحافہ کے ساتھی تھے چونکہ جی۔ پی فائیو کی چیکنگ ختم ہو گئی تھی اس لئے وہ براہ راست یہاں تک آ گئے تھے۔

"اب انہیں کہاں ڈھونڈا جائے" ـــــ ابوقحافہ نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا، کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے تیزی سے سر باہر نکالا۔

"باس! ـــ آپ کی کال" ـــــ نوجوان نے ابوقحافہ سے مخاطب ہو کر کہا اور کال کا سن کر ابوقحافہ تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔ ڈرائیور نے لچھے دار تار سے منسلک ایک چھوٹا سا رسیور ابوقحافہ کی طرف بڑھا دیا۔

"یس ابوقحافہ اٹنڈنگ" ـــــ ابوقحافہ نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر ـــ میں بشیر بول رہا ہوں ـــ میں نے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ آنے والے لمبے اور بھاری جسامت کے آدمی کو ایک کار میں بیٹھے ایک عمارت سے نکل کر پرانے تباہ شدہ اڈے کی طرف جاتے دیکھا ہے" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"اوہ! ـــ وہی جم مارکر ہے ـــ کس عمارت سے نکلا ہے وہ" ـــ؟ ابوقحافہ نے چونک کر پوچھا۔

"جناب! ـــ یہاں وکٹران کی چوتھی گلی کے سرے پر ایک چھوٹی سی خاکی رنگ کی پرانی عمارت ہے ـــ میں یہاں سے گذر رہا تھا اور جناب! ـــ میرا خیال ہے کہ میں نے اس عمارت کے اندر سے دھماکے اور فائرنگ کی آوازیں بھی سنی ہیں۔ لیکن میں کنفرم نہیں ہوں۔ کیونکہ میں اس وقت سڑک کے دوسرے کنارے پر تھا" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ـــ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ پرانے اڈے کی طرف جاؤ ـــ میں خود اس عمارت کو چیک کرتا ہوں" ـــــ ابوقحافہ نے تیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور واپس ڈرائیور کو دے کر اس نے کار کی عقبی سیٹ کا دروازہ کھولا اور ٹائیگر سے مخاطب ہوا۔

"جلدی آؤ ٹائیگر! ـــ میرا خیال ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس عمارت میں لے جایا گیا ہے" ـــ ابوقحافہ نے کہا اور تیزی سے عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا جب کہ ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور دوسری طرف کار کا دروازہ کھول کر ابوقحافہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"جلدی کرو ـــ چوتھی گلی کے سرے پر خاکی عمارت ـــ جلدی" ـــــ

ابوقحافہ نے چیختے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار موڑی اور پھر تیزی سے اسے آگے دوڑانے لگا۔ دوسری کار بھی اس کے پیچھے چل پڑی۔ باقی افراد اسی کے اندر بیٹھ گئے تھے۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی کہ یکلخت دور سے خوفناک فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور ٹائیگر کے ہونٹ بھینچ گئے۔ ایک موڑ گھومتے ہی کار ایک بڑی سڑک پر پہنچی اور پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ فائرنگ کی آوازیں اب بند ہو چکی تھیں۔ دور سے خاکی رنگ کی عمارت نظر آنے لگ گئی تھی۔ اسی لمحے اس عمارت کے پھاٹک سے مشین گن اٹھائے ایک آدمی باہر نکلا اور ٹائیگر نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا وہ چوہان تھا۔

"چوہان" ـــ ٹائیگر نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہی چیخ کر کہا اور دیکھنے والا جو شاید کار آتی دیکھ کر تیزی سے واپس مڑ رہا تھا رک گیا۔ اسی لمحے ابوقحافہ کے اشارے پر ڈرائیور نے کار پھاٹک کے قریب روک دی اور ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

"میں ٹائیگر ہوں" ـــ ٹائیگر نے نیچے اترتے ہی چیخ کر چوہان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ جلدی کرو۔ عمران کی حالت بے حد خراب ہے ـــ اسے کئی گولیاں لگی ہیں" ـــ چوہان نے چیختے ہوئے کہا اور اندر مڑ گیا۔ ٹائیگر عمران کی حالت کا سن کر اس سے بھی زیادہ تیزی سے اندر دوڑا۔ ابوقحافہ اور اس کے ساتھی بھی پیچھے دوڑ پڑے۔ اندر پہنچ کر انہیں صحیح صورت حال کا اندازہ ہوا۔ عمارت کے دو کمرے مکمل طور پر تباہ ہو چکے تھے۔ دس کے قریب جی۔ پی فائیو کے آدمی مردہ پڑے تھے جبکہ صدیقی اور خاور بھی زخمی تھے

لیکن ایک طرف پڑا ہوا عمران تو ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ خون میں مکمل طور پر نہا گیا ہو۔

"جلدی کرو ۔۔۔ ابھی عمران کا سانس چل رہا ہے ۔ اسے فوری طبی امداد چاہیے" ۔۔۔ چوہان نے چیختے ہوئے کہا۔

"اسے کار میں لے آؤ ٹائیگر ۔۔۔ یہاں قریب ہی ایک طبی مرکز موجود ہے ۔ جلدی کرو" ۔۔۔ ابو قحافہ نے چیخ کر کہا اور پھر اپنے ساتھیوں کو وہ صدیقی اور خاور کو لے آنے کے احکامات دے کر واپس باہر کھڑی کار کی طرف بھاگ پڑا ۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر اور چوہان دونوں مل کر عمران کو اٹھائے دوڑتے ہوئے باہر آئے اور انہوں نے کار کی عقبی سیٹ پر عمران کو لٹا دیا۔ ابو قحافہ اب خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ عمران کو لٹانے کے بعد ٹائیگر اچھل کر کار میں چڑھ گیا اور ابو قحافہ نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی ۔

"عمران ختم ہو چکا ہے جناب ! ۔۔۔ میں نے اپنے ہاتھ سے اس پر مشین گن کا برسٹ مارا ہے ۔۔۔ اب تو اس کی لاش کو تلاش کیا جا رہا ہے" ۔۔۔ جم مارکر نے تیز لہجے میں صدر مملکت سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ اس وقت پریذیڈنٹ ہاؤس کے ایک خصوصی کمرے میں صدر مملکت کے سامنے بیٹھا ہوا تھا ۔

"جب تک میں عمران کی لاش اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں، مجھے یقین نہیں آئے گا ایک بات ۔۔۔ اور دوسری بات یہ کہ وہ ایکس زیڈ فارمولا کہاں ہے" ۔۔۔ ؟ صدر مملکت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جناب ! ۔۔۔ فارمولا تو باوجود تلاش کے نہیں مل سکا ۔۔۔ اب تو عمران کا کوئی ساتھی ملے گا، تب ہی فارمولے کے متعلق مزید دریافت ہو سکے گا ۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ عمران کی بات درست ہو کہ فارمولا پہلے ہی پاکیشیا روانہ کر دیا گیا ہو ۔۔۔ گو مجھے اب تک یقین ہے کہ ایسا نہیں ہوا ہو گا ۔ کیونکہ

ہیں نے انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں" ـــــ جم مارکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جب اُسے اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لیا گیا تھا اور بقول تمہارے تم نے ان سب کو اس طرح جکڑ دیا تھا کہ وہ حرکت بھی نہ کر سکتے تھے ـــــ پھر آخر وہ لوگ کس طرح نکل گئے ـــــ اور نہ صرف نکل گئے بلکہ وہ بقول تمہارے عمران کی لاش بھی لے گئے اور اب تک ان کا پتہ نہیں چل رہا" ـــــ صدر مملکت نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــــ یہ سب کچھ جی۔ پی۔ فائیو کے آدمیوں کی حماقت سے ہوا ہے ـــــ میرا خیال تھا کہ میں نے اصل آدمی کو ہٹ کر دیا ہے اور اب باقی نہتے افراد کو قتل کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے ـــــ مجھے فارمولے کی فکر تھی، اس لئے میں فوراً اس طرف بھاگا جہاں فارمولے کے متعلق کلیو ملا تھا۔ میں اپنے پیچھے کرنل ڈیوڈ اور اس کے دس مسلح ساتھیوں کو چھوڑ گیا تھا لیکن جب میں وہاں سے واپس آیا تو نقشہ ہی بدلا ہوا تھا ـــــ جی۔ پی فائیو کے آدمی مرے پڑے تھے۔ کرنل ڈیوڈ شدید زخمی حالت میں موجود تھا ـــــ عمران کی لاش اور اس کے ساتھی غائب تھے ـــــ کرنل ڈیوڈ کو تو میں نے ہسپتال پہنچا دیا ہے جبکہ ان لوگوں کی تلاش ہو رہی ہے" ـــــ جم مارکر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ کو تو ہوش آ چکا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا؟" ـــــ صدر مملکت شاید مکمل تفصیل سننا چاہتے تھے۔

"انہوں نے جو تفصیل بتائی ہے وہ حیرت انگیز ہے ـــــ بہر حال میں آپ کو شروع سے پوری تفصیل بتاتا ہوں" ـــــ جم مارکر نے کہا اور پھر

اس نے مارجر کی ذہانت کی وجہ سے اس اڈے کو ٹریس کرنے اور اس میں بیہوشی کی گیس فائر کرنے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کو بیہوشی کے عالم میں اس خاکی رنگ کی عمارت تک جہاں جی۔ پی فائیو کا عارضی اڈا تھا، لے آنے کی پوری تفصیل سنا دی۔

"اوہ ویری گڈ ـــــ واقعی تم نے بڑی ذہانت سے ان لوگوں کو ٹریس کر لیا لیکن تمہیں انہیں دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دینا تھا ـــــ تم خوامخواہ ان سے پوچھ گچھ کے چکر میں پڑ گئے" ـــــ صدر مملکت نے کہا۔

"جناب! ـــــ میرے ذہن میں وہ فارمولا اٹکا ہوا تھا۔ وہ میرے نزدیک بے حد اہم تھا اور ان کی مکمل تلاشی لینے کے باوجود وہ فارمولا مجھے نہ مل سکا تھا۔ باقی ان لوگوں کی میرے نزدیک کوئی اہمیت نہ تھی۔ میں انہیں مزید ہزار بار بھی ٹریس کر سکتا تھا" ـــــ جم مارکر نے کہا۔ اور صدر مملکت نے سر ہلا دیا۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے انہیں جم مارکر کی بات پر مکمل یقین ہو۔ کیونکہ جم مارکر نے جس انداز میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے وکٹران میں موجود اڈے کو ٹریس کیا تھا وہ انتہائی ذہانت کی منہ بولتی دلیل تھی۔

"وہاں پوچھ گچھ کے دوران عمران کے ایک ساتھی صدیقی نے ایسی باتیں کیں کہ جیسے وہ واقعی خونی کھیل سے اکتا گیا ہو ـــــ ہمارے پیشے سے تعلق رکھنے والے افراد کی مخصوص نفسیات ہوتی ہیں کہ بعض اوقات وہ واقعی اس کھیل سے اکتا جاتے ہیں۔ گو یہ کیفیت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتی لیکن میں نے محسوس کیا کہ واقعی صدیقی پر یہ کیفیت طاری ہے اور میں اس موقع سے پورا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ ویسے بھی ایک نہتا آدمی ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا۔ لیکن یہ آدمی میری توقع سے کہیں زیادہ پھرتیلا اور ہوشیار نکلا۔ اس نے انتہائی

برق رفتاری سے کام لیتے ہوئے نہ صرف مارجر کو مار گرایا بلکہ مشین گن پر بھی قبضہ کر لیا ——— ہم چونکہ پوری طرح مطمئن تھے اس لئے ہمارے پاس ریوالور بھی نہ تھے۔ مشین گن اس کے قبضے میں آتے ہی کرنل ڈیوڈ اور میں نے فوری خطرے سے بچنے کے لئے اس کمرے کے کھلے دروازے سے باہر چھلانگیں لگا دیں ——— اس کمرے سے آگے ایک اور کمرہ تھا۔ میں نے اور کرنل ڈیوڈ نے اس کمرے کے باہر دروازے پر موجود مسلح افراد کو اندر فائر کرنے کے لئے کہا اور خود ہم دوڑ کر سائیڈ سیڑھیوں سے اوپر بالکونی میں پہنچ گئے جہاں اس کمرے کے روشندان تھے۔ ہمارے آدمیوں نے فائر کیا۔ لیکن اس دوران دروازہ بند کر دیا گیا تھا دروازہ فولادی تھا اس لئے گولیوں کی بوچھاڑ اندر نہ گئی۔ اس دوران دروازے کو اندر سے کنڈی لگا دی گئی ——— میں جب روشندان پر پہنچا تو وہ لوگ احمقوں کی طرح گولیاں ہی برسا رہے تھے۔ میں نے انہیں بم مار کر دروازہ اکھاڑنے کے لئے کہا اور انہوں نے ایسا کیا ——— لیکن دروازہ اکھڑتے ہی اندر سے فائرنگ ہوئی اور وہ دونوں آدمی مارے گئے ——— اسی لمحے عمران مشین گن لئے اچھل کر اس کمرے سے اس کمرے میں پہنچا تو میں نے اسے دیکھتے ہی فائر کھول دیا۔ اس نے بچنے کی کوشش کی لیکن گولیاں اسے چاٹ گئیں۔ باقی لوگ اندر تھے اور ظاہر ہے نہتے تھے ان کا مارنا یا پکڑنا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس لئے میں کرنل ڈیوڈ کو وہاں چھوڑ کر نیچے اترا اور پھر کار لے کر اس پرانے اڈے کی طرف گیا جس کے متعلق اس صدیقی نے بتایا تھا کہ وہاں ایک محفوظ رہ جانے والے کمرے میں فارمولا موجود ہے مجھے اس فارمولے کی فکر تھی۔ میں وہاں پہنچا تو واقعی وہ کمرہ موجود تھا۔ لیکن

باوجود اس کی اچھی طرح تلاشی لینے کے میں وہ فارمولا تلاش نہ کر سکا۔ جب میں وہاں سے واپس پہنچا تو اس عمارت کا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا۔ عمران کی لاش اور اس کے ساتھی غائب تھے۔ کرنل ڈیوڈ زخمی پڑا ہوا تھا اور اس کے آدمی لاشوں میں بدل چکے تھے۔ کرنل ڈیوڈ کی حالت کی وجہ سے مجھے فوراً اسے کار میں ڈال کر ہسپتال پہنچانا پڑا ——— بہرحال اس کی حالت خطرے سے باہر ہو گئی اور ہوش میں آنے کے بعد اس نے بتایا کہ عمران کے ہٹ ہونے کے بعد اس کے ساتھی یکلخت کمرے سے باہر آتے اور دوسری بار میں اس کے دو ساتھی ہٹ ہوتے۔ لیکن باقی افراد نے روشندانوں پر کرسیاں پھینکیں جس سے فائر رک گیا اس دوران کمرے میں موجود لاشوں کے ہاتھوں سے نکلی ہوئی مشین گنیں انہوں نے اچک لیں اور پھر ان لوگوں کے فائر کی وجہ سے وہ چھ افراد مارے گئے جنہیں کرنل ڈیوڈ نے کمرے میں بھیجا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کو وہیں روشندان میں ہی گولی لگ گئی اور انہیں ہوش ہسپتال میں آیا" ——— جم مارکر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ان کے پاس کاریں تو نہ تھیں۔ وہ زخمی پیدل ہی گئے ہوں گے۔ انہیں آسانی سے ٹریس کیا جا سکتا تھا" ——— صدر مملکت نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال تھا اس لئے میں واپس گیا لیکن خون کے دھبے پھاٹک سے باہر سڑک تک نظر آتے اس کے بعد غائب تھے۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں ان کے ساتھی کاروں میں پہنچ گئے اور وہ انہیں اٹھا کر لے گئے۔ بہرحال جی۔ پی فائیو۔ وائٹ سٹار اور ریڈ آرمی تینوں ایجنسیاں اب پورے دارالحکومت میں انہیں سرگرمی سے تلاش کر رہی ہیں۔ وہ لوگ اب چھپ نہیں سکتے" ——— جم مارکر نے جواب دیا۔

"او۔ کے ــــ ٹھیک ہے ــــ میں نے اسی لئے تمہیں طلب کیا تھا تاکہ صحیح صورت حال معلوم کر سکوں۔ اب یہ فارمولا بھی تم نے حاصل کرنا ہے اور اس عمران کی لاش بھی ــــ اگر تم دونوں حاصل کر لیتے ہو تو میرا فیصلہ ہے کہ تمہیں اسرائیل کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے گا" ــــ صدر مملکت نے مسکراتے ہوئے کہا اور جم مارکر کا چہرہ فرط مسرت سے کھل اٹھا۔

"شکریہ جناب! ــــ یہ میرے لئے زندگی کا سب سے بڑا اعزاز ہوگا۔ ویسے آپ بے فکر رہیں۔ اب یہ کام صرف چند گھنٹوں کا ہی ہے ــــ یہ زخمی اور لاش زیادہ دیر تک چھپے نہیں رہ سکتے" ــــ جم مارکر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں اپنے وعدے پر قائم ہوں۔ اب تم جا سکتے ہو"۔ صدر مملکت نے کہا اور جم مارکر نے اٹھ کر سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔ صدر مملکت کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے کیونکہ انہیں جم مارکر کی ذہانت اور صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے مکمل یقین ہو گیا تھا کہ جم مارکر اس مشن میں یقینی طور پر کامیاب ہو جائے گا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس کے کانوں میں پہلی آواز ٹائیگر کی پڑی۔

"خدا کا شکر ہے عمران صاحب! ــــ آپ ہوش میں آ گئے۔ ورنہ ہم سب تو مکمل طور پر مایوس ہو چکے تھے" ــــ ٹائیگر نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے گردن موڑی تو اسے ساتھ ہی کھڑا ٹائیگر نظر آ گیا جس کی آنکھوں کے نیچے گڑھے سے پڑ چکے تھے اور گالوں پر ایسے نشانات موجود تھے۔ جیسے وہ روتا رہا ہو۔ عمران کا پورا جسم پٹیوں میں لپٹا ہوا تھا اور وہ ایک پلنگ پر موجود تھا۔ اس کے ساتھ ہی دو سٹینڈ موجود تھے جن میں سے ایک پر خون کی بوتل اور دوسرے پر گلوکوز کی بوتل لٹکی ہوئی تھی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور سفید کوٹ پہنے ایک بوڑھا سا ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔

"اوہ! ہوش آ گیا انہیں ــــ خدا کا شکر ہے" ــــ ڈاکٹر کے منہ سے بھی بے اختیار نکلا اور وہ تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ اس نے جھپٹ کر عمران کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا۔

"میرے خیال میں اس بار واقعی ٹرین مس ہو گئی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹرین مس ہو گئی ہے ——— کیا مطلب" ——— ڈاکٹر نے چونک کر کہا۔

"آپ دونوں نے جس انداز میں میرے ہوش میں آنے پر تبصرہ کیا ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ڈیتھ ٹرین مجھ سے مس ہو گئی ہے۔ ورنہ میں نے تو پوری کوشش کی تھی اس میں سوار ہونے کی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر تو بے اختیار ہنس پڑا جب کہ بوڑھا ڈاکٹر صرف مسکرا دیا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب ! ——— آپ کو معلوم ہے کہ آپ کو چار روز بعد ہوش آیا ہے اور کم از کم میں اب مکمل طور پر مایوس ہو چکا تھا لیکن شاید قدرت نے آپ کو وافر مقدار میں قوت مدافعت دے رکھی ہے کہ آپ کی واپسی ہو گئی ہے" ——— ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چار روز" ——— عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔

"جی ہاں عمران صاحب ! ——— واقعی آپ کو چار روز بعد ہوش آیا ہے۔ آپ کو آٹھ گولیاں لگی تھیں اور ان میں سے دو تو انتہائی کاری تھیں۔ یہ تو میں ابو قحافہ کے ساتھ بروقت وہاں پہنچ گیا اور پھر ابو قحافہ صاحب آپ کو لے کر فوراً قریبی طبی مرکز میں پہنچے لیکن وہاں کا ڈاکٹر صرف خون روکنے کی حد تک ہی کامیاب ہو سکا۔ اس پر فیصلہ ہوا کہ آپ کو فوری طور پر فلسطینیوں کے اس خفیہ ہسپتال پہنچایا جائے ——— طبی مرکز کی مخصوص ایمبولینس کی وجہ سے آپ، خاور اور صدیقی کو لے آیا گیا۔ ایمبولینس کی وجہ سے راستے میں چیکنگ نہ ہوئی۔ یہاں ڈاکٹر جوزف صاحب

نے چھ گھنٹوں میں مکمل آپریشن کر کے گولیاں نکال لیں۔ اس طرح وقتی طور پر آپ کی جان بچ گئی۔ لیکن آپ کو ہوش نہ آ رہا تھا کیونکہ ایک گولی آپ کے سر کو بھی زخمی کر گئی تھی ——— بہرحال خدا کا شکر ہے کہ چار روز بعد آپ کو ہوش آ گیا ہے" ——— ٹائیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ! ——— تو صدیقی اور خاور بھی زخمی ہوئے ہیں ——— کیا حال ہے ان کا ———؟" عمران نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

"انہیں بھی گولیاں لگی تھیں۔ لیکن زیادہ کاری زخم نہ تھے ——— انہیں دو گھنٹوں بعد ہوش آ گیا تھا لیکن بہرحال ابھی وہ بیڈ پر ہی ہیں اور ہم باقی ساتھی بھی یہیں ہسپتال آ گئے تھے۔ کیونکہ یہ سب سے محفوظ جگہ ہے" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"آپ زیادہ باتیں نہ کریں جناب ! ——— ابھی آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔ ورنہ ذہن پر دوبارہ دباؤ پڑنے سے معاملہ خراب ہو جائے گا" ڈاکٹر نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں، کیونکہ اُسے بھی اتنی دیر میں ہی ذہن پر دباؤ سا محسوس ہونے لگ گیا تھا اور کچھ دیر بعد اُسے واقعی نیند آ گئی کیونکہ پھر جب اس کی آنکھیں کھلیں تو کمرے میں ٹائیگر کے علاوہ نعمانی اور چوہان بھی موجود تھے۔

"اوہ ! ——— شاید نیند آ گئی تھی" ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نیند آئی نہیں تھی ——— لائی گئی تھی ——— ڈاکٹر صاحب نے آپ کو نیند کا انجکشن لگا دیا تھا" ——— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے مسکرا کر سر ہلایا لیکن اتنا سر ہلنے کی وجہ سے ہی اس کے سر میں درد کی زوردار ٹیسیں اٹھنے لگیں۔

"سر مت ہلائیں — سر زخمی ہے" — ٹائیگر نے شاید عمران کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھتے ہی کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"تم بتا رہی ہیں کہ واقعی اس بار قسمت سے بچ نکلا ہوں۔ مجھے اندازہ نہ تھا کہ یہ لوگ اوپر روشندان میں موجود ہوں گے۔ بہرحال بعد میں ہوا کیا تھا مجھے تفصیل تو بتاؤ" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چوہان نے اُسے اندر کی ساری تفصیل بتائی اور پھر ٹائیگر نے اُسے بتایا کہ وہ کس طرح ابو قحافہ کے ساتھ عین موقع پر اس عمارت تک پہنچ گیا تھا۔

"ہوں! — اب لازماً ہمیں پورے دارالحکومت میں سرگرمی سے تلاش کیا جا رہا ہوگا" — عمران نے کہا۔

"جی ہاں! — ابو قحافہ صاحب اسی لئے یہاں نہیں آ رہے۔ شہر میں واقعی سخت چیکنگ جاری ہے۔ ویسے انہوں نے تمام سرکاری اور غیر سرکاری ہسپتالوں کو بھی اچھی طرح چیک کیا ہے لیکن وہ اس خفیہ ہسپتال تک نہیں پہنچ سکے اور ویسے ان کے ذہن میں بھی نہیں ہوگا کہ ایئر فورس جیٹ اڈے کے سرکاری ہسپتال کے نیچے یہ خفیہ ہسپتال بھی ہو سکتا ہے" — نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایئر فورس جیٹ اڈے کے ہسپتال کے نیچے۔ کیا مطلب" — ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں! جس جگہ ہم موجود ہیں اس کے اوپر ایک سرکاری ہسپتال ہے اور ڈاکٹر جوزف صاحب اس ہسپتال کے مین سرجن اور انچارج ہیں لیکن یہ فلسطینیوں کے اہم ترین آدمی ہیں اسلئے یہاں نیچے ایک اور انتہائی خفیہ طور پر چھوٹا سا مکمل ہسپتال بنایا گیا ہے جہاں فلسطینیوں کی انتہائی خفیہ شخصیات کا علاج ہوتا ہے اور یہ ہسپتال جیٹ اڈے کے قریب ہے۔ جنگی جیٹ جہازوں کا اسرائیل میں سب

سے بڑا اڈا ہے" — ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"عمران صاحب! وہ فارمولا کیا واقعی اب تک محفوظ ہے" — ؟ اچانک نعمانی نے پوچھا۔

"کیوں — تمہیں اس کا خیال کیسے آگیا" — ؟ عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"دراصل میں سوچ رہا تھا کہ اس جم مارکر نے آپ کی مکمل تلاشی لی تھی لیکن اُسے فارمولا نہ مل سکا اور آپ اسے کسی ایسی جگہ رکھنے سے رہے جہاں یہ غیر محفوظ ہو جاتا، تو پھر آپ نے اسے آخر رکھا کہاں ہے" — نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ یہ فارمولا کتنا بڑا ہے" — ؟ عمران نے پوچھا۔

"بس اتنا معلوم ہے کہ مائیکرو فلم ہے فارمولے کی" — نعمانی نے جواب دیا۔

"اور مائیکرو فلم کا حجم تو تم جانتے ہو۔ اب اس حجم کو پیش نظر رکھ کر سوچو کہ یہ فلم میں کہاں چھپا سکتا ہوں — ایسی جگہ جہاں سے کوئی غلط آدمی اسے حاصل نہ کر سکے — اور جم مارکر جیسے سیکرٹ ایجنٹ کے ذہن میں بھی وہ جگہ نہ آ سکے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — آپ نے تو پورا معمہ بنا دیا ہے اسے" — نعمانی نے کہا اور چوہان اور ٹائیگر بھی مسکرا دیئے۔

"یہ اتنا آسان معمہ نہیں ہے۔ اگر آسان ہوتا تو اب تک جم مارکر پہلا انعام حاصل کر چکا ہوتا اور ہم سب قبروں میں پڑے منکر نکیر سے شرف گفتگو حاصل کر چکے ہوتے۔ کیونکہ اس نے ہمیں ہوش میں لانے کا تکلف صرف اس فارمولے کے حصول کے لئے ہی کیا تھا" — عمران نے مسکراتے

ہوئے جواب دیا اور ان تینوں نے سر ہلا دیئے۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب! ـــــ آپ نے اسے کسی دانت کے خلا میں چھپایا ہوا ہے" ـــــ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد نعمانی نے کہا۔

"اول تو میری عقل داڑھ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئی۔ پھر ٹوٹے گی تو دانت کا خلا بھی وجود میں آئے گا ـــــ اور ویسے بھی آجکل خلائی دور ہے۔ خلا میں تو ساری سُپر پاورز کے خلائی جہاز گھومتے رہتے ہیں اس لئے خلا میں تو فارمولا محفوظ نہیں رہ سکتا ـــــ دوسری بات یہ کہ جم مارکر انتہائی ذہین سیکرٹ ایجنٹ ہے اور یہ دانت کے خلا والی بات تو میرے خیال میں سوپر فیاض کے بھی علم میں ہوگی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور نعمانی نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"میرا آئیڈیا ہے کہ عمران صاحب نے یہ فلم کسی نہ حل ہونے والے کیپسول میں ڈال کر کیپسول نگل لیا ہوگا اور اب یہ فلم ان کے معدے میں محفوظ ہوگی" ـــــ اس بار چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو معدہ سلیمان کی پکائی ہوئی مونگ کی دال ہضم کر سکتا ہو، وہ اس کیپسول کو کہاں چھوڑتا ہے ـــــ اور ویسے بھی اس کیپسول کے لئے مجھے باقاعدہ آپریشن کرانے کا کوئی شوق نہیں ہے کہ سرجن صاحب کیپسول نکالتے نکالتے قینچی اندر بھول جائیں اور پھر قینچی نکالتے ہوئے نشتر۔ اور پھر ـــــ" عمران نے کہا۔

"بس بس ـــ میں سمجھ گیا کہ میرا آئیڈیا غلط ہے" ـــــ چوہان نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"ہاں! ـــ اب ایک لال بجھکڑ رہ گئے ہیں ـــ اب دیکھیے یہ کیا فرماتے

ہیں" ـــــ عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو خاموش بیٹھا تھا۔

"میں تو یہی سوچ سکتا ہوں کہ آپ نے اس فارمولے کو اپنے حافظے میں محفوظ کر لیا ہوگا" ـــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

"یعنی تمہارا مطلب ہے کہ معدے کے بعد اب میں دماغ کا بھی آپریشن کراؤں۔ ـــــ بس بس اتنے ہی آپریشن کافی ہیں جتنے یہاں ہسپتال میں ہو چکے ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر بتائیے عمران صاحب! ـــــ وہ فارمولا کہاں ہے۔ آپ نے تو واقعی ہمیں تجسس میں ڈال دیا ہے" ـــــ نعمانی نے کہا۔

"اصل میں کسی چیز کو چھپانا خالصتاً نفسیاتی مسئلہ ہے۔ جب کوئی ہوشیار بزنس مین لمبی رقم لے کر کسی ٹرین میں سفر کرتا ہے تو وہ اسے ایک عام سے بیگ میں ڈال کر ایک طرف اس طرح رکھ دیتا ہے جیسے اس بیگ کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو اور جس بیگ میں صرف دو جوڑے کپڑے ہوتے ہیں اسے سر کے نیچے رکھ کر سوتا ہے اور پھر چونک چونک کر اسے ہاتھ لگا کر دیکھتا رہتا ہے تاکہ رقم تاڑنے والا یہی سمجھے کہ رقم لازماً اسی بیگ میں ہوگی اور اس عام سے پرانے بیگ کو جو ایک طرف بغیر کسی توجہ کے پڑا ہو، اس کی طرف اس کا دھیان ہی نہیں جاتا اور نتیجہ یہ کہ واقعی اس رقم والے بیگ کو کوئی ہاتھ لگانا ہی گوارا نہیں کرتا ـــــ مجھے معلوم تھا کہ کسی بھی وقت اس فارمولے کو چیک کیا جا سکتا ہے اس لئے میں نے اسے بھی عام سے بیگ میں رکھ کر ایک طرف ڈال دیا تھا" ـــــ عمران نے کہا اور سب حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب! ـــ کس بیگ میں ـــــ؟" چوہان نے بُری طرح

چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اگر چوہان میری بیگ والی مثال سے ناراض نہ ہو جائے تو پھر اپنے کوٹ کی خفیہ جیب چیک کرے۔ اُسے معلوم ہو جائے گا کہ اس جیب کے اندر ایک ٹیپ سے وہ نار مولا چپکا ہوا موجود ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چوہان اس طرح اچھلا جیسے اس کے پیر میں اچانک کسی زہریلے بچھو نے کاٹ لیا ہے۔ اس نے جلدی سے کوٹ کے اندر چھوٹی خفیہ جیب میں انگلیاں ڈالیں اور پھر اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار اُبھر آئے۔ چند لمحوں بعد جب اس کی انگلیاں جیب سے باہر آئیں تو واقعی ٹیپ کے ساتھ چپٹی ہوئی ایک مائیکرو فلم موجود تھی۔ نعمانی اور ٹائیگر کے چہروں پر بھی بے پناہ حیرت تھی۔

"مم۔ مم۔۔۔ مگر یہ کوٹ میں اتار بھی سکتا تھا۔۔۔ پھینک بھی سکتا تھا۔۔۔ کم از کم مجھے تو بتا دینا تھا"۔۔۔۔ چوہان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بتا دیتا تو رقم تاڑنے والے فوراً اس بیگ کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ ویسے مجھے تمہاری فطرت کا اندازہ ہے۔ یہ کوٹ تمہاری آئندہ سات نسلوں تک تو وراثت میں لازماً چلتا رہے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار کمرہ نعمانی کے قہقہے سے گونج اٹھا۔ چوہان شرمندہ سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ڈاکٹر انتہائی پریشان چہرے سمیت اندر داخل ہوا۔

"اوپر ہسپتال میں انتہائی سخت چیکنگ جاری ہے۔ ڈاکٹر جوزف کا خیال ہے کہ کسی نے آپ لوگوں کی مخبری کر دی ہے۔۔۔۔ میں نے ان کے

حکم پر لنک راستہ بند تو کر دیا ہے لیکن آپ سب محتاط رہیں۔ معاملہ بے حد خطرناک ہو چکا ہے"۔۔۔۔ نوجوان ڈاکٹر نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"اوہ!۔۔۔ اس وقت یہاں کتنے افراد ہیں"۔۔۔۔؟ عمران نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ حضرات کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اور یہاں سے نکلنے کا بھی کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔۔۔۔ ڈاکٹر جوزف نے ایک خفیہ ٹیلیفون پر مجھے اطلاع دی ہے۔ میں ان کی عدم موجودگی میں یہاں کا انچارج ہوں"۔ نوجوان ڈاکٹر نے کہا۔

"آیئے میرے ساتھ"۔۔۔۔ چوہان، نعمانی اور ٹائیگر نے کرسیوں سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ نوجوان ڈاکٹر سمیت کمرے سے باہر نکل گئے۔ عمران نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے چہرے پر اس وقت شدید الجھن کے آثار نمایاں تھے لیکن جسمانی حالت نے واقعی اُسے بُری طرح بے بس کر کے رکھ دیا تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے کرنل بلاشر نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ___ کرنل بلاشر نے خشک لہجے میں کہا۔

"جانسن بول رہا ہوں باس! ___ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا لیا ہے" ___ دوسری طرف سے وائٹ سٹار کے نمبر ٹو جانسن کی انتہائی پُرجوش آواز سنائی دی اور کرنل بلاشر یہ خبر سنتے ہی بے اختیار کرسی پر ہی اچھل پڑا۔

"کس طرح ___ کہاں ہیں وہ ___ جلدی بتاؤ" ___ کرنل بلاشر نے حلق کے بل چیختے ہوئے پوچھا۔

"باس! ___ میں نے ایک طبی مرکز کے ایمبولینس ڈرائیور کا کھوج نکال لیا ہے۔ یہ طبی مرکز وکٹران کے علاقے میں ہی ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس نے تین شدید زخمیوں اور تین تندرست افراد کو وکٹران کے طبی مرکز سے ایمبولینس کے ذریعے ایئر فورس کے جیٹ اڈے کے ہسپتال میں پہنچایا ہے ___ وہ جو وقت اور تاریخ بتا رہا ہے وہ بالکل وہی ہے" جانسن نے جواب دیا۔

"اوہ! ___ تو یہ لوگ وہاں چھپے ہوئے ہیں اس لئے پورے شہر میں کہیں نظر نہ آ رہے تھے ___ ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ گروپ لے کر وہاں پہنچ جاؤ۔ میں خود وہیں آ رہا ہوں" ___ کرنل بلاشر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ تیزی سے میز کی سائیڈ سے نکلنے لگا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور کرنل بلاشر نے مڑ کر ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ___ کرنل بلاشر نے سخت لہجے میں کہا۔

"جم مارکر بول رہا ہوں" ___ دوسری طرف سے جم مارکر کی باوقار آواز سنائی دی۔

"میں کرنل بلاشر بول رہا ہوں" ___ کرنل بلاشر نے لہجہ نرم کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل بلاشر! ___ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی اطلاع ملی" ___؟ جم مارکر نے پوچھا۔

"میں آپ کو فون کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی ___ وائٹ سٹار نے ان کا سراغ لگا لیا ہے" ___ کرنل بلاشر نے کہا۔ عین اسی وقت فون آنے پر وہ یہی سمجھا تھا کہ شاید جم مارکر کو کسی طرح جانسن کی اس اطلاع کی خبر پہنچ چکی ہے۔ اس لئے اس نے بات کر دی ورنہ پہلے اس کا خیال تھا کہ وہ خود انہیں گرفتار کر کے سارا کریڈٹ خود لے گا۔

"اوہ! ویری گڈ ___ کہاں ہیں یہ لوگ" ___؟ جم مارکر کا لہجہ یکلخت

انتہائی پُرجوش ہوگیا اور جواب میں کرنل بلاشر نے جانسن کی دی ہوئی اطلاع من وعن دوہرا دی۔

"اوہ! ــــ تو یہ لوگ وہاں چھپے ہوئے ہیں اسی لئے دستیاب نہ ہو رہے تھے ــــ ویری گڈ کرنل بلاشر! ــــ یہ کریڈٹ وائٹ سٹار کو ہی ملے گا کہ اس کی وجہ سے ان لوگوں کا سراغ ملا ــــ میں صدر مملکت کو خاص طور پر وائٹ سٹار کی اچھی کارکردگی کی رپورٹ دوں گا" ــــ جم مارکر نے جواب دیا۔

"بہت بہت شکریہ سر" ــــ اس بار کرنل بلاشر نے نہ صرف مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا بلکہ ساتھ ہی اس نے سر کا لفظ بھی کہہ دیا۔

"میں کرنل ڈیوڈ، کرنل فرینک اور کرنل ولسن کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ رہا ہوں۔ ان کے دستے بھی وہاں موجود ہوں گے تاکہ یہ لوگ کسی طرح سے بھی فرار نہ ہو سکیں ــــ آپ بھی وہاں پہنچ جائیں" ــــ جم مارکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔ دوسرے کرنلوں کا نام سن کر کرنل بلاشر کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمودار ہو گئے۔ لیکن ظاہر ہے وہ جم مارکر کو روک نہ سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے ایئر فورس کے جیٹ اڈے کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ جب وہ وہاں پہنچا تو تقریباً اسی وقت جم مارکر اور کرنل فرینک بھی وہاں پہنچے اور پھر ایئر فورس حکام سے بات چیت کے دوران کرنل ڈیوڈ اور کرنل ولسن بھی پہنچ گئے۔

"یہ کیسے ممکن ہے جناب! ــــ کہ کوئی سویلین مریض ہمارے ہسپتال میں آ سکے" ــــ انچارج ایئر مارشل انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے ــــ ویسے اس وقت آپ کے اڈے میں تیار

حالت میں کتنے جیٹ موجود ہیں" ــــ جم مارکر نے کہا۔

"یہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں ــــ یہ تو ہمارا دفاعی سیکرٹ ہے" ــــ والس ایئر مارشل نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے آپ کو ڈبل ریڈ اتھارٹی دکھا دی ہے۔ اس کے باوجود آپ کے ذہن میں یہ خیال کیسے آیا کہ میں اسرائیل کا دشمن ہوں کہ اس کا دفاعی راز آؤٹ کر دوں گا" ــــ جم مارکر کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"اوہ! ــــ یہ بات نہیں سر ــــ دراصل مجھے آپ کے سوال کی وجہ تسمیہ سمجھ میں نہیں آسکی" ــــ والس ایئر مارشل نے فوراً ہی نرم پڑتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ میری بات کا جواب دیں ــــ آپ کے لئے ضروری نہیں ہے کہ آپ وجہ تسمیہ بھی سمجھیں" ــــ جم مارکر نے کہا۔

"جناب! ــــ یہ جنگی اڈا ہے۔ یہاں موجود تمام جہاز ہر وقت اور ہر لمحہ تیار رکھے جاتے ہیں تاکہ ایک منٹ کے نوٹس پر پرواز کر سکیں" ــــ والس ایئر مارشل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوکے ــــ ٹھیک ہے ــــ آیئے اب ہمارے ساتھ۔ ہسپتال کا راؤنڈ لگا لیجئے ــــ کرنل بلاشر! ــــ آپ کے آدمی کہاں ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ رہیں گے" ــــ جم مارکر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ باہر موجود ہیں" ــــ کرنل بلاشر نے کہا۔

"انہیں اندر بلا لیجئے" ــــ جم مارکر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد جانسن کی سرکردگی میں وائٹ سٹار کے دس مسلح آدمی ان کے پاس پہنچ گئے۔ والس ایئر مارشل ان کو ساتھ لے کر اڈے کے شمال مغرب میں بالکل الگ تھلگ بنے

ہوئے ہسپتال کی عمارت تک پہنچا۔ جم مارکر کے کہنے پر اس نے ہسپتال میں اپنے یا ان لوگوں کے آنے کی کوئی اطلاع نہ دی تھی اس لئے وہاں موجود تمام ملازم وائس ایئر مارشل اور ان کے ساتھ مسلح اور غیر مسلح افراد کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ عمارت خاصی وسیع تھی۔ یہ خصوصی ہسپتال صرف ایئر فورس کے ملازموں کے لئے وقف تھا اور اس میں انتہائی جدید ترین آلات رکھے گئے تھے۔

ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر جوزف کو شاید ان کے ہسپتال میں داخل ہوتے ہی اطلاع مل چکی تھی اس لئے جب یہ اس کے دفتر کے قریب پہنچے تو بوڑھا ڈاکٹر جوزف خود ہی دفتر سے باہر آ گیا۔

"یہ سرکاری افراد ہیں خفیہ سروس کے ——— اور انہیں اطلاع ملی ہے کہ یہاں ہسپتال میں کچھ مجرم موجود ہیں" ——— وائس ایئر مارشل نے ڈاکٹر جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجرم اور یہاں ——— یہ جیل تو نہیں ہے ——— یہاں تو صرف مریض موجود ہیں یا پھر ڈاکٹر اور نرسیں" ——— ڈاکٹر جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر جوزف! ——— ہمیں اطلاع ملی ہے کہ چند بین الاقوامی مجرم جو شدید زخمی بھی ہیں، وکٹران کے طبی مرکز سے ایمبولینس کے ذریعے یہاں لائے گئے ہیں" ——— جم مارکر نے غور سے ڈاکٹر جوزف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"وکٹران کا طبی مرکز تو ہمارے ہسپتال کے ساتھ منسلک ہے۔ اس لئے وہاں سے مریض تو آ سکتے ہیں لیکن یہاں تو صرف ایئر فورس سے متعلقہ مریض ہی آتے ہیں ——— ویسے آپ حضرات بے شک مریضوں کو چیک کر لیں"۔

ڈاکٹر جوزف نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر جم مارکر اور اس کے ساتھیوں نے ہسپتال کے تقریباً تمام وارڈز۔ خصوصی کمرے اور حتیٰ کہ ڈاکٹرز اور نرسوں کے پرائیویٹ رومز بھی چیک کر لئے۔ جس جس مریض پر انہیں شک پڑتا، جم مارکر کا اسسٹنٹ کرنل فرینک جدید ترین میک اپ واشر کمپیوٹر سے اُسے مزید چیک کرتا۔ لیکن ایک گھنٹے کی مسلسل اور سخت چیکنگ کے باوجود وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا کوئی سراغ نہ پا سکے تو جم مارکر نے بڑے طنزیہ انداز میں کرنل بلاشر کی طرف دیکھا۔

"وہ لوگ لازماً یہیں ہوں گے ——— ہو سکتا ہے یہاں کوئی خفیہ کمرے یا تہہ خانے ہوں" ——— کرنل بلاشر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور جم مارکر اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ایک بار پھر پورے ہسپتال کا راؤنڈ لگایا۔ وہ تہہ خانوں کا جائزہ لینا چاہتا تھا لیکن کہیں بھی اُسے فن تعمیر کے لحاظ سے اس کے آثار نظر نہ آئے۔ لیکن اتنا وہ بھی جانتا تھا کہ ہسپتال کا ڈیزائن خصوصی طور پر اس قسم کا ہوتا ہے کہ وہاں تہہ خانوں کو آسانی سے اس طرح چھپایا جا سکتا ہے کہ فن تعمیر کے لحاظ سے انہیں چیک نہ کیا جا سکے۔

"آپ کی تسلی ہو گئی جناب" ——— وائس ایئر مارشل نے اس بار قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"آپ کے تعاون کا شکریہ! ——— آپ اگر چاہیں تو بے شک اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے جا سکتے ہیں ——— ہم ڈاکٹر جوزف کے دفتر میں بیٹھ کر ایک پیالی چائے ضرور پئیں گے" ——— جم مارکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ضرور جناب! —— یہ تو میرے لئے اعزاز ہوگا —— تشریف لائیے"۔ ڈاکٹر جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا اور وائس ایئر مارشل اجازت لیکر واپس چلا گیا جب کہ جم مارکر اپنے ساتھیوں سمیت ڈاکٹر جوزف کے خاصے بڑے دفتر میں بیٹھ گیا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی گہری لکیریں پھیلی ہوئی تھیں۔ مسلح افراد کو اڈے سے باہر بھیج دیا گیا تھا کیونکہ وائس ایئر مارشل نے اس کی باقاعدہ درخواست کی تھی کیونکہ یہاں اتنے نازک اور حساس آلات موجود تھے اور ذرا سی بھی غلطی خاصی بھیانک ثابت ہو سکتی تھی ڈاکٹر جوزف نے انٹرکام پر چائے کا آرڈر دے دیا تھا۔

"ڈاکٹر جوزف! —— آپ کب سے اس ہسپتال میں ہیں" —— جم مارکر نے پوچھا۔

"گذشتہ چوبیس سالوں سے" —— ڈاکٹر جوزف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! —— خاصا طویل عرصہ ہے"۔ —— جم مارکر نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"یہ ہسپتال کب سے قائم ہے" —— کرنل بلاشر نے پوچھا۔

"میں نے خود تعمیر کرایا ہے" —— ڈاکٹر جوزف نے جواب دیا اور جم مارکر ڈاکٹر جوزف کی بات سُن کر چونک پڑا۔

"ڈاکٹر جوزف! —— مجھے یاد آرہا ہے کہ ایک بار آپ کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ آپ نے فلسطینیوں کے لیڈر شاکر سرات سے ملاقات کی ہے جس پر آپ کی جواب طلبی ہوئی تو آپ نے بتایا تھا کہ آپ کو کوٹھی سے اغوا کر کے لے جایا گیا تھا اور شاکر سرات کا آپ نے علاج کیا تھا۔ لیکن تحقیقات کے باوجود

آپ کے اغوا کی کوئی تصدیق یا تردید نہ ہو سکی۔ اس کے بعد کافی عرصے تک آپ کی خفیہ نگرانی بھی کی جاتی رہی تھی لیکن پھر چونکہ کوئی مشکوک بات سامنے نہ آئی تھی اس لئے معاملہ ختم کر دیا گیا تھا" —— اس بار کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں جناب! —— یہ واقعہ ہوا تھا اور میں نے سچ بولا تھا۔ ورنہ میں تو کٹر یہودی ہوں۔ میں تو ان فلسطینیوں سے کوئی رابطہ رکھ ہی نہیں سکتا"۔ ڈاکٹر جوزف نے جواب دیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ جم مارکر کے ہاتھ میں خوفناک ریوالور نظر آرہا تھا۔

"اب آپ سچ بتا دیں کہ وہ مجرم کہاں ہیں" —— جم مارکر نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"کک —— کک —— کیا مطلب! —— یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں —— اور یہ ریوالور —— آپ جانتے ہیں کہ میری عزت تو صدر مملکت بھی کرتے ہیں —— میں ان کا ذاتی معالج ہوں" —— ڈاکٹر جوزف نے انتہائی اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کرنل ڈیوڈ کی بات سے میں کنفرم ہو گیا ہوں کہ آپ نے یہاں ہسپتال میں یقیناً کوئی تہہ خانہ یا ایسے کمرے بنا رکھے ہیں جس میں آپ نے مجرموں کو چھپایا ہے —— اور آپ لازماً پہلے بھی فلسطینیوں کو پناہ دیتے رہے ہیں۔ آپ شرافت سے بتا دیں۔ ورنہ میری انگلیاں ٹیڑھی بھی ہو سکتی ہیں" —— جم مارکر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"آپ غلط کام کر رہے ہیں —— میں اسرائیل کا معزز شہری ہوں" —— ڈاکٹر جوزف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ اُٹھ کر ادھر دیوار کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور سُنیں! —— ابھی تک

مجھے صرف شک ہے ـــــ اگر میرا شک غلط ثابت ہوا تو میں آپ سے معذرت بھی کروں گا اور معافی بھی مانگ لوں گا ـــــ لیکن اگر آپ نے تعاون نہ کیا یا کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو پھر نتیجے کے ذمہ دار آپ ہوں گے" ـــــ جم مارکر نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوتے کہا اور ڈاکٹر جوزف ہونٹ بھینچے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ملازم ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس ٹرے میں چائے کا سامان تھا۔

"جاؤ واپس" ـــــ جم مارکر نے چیخ کر اسے کہا اور وہ آدمی بوکھلائے ہوئے انداز میں مڑا اور تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا۔

"دروازہ بند کر دیں کرنل" ـــــ جم مارکر نے دروازے کے قریب بیٹھے ہوئے کرنل فرینک سے کہا اور کرنل فرینک نے اٹھ کر دروازہ اندر سے بند کیا اور باقاعدہ کنڈی لگا دی۔

ڈاکٹر جوزف خاموشی سے میز کے پیچھے سے نکل کر ایک سائیڈ پر خالی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔

"کرنل بلاشر! ـــــ ڈاکٹر جوزف کی تلاشی لیں ـــــ اور کرنل ڈیوڈ! آپ اس دفتر کی بھرپور تلاشی لیں۔ اگر وہ مجرم یہاں کسی جگہ چھپے ہوئے ہیں تو لازماً ڈاکٹر جوزف کا ان سے تعلق ہوگا اور ایمرجنسی میں اطلاع دینے کے لئے انہوں نے کوئی انتظام کر رکھا ہوگا" ـــــ جم مارکر نے کہا اور دونوں اٹھ کر اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ ڈاکٹر جوزف کی بھرپور انداز میں تلاشی لی گئی لیکن کوئی مشکوک چیز برآمد نہ ہوئی۔

"یہ فون پیس ـــــ وائرلیس فون پیس یہاں کیوں ہے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے میز کی دراز سے ایک جدید قسم کا وائرلیس فون پیس نکالتے ہوئے ڈاکٹر جوزف سے پوچھا۔

"یہ خراب ہے ـــــ اس کی جگہ دوسرا موجود ہے۔ آپ چیک کر لیں یہ ایمرجنسی میں استعمال ہوتا ہے" ـــــ ڈاکٹر جوزف نے جواب دیا۔ اور کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر تلاشی لینی شروع کر دی اور پھر واقعی ویسا ہی ایک اور وائرلیس فون پیس اسی دراز سے انہیں مل بھی گیا۔

"یہ مجھے دکھائیے! ـــــ میں دیکھتا ہوں اس میں کیا خرابی ہے ـــــ کرنل فرینک! ـــــ یہ ریوالور آپ سنبھالیں" ـــــ جم مارکر نے کہا اور پھر ریوالور کرنل فرینک کو پکڑا دیا اور خود اس نے ہاتھ بڑھا کر کرنل ڈیوڈ کے ہاتھ سے فون پیس پکڑ لیا۔ وہ اسے الٹ پلٹ کر غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اس کی ایک سائیڈ کو انتہائی غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ اس نے چونک کر ڈاکٹر جوزف کی طرف دیکھا تو ڈاکٹر جوزف کی آنکھیں خود بخود جھک گئیں۔ جم مارکر کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے جلدی سے فون پیس کی جالی کے ایک حصے کو انگوٹھے سے دبایا، دوسرے لمحے فون پیس سے ہلکی ہلکی سائیں سائیں کی آواز نکلنے لگی۔

"یس ڈاکٹر" ـــــ ایک آواز ابھری۔

"اب ڈاکٹر کچھ نہیں کر سکتا" ـــــ یکلخت ڈاکٹر جوزف نے چیختے ہوئے کہا اور کرنل فرینک نے یکلخت اچھل کر ڈاکٹر جوزف کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ لیکن فون پیس میں سے نکلنے والی ہر قسم کی آواز یکلخت ختم ہو گئی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے دوسری طرف سے آواز سن کر رابطہ ہی ختم کر دیا گیا ہو۔

"ہاں! ـــــ اب بولو ڈاکٹر جوزف! ـــــ کہاں ہیں یہ مجرم ـــــ؟" جم مارکر

نے انتہائی تلخ لہجے میں ڈاکٹر جوزف کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ فون پیس وہ میز پر رکھ چکا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم" ——— ڈاکٹر جوزف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر قالین پر جا گرا۔ جم مارکر کا ہاتھ تیزی سے گھوما تھا اور اس کا بھرپور تھپڑ بوڑھے ڈاکٹر جوزف کے چہرے پر پڑا تھا۔

"بتاؤ ——— ورنہ ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دوں گا" ——— جم مارکر نے جھک کر ڈاکٹر جوزف کے بال مٹھی میں پکڑے اور انہیں ایک زوردار جھٹکا دیتے ہوئے غرا کر کہا۔ ڈاکٹر جوزف ایک بار پھر چیخنے لگا۔

"اور زور سے چیخو ——— اور چیخو ——— لیکن تمہیں بتانا پڑے گا" ——— جم مارکر نے یکلخت اس کا سر پوری قوت سے سائیڈ دیوار پر مارتے ہوئے کہا اور پھر تو جیسے جم مارکر اور ڈاکٹر جوزف دونوں پر دورہ سا پڑ گیا ہو۔ جم مارکر مسلسل بالوں کو جھٹکا دے کر اس کا سر دیوار پر مارتا جا رہا تھا اور ڈاکٹر جوزف مسلسل ہذیانی انداز میں چیختا جا رہا تھا۔

"بولو ——— کتے کے بچے۔ ورنہ" ——— جم مارکر نے اس بار بال چھوڑ کر ڈاکٹر جوزف کے نتھنوں میں انگلیاں گھسیڑتے ہوئے کہا اور زمین پر پڑا ہوا ڈاکٹر جوزف کا جسم مرغ بسمل کی طرح پھڑکنے لگا۔

"بب ——— بب ——— بتاتا ہوں ——— مجھے چھوڑ دو" ——— ڈاکٹر جوزف نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔ اس کی حالت واقعی بے حد خراب ہو گئی تھی۔

"بتاؤ فوراً" ——— جم مارکر نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا البتہ اس نے اپنی انگلیاں باہر نکال لی تھیں اور شاید بوڑھے ڈاکٹر جوزف کے اعصاب اب مکمل طور پر جواب دے چکے تھے۔ اس نے واقعی نیچے تہہ خانوں اس کے خفیہ راستہ اور وہاں موجود افراد کی پوری تفصیل بتا دی۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ نیچے صحت مند صرف تین آدمی ہیں" ——— جم مارکر نے ڈاکٹر کے لباس سے ہی اپنی انگلیاں صاف کر کے سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— میں درست کہہ رہا ہوں" ——— ڈاکٹر جوزف نے کراہتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز ڈوب رہی تھی اور آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں۔ یقیناً خوفناک تکلیف کے اچانک ختم ہونے کی وجہ سے نفسیاتی طور پر اس کے اعصاب کا ردعمل اسے بیہوش کر رہا تھا۔ اور پھر واقعی وہ بیہوش ہو گیا۔

"باہر سے آدمی بلا لوں" ——— کرنل بلاشر نے کہا۔

"نہیں ——— تین افراد کے لئے ہم ہی کافی ہیں۔ اور اس بار تو صرف گولیاں ہی چلانی ہیں ——— عمران زخمی ہے۔ اس لئے وہ تو ویسے بھی حرکت نہ کر سکے گا اور باقیوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔ اس لئے جو نظر آئے گولی سے اڑا دو" ——— جم مارکر نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ سب یکے بعد دیگرے باہر نکلے اور تیزی سے اس راہداری کی طرف دوڑتے گئے جس کے اختتام پر دیوار میں ہی دراصل نیچے جانے کا راستہ موجود تھا۔ وہ تیزی سے راہداری کے اختتام تک پہنچے ان سب کے ہاتھوں میں ریوالور سنبھلے ہوئے تھے اور ان کے چہروں پر جوش کے آثار نمایاں تھے۔ جم مارکر سب سے آگے تھا اس نے دیوار کی جڑ میں ابھری ہوئی اینٹ پر زور سے بوٹ کی ٹو کی ٹھوکر ماری تو دیوار درمیان سے علیحدہ ہو کر سائیڈوں میں گھس گئی۔ اب نیچے جاتی ہوئی ڈھلوان سی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ وہ تیزی سے اس ڈھلوان پر دوڑتے ہوئے نیچے ایک اور راہداری میں پہنچے۔ اس راہداری میں ں کے قریب کمرے تھے لیکن یہاں مکمل خاموشی تھی اور پھر بڑے چوکنے انداز میں انہوں نے

ایک ایک کمرہ چیک کر لیا لیکن تمام کمرے خالی پڑے ہوتے تھے وہاں ہر قسم کا سامان تو موجود تھا لیکن آدمی کوئی بھی نہ تھا۔

"کیا مطلب — یہ کہاں چلے گئے — کیا کوئی اور راستہ بھی ہے؟" جم مارکر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس ڈاکٹر نے ہمیں چکر دیا ہے — یا تو یہ حصہ نہیں ہے یا پھر کوئی اور خفیہ راستہ ہے" — کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"آؤ — اب دیکھو کہ میں اس ڈاکٹر کا کیا حشر کرتا ہوں" — جم مارکر نے غراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر واپس دوڑ پڑا۔ وہ دیوار ان کے عقب میں خود بخود برابر ہو چکی تھی۔ دیوار کے پاس پہنچ کر جم مارکر نے اس کی جڑ میں بار بار پیر مارے لیکن دیوار کھلی ہی نہ — اور وہاں کوئی اینٹ ابھری ہوئی بھی نظر نہ آ رہی تھی۔ جم مارکر پاگلوں کے سے انداز میں بار بار ٹھوکریں مارتا رہا لیکن مضبوط دیوار اسی طرح اپنی جگہ قائم تھی۔ اس نے ادھر ادھر بھی دیکھا سائیڈ کی دیواروں پر بھی ہاتھ مارے لیکن بے سود۔ دیوار کھل ہی نہ سکی۔

"اوہ! — یہ کوئی چکر چل گیا ہے ہمارے ساتھ" — جم مارکر نے چیختے ہوئے انداز میں کہا اور باقی کرنل بھی بری طرح پریشان ہو گئے لیکن ان کی سمجھ میں بھی کوئی بات نہ آ رہی تھی۔

"اب کیا ہوگا — ہم تو بری طرح پھنس گئے" — کرنل ولسن نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کے میکنزم میں کوئی خرابی کی گئی ہے اور لازماً یہ ہمیں ٹریپ کرنے کے لئے کیا گیا ہے — یہ دوسری طرف سے تو ٹھیک انداز میں کھلی تھی مگر اب" — جم مارکر نے پیچھے ہٹ کر ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ اب غور سے اس دیوار کی جڑ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے زمین کے ساتھ لیٹ کر اور بھی زیادہ نزدیک سے دیکھنا شروع کر دیا۔ اور پھر وہ یکلخت چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ایک جگہ جہاں جڑ میں باریک سی جھری نظر آ رہی تھی اپنی چھوٹی انگلی ڈالی اور پھر ناخن کی مدد سے اس نے اس جگہ کو کھرچنا شروع کر دیا اور تھوڑی سی کوشش کے بعد ایک سکہ تھوڑا سا باہر نکل آیا۔ پھر جم مارکر نے اس سکے کو چٹکی سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے کھینچا تو ہلکی سی کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس جگہ سے ذرا اوپر ایک اینٹ قدرے باہر کو نکل آئی۔ جم مارکر اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اس نے اس ابھری ہوئی اینٹ پر پیر مارا تو اس بار دیوار پہلے کی طرح درمیان سے ہٹ کر سائیڈوں میں غائب ہو گئی اور وہ سب دوڑتے ہوئے ڈاکٹر جوزف کے دفتر کی طرف بڑھنے لگے۔ دیوار ان کے عقب میں ایک بار پھر برابر ہو چکی تھی۔

"جلدی کرو — ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔ انہیں ڈاکٹر جوزف پر شک ہو گیا ہے۔ وہ لوگ اس کے دفتر میں ہیں" — چوہان نے دوڑ کر ٹائیگر اور نعمانی کے پاس پہنچتے ہوئے کہا۔

"لیکن کہاں اور کس طرح جائیں — تین افراد شدید زخمی ہیں" — نعمانی نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں یہاں سے جیٹ جہاز اغوا کر لینا چاہیے" — ٹائیگر نے کہا۔

"ایک تو یہ جنگی جہاز ہیں اور ان میں تو صرف ایک دو آدمیوں کے بیٹھنے کی ہی گنجائش ہوتی ہے — مریضوں کو کیسے لے جائیں گے اور پھر یہاں سے مریضوں کو جہاز تک لے جانا اور جہاز میں منتقل کرنا — نہیں۔ یہ کام نہیں ہو سکتا" — نعمانی نے کہا۔

"ٹائیگر کی تجویز درست ہے نعمانی! — اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے — یہاں ڈاکٹروں کے کوٹ موجود ہیں وہ ہم پہن لیتے ہیں اور ریوالونگ اسٹریچروں پر انہیں ڈال کر یہاں سے نکلتے ہیں۔ اوپر وہ ہسپتال چیک کر چکے ہیں اس لئے اب وہ دوبارہ چیک نہ کریں گے۔ اس دوران ہم کوئی تجویز سوچ لیں گے — یہاں سے نکلو" — چوہان نے کہا۔

اسی لمحے وہ نوجوان ڈاکٹر دوڑتا ہوا آیا اور اس نے فون کال آنے اور پھر ڈاکٹر جوزف کے چیخ کر فقرہ کہنے کی بات سنا دی۔

"اوہ! جلدی کرو نکلو — ورنہ یہاں ہم واقعی چوہوں کی طرح مارے جائیں گے" — اس بار تینوں نے بیک آواز ہو کر کہا اور پھر انہوں نے تیزی سے حرکت شروع کر دی۔ عمران، صدیقی اور خاور کو انہوں نے فوری طور پر ریوالونگ اسٹریچروں پر منتقل کیا۔ نوجوان ڈاکٹر نے ان کے لئے سفید کوٹ اور ڈاکٹروں والی ٹوپیاں لا کر دیں اور چند لمحوں بعد وہ اسٹریچر دھکیلتے ہوئے اس خفیہ راستے تک پہنچ گئے۔

"چوہان! — تمہاری جیب میں کوئی سکہ ہے" — عمران نے پوچھا۔

"ہاں ہے" — چوہان نے جلدی سے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک سکہ نکالتے ہوئے کہا۔

"اس اینٹ کو دباؤ۔ جب دیوار ہٹ جائے تو تم اس اینٹ کے عین نیچے جھری میں یہ سکہ اچھی طرح پھنسا دو۔ اس طرح کہ باہر سے نظر نہ آئے اس طرح ہمارے جانے کے بعد جب یہ دیوار دوبارہ بند ہو گی تو پھر دوسری طرف سے تو کھل سکے گی لیکن اندر سے نہ کھل سکے گی — مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ اندر آئیں گے اور پھر باہر نہ نکل سکیں گے۔ اس طرح ہمیں وقت

مل جاتے گا" ——— عمران نے کہا اور چوہان نے سر ہلا دیا۔ دیوار ہٹنے کے بعد اس نے عمران کی ہدایات کے مطابق سکہ اس جھری کے اندر اچھی طرح پھنسا دیا اور پھر وہ اسٹریچر دھکیلتے ہوئے اس دیوار کی دوسری طرف پہنچے تو چند لمحوں بعد دیوار کھٹاک سے ان کے عقب میں برابر ہو گئی۔ شاید اس کا باقاعدہ بند ہونے کا وقفہ ایڈجسٹ کیا گیا تھا۔

راہداری کراس کر کے وہ ایک جنرل وارڈ میں پہنچ گئے۔ جنرل وارڈ میں مریضوں کے درمیان سے اسٹریچر تیزی سے چلاتے ہوئے وہ ایک اور پرائیویٹ وارڈ کی طرف بڑھ گئے۔ اس وارڈ کا انہیں اس نوجوان ڈاکٹر نے کہا تھا کیونکہ وہ یہاں کا انچارج تھا۔

ٹائیگر اس پرائیویٹ وارڈ میں اسٹریچر چھوڑ کر تیزی سے وارڈ کے دوسرے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے اس کھلے دروازے کے باہر ایک ایمبولینس کی جھلک دیکھی تھی۔ باہر نکلتے ہی وہ ایمبولینس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ یکلخت چونک پڑا۔ ہسپتال کی عمارت کے انتہائی بائیں جانب بڑے بڑے ہینگر بنے ہوئے تھے جن میں سے ایک ہینگر میں اسے ایسا طیارہ کھڑا نظر آیا تھا جو بیک وقت ٹرانسپورٹ طیارہ بھی تھا اور جنگی بھی۔ اس طیارے میں اتنی گنجائش موجود تھی کہ وہ سب آسانی سے اس میں سما سکتے تھے۔ ہینگر میں تین افراد بھی کھڑے اسے نظر آ گئے تھے۔ وہ تیزی سے ایمبولینس کی طرف مڑا۔ ایمبولینس خالی کھڑی تھی۔ اس کا ڈرائیور شاید اندر ڈیوٹی روم میں تھا اور قانون کے مطابق چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ ٹائیگر نے ایک لمحے میں ساری پلاننگ بنائی اور پھر دوڑتا ہوا واپس اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جب اپنی پلاننگ عمران اور دوسرے ساتھیوں کو بتائی تو سب کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

"اوہ ویری گڈ ——— چوہان اور نعمانی دونوں ماہر پائلٹ ہیں ——— ٹھیک ہے۔ وہ لوگ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ یہی صورت ٹھیک ہے ——— یہاں سے تو نکلیں" ——— عمران نے کہا اور پھر وہ اسٹریچر چلاتے بلکہ ایک لحاظ سے دوڑاتے ہوئے ایمبولینس والے گیٹ کے پاس پہنچ گئے۔ چوہان نے دوڑ کر ایمبولینس کا عقبی دروازہ کھولا اور پھر نعمانی، چوہان اور ٹائیگر نے مل کر اسٹریچروں کو بڑی ایمبولینس کے اندر پہنچا دیا۔ ریوالونگ اسٹریچر بنائے ہی اس تکنیک سے جاتے تھے کہ وہ آسانی سے ایمبولینس کے اندر چلے جاتے تھے۔ ایمبولینس میں چار اسٹریچروں کی گنجائش تھی اس لئے تین اسٹریچر آسانی سے اس کے اندر آ گئے۔ پھر چوہان تو اسٹریچروں کے ساتھ اندر رہ گیا جبکہ نعمانی اور ٹائیگر فرنٹ پر بیٹھ گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ ٹائیگر نے سنبھالی۔ دوسرے لمحے ایمبولینس سٹارٹ ہو کر تیزی سے گھومی اور تیر کی طرح اس ہینگر کی طرف دوڑنے لگی۔ ٹائیگر اسے پوری رفتار سے دوڑاتے چلا جا رہا تھا۔ ہینگر میں موجود تینوں آدمی ایمبولینس کو اپنی طرف آتا دیکھ کر ہینگر کے کھلے دروازے میں آ گئے۔ ان کے چہروں پر موجود حیرت دور سے ہی نمایاں نظر آ رہی تھی۔ ٹائیگر ایمبولینس کو اس بڑے ہینگر کے اندر لے جاتا گیا اور اس نے عین اس جگہ جا کر ایمبولینس روکی جہاں اس طیارے کا مین گیٹ تھا۔ ہینگر کے نگران تینوں افراد اب ایمبولینس کی طرف آ رہے تھے۔ ایمبولینس رکتے ہی ٹائیگر، نعمانی فرنٹ سے اور چوہان عقبی دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"کیا بات ہے ڈاکٹر ——— یہ ایمبولینس" ——— قریب پہنچتے ہوئے ان تینوں میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایمرجنسی ——— ادھر آئیے" ——— چوہان نے تیز لہجے میں کہا اور پھر ان

تینوں کو اس طرح سائیڈ پر لے گیا جیسے کوئی اہم بات بتانا چاہتا ہو۔ ٹائیگر اور نعمانی بھی ساتھ تھے۔ اور سائیڈ میں پہنچتے ہی وہ تینوں بھوکے عقابوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے اور چند لمحوں کی کشمکش کے بعد ہی وہ تینوں کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے جلدی کی وجہ سے تینوں کی گردنیں توڑ دی تھیں۔

"جلدی کرو ——— طیارے میں لوڈنگ کرو" ——— چوہان نے کہا اور پھر وہ اسٹریچروں کو ایمبولینس سے باہر نکلنے اور طیارے کا دروازہ کھولنے میں لگ گئے۔ وہ انتہائی پھرتی سے کام کر رہے تھے اور پھر واقعی انہوں نے اتنی تیز رفتاری سے عمران، صدیقی اور خاور کے اسٹریچروں کو طیارے کے اندر پہنچا دیا کہ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے جادو کا کھیل ہو رہا ہو یا جیسے فلم کو اگر ڈبل سپیڈ پر چلا دیا جائے تو فلم کے کردار بجلی کی سی تیزی سے حرکت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

چوہان نے بھاگ کر پائلٹ سیٹ سنبھالی۔ طیارہ ہر لحاظ سے پرواز کے لئے او۔ کے تھا۔ نعمانی نے کو پائلٹ کی سیٹ سنبھال لی۔ ٹائیگر نے طیارے کا دروازہ بند کیا اور اس کے ساتھ ہی طیارے کا انجن چل پڑا۔

"موسٹ ایمرجنسی میڈیکل فلائٹ کے الفاظ کہنا چوہان! ——— پھر تمہیں فوری پرواز کی اجازت مل جائے گی" ——— عمران نے جس کا اسٹریچر قریب تھا چیخ کر کہا اور چوہان نے سر ہلا دیا۔

طیارہ ہینگر سے ٹیکسی کرتا ہوا باہر نکلا۔ دور رن وے نظر آ رہا تھا اور چوہان نے طیارہ اس رن وے کی طرف بڑھانا شروع کر دیا۔ لیکن اسی لمحے ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

"ہیلو ——— ٹی۔ ایف۔ تھرٹی ——— ہیلو ٹی۔ ایف تھرٹی ——— تم ہینگر سے کیوں نکلے ہو ——— کون چلا رہا ہے طیارہ" ——— ٹرانسمیٹر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ایمرجنسی ——— میڈیکل پائلٹ سپیکنگ فرام ٹی۔ ایف تھرٹی ——— موسٹ ایمرجنسی۔ میڈیکل فلائٹ۔ اوور" ——— چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— میڈیکل فلائٹ ——— ٹھیک ہے۔ دائیں طرف مڑ جاؤ رن وے نمبر ٹو پر ——— ہوا کا رخ شمال کی طرف ہے۔ اس لئے سیدھے چلے جاؤ ——— کہاں جانا ہے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے میڈیکل فلائٹ کے الفاظ سنتے ہی نرم لہجے میں کہا گیا۔

"موسٹ ایمرجنسی ——— وقت مت ضائع کرو" ——— چوہان نے غراتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ——— او۔ کے ——— پرواز کر جاؤ۔ میں نے فلائٹ کنٹرول کمپیوٹر آن کر دیا ہے۔ وہ تمہاری رہنمائی کرے گا ——— اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور چوہان نے طیارے کا رخ بدل کر اس کی رفتار بڑھا دی۔ اور میڈیکل طیارہ تیزی سے رن وے نمبر ٹو کی طرف بڑھنے لگا۔ رن وے کے آغاز پر چھوٹے چھوٹے بورڈ موجود تھے جن پر رن وے کے نمبر لگے ہوئے تھے۔ رن وے تک پہنچتے پہنچتے طیارے کی رفتار اور بھی تیز ہو گئی۔ رفتار لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

ٹرانسمیٹر سے اب فلائٹ کنٹرول کمپیوٹر کی مشینی ہدایات سنائی دے رہی تھیں اور پھر انہی ہدایات کے تحت چوہان نے بڑی مہارت سے طیارے کو فضا میں بلند کیا اور طیارہ تیزی سے فضا کا سینہ چیرتا ہوا اوپر ہی اوپر

اٹھتا چلا گیا۔

"سکی دے پر چلو۔ اس طرح ہم جلد از جلد اسرائیل کی سرحد کراس کر کے وہاں پہنچ جائیں گے ــــ رفتار انتہائی تیز رکھو ــــ جم مارکر جس ذہن کا آدمی ہے وہ زیادہ دیر تک اندر بند نہ رہے گا اور جیسے ہی اُسے اس کھیل کا پتہ چلا تو پوری اسرائیلی ایئر فورس ہم پر ٹوٹ پڑے گی" ــــ عمران نے کہا اور چوہان نے سر ہلا دیا۔

طیارہ واقعی انتہائی رفتار سے اُڑا جا رہا تھا۔ چوہان نے چونکہ باقاعدہ جنگی پائلٹ کی تربیت لی ہوئی تھی اس لئے وہ واقعی انتہائی مہارت سے طیارہ اڑا رہا تھا، اور جیسے جیسے طیارہ سکی دے پر آگے بڑھتا جا رہا تھا عمران سمیت سب ساتھیوں کے چہروں پر چھایا ہوا تناؤ اطمینان میں بدلتا جا رہا تھا۔

جم مارکر اور اس کے ساتھی پاگلوں کے سے انداز میں دوڑتے ہوئے اوپر ہسپتال میں پہنچے۔ لیکن وہاں کوئی بھی خلاف معمول سرگرمی نظر نہ آ رہی تھی وہ سیدھے ڈاکٹر جوزف کے دفتر میں پہنچے تو وہاں سے ڈاکٹر جوزف کو لے جایا گیا تھا اور دفتر خالی پڑا ہوا تھا۔

"کہاں ہے ڈاکٹر جوزف" ــــ ؟ جم مارکر نے مڑ کر دفتر سے باہر موجود ایک ملازم سے سخت لہجے میں پوچھا۔

"بڑے ڈاکٹر صاحب کو ایمرجنسی روم میں لے جایا گیا ہے جناب! ــــ وہ یہاں اندر بیہوش پڑے تھے جناب" ــــ ملازم نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"آپ سب صاحبان پورے ہسپتال میں پھیل جائیں ــــ ایک ایک مریض کا چہرہ چیک کریں۔ وہ لازماً یہیں چھپے ہوتے ہوں گے۔ وہ یہاں سے کسی صورت باہر نہیں جا سکتے ــــ میں ڈاکٹر جوزف سے بات کرتا ہوں" ــــ جم مارکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود تیزی سے اس ملازم کو ساتھ لے کر

ایمرجنسی روم کی طرف بڑھ گیا۔

ایمرجنسی روم کا دروازہ بند تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا، دروازہ کھلا اور چار ڈاکٹر منہ لٹکائے باہر نکلے۔

"ڈاکٹر جوزف کی کیا پوزیشن ہے"۔۔۔ جم مارکر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"وہ وفات پا گئے ہیں جناب!۔۔۔ ان کے دماغ میں چوٹیں آئی ہیں ہم نے آپریشن بھی کیا لیکن وہ بچ نہ سکے"۔۔۔ ایک ڈاکٹر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ!۔۔۔ اس نے بھی ابھی مرنا تھا۔۔۔ احمق۔ نانسنس!۔۔۔ اگر یہ مر نہ جاتا تو میں اس کے حلق میں انگلی ڈال کر اصل بات باہر نکال لیتا"۔۔۔ جم مارکر نے بری طرح جھنجلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور سارے ڈاکٹر حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ ان کے چہروں پر اپنے سینئر ڈاکٹر کی وفات کے بعد جم مارکر کے ایسے ریمارکس سے انتہائی ناخوشگوار تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب!۔۔۔ ڈاکٹر جوزف تو اسرائیل کے سب سے ماہر سرجن تھے۔۔۔ ان کی وفات تو ایک بہت بڑا المیہ ہے"۔۔۔ ایک ڈاکٹر نے تلخ لہجے میں جم مارکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ فلسطینیوں کا ایجنٹ تھا۔۔۔ اسرائیل کا دشمن۔۔۔ اس نے یہاں خفیہ ہسپتال قائم کر رکھا تھا"۔۔۔ جم مارکر نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر جوزف نے یہاں خفیہ ہسپتال۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ البتہ پیچھے انہوں نے آرام کے لئے چند کمرے ضرور بنوا رکھے تھے۔۔۔ لیکن وہ تو فلسطینیوں کے کٹر دشمن تھے"۔۔۔ اسی ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے ایک ملازم دوڑتا ہوا ان کے قریب پہنچا۔

"ڈاکٹر شموئیل!۔۔۔ وائس ایئر مارشل صاحب کی کال ہے۔ وہ ڈاکٹر جوزف سے بات کرنا چاہتے تھے۔ لیکن میں نے جب انہیں بتایا کہ ڈاکٹر جوزف صاحب وفات پا گئے ہیں تو انہوں نے آپ سے بات کرنے کے لئے کہا ہے"۔۔۔ ملازم نے قریب آ کر اسی ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا جو جم مارکر سے بات کر رہا تھا اور جم مارکر سمجھ گیا کہ ڈاکٹر جوزف کے بعد یہی سب سے سینئر ڈاکٹر ہے۔

"وائس ایئر مارشل صاحب۔۔۔ خیر میں دیکھ لیتا ہوں"۔۔۔ ڈاکٹر شموئیل نے حیرت بھرے انداز میں سر جھٹکتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے ڈاکٹر جوزف کے دفتر کی طرف چل پڑا۔ جم مارکر بھی ہونٹ بھینچے اس کے ساتھ تھا اس کے چہرے پر شدید ترین پریشانی اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اب وہ کیا کرے۔ کہاں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈھونڈے۔ بہرحال اب یہی ہو سکتا تھا کہ اس کے ساتھی کوئی رپورٹ کریں کیونکہ اسے اب بھی یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی ہسپتال کے اندر ہی کہیں چھپے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر شموئیل نے میز پر علیحدہ رکھا ہوا رسیور اٹھایا۔

"یس۔۔۔ ڈاکٹر شموئیل اٹنڈنگ"۔۔۔ ڈاکٹر شموئیل نے کہا۔

"وائس ایئر مارشل صاحب سے بات کریں جناب"۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رسیور پر وائس ایئر مارشل کی آواز گونجی۔

"ہیلو ڈاکٹر شموئیل!۔۔۔ ڈاکٹر جوزف کو کیا ہوا ہے۔۔۔ ابھی میں ملا تھا تو

"وہ اچھے بھلے تھے ___ مگر اب مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ وفات پا گئے ہیں" ___ دوسری طرف سے وائس ایئر مارشل نے پوچھا۔

"ان کے سر پر شدید اندرونی چوٹیں آئی ہیں ___ وہ اپنے دفتر میں ہی بیہوش پڑے پائے گئے تھے ___ ہم نے ان کا آپریشن بھی کیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے ہیں" ___ ڈاکٹر شموئیل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اچھا ! ___ کیسے چوٹیں آگئیں ___ ؟ کیا وہ گر گئے تھے" ___ ؟ وائس ایئر مارشل نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"معلوم نہیں جناب ! ___ ہمیں تو بس یہی اطلاع ملی تھی کہ وہ دفتر کے قالین پر بیہوش پڑے ہیں" ___ ڈاکٹر شموئیل نے کہا اور جم مارکر منہ بنا کر باہر کی طرف جانے لگا۔ کیونکہ ان دونوں کی باتوں سے اس کا سارا تجسس ختم ہو گیا تھا۔ وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وائس ایئر مارشل ڈاکٹر جوزف کے بارے میں پوچھنے کے لئے کال کر رہا ہے۔ اس کے ساتھی ابھی تک واپس نہ آئے تھے۔ شاید ابھی چیکنگ جاری تھی اور ظاہر ہے ہسپتال کافی بڑا تھا اس لئے وقت تو لگنا تھا۔ لیکن اس وقت اس کے پورے جسم پر بے چینی اور اضطراب نے جیسے گھیرا ڈال رکھا تھا لیکن وہ واقعی اپنے آپ کو اس وقت شدید بے بس سا محسوس کر رہا تھا۔

"خیر آپ ضرور تحقیقات کریں ___ میں نے اس لئے کال کی تھی کہ مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ اڈے سے ایک موسٹ ایمرجنسی میڈیکل فلائٹ گئی ہے۔ حالانکہ مجھے اس بارے میں پیشگی کوئی اطلاع نہیں دی گئی حالانکہ قانوناً ایسی اطلاع ضروری تھی" ___ وائس ایئر مارشل نے کہا۔

"میڈیکل فلائٹ ___ کیا مطلب ! ___ ہمارے ہاں سے تو کوئی میڈیکل

فلائٹ نہیں بھیجی گئی۔ اور ظاہر ہے اگر ایسی فلائٹ جاتی تو ہم آپ کو ہی کہتے۔ اب ہم ڈاکٹر تو کوئی جہاز اڑانے سے رہے" ___ ڈاکٹر شموئیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور جم مارکر میڈیکل فلائٹ کا سن کر بری طرح اچھلا اور دوسرے لمحے اس نے جھپٹ کر اس طرح ڈاکٹر شموئیل کے ہاتھ سے رسیور جھپٹا کہ ڈاکٹر شموئیل دھکا لگنے سے لڑکھڑاتا ہوا دو قدم ایک طرف ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے یکلخت جل سا اٹھا۔ لیکن ظاہر ہے جم مارکر کو اس کی پرواہ تو ایک طرف دیکھنے کی بھی فرصت نہ تھی۔

"ہیلو وائس ایئر مارشل ! ___ میں جم مارکر بول رہا ہوں۔ آپ کس میڈیکل فلائٹ کی بات کر رہے ہیں" ___ ؟ جم مارکر نے چیختے ہوئے پوچھا۔

"وہ میں ڈاکٹر شموئیل سے بات کر رہا تھا ___ آپ بتائیں۔ آپ کے مجرم ملے ہیں" ___ وائس ایئر مارشل کے لہجے میں ناخوشگواری نمایاں تھی۔ شاید جم مارکر کا اس طرح بیچ کر بات کرنا اسے ناگوار گزرا تھا۔

"اوہ ! ___ جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ" ___ جم مارکر نے اتنے زور سے دانت پیستے ہوئے کہا کہ یقیناً اس کے دانت پیسنے کی آواز بھی وائس ایئر مارشل تک پہنچ گئی ہو گی۔

"ابھی پانچ منٹ پہلے گئی ہے ___ موسٹ ایمرجنسی میڈیکل پرواز کی وجہ سے ٹاور نے اسے کلیئر کر دیا اور پھر مجھے حسب ضابطہ رپورٹ بھیجی ___ یہ چونکہ قواعد کیخلاف بات تھی کہ مجھے اطلاع پہلے نہیں دی گئی اس لئے میں نے سوچا کہ ڈاکٹر جوزف سے بات کر لوں۔ ہو سکتا ہے کہ انتہائی موسٹ ایمرجنسی ہو۔ اس لئے اطلاع دینے کا وقت نہ ملا ہو" ___ وائس ایئر مارشل نے اس بار تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — اوہ! وہ مجرم اس طرح فرار ہو گئے ہیں — لیکن پائلٹ کہاں سے آیا — ؟ کونسا طیارہ تھا — ؟ کس طرح وہ جہاز تک پہنچے؟ کیا مطلب ہے — یہ کیا ہو رہا ہے" — ؟ جم مارکر نے اس قدر زور سے چیختے ہوئے کہا کہ آخر میں اس کی آواز پھٹ گئی۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ! — مجرم فرار ہو گئے ہیں — ایسا کیسے ممکن ہے — ٹی ایف طیارہ تھا وہ میڈیکل فلائٹ پر ہی جاتا رہتا ہے — پائلٹ بھی ظاہر ہے اسی طیارے کا ہوگا — لیکن آپ کو کیا ہوگیا ہے"؟ وائس ایئر مارشل کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ تلخی بھی موجود تھی۔

"اوہ! — فوراً ٹاور پر پہنچیں — غضب ہوگیا — مجرم طیارہ لے کر ایمرجنسی میڈیکل فلائٹ کے چکر میں نکل گئے ہیں۔ ہمیں فوراً یہ طیارہ تباہ کرنا ہے" — جم مارکر نے چیختے ہوئے کہا اور پھر رسیور میز پر ہی گرا کر وہ پلٹا تو کرنل ڈیوڈ آتا ہوا دکھائی دیا۔

"آؤ کرنل! — مجرم نکل گئے میڈیکل فلائٹ کے چکر میں۔ آؤ" — جم مارکر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے بیرونی گیٹ کی طرف دوڑ پڑا۔ کرنل ڈیوڈ بھی حیرت سے منہ پھاڑے اس کے پیچھے دوڑا۔ چونکہ باہر ان کے لئے کوئی گاڑی موجود نہ تھی وہ وائس ایئر مارشل کے ساتھ پیدل ہی آئے تھے اس لئے وہ دونوں ہی دوڑتے ہوئے ٹاور کی طرف جانے لگے جم مارکر تو اس طرح دوڑ رہا تھا جیسے اس کے پیروں میں پنکھے لگ گئے ہوں جب کہ کرنل ڈیوڈ بس دوڑ ہی رہا تھا۔ ہوائی اڈے میں کام کرنے والے افراد حیرت سے ان دونوں کو اس طرح بے تحاشا انداز میں دوڑتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ ٹاور تک پہنچتے پہنچتے کرنل ڈیوڈ کا سانس بری طرح پھول گیا تھا جب کہ جم مارکر کا صرف سانس ہی تیز ہوا تھا لیکن اس کا چہرہ پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔

اسی لمحے وائس ایئر مارشل بھی ٹاور کے کنٹرولنگ روم میں داخل ہوا۔ کنٹرولنگ روم میں موجود آپریٹر اور دوسرے افراد بوکھلا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"دیکھو — دیکھو کہاں ہے اس وقت وہ میڈیکل فلائٹ — اسے ہٹ کر دو۔ پورا سکوارڈن بھیجو۔ فوراً — اڑا دو اسے — تباہ کر دو" — جم مارکر نے اندر داخل ہوتے ہی چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ سر! — ہمارا پائلٹ اور ہمارا اتنا قیمتی ٹرانسپورٹ فائٹر طیارہ کس طرح تباہ کیا جا سکتا ہے — میری بات کرائیں پائلٹ سے — کون ہے پائلٹ" — وائس ایئر مارشل نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"ایمرجنسی میڈیکل پائلٹ بتایا تھا سر — موسٹ ایمرجنسی کی وجہ سے ہم نے مزید تفصیل نہیں پوچھی" — آپریٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے جلدی سے جھک کر ایک ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور مائیک لے کر بولنے لگا۔

"ہیلو ہیلو — پائلٹ ٹی۔ ایف تھرٹی میڈیکل فلائٹ — کنٹرول ٹاور کالنگ یو۔ اوور" — آپریٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس ٹی۔ ایف تھرٹی اٹنڈنگ۔ اوور" — ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"یہ کس کی آواز ہے۔ ایسی آواز تو اڈے کے کسی پائلٹ کی نہیں ہے" — وائس ایئر مارشل نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا اور جم مارکر نے جھپٹ کر مائیک آپریٹر کے ہاتھ سے لے لیا۔

"میں ڈبل ریڈ اتھارٹی جم مارکر بول رہا ہوں۔ فوراً طیارہ موڑ کر واپس لے آؤ۔ ورنہ تمہارا طیارہ تباہ کر دیا جائیگا۔ اوور" — جم مارکر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"مبارک ہو جم مارکر! ـــ بڑی جلدی ترقی کر لی ڈبل ریڈ یعنی چونچ بھی سرخ اور دم بھی سرخ ـ اوور" ـــ اچانک ٹرانسمیٹر سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور جم مارکر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر ایک نہیں بلکہ دس بارہ بم اکٹھے پھٹ پڑے ہوں۔

"یو سن آف بچ ـــ میں تمہاری بوٹیاں اڑا دونگا ـــ تم مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ اوور" ـــ جم مارکر نے شدید غصیلے لہجے میں کہا۔

"دھیرج دھیرج جم مارکر! ـــ کیوں سٹیج کے مسخروں کی طرح گلا پھاڑ رہے ہو۔ آرام سے بولو۔ آخر تم اسرائیلی سیکرٹ سروس کے چیف ہو۔ میں نے تو سوچا تھا کہ تم سے دو دو ہاتھ کر کے ہی واپس جاؤں گا تاکہ اسرائیل کے صدر کو معلوم ہو جاتے کہ انہوں نے جسے سیکرٹ سروس کا چیف بنایا ہے وہ تو بیچارہ صرف چوہے مار بہادر ہے اور بس۔ لیکن مجبوری تھی میں شدید زخمی ہو گیا تھا بہر حال یار زندہ صحبت باقی۔ پھر ملیں گے۔ اس وقت تک تم دو چار اور چوہے مار کر ڈبل ریڈ کی بجائے ٹرپل ریڈ وغیرہ ہو جاؤ گے۔ اور سنو بـ جنگی سکواڈرن بھیجنے کی حماقت نہ کرنا۔ کیونکہ ہم سلکی وے پر جا رہے ہیں اور ہمارا طیارہ لوبانی سرحد کے قریب پہنچ چکا ہے۔ جب تک تمہارا جنگی سکواڈرن ہم تک پہنچے گا ہم لوبانی سرحد میں داخل ہو چکے ہونگے۔ لوبانی ایئر مارشل میرا لنگوٹیا یار ہے اور میں نے اسے کوڈ کال میں پوزیشن بتا دی ہے۔ لوبانی سکواڈرن اپنی سرحد پر ہمارے استقبال کے لئے فضا میں پرواز کر چکا ہے اور ہاں! ـــ یہ بھی سن لو کہ ایکس زیڈ فارمولا بھی میں اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ تم میں ذرا بھی عقل ہوتی تو تم میرے ساتھ میرے ساتھیوں کی بھی تلاشی فارمولے کی تلاش کے نقطہ نظر سے لیتے تو تمہیں ایکشن گروپ کے چوہان کے کوٹ کی جیب میں ٹیپ سے جڑا ہوا فارمولا بالکل نقد دستیاب ہو جاتا۔ ویسے وہ سکے والی ترکیب کیسی رہی۔ دیکھو

ایک معمولی سے سکے نے ڈبل ریڈ اتھارٹی کو اس وقت تک روکے رکھا جب تک ہم یہاں سے نکل نہ گئے اس طرح تمہیں اپنی ڈبل ریڈ اتھارٹی کی بے وقعتی کا احساس ہو گیا ہو گا ـــ صدر مملکت کو میرا سلام کہہ دینا۔ وہ یقیناً تمہارے لئے چلو بھر پانی کا انتظام کر دیں گے۔ اور اگر نہ ہو سکے تو میری طرف سے تمہیں مکمل دعوت ہے کہ پاکیشیا آؤ۔ وہاں میں تمہارے لئے چلو بھر پانی کا بندوبست ضرور کر دوں گا اور ہاں بـ صدر مملکت صاحب سے کہنا کہ ایسی اہم فلم آئندہ جب بھی گم ہو، مجھے دعوت دینا نہ بھولیں اور ایکس زیڈ فارمولا کی فلم کی دعوت کے لئے میری طرف سے ان کا شکریہ بھی ادا کر دینا ـــ یہ میں نے لمبی بات اس لئے کی ہے تاکہ لوبان سرحد کے مزید قریب پہنچ جاؤں۔ گڈ بائی ـــ حقیقتاً گڈ بائی ـــ اوور اینڈ آل"۔
دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور جم مارکر کو یوں محسوس ہوا جیسے واقعی وہ چلو بھر پانی میں ڈوب رہا ہو۔

"معلوم کرو کہاں ہے یہ ـــ فوراً اسے تباہ کر دو کسی بھی طرح ـــ پلیز اسے تباہ کر دو ـــ میں کہتا ہوں اسے تباہ کر دو" ـــ جم مارکر نے یکلخت پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ جناب! ـــ واقعی وہ لوبانی سرحد کے قریب پہنچ چکے ہیں ـــ یہ دیکھیے راڈار رپورٹ ـــ ہم نے تو میڈیکل فلائٹ کی وجہ سے اسے چیک نہ کیا تھا۔ اب تو کچھ نہیں ہو سکتا" ـــ یکلخت آپریٹر نے ایک ڈائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ اوہ ـــ کاش! میں اس سے پوچھ گچھ کے چکر میں نہ پڑتا۔ یہ واقعی شیطانی روح ہے" ـــ جم مارکر نے لیسے لہجے میں کہا جیسے کوئی جواری اپنی زندگی کی آخری بازی ہار کر انتہائی مایوسانہ لہجے میں بات کرتا ہے اور پھر وہ سر جھکائے کنٹرول روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ختم شد

وائٹ شیڈو
ایک یورپی ملک کی سرکاری ایجنسی جسے اپنے سپر ایجنٹوں پر ناز تھا۔

وائٹ شیڈو
جس نے پاکیشیا میں اپنا مشن انتہائی کامیابی سے مکمل کر لیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کانوں کان خبر تک نہ ہو سکی۔

وائٹ شیڈو
جس کے مقابل جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس میدان میں اتری تو اسے ایک دور دراز جزیرے پر موت اور زندگی کی خوفناک جنگ لڑنا پڑی۔

پھر کیا ہوا ——————؟

وائٹ شیڈو
جس کے ٹاپ ایجنٹوں کے ساتھ کھلے میدان میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایسا خوفناک مقابلہ ہوا کہ میدان پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کربناک

اور پاکیشیا

سیکرٹ سروس اس میں موجود تھی اور نیلی کاپٹر کے پرزے فضا میں بکھرتے چلے گئے۔ انتہائی حیرت انگیز سچوئیشن

وائٹ شیڈو
جس کے ایجنٹوں کی فائرنگ سے صفدر، تنویر اور جولیا عمران کی آنکھوں کے سامنے ہٹ ہو گئے۔ کیا عمران اس قدر بے بس ہو چکا تھا ——————؟

وہ لمحہ جب آخری فیصلہ سامنے آ گیا

یہ فیصلہ کیا تھا

مشین گنوں اور میزائل گنوں کی خوفناک اور مسلسل فائرنگ

بموں کے دل ہلا دینے والے دھماکوں کے درمیان

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس

کی انتہائی جان توڑ جدوجہد۔ ناقابل فراموش کہانی

تیز رفتار ایکشن اور اعصاب کو چٹخا دینے والے سسپنس کے ساتھ ساتھ لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات سے بھرپور جاسوسی ادب میں ایک یادگار اضافہ

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

مکمل ناول

سوانا

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

سوانا — یہودیوں کی ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم جس پر اسرائیلی حکام بھی ہاتھ ڈالنے سے ڈرتے تھے۔

سوانا — جس نے پاکیشیا کا فارمولا اسرائیل سے زبردستی حاصل کرلیا اور اسرائیل باوجود ریاستی طاقت کے اس کے خلاف کچھ بھی نہ کرسکا۔ کیوں ——؟

سوانا — جس کے خلاف خود اسرائیلی حکام نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مخبری کی۔ کیوں ——؟

سوانا — جس کے خلاف عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آئی تو انہیں مسلسل غنڈوں اور بدمعاشوں سے لڑنا پڑا۔ نتیجہ کیا نکلا ——؟

وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی غنڈوں اور بدمعاشوں کے ہاتھوں یقینی موت کے پھندے میں پھنس گئے۔ حیرت انگیز انجام ——؟

کیا — عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سوانا کے خلاف کامیاب ہوسکے۔ یا ——؟

انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز واقعات

تیز جسمانی ایکشن اور مسلسل سسپنس سے بھرپور ایک منفرد کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

مظہر کلیم ایم اے

شوٹر — یہودیوں کی ایک خفیہ بین الاقوامی تنظیم جس نے پاکیشیا کا بنیادی دفاعی پلان اس طرح چوری کرلیا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوسکی۔

چیپاگو — شوٹر کے تحت ایک خفیہ تنظیم جس نے پاکیشیا میں تمام کاروائی کی اور پاکیشیا کا دفاع اوپن ہوکر یہودیوں کے ہاتھوں میں پہنچ گیا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس — جسے شوٹر کا ہیڈکوارٹر ٹریس کرنے کے لئے انتہائی خوفناک مراحل سے گزرنا پڑا۔

شوٹر — جس کا ہیڈکوارٹر ایک خفیہ لیبارٹری کے ساتھ تھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے اس ہیڈکوارٹر اور لیبارٹری سے پاکیشیا کا دفاعی پلان واپس حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہوگیا۔ پھر؟

کیا — عمران اور اس کے ساتھی شوٹر اور چیپاگو کے خلاف اپنی جدوجہد میں کامیاب ہوسکے یا پاکیشیا ہمیشہ کے لئے یہودیوں کے ہاتھوں یرغمال بن کر رہ گیا؟

✤ دیوانہ وار جدوجہد۔ مسلسل اور جان لیوا اقدامات کے باوجود ہر قدم پر ناکامی ✤

انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز واقعات پر مبنی ایک منفرد کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ منفرد اور ہنگامہ خیز ناول

بلیک تھنڈر سیکشن

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

بلیک تھنڈر کے اے سیکشن نے پاکیشیا کے خلاف اپنا مشن انتہائی کامیابی سے مکمل کیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں بھی نہ آ سکی۔ کیوں ——— ؟

پاکیشیا سیکرٹ سروس بلیک تھنڈر کے اے سیکشن کے خلاف جب حرکت میں آئی تو اس قدر ہنگامہ خیز اور جان لیوا جدوجہد کا آغاز ہو گیا جس کا انجام حیرت انگیز تھا۔

وہ لمحہ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو گولیوں سے بھون ڈالا گیا اور ان کی موت کی باقاعدہ تصدیق کر لی گئی۔ کیا واقعی عمران اور اس کے ساتھی بلیک تھنڈر کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے۔ یا ——— ؟

وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کی زندگی کی طرف سے مکمل مایوسی کا اعلان کر دیا گیا۔

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بلیک تھنڈر کے اے سیکشن کے مقابل مکمل طور پر شکست سے دوچار ہو گئے۔ یا ——— ؟

مسلسل اور جان لیوا جدوجہد ═══ انتہائی خوفناک اور ہنگامہ خیز ٹکراؤ

═══ ایک ایسی کہانی جس کی ہر سطر ہنگاموں سے پر ہے ═══

() تیز رفتار ایکشن بے پناہ سسپنس اور لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے ہنگامہ خیز واقعات ()

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی منفرد موضوع پر بنی دلچسپ کہانی

کاٹن سیڈ

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

مکمل ناول

کاٹن سیڈ کپاس کا بیج جسے اسرائیل پاکیشیا کی مکمل تباہی و بربادی کے لئے استعمال کرنا چاہتا تھا۔ کیا ایسا ممکن بھی تھا۔ یا ——— ؟

کاٹن سیڈ ایکریمین کمپنی کا ایسا کاٹن سیڈ جسے ملکی و غیر ملکی زرعی ماہرین نے پاکیشیا کی معیشت کے لئے نیک فال قرار دے دیا۔ کیا واقعی ایسا تھا ——— ؟

کاٹن سیڈ جسے پاکیشیائی زرعی ماہرین اور سائنسدانوں نے بھی ہر لحاظ سے چیک کر کے "او کے" قرار دے دیا مگر کیا یہ واقعی "او کے" تھا ——— ؟

وہ لمحہ جب عمران کو پہلی بار معلوم ہوا کہ اسرائیلی سازش کس قدر خوفناک ہے اور پاکیشیا کا عبرتناک حشر ہونے والا ہے۔ پھر کیا ہوا ——— ؟

کیا کاٹن سیڈ سے پاکیشیا کی تباہی و بربادی کو روکا بھی جا سکتا تھا۔ یا نہیں ——— ؟

وہ لمحہ جب اسرائیلی سازش کامیاب بھی ہو گئی اور پاکیشیائی ماہرین اور سیکرٹ سروس کو اس کا ادراک بھی نہ ہو سکا۔ کیوں ——— ؟

کیا واقعی کپاس کے عام بیج کی کاشت سے ملک کو تباہ و برباد کیا جا سکتا تھا ——— ؟

ایک انتہائی دلچسپ حیرت انگیز اور قطعی منفرد موضوع پر لکھی گئی ایسی کہانی جو پہلی بار صفحہ قرطاس پر ابھری ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

کیپیٹل ایجنسی

مصنف مظہر کلیم ایم اے

\\\\\\\\ کیپیٹل ایجنسی ////////

ایکریمیا کی ایک ٹاپ ایجنسی جس کے سپر ٹاپ ایجنٹس نے پاکیشیا میں حیرت انگیز طور پر اپنا مشن مکمل کر لیا اور سیکرٹ سروس منہ دیکھتی رہ گئی۔

\\\\\\\\ کیپیٹل ایجنسی ////////

جس کے ٹاپ سپر ایجنٹس جان کلے اور سوزین کی کارکردگی کے سامنے عمران اور اس کے ساتھی زیرو ہو کر رہ گئے۔

\\\\\\\\ وہ لمحہ جب ////////

جولیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر پاکیشیا سے چلی گئی۔ کیا واقعی۔ پھر کیا ہوا؟

\\\\\\\\ وہ لمحہ جب ////////

کیپیٹل ایجنسی کے مقابلے پر عمران دو ٹیمیں لے کر ایکریمیا پہنچ گیا۔ ایک ٹیم میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس تھی اور دوسری ٹیم میں ٹائیگر' جوزف اور جوانا شامل تھے۔

\\\\\\\\ وہ لمحہ جب ////////

ٹائیگر' جوزف اور جوانا کی ٹیم نے حیرت انگیز کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔

\\\\\\\\ وہ لمحہ جب ////////

جوانا نے ایکریمیا کے ایک خوفناک سینڈیکیٹ کے خوفناک غنڈوں اور بدمعاشوں کا قتل عام کر دیا۔ کیسے اور کس طرح؟

\\\\\\\\ وہ لمحہ جب ////////

عمران اور اس کے ساتھی' ٹائیگر اور جوانا سب یقینی موت کے پنجے میں بری طرح پھنس گئے اور عمران جیسے شخص نے بھی آنکھیں بند کر کے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا لیکن پھر اچانک صورتحال بدل گئی۔ کیوں؟

\\\\\\\\ وہ لمحہ جب ////////

جوزف نے عمران اور اس کے تمام ساتھیوں کو یقینی موت سے باہر کھینچ لیا۔ کیسے؟

\\\\\\\\ وہ لمحہ جب ////////

عمران نے کھل کر جوزف کی کارکردگی کی تعریف کی اور ساری ٹیم جوزف کے گن گانے لگی۔ کیوں؟

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے مشن میں کامیاب ہو سکی۔ یا؟

تیز رفتار ایکشن اور لمحہ بہ لمحہ برپا ہونے والے ہنگاموں سے بھرپور ایک ایسا ایڈونچر جو مدتوں قارئین کے حافظے میں محفوظ رہے گا

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے رکن خاور کی دلیرانہ

جدوجہد پر مبنی انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

مکمل ناول

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

پرنس شاما

پرنس شاما — ایک افریقی ملک کا سربراہ جس نے اسرائیل کی شہ پر پاکیشیا میں اپنے ہمسایہ ملک کے سربراہ کے خلاف بھیانک سازش تیار کی۔

پرنس شاما — جس نے اس سازش کی تکمیل کے لئے انتہائی خوفناک سینڈیکیٹ اور ایک مجرم ایجنسی بلیک کارڈز کی خدمات حاصل کر لیں۔

خاور — جسے چیف ایکسٹو نے اکیلا فاگو سینڈیکیٹ اور بلیک کارڈز کے خلاف مشن پر بھیج دیا۔ کیا خاور چیف کے اس اعتماد پر پورا اتر سکا۔ یا نہیں......؟

خاور — جس نے تن تنہا اپنی خوفناک جدوجہد اور بے پناہ دلیری کی بنا پر اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کر دیا۔

پرنس شاما — جسے ہلاک کرنے کی بجائے عمران زندہ چھوڑ کر واپس آ گیا۔ کیوں؟

کیا خاور کو کریڈٹ نہ دینے کی وجہ سے عمران نے پاکیشیا کا مشن ادھورا چھوڑ دیا۔ یا......؟

انتہائی حیرت انگیز واقعات پر مبنی ایکشن اور ہنگاموں سے بھرپور کہانی

عمران سیریز میں ایک نئی اور انتہائی حیرت انگیز کہانی

مکمل ناول

مصنف

ظہیر احمد

پاکیشیا مشن

ریڈ وولف ایک سفاک اور انتہائی خطرناک مجرم۔ جسے اسرائیل اور کافرستان نے پاکیشیا مشن کے لئے ہائر کیا تھا۔

پاکیشیا مشن ایک ایسا خوفناک مشن جس سے پاکیشیا کی سالمیت اور بقا خطرے میں پڑ گئی تھی۔ پاکیشیا مشن کیا تھا؟

ریڈ وولف جس کی آنکھوں میں ایک پراسرار خوفناک چمک تھی۔

ریڈ وولف جس کی تلاش میں پوری سیکرٹ سروس میدان میں کود پڑی تھی۔

وہ لمحہ جب عمران کو ایک خطرناک غنڈے کا روپ دھارنا پڑا اور اس کی غلطی کی وجہ سے جوزف موت کی آغوش میں جا پہنچا۔

وہ لمحہ جب ریڈ وولف نے سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں کو اپنا غلام بنا لیا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس جس نے ایکسٹو کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا اور دانش منزل میں جا کر ایکسٹو کو ہلاک کرنے کی دھمکی دے دی۔ کیا واقعی سیکرٹ سروس کے ارکان باغی ہو گئے تھے۔ یا؟

* ریڈ وولف اور عمران کا خوفناک ٹکراؤ۔ ایک ایسی جنگ جس میں ایک کی جیت دوسرے کے لئے موت کا پیغام تھی

عمران سیریز میں ایک نیا اور اچھوتا ناول

مکمل ناول

مصنف
ظہیر احمد

آپریشن ہائی رسک

تھنڈر فلیش کافرستان کے سائنسدان کی نئی ایجاد۔

تھنڈر فلیش جس کی مدد سے پاکیشیا کو مکمل طور پر تباہ کرنے کا منصوبہ بنالیا گیا۔

تھنڈر فلیش جس سے پاکیشیا کو تباہ کرنے کی ایکریمیا نے بھی منظوری دے دی۔

ریڈ سٹار دہشت گردوں کی ایک خوفناک تنظیم جس نے پاکیشیا کے دارالحکومت میں ہر طرف تباہی پھیلا دی۔

ریڈ سٹار جس کے چھ ممبر تھے۔ ایک سے بڑھ کر ایک ظالم' سفاک اور بے رحم درندے جو انسانوں کو مکھیوں اور مچھروں کی طرح ہلاک کر دیتے تھے۔

کرنل وجے ملہوترا کافرستان کی سیکرٹ سروس کا نیا سربراہ جو عمران کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتا تھا۔

کرنل وجے ملہوترا جس نے اپنے صدر کا بھی حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ کیوں؟

عمران جو پاکیشیا کے پندرہ کروڑ عوام کو بچانے کے لئے دیوانہ وار ایک فائٹر طیارہ لے کر کافرستان پہنچ گیا۔

وہ لمحہ جب درجنوں جنگی طیارے عمران کے طیارے پر میزائلوں سے حملے کر رہے تھے

ایک نیا' انوکھا اور اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور شاہکار ناول

اشرف بک ڈپو پاک گیٹ ملتان